

قرآن کے بعد دنیا کی
معتبر ترین کتاب سے
منتخب دلچسپ واقعات
کا مجموعہ

صحیح بخاری شریف کے منتخب واقعات



جمع و تدوین: **شیخ ابو یاسر**

نظر ثانی: **مولانا عبدالغفار محمد**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے بعد دنیا کی معتبر ترین
کتاب سے منتخب دلچسپ
واقعات کا مجموعہ



صحیح بخاری شریف کے

منتخب واقعات

جمع و تدوین
اشیخ ابویاسر

نظر ثانی

مولانا عبدالغفار محمدي



COPY RIGHT (All rights reserved)

Exclusive rights by Noman Kitab Khana
this publication may be translated, reproduced
or its contents stored in a data processing
system without permission of the publisher

حق سٹیٹ
آرڈو بازار لاہور
7321865

نعمانی کتب خانہ



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kutubkhana.com



243.9
ا - و - ص

جملہ حقوق بحق مولف و ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

صحیح بخاری سنہ ۱۰۰۰ھ

اشیخ ابویاسر

مجموعہ تصانیف

مولانا عبدالحق صاحب دہلی

تقرآن

عبدالقدوس

مجموعہ تصانیف

جنوری ۲۰۰۷ء

مجموعہ تصانیف

ایس ٹی این پرنٹرز لاہور

مجموعہ تصانیف

مولف و ناشر

مجموعہ تصانیف

COPY RIGHT (All rights reserved)

Exclusive rights by Noman Kutab Khana, Lahore, Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system without the prior written permission of the publisher.

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore, Pakistan. Tel: 3243300

E-Mail: nomania2000@yahoo.com

... ۹۹ ہے ماقول کا نام - لاہور

157



شرع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست

اللہ عظیم و برتر ہے

- کائنات کو پیدا کرنے والا اور چلانے والا اللہ ہے: ۴۵
- وہ سب کچھ جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے: ۴۶
- اللہ کے سامنے فرشتے، نبی اور ولی سب بے کمال ہیں: ۴۷
- کیا نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا: ۴۸
- اللہ تعالیٰ کافر کو منہ کے بل چلائے گا: ۴۹
- بیماری اللہ کے حکم سے لگتی ہے: ۴۹
- قسم کے لائق اللہ کی ذات ہے: ۵۰
- قیامت میں ابراہیم علیہ السلام کا والد جہنم میں: ۵۰
- تشہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر سلام بھیجتے تھے: ۵۱
- بارش ستارے نہیں اللہ برساتا ہے: ۵۲
- نبی ﷺ سورج گرہن ہونے پر گھبرا گئے اور لمبی نماز پڑھی: ۵۲
- کسی کو یقین سے جنتی نہ کہا جائے: ۵۳
- جنگ خندق میں فرشتے بھی شامل تھے: ۵۳
- آپ ﷺ نے کافروں آگ میں جلانے کا حکم دیا: ۵۳
- عبداللہ بن ابی جہنی ہما سے سفارش نبوی کام نہ آئی: ۵۳
- آپ ﷺ کا نواسہ فوت ہو گیا آپ اللہ کی رضا پر راضی ہو گئے: ۵۵
- آپ ﷺ اپنی بیٹی کی قبر پر روئے: ۵۶

- حضرت جعفر اور زید بن حارثہ کی شہادت پر آپ ﷺ روئے: ۵۶.....
- آپ ﷺ کے بیٹے کا انتقال اور اللہ کی رضا پر رضا مندی: ۵۷.....
- کوشش کے باوجود ابوطالب کی موت کفر پر: ۵۷.....
- نبی ﷺ مختار کل نہیں ہیں: ۵۸.....
- نبی ﷺ سوئے رہے اور سورج نکل آیا: ۵۹.....
- عذاب الہی کی مختلف صورتیں: ۵۹.....
- جنات آسمان کی خبریں چرا لیتے ہیں: ۶۰.....
- آپ ﷺ نے شہد کو حرام کر دیا اللہ نے قرآن اتار دیا: ۶۱.....
- عائشہ اور نبی ﷺ دونوں بیک وقت سرور میں مبتلا ہو گئے: ۶۲.....
- مگرہن کی نماز کے بعد خطبہ: ۶۲.....
- آپ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے: ۶۳.....

رحمت الہی بے بہا اور بہت وسیع ہے

- لوگوں کو معاف کرنے والے ایک گناہ گار کو معاف فرما دیا: ۶۵.....
- آگ میں جلانے کا حکم دے دیا: ۶۵.....
- سوانسوں کا قاتل بخش دیا گیا: ۶۶.....
- اللہ کی رحمت کے سوجھے ہیں: ۶۶.....
- اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحمت کرنا کسی اور پر نہیں: ۶۷.....
- اللہ تعالیٰ بہت صبر والا ہے: ۶۷.....
- اللہ رات کے آخری حصے میں آواز لگاتا ہے: ۶۸.....
- اللہ تعالیٰ سے اصرار کے ساتھ دعا کی جائے: ۶۸.....
- اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرنے پر بھی نیکی دیتا ہے: ۶۸.....

- اللہ اپنے بندے کو بخشا چلا جاتا ہے: ۶۹
- کتے کو پانی پلانے والی عورت بخش دی گئی: ۶۹
- سب سے آخر میں جنت میں جانے والا شخص: ۶۹
- باپ کا صدقہ بیٹے کو مل گیا: ۷۲
- کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا: ۷۲
- اللہ مومن کو اپنی رحمت سے معاف فرمادے گا: ۷۳
- موت کو ذبح کر دیا جائے گا: ۷۳
- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے: ۷۴
- کوئی شخص عملوں کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جائیگا: ۷۴
- مومن اللہ کی بے پناہ رحمت کو دیکھ کر اللہ سے ملنا چاہتا ہے: ۷۵

جنت کے نظارے و دوزخ کی رسوائیاں

- کامیاب صرف جنتی ہوگا: ۷۶
- جنت نیک عمل کرنے والوں کو ہی ملے گی: ۷۶
- جنت کی عظیم نعمتوں کا بیان قرآن کی روشنی میں: ۷۷
- جہنم کا عذاب قرآن پاک کی روشنی میں: ۷۹
- جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ احادیث کی روشنی میں: ۸۰
- ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے: ۸۱
- جنت کی نعمتوں کا بیان: ۸۲
- جہنم میں کون جائیں گے؟ احادیث کی روشنی میں: ۸۵
- جہنم میں کیا کیا عذاب ہوں گے احادیث کی روشنی میں: ۸۶
- آدم علیہ السلام سب سے پہلے جنتی تھا: ۸۷

- جنسی شخص کھیتی کاشت کرے گا: ۸۷
- جنت و دوزخ کی شکایت: ۸۸
- عذاب قبر حق ہے: ۸۹
- قبر کے عذاب کے بعد قیامت کے دن غیر اللہ کے پجاری جہنم میں جائیگے: ۹۳

سیرت النبی ﷺ کے بے مثال پہلو

اللہ کے نبی ﷺ بشر تھے.....!

- نبی ﷺ غسل جنابت کرنا بھول گئے: ۹۶
- نبی ﷺ نماز میں بھول گئے: ۹۶
- نبی ﷺ پہلا تشہد بھول گئے: ۹۷
- آپ ﷺ بھول گئے: ۹۸

آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے درخشاں پہلو

- آپ ﷺ کا بچپن اور جوانی بھی پاکیزہ تھیں: ۹۹
- نبی ﷺ سیت ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں: ۹۹
- آپ ﷺ اپنی بیوی کو گھر تک چھوڑنے گئے: ۱۰۰

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور حسن کا تذکرہ

- نبی ﷺ کا جسم مبارک ملائم و نازک اور خوشبودار تھا: ۱۰۱
- نبی ﷺ کا پینہ مبارک ایک عمدہ خوشبو تھی: ۱۰۱
- نبی ﷺ نے سرخ لباس پہنا تھا: ۱۰۱
- نبی ﷺ کے بال نظر بد کا علاج: ۱۰۲

آپ ﷺ کی پیش گوئیاں

- مال کی کسادگی تباہی کا باعث ہوتا ہے: ۱۰۳
- کفار جزیرہ نہیں دیں گے: ۱۰۴
- حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی: ۱۰۴

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہو گئی

- دنیا کی بادشاہت کی پیش گوئی: ۱۰۶
- امن اور فراوانی کی پیشین گوئی: ۱۰۶
- آندھی آنے کی پیشین گوئی: ۱۰۷
- فتنوں کی پیش گوئی: ۱۰۸
- ہر آنے والا دن پہلے سے بدتر ہوگا: ۱۰۸
- عراق میں فتنے برپا ہوں گے: ۱۰۹
- ارض حجاز سے آگ اٹھے گی: ۱۰۹
- لیلة القدر کی رات بارش ہوگی: ۱۰۹
- آپ ﷺ نے خیبر کے یہود کی جلاوطنی کی پیش گوئی کی تھی: ۱۱۰
- بدر میں کفار کے کھٹکے کھا جانے کی پیش گوئی: ۱۱۱
- بحری بیڑے میں جہاد کرنے اور قسطنطنیہ کی فتح کی پیش گوئی: ۱۱۲
- ام حرام سمندری جہاز میں شریک ہوئی تھیں: ۱۱۲
- جنگ موتہ میں امراء لشکر کی شہادت کی خبر: ۱۱۳
- بے ایمان لوگ قشاہ آیات کو لیتے ہیں: ۱۱۳
- خوارج کثرت سے عمل کرتے ہیں لیکن فضول: ۱۱۴

- امانت اور دیانت کا زوال ہو جائے گا: ۱۱۴
- چند پیشین گوئیاں: ۱۱۵
- سورج مغرب سے طلوع ہوگا: ۱۱۶
- سو برس تک یہ دور ختم ہو جائے گا: ۱۱۷
- دجال کا تذکرہ: ۱۱۷
- لشکر دھنس جانے کی پیش گوئی: ۱۱۸

معجزات

- مشکیزوں کا پانی بڑھ گیا: ۱۱۹
- قصہ معراج: ۱۲۱
- سخت چٹان آپ ﷺ کی چوٹ سے ریزہ ریزہ: ۱۲۳
- آپ ﷺ کے سامنے بیت المقدس: ۱۲۵

غیر مسلموں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تصدیق

- ورقہ بن نوفل سے آپ ﷺ کی تصدیق: ۱۲۶
- ہرقل نے نبوت محمد ﷺ کی تصدیق کر دی: ۱۲۸
- عبداللہ بن سلام ؓ نے نبی ﷺ سے تین سوال کیے اور مسلمان ہو گئے: ۱۳۲
- یہودی عالم نے اسلامی عقیدے کی تصدیق کی: ۱۳۳

فضائل النبی ﷺ

- نبی ﷺ کی صفات تورات میں: ۱۳۵
- قبر میں آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے: ۱۳۵
- فضول سوالات کرنے پر نبی ﷺ کی ناراضگی: ۱۳۶

صحیح بخاری کے صحیح اور منتخب واقعات کا مجموعہ

- آپ ﷺ نے جنت دوزخ دیکھی: ۱۳۷
- آپ ﷺ کا دل جاگتا تھا: ۱۳۸
- نبی ﷺ کا ایک اہم خواب اور آپ کا مقام: ۱۳۸
- نبی ﷺ پر وحی کے نزول کی حالت کا نظارہ: ۱۳۹
- آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو: ۱۴۱
- ابوالقاسم کنیت رکھنا ممنوع ہو گیا: ۱۴۱
- یہود کا آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال: ۱۴۲
- حضرت نوح علیہ السلام کی امت قیامت کے دن جھوٹ بولے گی: ۱۴۲
- آپ ﷺ قیامت میں سفارش کریں گے: ۱۴۳
- نبی ﷺ کا ایک نسخہ شہد پلانے سے مریض ٹھیک ہو گیا: ۱۴۵

آپ ﷺ پوری امت سے شفقت کرتے تھے

- نبی ﷺ نے اپنی امت کی سفارش کی وجہ سے دنیا میں اپنی مخصوص دعا نہ مانگی: ۱۴۷
- آپ ﷺ امت کی بھلائی کے لئے پریشان رہتے تھے: ۱۴۷
- قیامت کے دن سفارش محمدی کی برکات: ۱۴۸
- قبر کا عذاب پانے والوں کے لئے سفارش: ۱۴۸
- یہودی لڑکا مسلمان ہو گیا: ۱۴۹
- نبی ﷺ کی مہربانیت سے بچہ کھیتا رہا: ۱۵۰
- زکوٰۃ دینے والے کو نبی ﷺ دعا دیا کرتے تھے: ۱۵۰
- روزہ توڑنے والے کا کفارہ آپ ﷺ نے ادا کرا دیا: ۱۵۰
- نبی ﷺ نے صحابہ کرام میں چادریں تقسیم کیں: ۱۵۱
- نبی کریم ﷺ نے ام خالد کو دعا دی: ۱۵۱

- ۱۵۲ آپ ﷺ نے یہودی کی بیٹی حضرت صفیہ کو زوجہ بنالیا:
- ۱۵۲ نبی ﷺ کی شفقت اور صحابہ کی اتباع:
- ۱۵۳ مسلمان کی امان کا احترام:
- ۱۵۳ آپ ﷺ نرم دل تھے:
- ۱۵۳ آپ ﷺ نے صحابی کے گھر میں نماز چاشت پڑھی:
- ۱۵۳ آپ ﷺ امت کی آسانی کا جذبہ رکھتے تھے؟:
- ۱۵۵ نبی ﷺ کی شفقت اور آپ ﷺ نے قیدی واپس کر دیے:
- ۱۵۵ خیر کی فتح:

نبی ﷺ کے انصاف کے چند نمونے

- ۱۵۷ مرتدین کو دھوپ میں ڈال دیا:
- ۱۵۸ آپ ﷺ نے اپنا جوڑا اعرابی کو دے دیا:
- ۱۵۸ آپ ﷺ کی ایک بیوی نے دوسری بیوی کا پیالہ توڑ دیا:
- ۱۵۸ آپ ﷺ بیویوں میں انصاف کرتے تھے:
- ۱۵۹ لڑکی کے قاتل یہودی کو قصاص میں قتل کرا دیا:

آپ ﷺ کی سخاوت کے نمونے

- ۱۶۰ آپ ﷺ کو سونے نے پریشان کر دیا:
- ۱۶۰ نبی ﷺ نے سوالی کا سوال رد نہ کیا چادر اسے دی دے:
- ۱۶۱ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوٰۃ نبی ﷺ کے ذمے:
- ۱۶۱ آپ ﷺ نے اپنے پاس موجود تمام مال خرچ کر دیا:
- ۱۶۲ آپ ﷺ نے اعراب کو مال دیا:

- آپ ﷺ نے اشعریوں کو اونٹ عطا کئے: ۱۶۲
- مالِ حجابی کا باعث ہوتا ہے: ۱۶۳
- آپ ﷺ جنگ بدر میں مطعم بن عدی کو یاد فرمایا: ۱۶۵

آپ ﷺ کی بہادری بے مثال تھی

- نبی ﷺ حنین میں کفار کے سامنے ڈٹے رہے: ۱۶۶

آپ ﷺ کی عبادت بے مثال تھی

- نماز میں خشوع خضوع ہوتا تھا: ۱۶۸
- تہجد میں آپ ﷺ کے قدم پھول جایا کرتے تھے: ۱۶۹
- نبی ﷺ نے اعکافِ مؤخر کر دیا: ۱۶۹
- آپ ﷺ نے حج اور چار عمرے کیے: ۱۶۹

آپ ﷺ صبر کا مظاہرہ کیا کرتے تھے

- نبی ﷺ کی زندگی کا مشکل ترین دن: ۱۷۱
- ایک خارجی کا آپ ﷺ پر اعتراض اور آپ ﷺ کا صبر کا مظاہرہ کرنا: ۱۷۲
- زینب کے ویسے کے موقع پر پردے کا حکم ہوا: ۱۷۲

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی معاشی سبکی کا بیان

- نبی ﷺ اور صحابہ کی سبکی رزق: ۱۷۳
- آپ ﷺ کی بھوک کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے دعوت دی: ۱۷۳
- آپ ﷺ کے گھر میں دو دو ماہ چولہا نہیں جلتا تھا: ۱۷۵
- نبی ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے: ۱۷۵
- نبی ﷺ کی زکوٰۃ ایک ہمدرد کے پاس گروی نہ دیا: ۱۷۵



- صحابی کو چربی کی قھیلی ملی بہت خوش ہوئے: ۱۷۶
- صحابہ کرام چغندر کا ساں خوش ہو کر کھاتے تھے: ۱۷۶
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غربت کا حال: ۱۷۶
- خاوند پر صدقہ کرنا: ۱۷۷
- ذات الرقاع مشکل ترین جنگ: ۱۷۷

دعا کی قبولیت

- ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی: ۱۷۸
- نبی ﷺ کی دعا سے صحابی رضی اللہ عنہ کو تجارت یمن بہت زیادہ نفع: ۱۷۹
- قبیلہ دوس کے لیے نبی ﷺ کی دعا: ۱۸۰
- جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہترین گھڑ سوار بن گئے: ۱۸۰
- کفار مکہ کو دھویں کے عذاب کا سامنا: ۱۸۱
- نبی ﷺ کی بد دعا سے مکہ میں قحط: ۱۸۳
- آپ ﷺ نے دعا کی تو مرگی کی مریضہ کا ستر نہیں کھلتا تھا: ۱۸۳

آپ ﷺ زندگی میں سادگی اپناتے تھے

- نبی ﷺ نے نرم زمیں سے پیلا: ۱۸۵
- صحابی کے گھر میں نعل نماز کی جماعت جا کر کرائی: ۱۸۵
- مسجد نبوی مکی تھی: ۱۸۶
- سرکش جن کو نبی ﷺ نے چھوڑ دیا: ۱۸۶
- نبی ﷺ دوسرے انبیاء سے زیادہ بہتر سوچ والے تھے: ۱۸۶
- آپ ﷺ نے انصاری کے پاس باسی پانی ملا دودھ پیلا: ۱۸۷

آپ ﷺ اپنے دشمنوں کو معافی دے دیا کرتے تھے

- یہود نے بکری میں زہر ملا دیا آپ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا: ۱۸۸.....
- نبی ﷺ پر جادو کیا گیا: ۱۸۹.....
- آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمن کو معاف کر دیا: ۱۹۰.....
- آپ ﷺ نے گستاخی کرنے والی خاتون کو معاف کر دیا: ۱۹۱.....
- ایک قرض خواہ کی آپ ﷺ سے بد اخلاقی: ۱۹۱.....
- آپ ﷺ کی گردن میں اعرابی نے چادر ڈال دی: ۱۹۲.....
- آپ ﷺ سے یہود نے دھوکہ کیا تو آپ ﷺ نے جلا وطن کر دیا: ۱۹۲.....
- فتح مکہ کے دن مسلمانوں کا لشکر ابوسفیان کے سامنے: ۱۹۲.....
- ثمامہ بن اثال کی گرفتاری اور ان کا اسلام لانا: ۱۹۳.....
- نبی ﷺ عبد اللہ بن ابی کی مجلس میں گئے اس نے بد اخلاقی کی: ۱۹۵.....
- مکہ والوں نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا: ۱۹۷.....
- صلح حدیبیہ کا غمناک واقعہ: ۱۹۸.....

اصلاح معاشرہ کی کوشش

- کوئی شخص قبلے کی طرف منہ کر کے نہ تھو کے: ۲۰۸.....
- علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ناراض ہو گئے: ۲۰۸.....
- اپنی امت کو خیانت سے ڈرایا: ۲۰۹.....
- امام مقتدیوں کا خیال رکھے: ۲۰۹.....
- آپ ﷺ نے اجنبی عورت کو دیکھنے سے منع فرما دیا: ۲۱۰.....
- کچا باغ پینا ممنوع قرار دیا: ۲۱۱.....
- عہدہ کی لالچ غموم چیز ہے: ۲۱۱.....

- ۲۱۱..... اچھی کھجور کا ٹھٹھا کھجور سے سودا:
- ۲۱۲..... راستے پر مجلس لگانے سے منع فرمایا:
- ۲۱۲..... دو شخصوں کے درمیان نبی ﷺ نے صلح کرا دی:
- ۲۱۳..... انصار نے آپ ﷺ پر اعتراض کیا:
- ۲۱۴..... نبی ﷺ نے حد لگائے ہوئے شخص کو بدو عادیجے سے منع کر دیا:
- ۲۱۵..... مال فائدہ بھی دیتا ہے اور ہلاک بھی کرتا ہے:
- ۲۱۵..... آپ ﷺ نے سبے نیاز صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف کی:

تذکرہ وفات النبی ﷺ

- ۲۱۷..... آپ کو زبردستی دوائی پلائی گئی:
- ۲۱۷..... علی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کی خیریت پوچھی گئی:
- ۲۱۸..... آپ ﷺ کی موت شدید تھی:
- ۲۱۸..... آپ ﷺ کو مرض الموت میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے دم کیا:
- ۲۱۹..... آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت کی تھی؟
- ۲۲۰..... مرض الموت میں ازواج مطہرات کو مٹکیں بھر لانے کا حکم:
- ۲۲۰..... آپ ﷺ کے آخری کلمات:
- ۲۲۲..... آپ ﷺ کا ورثہ کیا تھا:

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

- ۲۲۳..... صحابہ کرام مزدوری کر کے مدد کیا کرتے تھے:
- ۲۲۳..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ افضل زمانہ ہے:
- ۲۲۳..... صحابہ رضی اللہ عنہم کا عبادت میں حرص:
- ۲۲۳..... سمندر کے کنارے پر ایک بیوی بچلی:

- قرآنی آیات پر خوف الہی: ۲۲۵
- فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ: ۲۲۵
- حضرت ابو بکر اور زبیر رضی اللہ عنہما احد کے دن کفار کے تعاقب میں گئے: ۲۲۵
- نبی ﷺ اور ابو بکر اطاعت کے قابل ہستیاں ہیں: ۲۲۶
- ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا خطبہ سن کر رونے لگے: ۲۲۶
- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نبی ﷺ پر بے شمار احسانات تھے: ۲۲۷
- ابو بکر کے گھر کھانا بڑھ گیا: ۲۲۷
- مرض الموت میں حضرت ابو بکر کی امامت کا حکم: ۲۲۹
- ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا: ۲۳۰
- نبی ﷺ کے وعدے کا پاس: ۲۳۱
- زکاۃ کا منکر کافر ہے صحابہ نے منکرین زکاۃ سے جنگ کی تھی: ۲۳۱
- ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پختہ ایمان والے تھے: ۲۳۲
- ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے رازدان صحابی تھے: ۲۳۳
- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا: ۲۳۳
- ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل تھے: ۲۳۳
- حضرت ابو بکر ہر نیکی میں سبقت لے جایا کرتے تھے: ۲۳۳
- نبی ﷺ کی وفات پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور سقیفہ بنو ساعدہ: ۲۳۵
- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا دھڑ تقسیم کر دیا: ۲۳۷
- حضرت ابو بکر کا جرأت مندانہ فیصلہ: ۲۳۹
- اہل اللہ کے ہاں سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے: ۲۴۰
- نبی ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے: ۲۴۱
- حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دنیا سے نہیں بلکہ نبی ﷺ سے محبت تھی: ۲۴۱

- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو عقبہ کے ہاتھوں سے چمڑا دیا: ۲۳۱
- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پرانے کپڑوں میں کفن دینے کا حکم دیا: ۲۳۲
- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شروع سے ہی نبی ﷺ کی نبوت کو تسلیم کر لیا تھا: ۲۳۲
- فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ۲۳۳
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر لوگوں کا غصہ: ۲۳۳
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل دین والے صحابی ہیں: ۲۳۳
- عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی: ۲۳۳
- عمر رضی اللہ عنہ کی دینی تعلیم میں ہاری مقرر کرنا: ۲۳۵
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر پردے کا حکم اترنا: ۲۳۵
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باتیں وحی بن کر نازل ہوئیں: ۲۳۶
- کسریٰ پر حملہ عمر رضی اللہ عنہ نے کروا دیا: ۲۳۶
- جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل: ۲۳۷
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مال لینے میں بے نیازی: ۲۳۸
- عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لیے گھوڑا دے دیا: ۲۳۸
- کعبہ میں اعکاف کی نذر: ۲۳۸
- عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی: ۲۳۹
- اپنے بیٹے کا وظیفہ مہاجرین سے کم مقرر کیا: ۲۳۹
- عمر رضی اللہ عنہ نے غرباء کا خیال رکھنے کی نصیحت کی: ۲۵۰
- عمر رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ کہیں میرے خلاف قرآن نہ نازل ہو جائے: ۲۵۰
- حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بیعت رضوان میں شریک تھے: ۲۵۱
- قرآن غلط پڑھنے پر عمر رضی اللہ عنہ کا جھگڑنا: ۲۵۱
- آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اب تیرا ایمان کامل ہوا ہے: ۲۵۲

- عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شریک لوگوں کی کیسے قدر کی: ۲۵۳
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ: ۲۵۳
- قرآنی آیت پر عمل کرنے کا عجیب و غریب نمونہ: ۲۵۸
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسلام کو عزت ملی: ۲۵۹
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے معتمد صحابی: ۲۵۹
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں سرخ نے ٹھونکیں ماریں: ۲۶۰
- شیطان بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوف کھاتا تھا: ۲۶۰
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ پست آواز سے کلام کرتے تھے: ۲۶۱
- حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر نبی ﷺ کو پورا اعتماد تھا: ۲۶۲
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کرتے تھے: ۲۶۲
- اپنی بیٹی حفصہ کو نبی ﷺ کے احترام کرنے کا حکم: ۲۶۲
- عبداللہ بن ابی منافق کی گردن اڑا دینے کا ارادہ: ۲۶۳
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمال تقویٰ: ۲۶۳
- عمر رضی اللہ عنہ نے امت کو اقتدار سے بچالیا: ۲۶۵
- فضائل عثمان رضی اللہ عنہ: ۲۷۰
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں: ۲۷۰
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن زید کو باندھ دیا کرتے تھے: ۲۷۰
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی: ۲۷۱
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایک حاسد کے اعتراضات: ۲۷۱
- ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کو بددعا دی: ۲۷۲
- فضائل علی رضی اللہ عنہ: ۲۷۳
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں می می پھونک دینے کا حکم: ۲۷۳

- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کا نام دیا گیا: ۲۷۳
- فضائل زبیر رضی اللہ عنہ: ۲۷۴
- جنگ جمل میں زبیر کی اپنے بیٹے عبد اللہ کو وصیت: ۲۷۴
- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے حواری تھے: ۲۷۷
- صحابہ کرام نبی رضی اللہ عنہ کا استعمال شدہ نیزہ تبر کا ابن زبیر سے لیتے رہے: ۲۷۷
- اسامہ کو نبی رضی اللہ عنہ نے سواری پر بٹھانا چاہا لیکن وہ شرماتے لگیں: ۲۷۸
- فضائل بلال رضی اللہ عنہ: ۲۷۸
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو بدر میں قتل کیا: ۲۷۸
- فضائل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: ۲۷۹
- بکبیر تحریرہ کے بعد کی مسنون دعا کے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سوال: ۲۷۹
- دینی تعلیم کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حرص: ۲۸۰
- نبی رضی اللہ عنہ کی سفارش کا مستحق شخص: ۲۸۱
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے غلام کو آزاد کر دیا: ۲۸۱
- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک کے باعث بے ہوش ہو گئے: ۲۸۲
- فضائل حسن رضی اللہ عنہ: ۲۸۲
- نبی رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت فرماتے تھے: ۲۸۲
- حضرت حسن رضی اللہ عنہ سردار ہیں: ۲۸۳
- حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دو جماعتوں کے درمیان صلح کیسے کرائی؟: ۲۸۳
- فضائل عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: ۲۸۴
- حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نقیب تھے: ۲۸۴
- فضائل مقداد رضی اللہ عنہ: ۲۸۵
- حضرت مقداد کے جرأت مندانہ کلمات: ۲۸۵

- ۲۸۵ فضائل حذیفہ رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۸۵ حضرت حذیفہ اور ان کے والد کی شہادت: ○
- ۲۸۶ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سونے کا برتن اٹھا کر پھینک دیا: ○
- ۲۸۶ فضائل ابن عباس رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۸۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا علم برتر تھا: ○
- ۲۸۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معافہ کیا: ○
- ۲۸۸ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شوق طلب علمی: ○
- ۲۸۸ فضائل خباب رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۸۸ حضرت خباب نے سونے کی انگوٹھی اتار دی: ○
- ۲۸۹ فضائل جابر رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۸۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے: ○
- ۲۹۰ فضائل ابن زبیر رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۹۰ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے حامی نہیں تھے: ○
- ۲۹۱ فضائل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۹۱ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام عرش پر: ○
- ۲۹۱ فضائل ابن مسعود رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۹۱ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر مہربوی: ○
- ۲۹۲ ابن مسعود کو ایک سوال کا جواب سمجھ نہ آیا: ○
- ۲۹۲ فضائل ابو ذر رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۹۲ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی مساوات: ○
- ۲۹۳ فضائل سعد رضی اللہ عنہ ❀
- ۲۹۳ حضرت سعد رضی اللہ عنہ باہر سے مدینہ پہنچے: ○

- کوئی شخص کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی: ۲۹۴
- حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ پر پہرہ دیا: ۲۹۵
- فضائل عمار رضی اللہ عنہ: ۲۹۵
- حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی: ۲۹۵
- فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: ۲۹۶
- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت: ۲۹۶
- یہود نے سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کر لیا: ۲۹۶
- فضائل اسیدہ عبادہ رضی اللہ عنہ: ۲۹۶
- دو صحابہ کے ساتھ دو چراغ: ۲۹۶
- فضائل ابن عمر رضی اللہ عنہ: ۲۹۷
- ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں حرص: ۲۹۷
- ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تہجد کی نماز ہمیشہ پڑھی: ۲۹۷
- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کچھداری: ۲۹۸
- ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا اور بھاگا ہوا غلام واپس مل گیا: ۲۹۸
- ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بیٹھ مہمان: ۲۹۹
- فضائل عباس رضی اللہ عنہ: ۲۹۹
- حضرت عباس کی دعا کا وسیلہ: ۲۹۹
- فضائل ابوقحادہ رضی اللہ عنہ: ۲۹۹
- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کیا: ۲۹۹
- فضائل ابوطحہ رضی اللہ عنہ: ۳۰۱
- ابوطحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا انتقال اور ام سلیم کے صبر کا مظاہرہ: ۳۰۱

- ایک مثالی صدقہ: ۳۰۱
- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فضیلت: ۳۰۲
- فضائل حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: ۳۰۳
- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کیا ہوا وعدہ ایفاء کیا: ۳۰۳
- فضائل عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: ۳۰۴
- شادی کرنے میں سادگی: ۳۰۴
- فضائل زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: ۳۰۵
- کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ٹانگ ٹوٹنے لگی: ۳۰۵
- فضائل سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: ۳۰۵
- سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ میں دوبار بیعت کی تھی: ۳۰۵
- اکیلے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ڈاکوؤں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا: ۳۰۶
- فضائل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: ۳۰۷
- جنگ احد میں فرشتے اترے سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھے تھے: ۳۰۷
- فضائل حمزہ رضی اللہ عنہ: ۳۰۷
- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: ۳۰۷
- فضائل عامر رضی اللہ عنہ: ۳۰۹
- حضرت عامر رضی اللہ عنہ افضل شہید ہوئے: ۳۰۹
- فضائل عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ: ۳۱۰
- عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ یمن میں امامت کراتے تھے: ۳۱۰
- فضائل ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: ۳۱۱
- حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت: ۳۱۱

- ۳۱۳ فضائل کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: ۳۱۳
- ۳۱۳ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے تبوک میں پیچھے رہ جانے کا دلچسپ واقعہ: ۳۱۳
- ۳۲۰ فضائل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: ۳۲۰
- ۳۲۰ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دین اور علم کے حصول میں مثال تھے: ۳۲۰
- ۳۲۰ فضائل زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: ۳۲۰
- ۳۲۰ عبداللہ بن ابی کی بدزبانی اور زید بن ارقم کی تصدیق اللہ نے کی: ۳۲۰
- ۳۲۱ فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: ۳۲۱
- ۳۲۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی اور سادگی: ۳۲۱
- ۳۲۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اور ان کی پاکیزگی کا اعلان: ۳۲۲
- ۳۲۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور غشی کا دورہ: ۳۲۸
- ۳۲۸ مروان نے عبدالرحمن بن ابی بکر کو گرفتار کرنا چاہا لیکن: ۳۲۸
- ۳۲۹ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی: ۳۲۹
- ۳۳۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دینی رغبت: ۳۳۰
- ۳۳۰ آیت حیم کا نزول عائشہ کی برکت: ۳۳۰
- ۳۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبریل کا سلام: ۳۳۱
- ۳۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی جہادی کھیل دکھایا کرتے تھے: ۳۳۱
- ۳۳۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسئلے کی تردید کی: ۳۳۲
- ۳۳۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ازواج مطہرات کا جھگڑا: ۳۳۲
- ۳۳۳ ازواج مطہرات نے ورثہ مانگنا چھوڑ دیا: ۳۳۳
- ۳۳۳ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کھاتے وقت بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چھوڑ دیتی تھیں: ۳۳۳
- ۳۳۵ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں تعریف کی: ۳۳۵



- ❖ فضائل خدیجہ ؓ: ۳۳۵
- حضرت خدیجہ ؓ سے نبی ﷺ کی محبت اور اللہ کے سلام: ۳۳۵
- ❖ فضائل ام المومنین زینب ؓ: ۳۳۷
- حضرت زینب ؓ بہت صدقہ کیا کرتی تھیں: ۳۳۷
- حضرت زینب ؓ کا نکاح عرش پر: ۳۳۷
- ❖ فضائل ام سلیم ؓ: ۳۳۸
- حق بات پوچھنے میں شرمانا نہیں چاہیے: ۳۳۸
- ❖ فضائل اسماء ؓ: ۳۳۸
- حضرت اسماء ؓ کو ذات لطائف کا لقب ملا: ۳۳۸
- صحابی ؓ نے جنت کے شوق میں کھجوریں پھینک دیں: ۳۳۹
- ❖ فضائل اہل بدر، اہل حدیبیہ و انصار و مہاجرین ؓ: ۳۳۹
- آپ ﷺ کی مرض الموت میں انصار کے لیے وصیت: ۳۳۹
- انصار نے مہاجرین پر سب کچھ نچھاور کر دیا: ۳۴۰
- انصار کو مہاجرین سے محبت: ۳۴۰
- بدری صحابہ اور بدری فرشتے افضل ہیں: ۳۴۰
- آپ ﷺ اور صحابہ ؓ حدیبیہ میں پہنچے: ۳۴۱
- حبشہ کی ہجرت کرنے والوں کی دو ہجرتیں ہوئیں: ۳۴۱
- اُحد کے شہداء کی تدفین میں قرآن کی وجہ سے فضیلت: ۳۴۲
- ❖ اہل یمن کی فضیلت: ۳۴۳
- یمن والوں نے آپ کی بشارت قبول کی: ۳۴۳

اتباع نبوی ﷺ

- صحابہ رضی اللہ عنہم نے حکم الہی پر شراب بہادی: ۳۳۵
- مشرکین کی منعقد کردہ بازاروں میں تجارت کرنے میں حرج: ۳۳۶
- صفامروہ کی سسی حج کا رکن ہے: ۳۳۶
- قیام والوں نے نماز میں قبلہ بدل لیا: ۳۳۶
- نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ اریس کے کنویں میں گر گئی: ۳۳۷
- رضاعی بہن سے نکاح نہیں ہوتا: ۳۳۸
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نبی ﷺ کی اتباع کے نمونے: ۳۳۸
- نبی ﷺ کے عبادت کیے ہوئے مقامات پر عبادت کرتے تھے: ۳۳۹
- سواری کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے: ۳۳۹
- جو کلمات نبی ﷺ نے سکھائے وہی کلمات قبول ہوں گے: ۳۳۹
- سانپ مارنے کا حکم: ۳۴۰
- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اتباع نبوی ﷺ کا حکم دیا: ۳۴۱
- نبی ﷺ والی جگہ پر سواری بٹھائی: ۳۴۱
- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمان نبوی پر اعتماد کرتے ہوئے اونٹ واپس نہ کیے: ۳۴۱
- ابن عمر رضی اللہ عنہما حج میں نبی کے نقش قدم پر: ۳۴۱
- دین میں اگر مگر جائز نہیں: ۳۴۲
- کمزور کو ہاتھ سے پکڑ کر ارکان حج ادا کرو: ۳۴۲
- امیر کی اطاعت کا حکم: ۳۴۲
- غلیفہ نے حجاج کو وصیت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرنا: ۳۴۳
- غسل کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے: ۳۴۳

- کعب بن علقمہ نے نبی ﷺ کے کہنے پر قرض معاف کر دیا: ۳۵۳
- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کے جواب کے خلاف جواب دیا: ۳۵۳
- ابو سعید نے نماز سے آگے گزرنے والے کو دھکا دیا: ۳۵۳
- عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث ملنے پر مجوس سے جزیہ لیا: ۳۵۵
- غصے والے شخص کو اعموذ باللہ پڑھنے کی ترغیب: ۳۵۵
- حی علی الصلاۃ کی بجائے الصلاۃ فی الرحال: ۳۵۶
- نماز اتباع نبوی کے بغیر برباد ہے: ۳۵۶
- نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ پیش کرتے ہیں: ۳۵۷
- سلام کے بعد بائیں طرف سے بھی گھوم سکتا ہے: ۳۵۷
- صحابہ نے آپ ﷺ کی اتباع میں پیاز نہ کھایا: ۳۵۸
- آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقے کا حکم دیا: ۳۵۸
- ریشمی لباس ممنوع ہے: ۳۵۸
- اذان کا جواب دینا مسنون ہے: ۳۵۹
- قربانی عید کی نماز کے بعد ہے: ۳۵۹
- مروان نے عید کا خطبہ پہلے دیا: ۳۶۰
- آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا کافر نے نہ کیا: ۳۶۱
- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سجدہ تلاوت کیا: ۳۶۱
- عثمان رضی اللہ عنہ نے قصر نماز ترک کر دی تو ان پر اعتراض ہوا: ۳۶۲
- نبی ﷺ نے علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو تہجد پڑھنے کا حکم دیا: ۳۶۲
- ایک عورت کا عبادت میں تکلف: ۳۶۳
- عصر کے بعد نفل نہیں ہیں: ۳۶۳

- آپ ﷺ سعد بن عبادہ کی مرض کی شدت کے باعث روئے: ۳۶۴
- ایک جنتی صحابی: ۳۶۴
- خاندہ پر صدقہ کیا جاسکتا ہے: ۳۶۵
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کی بیان کردہ حدیث پر اعتراض کر دیا: ۳۶۶
- کفار حج کے ایام میں عمرہ ناجائز جانتے تھے: ۳۶۷
- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حج تمتع کرنے کا حکم دیا: ۳۶۷
- مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا: ۳۶۸
- عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو مسجد میں جانے سے نہیں روکتے تھے: ۳۶۸
- عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا: ۳۶۸
- عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زمین کا فیصلہ کیا: ۳۶۹
- کعبہ کے طواف میں دوڑ لگانے کی حکمت: ۳۷۱
- عمر رضی اللہ عنہ نے دل کو ختم کر دینا چاہا: ۳۷۱
- آسمان چاند قروب ہوتے وقت مزدلفہ سے روانہ ہوئیں: ۳۷۲
- مزدلفہ سے روانگی کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمنا: ۳۷۲
- مزدلفہ کی طرف اندھیرے میں روانگی: ۳۷۲
- قربانی کے جانور پر سواری کرنے کا حکم: ۳۷۳
- نیت کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے: ۳۷۳
- آیت کے مفہوم میں صحابی رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو گئی: ۳۷۴
- روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے: ۳۷۴
- عبادت میں ابو ورواء رضی اللہ عنہ کا تکلف: ۳۷۵
- صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے: ۳۷۵

- ۳۷۶..... رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا: ○
- ۳۷۶..... حرامی بچے کا مستحق زانی نہیں ہوتا: ○
- ۳۷۷..... ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے ثبوت مانگ لیا: ○
- ۳۷۸..... صحابی رضی اللہ عنہ کدو سے محبت کیا کرتا تھا: ○
- ۳۷۸..... نبی ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اونٹ حقے میں دے دیا: ○
- ۳۷۸..... دینار کو دینار کے بدلے بیچنا جائز ہے: ○
- ۳۷۹..... اتباع نبوی کرتے ہوئے صحابی رضی اللہ عنہ نے مکان سے دام بچ دیے: ○
- ۳۷۹..... عورت کا ذبیحہ حلال ہے: ○
- ۳۷۹..... یہود کو جزیرۃ العرب اور خیبر سے نکال دیا گیا: ○
- ۳۸۰..... زمین کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ صحابی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لیا: ○
- ۳۸۰..... اونٹوں کو تقسیم کرنے سے پہلے ذبح کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا: ○
- ۳۸۱..... جو غلام آزاد کرے گا وہ بھی اس کا ہی ہوگا: ○
- ۳۸۲..... احد کے دن مسلمانوں سے نبی ﷺ کی نافرمانی اور ان کا نقصان: ○
- ۳۸۳..... عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لوطیوں کو چھوڑنے کا حکم دے دیا: ○
- ۳۸۳..... لشکر کے امیر نے آگ میں داخل ہونے کا حکم دے دیا: ○
- ۳۸۳..... طائف میں آپ ﷺ کی مرضی نہ مانی تو نقصان اٹھایا: ○
- ۳۸۵..... عراقی نے نبی ﷺ کی بشارت قبول نہ کی: ○
- ۳۸۶..... تلاوت اور روزوں میں میانہ روی عبادت میں صحابی کا تکلیف: ○
- ۳۸۶..... تین افراد نے نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھا: ○
- ۳۸۷..... عہد بوللا بیٹا اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہو گیا: ○
- ۳۸۸..... اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کروایا: ○

- مغیث رحمہ اللہ، برہہ رحمہ اللہ کے پیچھے رو رہے تھے: ۳۸۸
- عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو تلخینہ کھلاتی تھیں: ۳۸۹
- کنکریاں پھینکنے والے صحابی سے بایکاٹ: ۳۸۹
- حوض کوثر سے دور کئے گئے لوگ: ۳۹۰

فضائل اعمال

نیک اعمال

- اللہ کو زیادہ محبوب وہ دین (کا کام) ہے جو ہمیشہ جاری رہے: ۳۹۲
- مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت: ۳۹۲
- راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا اجر: ۳۹۳
- سوینی مجلس میں بیٹھنے کی فضیلت: ۳۹۳
- فرائض کو ادا کرنے کی فضیلت: ۳۹۳
- نفیس (محل) قیمت کے پانچواں حصہ) ادا کرنا ایمان کا جزو ہے: ۳۹۳
- با وضو ہو کر مسجد میں جانے سے ہر قدم پر گناہ معاف: ۳۹۵
- جمعہ کے دن ایک مبارک گھڑی: ۳۹۶
- سوتے وقت تسبیحات پڑھنا: ۳۹۶
- مسلمان کو دنیاوی تکلیف پر اجر ملتا ہے: ۳۹۷
- مومن کی زندگی تکالیف سے گزرتی ہے: ۳۹۷
- آنکھوں کے چھن جانے پر (مومن کو) جنت: ۳۹۸
- قیدیوں اور بیواؤں کی سرپرستی کرینے پر جنت: ۳۹۸
- صدقہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں: ۳۹۹

- ۳۹۹ نرہی اللہ کو پسند ہے:
- ۴۰۰ اچھے اخلاق والا انسان بہتر انسان ہوتا ہے:
- ۴۰۰ احوذ باللہ پڑھنے سے غصہ کا نور ہو جاتا ہے:
- ۴۰۱ نابالغ بچوں کا فوت ہو جانا والدین کے لیے اجر کا باعث:
- ۴۰۱ ”ربنا لک الحمد“ کی فضیلت:
- ۴۰۲ محرم کی میت کی فضیلت:
- ۴۰۲ نیک عمل کرنے کی کوشش کی جائے تقدیر پر بھروسہ نہ کیا جائے:
- ۴۰۳ نیک نام فحش کو جنت ملتی ہے:
- ۴۰۳ لڑکی کی پرورش کی فضیلت:
- ۴۰۴ اعدائے سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے:
- ۴۰۴ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اعتراض:
- ۴۰۵ چھینک دینے والے کو کب جواب دیا جائے:
- ۴۰۵ فرشتے ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں:
- ۴۰۶ ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے:
- ۴۰۷ توبہ سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں:
- ۴۰۸ حج میں ہال منڈوانا افضل ہے:
- ۴۰۸ جنت کی نہر میں غوطہ لگایا اور خوبصورت بن گئے:
- ۴۰۹ شکیاں برائی کو مٹا دیتی ہیں:
- ۴۰۹ قیامت میں ایماندار اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے:
- ۴۱۰ ایک شہید جس نے عمل تھوڑا کیا اجر زیادہ پایا:
- ۴۱۰ عجاہد تمام عبادتوں سے بلند عبادت ہے:

- جنت الفردوس عظیم جنت ہے: ۴۱۱
- رمضان میں عمرہ کی فضیلت: ۴۱۱
- اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنا افضل ہے: ۴۱۲

برے اور ممنوع کام

- چند ممنوع کام: ۴۱۳
- سودی کاروبار ممنوع ہے: ۴۱۳
- جائیداد کی تصویر بنانا منع ہے: ۴۱۳
- شوہر کی ناشکری (بھی کفر ہے) لیکن کفر کفر میں فرق ہوتا ہے: ۴۱۴
- مدینہ میں بدعت کبیرہ گناہ ہے: ۴۱۴
- تصویر والے گھر میں فرشتے نہیں جاتے: ۴۱۵
- ردی کھجور ایک من عمدہ کھجور نصف من سے سودا نہ کیا جائے: ۴۱۶
- آپ ﷺ نے مقروض کا جنازہ نہ پڑھایا: ۴۱۶
- ”جھوٹی قسم کھانے والے ہلاک ہیں: ۴۱۷
- شراب نوشی کا نقصان: ۴۱۸
- ریشمی پردہ آپ ﷺ کو پسند نہ آیا: ۴۱۸
- کسی کی بے جا تعریف نہ کی جائے: ۴۱۹
- نبی ﷺ نے زانی جوڑے کا فیصلہ فرمایا تھا: ۴۱۹
- چاندی کا گلاس گم ہو گیا: ۴۲۰
- نبی ﷺ نے صحابی کو جہاد کی بجائے بیوی کے ساتھ حج پر روانہ فرمادیا: ۴۲۱
- خیانت کی وجہ سے جہنم ملی: ۴۲۱
- پہلی امتوں کے لئے مال قیمت حلال نہیں تھا: ۴۲۱

- ۳۲۲ بیہوشی کا گھر میں داخل ہونا ممنوع کر دیا:
- ۳۲۲ چند کبیرہ گناہ:
- ۳۲۳ اصل فتنہ شرک ہے:
- ۳۲۳ رشتہ داری توڑنے والے کو اللہ توڑ دیتا ہے:
- ۳۲۳ نوحہ نہ کرنے پر بیعت کی:
- ۳۲۳ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض کے دوران طلاق دے دی:
- ۳۲۳ کسی کے ماں باپ کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے:
- ۳۲۵ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے:
- ۳۲۵ غلط نذر پوری کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا:
- ۳۲۶ گھر میں کتے کی وجہ سے نیکیاں تباہ:
- ۳۲۶ تین برے کام:
- ۳۲۷ صدقات میں خیانت کرنے والا قیامت میں ذلیل:
- ۳۲۸ گناہ گاروں کی نحوست سے نیک لوگ تباہ:
- ۳۲۸ سات تباہ کن کبیرہ گناہ:
- ۳۲۹ دوسروں کو تبلیغ اور خود عمل نہ کرنا:
- ۳۲۹ خودکشی کا انجام جہنم:
- ۳۳۰ اپنی نسبت کسی غیر قوم کی طرف کرنے والا جہنمی:
- ۳۳۰ تکبر سے اپنا کپڑا لٹکانے والا زمین دوز ہو گیا:
- ۳۳۰ اللہ نے نبی ﷺ سے فضول سوال کرنے سے منع کر دیا:
- ۳۳۱ غیر اللہ کے نام پر اونٹیاں چھوڑنے والا جہنم میں:
- ۳۳۱ اسلام میں خُصی ہونا ممنوع ہے:

- جاہلیت کے زمانہ کے نکاح: ۴۳۱
- بدکاری کی سزا جہم: ۴۳۲
- بچے کے متعلق بدگمانی کرنا درست نہیں ہے: ۴۳۳
- گیارہ عورتوں نے اپنے خادموں کا حال سنایا: ۴۳۴
- خودکشی: ۴۳۵
- خون اور کتے کی قیمت، رنڈی کی کمائی، سود خور، نشتر لگانے لگوانے والی اور فوٹو گرافر: ۴۳۶
- کوئی کسی کو گناہوں اور کفر کی طرف منسوب نہ کرے: ۴۳۶
- روزہ دار غلط کاموں اور باتوں سے پرہیز کرے: ۴۳۶
- بدگمانی جاسوسی چڑھتی کی بیع حسد، بغض ممنوع ہیں: ۴۳۷

فضائل اذکار

- سید الاستغفار کی فضیلت: ۴۳۸
- دس غلام آزاد کرنے کا اجر: ۴۳۹
- جتنے گناہ ہوں گے سب معاف ہو جائیں گے: ۴۳۹
- جنت کا داخلہ: ۴۴۰
- بچہ شیطانی اثرات سے محفوظ: ۴۴۰
- نبی ﷺ کی سفارش نصیب ہوگی: ۴۴۰
- ”ربنا لک الحمد“ کی فضیلت: ۴۴۱
- درود کے بعد کی دعا: ۴۴۱
- درود کے بعد کی دوسری دعا جس سے گناہ مٹ جائیں: ۴۴۲
- نماز کے بعد تسبیحات: ۴۴۲
- لاحول ولا قوۃ عظیم ورد ہے: ۴۴۳

اسلام کی آسانیاں اور خوبیاں

- پہلے روزہ دار پر پابندیاں نہیں بعد میں اٹھالیں: ۴۴۴
- بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا: ۴۴۵
- نبی ﷺ کی مسجد میں پیشاب کرنے والے سے خوش اخلاقی: ۴۴۵
- آپ ﷺ نے حج تمتع کا حکم دیا: ۴۴۵
- سفر میں مغرب و عشاء جمع کرنا: ۴۴۶
- استنجاء کرتے وقت ہڈی گوبر استعمال نہ کریں: ۴۴۶
- حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو یتیم کی تعلیم دی: ۴۴۷
- ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت: ۴۴۷
- ایک شخص دوسرے کو وضو کر اسکا ہے اور موزوں پر مسح جائز ہے: ۴۴۷
- اسلام پاکیزگی کا دین ہے: ۴۴۸
- تکلیف دہ نذر نہ پوری کی جائے: ۴۴۸
- حق مہر میں قرآن کی سورتیں: ۴۴۹

فضائل مومن

- نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن پاک ہوتا ہے: ۴۵۰
- کلمہ گو کو منافق کہنے سے منع فرما دیا: ۴۵۰
- اسامہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ گو کو قتل کر ڈالا نبی ﷺ بہت ناراض ہوئے: ۴۵۲
- کلمہ گو کو قتل نہ کیا جائے: ۴۵۲
- مسلمانوں کی عزت بہت بلند ہے: ۴۵۳
- سلام کہنے والا مسلمان ہوتا ہے اسے قتل نہ کیا جائے: ۴۵۳

فضائل امت محمدیہ ﷺ

- امت محمدیہ ﷺ کو دوسو سے معاف ہیں: ۳۵۵
- امت محمدیہ ﷺ کثرت سے جنت میں داخل ہوگی: ۳۵۵
- امت محمدیہ ﷺ کا عمل کم اور مزدوری زیادہ ہے: ۳۵۶

فضائل حرمین

- مدینہ سے غلط لوگ نکل جایا کرتے ہیں: ۳۵۸
- مکہ میں جنگ کرنا حرام ہے: ۳۵۸
- مکہ مکرمہ کی حرمت کا اعلان رحمت دو عالم ﷺ کرتے ہیں: ۳۵۹
- مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم ہے: ۳۶۰

فضائل قرآن

- قرآن ایک عظیم کتاب: ۳۶۱
- فرشتے سورۃ بقرہ سننے کے لئے اترے: ۳۶۲

قرآن پڑھنے کے آداب

- قرآن کو آرام سے پڑھا جائے: ۳۶۳
- قرآن پڑھنے کا دنیاوی فائدہ: ۳۶۴
- صحابہ رضی اللہ عنہم نے فاتحہ سے دم کیا تو مریض صحت پاب ہو گیا: ۳۶۵

آیات اور سورتوں کے فضائل

- شیطان آیۃ الکرسی کا فائدہ بتا کر سچی بات کر گیا: ۳۶۵
- سورۃ فاتحہ عظیم سورت ہے: ۳۶۶

- قل هو اللہ احد تہائی قرآن ہے: ۴۶۷
- ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کی محبت جنت کی ضمانت: ۴۶۸

فضائل انبیاء

- حضرت موسیٰ علیہ السلام: ۴۶۹
- حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ: ۴۶۹
- موسیٰ علیہ السلام کو ننگے ہو کر نہ نہانے پر بنی اسرائیل کا طعنہ: ۴۷۱
- موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کو تھپڑ رسید کر دیا: ۴۷۲
- موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی تواضع پسندی: ۴۷۲
- حضرت ایوب علیہ السلام: ۴۷۳
- حضرت ایوب پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش: ۴۷۳
- حضرت ابراہیم علیہ السلام: ۴۷۴
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ پر اعتماد: ۴۷۴
- ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں: ۴۷۴
- ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل کو عرب کے جنگل میں چھوڑ دیا: ۴۷۵
- گرگٹ بد بخت جانور ہے: ۴۸۰
- حضرت سلیمان علیہ السلام: ۴۸۰
- بچے کو بھیڑیالے گیا اور سلیمان نے درست فیصلہ کیا: ۴۸۰
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی کو چوری کرتے دیکھا: ۴۸۱

ارکان اسلام

- اسلام کی ابتدائی دعوت میں نظام زکاۃ کا نفاذ: ۴۸۲
- غلے کے تقاضے پورے کرنے والا جنت میں جائے گا: ۴۸۲

- نماز، روزہ، زکوٰۃ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: ۳۸۳
- وصال کا روزہ منوع ہے: ۳۸۳

اہمیت نماز

- نماز استحاضہ کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوتی: ۳۸۶
- نماز کے اہتمام کے لیے اذان کا آغاز: ۳۸۶
- نماز میں آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا: ۳۸۷
- صحابی ﷺ نے اپنی سواری سنبھال کر رکھی لیکن نماز کو نہ چھوڑا: ۳۸۷
- آپ ﷺ نے سلام کا جواب نماز میں نہ دیا: ۳۸۷
- نماز کے اہتمام کے پیش نظر منبر پر نماز ادا کر کے دکھائی گئی: ۳۸۸
- جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہو جانے پر عمر ﷺ کا افسوس: ۳۸۸
- نبی ﷺ نے مرض الموت میں حضرت ابو بکر ﷺ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا: ۳۸۹
- مرض الموت میں آپ ﷺ کو نماز کی فکر اور غشی کا دورہ: ۳۸۹
- مجبوری میں نماز چوکڑی لگا کر پڑھی جائے: ۳۹۰
- نماز میں خواتین بھی شریک ہوا کرتی تھیں: ۳۹۱
- نماز خوف اور جنگ کی حالت میں بھی معاف نہیں ہے: ۳۹۱
- نماز بنو قریظہ میں پہنچنے سے پہلے صحابہ نے نماز پڑھ لی: ۳۹۲
- تہجد کے تارک کو شیطان کا گرم گرم تختہ: ۳۹۲
- جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو نماز اور نماز کے اوقات کی تعلیم دی: ۳۹۲
- وقت پر نماز ادا کرنا، والدین کی اطاعت کرنا اور جہاد افضل عمل ہیں: ۳۹۳
- ظہر کی نماز گرمی میں دیر سے پڑھی جائے لیکن پڑھی ضرور جائے: ۳۹۳
- نبی ﷺ نے عشاء کی نماز دیر سے ادا فرمائی لوگ مسجد میں رہے: ۳۹۳

○ تین ممنوع کام: ۴۹۵.....

بدعات

○ عمر رضی اللہ عنہ قرآن کی تعبیرات کے عالم تھے: ۴۹۶.....

○ ظلم اور مظالم کی مذمت: ۴۹۷.....

○ سب سے بڑا ظلم: ۴۹۷.....

○ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا: ۴۹۷.....

○ اللہ تعالیٰ بندوں کے کیے ہوئے ظلم پسند نہیں کرتا: ۴۹۸.....

○ قیامت میں ظلم کا قصاص ہوگا: ۴۹۸.....

○ مسلمان کسی پر ظلم نہ کرے بلکہ اس کو ظلم سے بچائے: ۴۹۸.....

○ ظلم قابل گرفت گناہ ہے: ۵۰۰.....

○ مظلوم اگر ظالم کو معاف کر دے تو اجر پائے: ۵۰۱.....

○ کسی جانور پر ظلم بھی جہنم کا اور احسان کرنا، جنت کا باعث ہوتا ہے: ۵۰۲.....

○ لوطی پر ہار چرانے کا حرام: ۵۰۴.....

○ یہود نے عبداللہ بن سلہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا: ۵۰۳.....

○ قیامت کی چھ علامتیں: ۵۰۴.....

○ کسی جانور کو بے دردی سے مارنا سخت گناہ ہے: ۵۰۴.....

○ کفار کا صحابہ رضی اللہ عنہم پر ظلم اور آپ ﷺ کی قوت نازل: ۵۰۵.....

○ زکوٰۃ میں عمدہ مال وصول کر کے ظلم نہ کیا جائے: ۵۰۶.....

○ حق تعالیٰ کے وقت مصلحت پسندی اور حکمت: ۵۰۶.....

○ کفار کا نبی ﷺ کے خلاف معاہدہ: ۵۰۷.....

○ کافر نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا: ۵۰۷.....

- یہودی نے لڑکی کا سر پھیل دیا: ۵۰۸
- اولاد کے درمیان انصاف نہ کرنا صریح ظلم ہے: ۵۰۸
- سر شہداء کی فضیلت جنہیں دھوکے سے قتل کر دیا گیا تھا: ۵۰۹
- ایک شخص نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹا دوسرے نے کھینچا تو دانت باہر نکل آئے: ۵۰۹
- ایک چوٹی نے کسی نبی ﷺ کو کاٹ لیا: ۵۱۰
- یتیم لڑکیوں سے انصاف کا حکم: ۵۱۰

تر بیت اولاد اہم فریضہ ہے

- آپ ﷺ نے حضرت حسن کے منہ سے مجبور نکلوا دی: ۵۱۲
- بچوں سے پیار و محبت کرنا سنت نبوی ہے: ۵۱۲
- بچوں کو دینی تربیت دینا، میرت نبوی اور اسوہ صحابہ ہے: ۵۱۳
- بچوں کو بری صحبت سے بچانا چاہیے: ۵۱۳
- بچوں کی تربیت کے لیے تجربہ کار عورت سے نکاح: ۵۱۳
- بچوں کے اخراجات کا مالک اور رازق اللہ ہی ہے: ۵۱۳

بر الوالدین

- والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک: ۵۱۶
- احادیث کی روشنی میں: ۵۱۷
- ماں کی نافرمانی کرنے والا ولی آزمائش میں: ۵۲۰
- چار والوں کا واقعہ: ۵۲۱

حب رسول ﷺ

- آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو قلاں تیر چلاؤ: ۵۲۳

- صحابی ﷺ نے آپ ﷺ کا جوٹھا خود بیا: ۵۲۵
- نبی ﷺ کی اونٹنی مغلوب ہو گئی صحابہ کو اس پر رنج ہوا: ۵۲۵

اللہ کے چند نافرمان

- ابو جہل کو دو کم سن لڑکوں نے قتل کیا: ۵۲۶
- کفار مکہ کے سردار بدر کے کنوئیں میں: ۵۲۷
- کعب بن اشرف کا قتل: ۵۲۸
- ابورافع یہودی کا قتل: ۵۲۹
- یمن میں ایک مرتد پر معاذ کا گزر اور اس کے قتل کرنے کا حکم: ۵۳۱
- یوم ثمود کا بد بخت ترین شخص: ۵۳۲
- قیامت کا وقوع اور اس کی چند نشانیاں: ۵۳۳
- قیامت قائم کرنا اللہ کے لیے مشکل نہیں ہے: ۵۳۳

قیامت کب آئے گی؟

- جبریل کا نبی ﷺ سے ایمان اسلام احسان اور قیامت کے حلق سوال: ۵۳۴
- اعرابی نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟: ۵۳۶
- میت کا غسل: ۵۳۷
- آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر لوگوں کو دعوت دی: ۵۳۷

عورتوں کے مسائل

- نبی ﷺ نے ایلاء کیا تھا: ۵۳۸
- بنت الجون کی بد نصیبی: ۵۳۹
- عائشہ عورت اللہ کا ذکر کر سکتی ہے؟: ۵۴۳

- لعان کی ابتداء کیسے ہوئی: ۵۴۴
- ہلال اور ان کی بیوی نے لعان کیا تھا: ۵۴۵
- آپ ﷺ نے لعان کرنے والے مرد کو کچھ بھی نہ دیا: ۵۴۶
- ام حبیبہ نے نبی ﷺ کو اپنی بہن سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا: ۵۴۶
- کسی اور سے شادی کر لے: ۵۴۷
- رضاعی رشتے کا یقین ہونا ضروری ہے: ۵۴۷
- عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کو اندر نہ آنے دیا: ۵۴۸
- رضاعی رشتے نسلی رشتوں کی طرح ہیں: ۵۴۸

حلال و حرام

- شکاری کتے کا شکار: ۵۴۹



اللہ عظیم و برتر ہے

کائنات کو پیدا کرنے والا اور چلانے والا اللہ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ

فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

”اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین میں موجود تمام چیزیں پیدا کیں پھر آسمان کی طرف بلند ہو گیا اور سات آسمان ہموار بنائے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ (البقرہ)

﴿يَدْبِعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾

”کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آسمان اور زمین کا ملک اللہ کا ہے اور تمہارے لیے اللہ کے علاوہ کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔“

آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جا تو وہ

ہو جاتا ہے:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي

السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ

كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہمیشہ زندہ اور (دنیا کائنات کا نظام) سنبھالنے والا ہے

نہ وہ اوجھتا ہے اور نہ ہی سوتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ اسی کا ہے اس

کے حکم کے بغیر کون ہے جو اس کے آگے سفارش کر سکے ان (لوگوں) سے پہلے اور بعد کی تمام چیزیں وہ جانتا ہے وہ اللہ کے علم میں سے وہی کچھ جانتے ہیں جس قدر وہ چاہتا ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے زمین و آسمان کا سنبھالنا اسے تھکاتا نہیں ہے اور وہ بلند عظمت والا ہے۔“

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْغَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِيهِ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَتُولِيهِ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (آل عمران)

”(اے محمد ﷺ) کہو اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھے والا ہے تو ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔“

وہ سب کچھ جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے:

① ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ (آل عمران)

”کوئی چیز آسمان میں ہو یا زمین میں اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔“

② ﴿قُلْ إِنْ تَخْشَوْنَ مَا فِي صُدُوقِكُمْ أَوْ تَبْذُلُونَ يَعْلَمَهُ اللَّهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (آل عمران)

”آپ کہہ دیں اگر تم کوئی بات اپنے سینوں میں چھپا لو یا اسے ظاہر کر دو اسے اللہ جانتا ہے اور وہ آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

اللہ کے سامنے فرشتے، نبی اور ولی سب بے بس ہیں۔

① ﴿كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ

يَأْذَنَ اللَّهُ لِعَنْ يَشَاءَ وَيَرْضَى﴾ (النجم: ۲۶)

”آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں ان کی سفارش کوئی نفع نہیں دے سکتی مگر اللہ کی اجازت کے بغیر جس کے لیے وہ چاہے گا اور پسند کرے گا۔“

② ﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ

ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا﴾ (الحج: ۲۲ تا ۲۴)

”کہہ دیں میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، آپ ﷺ کہہ دیں میں تمہارے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں آپ ﷺ کہہ دیں کہ (اگر مجھے اللہ پکڑے تو) مجھے ہرگز کوئی نہیں بچا سکتا اور میں اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا۔“

③ ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۚ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۚ ثُمَّ

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۚ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۚ﴾

(الحاقة: ۴۴-۴۷)

”اگر یہ (رسول) ہم پر کوئی بات اپنی طرف سے بنا لیتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی شریک کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی بھی مجھ کو اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔“

الغرض قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت عظمت اور بہت بڑائی بیان کی گئی اور اللہ کے سوا تمام مخلوق کو پست و بے بس ثابت کیا گیا ہے اللہ کے نبی اللہ سے دعا کرتے نظر آتے ہیں اگر کسی نبی سے کوئی ایسا کام ہو گیا تو نبوت کی شان کے لائق نہیں تھا تو انہوں نے اللہ سے ہی معافی مانگی۔ مثلاً آدم، نوح، وغیرہ کی دعائیں قرآن میں موجود ہیں۔

اس لیے ہمیں ہر چیز سے اللہ کو برتر سمجھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو کسی نبی یا ولی کے سامنے بے بس ثابت کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

کیا نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا؟

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا امی جان! یہ تو بتاؤ کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«لَقَدْ كَفَتْ شَعْرِي مِمَّا قُلْتُ»

”تیری بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔“

تین چیزیں ایسی ہیں جو ان میں سے ایک کہے گا تو وہ جھوٹ بولنے کا مرتکب ہوگا۔

جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا اس نے جھوٹ بولا پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْغَيْبُ ۝﴾

(الانعام: ۱۰۳)

”اس کو کوئی آنکھ نہیں پاسکتی اور وہ سب نگاہوں کو پاسکتا ہے اور وہی باریک بین خبر رکھنے والا ہے۔“

﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكَلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ﴾

”ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے گفتگو کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے بے شک وہ بلند و حکمت والا ہے۔“ (الشوری: ۵۱)

اور جو شخص کہے کہ محمد ﷺ کل کی باتیں جانتے ہیں تو وہ بھی جھوٹ بولتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ (لقمان: ۳۴)

”کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا۔“

جو تجھے بیان کرے کہ محمد ﷺ نے دین سے کچھ چھپا لیا تھا تو وہ بھی جھوٹ بولتا ہے، پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (المائدہ: ۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اے رسول جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے (من وعین) پہنچا دیں اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو آپ ﷺ نے (اللہ کا دین) نہ پہنچایا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ رَأَوْهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دوبار دیکھا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے وہ فرماتے ہیں:

«أَنَّهُ رَأَىٰ جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ»

”نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا ان کے چھ سو پر تھے۔“

(التفسیر، سورة النجم، باب: ۴۸۵۵)

اللہ تعالیٰ کا فرکو منہ کے بل چلائے گا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! (اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے):

﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا وَبُكْمًا وَصُمًّا﴾

(بنی اسرائیل: ۹۷)

”ہم قیامت کے دن ان (کفار) کو ان کے چہروں کے بل چلتے ہوئے اندھے گوئیں گے اور بہرے بنا کر اٹھائیں گے۔“ (وہ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟)

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«الَّذِي أَمْسَاهُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يُعْمِشَهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ»

”کیا جس ذات نے دنیا میں انسان کو دو پاؤں پر چلایا کیا وہ قیامت کے دن چہرے پر نہیں چلا سکتا؟“ (الرقاق، باب الحشر: ۶۵۲۳)

بیماری اللہ کے حکم سے لگتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«لَا عِلَویَّ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَمَۃَ»

”ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ ہی صفر (نامی بیماری ہے یا صفر کے مہینے کی

نحوست کا وجود ہے) اور نہ ہی ہامہ (مقتول کی روح کی کھوپڑی پرندہ بن جانے کا

وجود ہے)

ایک اعرابی نے سوال کیا یا رسول اللہ! پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہرن کی طرح چاق و چوبند اونٹوں

میں جب خارش زدہ اونٹ آجاتا ہے تو وہ ان کو بھی خارش زدہ کر دیتا ہے؟

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ان کو تو خارش زدہ اونٹ نے بیماری لگائی تھی تو) پہلے اونٹ کو کس

نے بیماری لگائی تھی (یعنی جس طرح پہلے اونٹ کو اللہ نے بیماری لگائی تھی اس طرح دوسروں کو بھی اللہ

نے لگائی تھی۔) (الطب، باب لا صفر و هو ذل..... ۵۷۱۷)

قسم کے لائق اللہ کی ذات ہے:

حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا تَحْلِفُوا بِآبَاءِكُمْ فَمَنْ حَنَّ خَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ»

”تم اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھایا کرو تم میں سے جو شخص قسم اٹھانا چاہے تو وہ اللہ کے

نام کی قسم اٹھائے۔“ (التوحید، باب المسوال باسماء اللہ..... ۷۴۰۱)

قیامت میں ابراہیم علیہ السلام کا والد جہنم میں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام قیامت

کے دن اپنے والد آزر سے ملیں گے اور آزر کے منہ پر سیاہی اور گرد غبار ہوگا تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے:

«أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِي»

”میں نے (دنیا میں) تم سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟“

تو ان کا باپ کہے گا کہ ”آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا (مجھے اللہ کے جذاب سے بچالو)۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے

«يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِي اَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَاِنِّي خُزِي اَخْزٰی مِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَبِي الْأَبْدِ

”اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن ذلیل نہ کرے گا تو اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی کہ میرا باپ (ذلیل اور) تیری رحمت سے دور ہو گیا؟“
اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

”إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ“

”میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔“

پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! دیکھو تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے کہ ایک بچہ ہے جو نجاست سے لٹھڑا ہوا ہے، پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (یعنی ان کے باپ کو بچہ بنا دیا جائے گا)

(الحادیث الانبیاء، باب قول الله تعالى ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا.....﴾ ۳۳۵۰)

تشہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر سلام بھیجتے تھے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو (قعدہ میں) یہ پڑھا کرتے تھے ”السلام علی اللہ السلام علی جبریل..... الخ“ کہ اللہ پر سلام، جبریل پر سلام، میکائیل پر سلام اور قلاں پر سلام اور قلاں پر سلام تو (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ“ اللہ تو خود ہی سلامتی والا ہے تو اس پر سلام بھیجنے کی کیا ضرورت؟ اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کہے: ”الْتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ.....“

تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں۔ اسے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل ہوں) ہم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام۔ جس وقت تم یہ کلمات کہہ دو گے ۹
یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گی خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی

دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ (الاذان، باب التشهد فی الاخرة: ۸۳۱)

بارش ستارے نہیں اللہ برساتا ہے:

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں بارش کے بعد (جورات کے وقت ہوئی تھی) صبح کی نماز پڑھائی پھر جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار عزوجل نے کیا فرمایا ہے؟ وہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے کچھ لوگ مومن بنے اور کچھ کافر تو جن لوگوں نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو ایسے لوگ میرے اوپر ایمان لائے اور ستاروں (وغیرہ) کا انکار کیا اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے سبب سے بارش ہوئی تو وہ میرے منکر ہوئے اور ستاروں پر ایمان لائے۔

(المغازی، باب غزوة الحديبية: ۴۱۴۷)

نبی ﷺ سورج گرہن ہونے پر گھبرا گئے اور لمبی نماز پڑھی:

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) سورج گرہن ہوا تو نبی ﷺ خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں قیامت نہ آجائے۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور بڑے لمبے قیام اور رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز پڑھائی۔ اس قدر طویل نماز پڑھنے میں نے کبھی آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَا تَكُونُ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ
وَلَكِنْ يَخَوْفُ اللَّهُ بِهَا عِبَادَهُ»

”یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ عزوجل اپنے بندوں کو ڈرانے کے لیے بھیجتا ہے۔ نہ کسی کی موت کے سبب ایسا ہوتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کے سبب بلکہ اس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے لہذا جب تم سورج گرہن دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف اور اس سے دعا مانگنے اور اس سے استغفار کرنے کی طرف گھبرا کر آ جاؤ۔ (الکسوف، باب الذکر فی الکسوف: ۱۰۵۹)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز کسوف میں قرأت بلند آواز سے فرمائی، پھر جب آپ ﷺ اپنی قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا (سَمِعَ اللَّهُ لَكُمْ دَعَاءَ رَبِّدَاؤُكُمْ وَلَكُمْ الْحَمْدُ) مگر میں نے نماز میں آپ ﷺ نے قرأت بار بار کی۔ غرض

کی۔ غرض اس نماز میں دو رکعتوں کے اندر چار رکوع اور چار ہجدے کیے۔

(الکسوف، باب الجہر بالفردۃ فی الکسوف: ۱۰، ۱۱)

کسی کو یقین سے جنتی نہ کہا جائے:

ام العلماء انصاری خاتون (بیان کرتی ہیں جنہوں) نے نبی ﷺ سے (اسلام پر) بیعت کی تھی کہ مہاجرین کا (انصار کے ساتھ بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے) قرعہ ڈالا گیا تو ہمارے حصے میں سید عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تو ہم انہیں اپنے گھر میں لے گئے، پھر وہ اس مرض میں مبتلا ہو گئے جس میں انہوں نے وفات پائی جب ان کی وفات ہو گئی اور ان کو غسل دیا جا چکا اور ان کے کپڑوں میں انہیں کفن دے دیا گیا تھا ہارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا

«رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا الْمَسَائِبِ شَهِادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ»

”اے ابوسائب! تم پر اللہ کی رحمت ہو، میری گواہی تمہارے حق میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت سے سرفراز کر دیا ہوگا۔“

تو نبی ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے انہیں عزت سے سرفراز کر دیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں (میں نے یہ اس سبب سے کہا کہ) اگر اللہ تعالیٰ انہیں سرفراز نہ فرمائے گا تو (پھر) وہ کون ہو گا جسے اللہ سرفراز کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک انہیں (اچھی حالت میں) موت آئی ہے اور میں بھی ان کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں (لیکن یقین سے میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے) پھر فرمایا:

«وَمَا أَدْرِى وَاللَّهِ وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِهِ»

اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ ام العلماء فرماتی ہیں کہ اس کے بعد پھر میں کسی کی پاکیزگی کی شہادت نہیں دوں گی، حضرت ام العلماء فرماتی ہیں کہ مجھے اس بات پر بہت غم لاحق ہوا پھر میں سوئی تو خواب میں میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جاری چشمہ دیکھا میں نے اس خواب کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (چشمے سے مراد) عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

(مناب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ و اصحابہ المدينة: ۳۹۲۹)

جنگ خندق میں فرشتے بھی شامل تھے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خندق کے دن (جنگ سے) لوٹے اور اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے (فرمانے لگے) آپ ﷺ نے تو ہتھیار رکھ دیئے حالانکہ میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب کدھر (جانا ہے؟) جبریل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس طرف۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ پھر (اسی وقت) رسول اللہ ﷺ جو قریظہ کی طرف چل دیئے۔ (جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو) انھوں نے حضرت سعد کے فیصلے پر رضا مندی کا اظہار کر دیا پھر آپ ﷺ نے ان کا فیصلہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لڑائی کے قابل جوانوں کو قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔

(المغازی۔ باب مرجع النبی ﷺ۔ رقم: ۴۱۲۲)

آپ ﷺ نے کافروں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ نے کسی لشکر میں بھیجا اور ہم سے فرمایا اگر تم قریش کے فلاں فلاں (دو آدمیوں) کو پاؤ تو انہیں آگ میں جلا دینا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم سفر پر روانہ ہونے لگے تو ہم آپ ﷺ کے پاس رخصت ہونے کو آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں شخص کو آگ میں جلا دینا۔ (لیکن اب ایسا نہیں کرنا)

«إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَحِدَ تَمُوهُمَا فَاغْتُلُوهُمَا»

”مگر آگ سے تو اللہ ہی عذاب کرتا ہے۔ لہذا اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو انہیں قتل کر دینا۔“

(الجهاد۔ باب التوديع۔ رقم: ۲۹۵۹)

عبداللہ بن ابی جہنمی بٹاء اسے سفارش نبوی کام نہ آئی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی (منافق) جب مر گیا تو اسکا بیٹا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا کرتا دیجئے (میں اس میں اسے کفن دوں گا) اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ اس کا جنازہ بھی پڑھانا اور اس کے لیے استغفار بھی کرنا آپ ﷺ نے اپنا کرتا اس کو دے دیا اور فرمایا: (جب جنازہ تیار ہو جائے تو) مجھے اطلاع دینا میں اس کی نماز پڑھا دوں گا اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی جب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کی کہ کیا منافقوں پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

﴿إِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ.....﴾ الخ (سورۃ توبہ: ۸۰)

”آپ ﷺ ان (منافقوں کے لیے) دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں (یہ ان کے حق میں برابر ہے اور) اگر آپ ﷺ ستر (۷۰) مرتبہ بھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔“

آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِيكَ بِهِ وَلَا تُقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾

(التوبة: ۸۴)

”یعنی ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کا جنازہ ہرگز نہ پڑھائیں۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عبد اللہ بن ابی کے پاس اس کے بعد تشریف لائے جب کہ وہ قبر میں دفن کر دیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے اس کو نکالا اور اپنا لعاب اس کے منہ میں ڈال دیا اور اپنا کرتا اسے پہنا دیا۔ (التفسیر، سورۃ التوبہ، باب ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ ۴۶۷۲)

آپ ﷺ کا نواسہ فوت ہو گیا آپ اللہ کی رضا پر راضی ہو گئے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا لڑکا حالت نزع میں ہے آپ تشریف لائیں لیکن آپ ﷺ تشریف نہ لے گئے بلکہ آپ ﷺ بنے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ انھیں میری جانب سے سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ آپ ﷺ کہتے ہیں کہ (میں آ کر کیا کروں گا) جو اللہ تعالیٰ نے دے دیا اور جو لے لیا سب اسی کا ہے اور ہر چیز اس کے یہاں ایک مدت معین تک قائم ہے۔ انھیں صبر کرنا چاہیے لیکن دوبارہ انہوں نے آپ ﷺ

مکے پاس پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو قسم دلائی کہ وہاں ضرور تشریف لائیں تب آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور چند صحابہ بھی تھے۔ (جب وہاں آپ ﷺ پہنچے) تو وہ صاحبزادہ رسول اللہ! کے پاس اٹھا کر لایا گیا اور (اس وقت اس کا آخری وقت تھا) اس کی جان تڑپ رہی تھی (ابو عثمان راوی) فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ (سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے) کہا تھا کہ وہ اس طرح تڑپ رہا تھا گویا کہ منک (لڑھکتی ہو) آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو سے بھر آئیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنِ عِبَادِهِ
الْبُرَّحَمَاءُ »

”یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔“

(الجنائز، باب قول النبی ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه ۱۲۸۴)

آپ ﷺ اپنی بیٹی کی قبر پر روئے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازے کے ساتھ تھے اور رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو دیکھا کہ آنسو بہا رہی تھیں پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جب قبر تیار ہو گئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے رات کو جماع نہ کیا ہو۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم (قبر میں) اترو۔ چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

(الجنائز، باب قول النبی ﷺ يعذب الميت ببعض ۱۲۸۵)

حضرت جعفر اور زید بن حارثہ کی شہادت پر آپ ﷺ روئے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ کے پاس حضرت زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر رنج کا اثر نمایاں تھا اور میں یہ سارا منظر دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ آخر میں ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی مستورات اور ان کے رونے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنے

حکم دیا کہ وہ جا کر انہیں منع کرے۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے منع کیا۔ وہ دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ وہ بات نہیں مانتی تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں جا کر منع کر دو۔ وہ گیا اور منع کیا۔ پھر تیسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ مجھ پر غالب آگئیں، میرا کہا نہیں مانتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا کر ان کے منہ میں خاک ڈال دے۔ میں نے کہا: لَا أَرْغَمُ اللَّهُ أَنْفَكَ ۖ اللَّهُ حَمِيزٌ نَّكَ خَاكٌ أَلُوذُ كَرِهٌ۔ نہ تو تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کر سکتا ہے اور نہ ہی تو آپ کی جان چھوڑتا ہے۔ (الجنائز، باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن: ۱۲۹۹)

آپ ﷺ کے بیٹے کا انتقال اور اللہ کی رضا پر رضا مندی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو یوسف لوہار کے ہاں گئے اور وہ (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی باپ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور انہیں بوسہ دیا اور ان کے اوپر منہ مبارک رکھا پھر اس کے بعد ابو یوسف کے ہاں گئے اور سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت نزاع میں تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ بھی (روتے ہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف یہ رونا تو ایک رحمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَىٰ رَبُّنَا إِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ»

”آنکھیں رو رہی ہیں اور دل رنجیدہ ہے لیکن ہم زبان سے وہ بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے بڑے غمگین ہیں۔“

(الجنائز، باب قول النبی ﷺ إِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُونُونَ: ۱۳۰۳)

کوشش کے باوجود ابوطالب کی موت کفر پر:

سیدنا مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی موت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اس کے پاس ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ پہلے ہی سے موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے فرمایا:

«أَيُّ عَمَلٍ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ»

”اے چچا! لا الہ الا اللہ کہہ دو۔ میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں اس کی گواہی دوں گا۔“

ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کے طریقے سے پھرے جاتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ متواتر کلمہ شہادت کی ان کو دعوت دیتے رہے اور وہ دونوں بھی وہی بات کہتے رہے۔ حتیٰ کہ ابوطالب نے سب سے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ اس نے کہا لا ہُوَ عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ کہ وہ عبدالمطلب کے طریقے پر مر رہا ہے۔ اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا (پھر وہ مر گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے چچا جان! اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھ کو اس سے ممانعت نہ کی جائے گی۔ (چنانچہ آپ ﷺ استغفار کرنے لگے) جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾

(سورۃ توبہ: ۱۱۳)

”پیغمبر اور ایمان والوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کی دعا کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس کے بعد کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں۔“

نبی ﷺ مختار کل نہیں ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

”اور اپنے قریب کے عزیز، رشتہ داروں کو عذاب الہی سے ڈراؤ۔“

تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے گروہ قریش (یا کوئی اسی قسم کا اور لفظ فرمایا)

«اتَّبِعُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أَعْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا»

”تم اپنی جانوں کو بچالو میں اللہ کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتا۔“

اے بنی عبد مناف میں تمہیں اللہ کے (عذاب سے) نہیں بچا سکتا اور اے صفیہ! رسول اللہ ﷺ

کی پھونکی! میں تمہیں اللہ (کے عذاب) سے نہیں بچا سکتا۔

«يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَيْتُنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُعْزِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا»

”اے فاطمہ عمر رضی اللہ عنہا کی بیٹی تم مجھ سے میرا مال جس قدر چاہو لے لو مگر میں اللہ (کے عذاب) سے تمہیں بھی نہیں بچا سکتا۔“

(التفسير، باب ﴿وَأَنْفِرْ فِشِيرَتِكَ الْأَفْرِينَ﴾، رقم: ۴۷۷۱)

نبی ﷺ سوئے رہے اور سورج نکل آیا:

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ کاش آپ ﷺ ہمیں آرام کرنے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ڈرنا ہوں کہ کہیں تم نماز (نہر) سے (غافل ہو کر) سوئے نہ رہو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تم سب کو جگا دوں گا۔ لہذا سب لوگ لیٹ گئے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ اپنی اونٹنی سے لگا کر پیٹھ مئے مکران پر بھی پیند غالب آگئی اور وہ بھی سو گئے۔ نبی ﷺ ایسے وقت بیدار ہوئے کہ جب سورج نکل چکا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! تمہارا کہنا کہاں گیا؟ انہوں نے عرض کی کہ جیسی پیند آج آئی ہے ویسی پیند کبھی بھی مجھے نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (سچ ہے) اللہ نے تمہاری جانوں کو جس وقت چاہا قبض کر لیا اور جس وقت چاہا واپس کر دیا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! اٹھو اور نماز کے لیے آواز اٹھو۔ پھر آپ ﷺ نے دستور فرمایا اور جب سورج بلند ہو گیا اور سفید ہو گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

(مواقيت الصلاة، باب الاذان بعد دعاء الوقت: ۵۹۵)

عذاب الہی کی مختلف صورتیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

«قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ لَوْفِكَ»

”آپ کہہ دیجیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے“

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں تیرے چہرے کی پناہ مانگتا ہوں۔“ پھر اللہ نے کہ فرمایا:

﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب برپا کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میں تیرے چہرے کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر اللہ نے فرمایا:

﴿أَوْ يَلْبَسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضُكُم بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (الانعام: ۶۵)

”یا کہ تم کو گرہ و گردہ کر کے سب کو لڑا دے اور تمہارے ایک دوسرے کی لڑائی چکھا دے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پہلے عذابوں سے ہلکا یا فرمایا کہ یہ عذاب آسان ہے۔

(التوحيد، باب قول الله ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ ۷۴۰۶)

جنات آسمان کی خبریں چرا لیتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں حکم صادر فرماتا ہے تو فرشتے اس کے حکم پر عاجزی سے اپنے پر مارنے لگتے ہیں، جیسے زنجیر صاف پتھر پر لگے تو آواز آتی ہے۔ (اس طرح کی آواز پیدا ہوتی ہے) جب ان فرشتوں کے دلوں سے غم کی حالت جاتی رہتی ہے تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے کہ پروردگار نے کیا حکم فرمایا؟ دوسرا کہتا ہے، جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے اور وہ بلا بلند و برتر ہے۔ فرشتوں کی یہ باتیں چوری سے بات اڑانے والے (شیطان) بھی سن لیتے ہیں اور وہ (زمین سے آسمان تک) اوپر تلے ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آگ کا شعلہ سب سے اوپر والے شیطان کو لگ جاتا ہے اور اسے اس سے پہلے جلا دیتا ہے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بات پہنچائے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شعلہ اس تک نہیں پہنچتا اور وہ اپنے نیچے والے کو بات پہنچا دیتا ہے۔ (وہ اس سے نیچے والے کو) اس طرح وہ بات زمین تک پہنچا دیتے ہیں پھر وہ بات جادوگر تک پہنچا دی جاتی ہے پھر وہ اس میں سوجھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ کوئی بات اس کی سچ نکلتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو اس نبوی نے ہمیں فلاں دن یہ یہ بات بتائی تھی کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا اور ویسا ہو گیا ہے اس کی بات سچ نکلی اور یہ (سچی بات) وہ ہوتی ہے جو (براہ راست) آسمان سے چرائی گئی تھی۔

(التفسير، سورة النجم، باب قوله ﴿إِلَّا مِنْ أَصْفَرِ الشَّعْبِ﴾ ۱۷۰۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک جب آسمان میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے عاجزی سے پھر پھڑپھڑانے لگتے ہیں اس کی آواز اس طرح ہوتی ہے جس طرح صاف پتھر پر زنجیر کو مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے:

﴿فَإِذَا فَرَّغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”جب ان کی گھبراہٹ چلی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے حق فرمایا ہے وہ بلند اور بڑا ہے۔“

اللہ کے اس حکم کو شیاطین سن لیتے ہیں وہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے ہوتے ہیں جو بات شیطان سن لیتا ہے وہ بات اپنے سے نیچے والے کو پہنچاتا ہے پھر دوسرا تیسرے کو پہنچاتا ہے حتیٰ کہ آخری شیطان کا ہن اور جادوگر کو بتا دیتا ہے بعض اوقات بات نیچے پہنچانے سے پہلے شعلہ آکر شیطان کو جسم کر دیتا ہے بعض اوقات بات نیچے پہنچا دی جاتی ہے (شعلہ بعد میں آتا ہے) پھر اس کی بات میں سو جھوٹ ملا کر بیان کی جاتی ہے (جب آسمان والی بات سنی ہو جاتی ہے) تو کہا جاتا ہے کہ دیکھو یا رافلاں دن (جادوگر یا کاہن وغیرہ نے) فلاں بات کہی تھی وہ آج بھی ہو گئی اب اس ایک بات کی وجہ سے دوسری جموئی باتوں کی بھی تصدیق کر لی جاتی ہے۔ (التفسیر، سورۃ سجادہ باب خشیٰ اذا فرغ..... ۱۸۰۰)

آپ ﷺ نے شہد کو حرام کر دیا اللہ نے قرآن اتار دیا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شہدا اور شہد بہت پسند تھا اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیویوں کے پاس جلتے تھے اور ان میں سے کسی سے بوس و بکارت بھی کرتے تھے (ایک دن) ام المومنین حصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور معمول سے زیادہ غمزدہ رہے۔ (اس سے) مجھے غیرت آئی اور میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ ام المومنین حصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی عورت نے شہد کا ایک ڈبہ بطور تحفہ بھیجا تھا انہوں نے وہ شہد آپ ﷺ کو پلایا (اس وجہ سے دیر ہو گئی) میں نے کہا واللہ! میں تو کوئی حیلہ کروں گی۔ میں نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جب نبی ﷺ تمہارے پاس آئیں تو تم کہنا کہ شاید آپ ﷺ نے مغایر کھایا ہے، نبی ﷺ انکار کریں گے لیکن پھر تو یہ کہنا کہ یہ بدبو آپ ﷺ کے منہ سے مجھے کیسی آتی ہے؟ جب وہ تجھ سے کہیں گے کہ میں نے حصہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے تو تم کہنا کہ شاید اس (شہد) کی کھویں نے درخت عرط کا رس چوسا ہوگا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے منید! تم بھی یہی کہنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (آکر) دروازے پر کھڑے ہی ہوئے تھے کہ میں نے تیرے خوف کے باعث اس بات کے کہنے کا جو تو نے مجھ سے کہی تھی ارادہ کر لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سودہ کے قریب پہنچے اس نے آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے مغایر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، وہ بولیں پھر آپ کے منہ سے بدبو کیسی آتی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے

حصہ ﷺ نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے وہ بولیں شاید اس کی کمی نے عرفہ کا رس چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس آئے تو میں نے بھی آپ ﷺ سے یہی کہا اور جب صدیقہ ﷺ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا اور جب آپ ﷺ کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے تو حصہ ﷺ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کے پیچھے کے شہد لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے شہد کی حاجت نہیں۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ سودہ نے کہا کہ واللہ! ہم نے رسول اللہ کو شہد پیچھے سے محروم کر دیا ہے۔ میں نے کہا ارے چپ رہو! (کہیں رسول اللہ کو خبر نہ ہو جائے) (الطحاوی: باب لم یقرئ منا علی فلان..... ۵۶۶۸)۔

عائشہ اور نبی ﷺ دونوں بیک وقت سر در درمیں مبتلا ہو گئے:

حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ ایک دن سر در درمیں سے ام المومنین عائشہ صدیقہ ﷺ نے کہا "ہائے میرا سر پٹا جاتا ہے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا (ثم) نہ کرو اگر میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو گیا تو میں تمہارے لئے دعا اور احتیاط کروں گا۔ حضرت عائشہ ﷺ نے فرمایا ہائے میں سر جاؤں۔ اللہ کی قسم! میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ ﷺ میرا سر مٹا ہی پسند کرتے ہیں اگر میں سر جاؤں گی تو آپ اسی دن شام کو اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ رات گزاریں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ بات ہرگز نہیں بلکہ میں دوسرے میں (غدا جلتا) ہوں اور چاہتا ہوں میں ابو بکر ﷺ اور ان کے بیٹے کے پاس کسی کو بھیج کر (ان کو بلاؤں اور خلافت کی کامیافت کروں تاکہ بعد میں کوئی کچھ نہ کہہ سکے اور نہ کوئی خلافت کی آرزو کر سکے) (مگر) پھر میں نے دل میں کہا:

«يَا أَيُّهَا اللَّهُ وَيَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ»

"اللہ خود (کہیں) حضورؐ کی خلافت) منظور نہیں کرے گا اور نہ ہی مسلمان قبول کریں

گے۔" (الترمذی، باب ما رخص للرسول ان يقول فی وجع..... ۵۶۶۹)۔

مگر جن کی نماز کے بعد خطبہ:

سیدنا ابوبکرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج گرہن ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور (جلدی میں) اپنی چادر تھپتھے ہوئے مسجد میں گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ سورج

ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَ إِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يُكْشَفَ مَا بَكُمْ »

سورج اور چاند کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے تم جب یہ کیفیت دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔ حتیٰ کہ سورج صاف ہو جائے۔

ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَ لَكِنْ يَخَوْفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ »

لیکن سورج چاند کے گرہن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا جس دن کہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ (فرزند رسول اللہ ﷺ) کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے سبب سے سورج گرہن ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند نہ کسی کے مرنے سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے لہذا جب تم (گرہن کو) دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں (ایک مرتبہ) سورج گرہن ہو گیا آپ ﷺ نے کی نماز پڑھاتے ہوئے) بہت طویل قیام کیا۔ پھر رکوع کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا (پھر رکوع کے بعد) قیام کیا تو وہ بھی بہت طویل کیا لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور بہت طویل سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا اس کے بعد نماز مکمل کی اور اس وقت تک سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد دیا، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا:

« آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَ كَثِّرُوا وَ صَلُّوا وَ تَصَدَّقُوا »

سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں، نہ کسی کے مرنے سے گرہن میں آتے ہیں نہ کسی کے

اور نہ کسی کی زندگی سے۔ اس لیے تم جب گرجہن لگا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے امت محمد! اللہ کی قسم! اللہ سے زیادہ کوئی اس بات کی غیرت نہیں رکھتا کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد ﷺ!

«وَاللّٰهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَصَاحِبُكُمْ قَلِيلًا وَلَيَكُنْتُمْ كَثِيرًا»

”اللہ کی قسم اگر تم لوگ ان باتوں کو جان لو جو میں جانتا ہوں تو تمہیں ہنسی بہت کم اور رونا

بہت زیادہ آئے۔“ (الکسوف: ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹)

آپ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک یہودیہ کوئی سوال کرنے آئی اور اس نے (بطور دعا کے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا کہ اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب کیا جاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے فرمایا: ہاں! پھر (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) گرجہن والی حدیث ذکر کی اور آخر میں کہا کہ (رسول اللہ ﷺ نے) لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔ (الکسوف، باب التعموذ من عذاب القبر فی الکسوف: ۱۰۹)



رحمت الہی بے بہا اور بہت وسیع ہے

لوگوں کو معاف کرنے والے ایک گناہ گار کو معاف فرما دیا:

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، پہلے زمانہ کے ایک شخص کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا میت سے پوچھا گیا:

«هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ»

کیا تو نے زندگی بھر کوئی نیک عمل بھی کیا تھا؟

اس نے کہا کہ مجھے تو اپنا کوئی نیک عمل نظر نہیں آتا۔ اسے کہا گیا، سوچ لے۔ چنانچہ اس نے سوچ کر کہا کہ مجھے اور تو کوئی نیکی نظر نہیں آ رہی البتہ یہ ہے کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میں اپنی رقم کا مطالبہ کرتا (اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو) اگر وہ شخص مالدار ہوتا تھا تو اسے مہلت دے دیا کرتا تھا اور اگر وہ غریب ہوتا تھا تو اسے معاف کر دیا کرتا تھا: «فَادْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ» (اللہ نے فرمایا تو بندہ ہو کر معاف کرتا رہا تو میں رب ہو کر تجھے معاف کیوں نہ کر دوں) پھر اللہ نے اسے معافی دے کر جنت میں داخل کر دیا۔“ (الحادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۳۴۵۱)

آگ میں جلانے کا حکم دے دیا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء والمرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص بیمار تھا جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو بہت سی لکڑیاں اکٹھی کر کے مجھے آگ میں جلا دینا جب میری ہڈیاں بھی جل جائیں تو انھیں نہیں لینا پھر جس دن تیز ہوا چلے تو میرے جسم کی راکھ کو دریا میں بہا دینا۔

اس کی وصیت کے مطابق اس کے ورثاء نے ایسا ہی کیا لیکن رب العالمین نے اس کی راکھ کو جمع کر کے اسے انسان بنا کر کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ تو نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ تو اس نے کہا اللہ میں نے یہ سب کچھ تیرے خوف سے کیا (کہ کہیں میں تیرے غضب میں نہ آ جاؤں) «فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ» اللہ پاک نے

اسے معاف فرما دیا۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

(احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۳۴۵۲)

سوانسوں کا قاتل بخش دیا گیا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد کریم ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے (۹۹) قتل (ناجائز) کر رکھے تھے (ایک دن اسے اللہ کا خوف آیا تو) وہ گھر سے نکلا اور راہب (عیسائی عابد) کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے اس نے کہا (تو اتنا بڑا مجرم) تیرے لیے معافی کہاں؟ اس نے اسے بھی قتل کر ڈالا (کہ معافی تو ہے نہیں تو پھر اسے قتل کر کے سوتل پورے نہ کر دوں لیکن اس کے دل میں پھر خوف الہی آیا اور) اس نے پوچھنا شروع کر دیا (کہ کوئی شخص ہے جو مجھے توبہ کی کوئی صورت بتا دے؟)

ایک شخص نے اسے کہا کہ تو فلاں بستی میں چلا جا (اور وہاں اللہ کے نیک بندے موجود ہیں ان میں جا کر عبادت گزاری کر اور معافی مانگ تجھے اللہ کریم معاف فرما دیں گے) وہ اس بستی کی طرف چلا اور راستے میں اسے موت آگئی (اس کے دل میں توبہ کا جو جذبہ تھا اس کے تحت) وہ اپنے سینے کے بل آگے کو گھٹنے لگا جب مر گیا تو اس کے پاس رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا (رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ توبہ کی نیت سے جا رہا تھا اس لیے اسے جنت میں لے جائیں گے لیکن عذاب کے فرشتوں نے کہا اس کی پوری زندگی بد عملیوں سے بھری ہوئی ہے اسے جنت کیسے مل سکتی ہے لیکن) رب کریم و رحیم نے گناہوں والی بستی کو حکم دیا کہ تو کچھ دور ہو جا اور توبہ والی بستی سے فرمایا کہ تو قریب ہو جا پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپو:

«فَوُجِدَ لَهُ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشَيْءٍ فَغُفِرَ لَهُ»

”جب فاصلے کی پیمائش کی گئی تو وہ توبہ والی بستی کے ایک بالشت بھر قریب تھا تو اسے تمام

گناہ بخش دیے گئے۔“ (احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۳۴۷۰)

اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

« جَعَلَ اللَّهُ الرَّحْمَةَ فِي مِائَةِ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عَنْدَهُ نِصْفَهُ وَتِسْعِينَ جُزْءًا وَ
أَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا »

”کہ اللہ پاک نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے تانویں حصے اپنے پاس رکھ لیے اور
ایک حصہ دنیا میں اتار دیا اسی ایک حصہ رحمت کے باعث مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی
ہے حتیٰ کہ ایک جانور اپنے بچے کو تکلیف سے بچانے کے لیے اپنا پاؤں بچے کے اوپر
سے ہٹا لیتا ہے (یہ بھی رحمت کے ایک حصے کی برکت سے ہے۔“

(الادب، باب جعل الله الرحمة في ۶۰۰۰)

ایک روایت میں ہے کہ اگر کافر کو اللہ کی وسیع رحمت کا علم ہو جائے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو اس
طرح اگر مومن کو اللہ کے بڑے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ جہنم سے بے خوف نہ ہو۔
(الرفاق، باب الرجل مع الخوف: ۶۴۶۹)

اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحمت کرنا کسی اور پر نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ
نماز پڑھ رہے تھے ایک اعرابی نے نماز میں یوں دعا کی:

« اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا »

”اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما کسی اور پر ہمارے ساتھ رحم نہ کرنا۔“

جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اعرابی سے فرمایا:

« لَقَدْ حَجَّجْتُ وَإِسْعًا..... »

”تو نے اللہ کی وسیع رحمت کو محسوس کر دیا؟“ (الادب، باب رحمة الناس والبهائم: ۶۰۱۰)

اللہ تعالیٰ بہت صبر والا ہے:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید ولد آدم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَىٰ أَذَى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ

لَهُ وَلَئِنْ أَنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ »

”دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو تکلیف کی باتیں سنے اور وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کر سکتا ہو۔“

دیکھو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ (اتنی بڑی گستاخی کے بعد بھی) اللہ تعالیٰ انہیں سحرستی اور

رزق عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔ (الادب باب الصبر فی الاذى و قول اللہ إِنَّمَا يُؤْمِنُ الضَّعِيفُونَ..... ۶۰۹۹)

اللہ رات کے آخری حصے میں آواز لگاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات جب تیسرا

حصہ رات کا باقی ہوتا ہے تو آواز لگاتا ہے:

«مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يُسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَ مَنْ يُسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ»

”کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشوں کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں اور کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی بخشش چاہے اور میں اسے بخش دوں؟“ (الدعوات، باب الدعاء نصف الليل، رقم: ۶۳۲۱)

اللہ تعالیٰ سے اصرار کے ساتھ دعا کی جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمۃ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيُعِزِّمِ الْمَسْئَلَةَ»

”جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو پختہ طریقے سے دعا مانگے یہ نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے فلاں چیز دے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا ماتحت نہیں ہے (کہ وہ کسی اور کے کہنے پر دے گا)“ بخاری، کتاب الدعوات، باب ليعزم المسئلة، رقم: ۶۳۳۸

اللہ تعالیٰ نیکی کا ارادہ کرنے پر بھی نیکی دیتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ (نے فرشتوں سے)

فرما دیا ہے کہ میرا بندہ جب برائی کا ارادہ کرے لیکن نہ کرے تو اس کی برائی نہ لکھو اگر برائی کا ارتکاب کر لے تب ایک ہی برائی لکھو اگر وہ برائی کو میری رضا کے لیے ترک کر دے تب بھی نیکی لکھو اور جب نیکی کا



ارادہ کرے لیکن کر نہ سکے تو اسے ایک نیکی لکھوا کر نیکی کر لے تو اسے دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھو۔
بخاری، کتاب الرد علی الحجہمیۃ، باب قولہ ﴿يُرِيْلُونَ اَنْ يُبْلُوا.....﴾ رقم: ۷۵۰۱

اللہ اپنے بندے کو بخشا چلا جاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ جب بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر وہ اپنے رب سے کہتا ہے کہ مجھے یہ گناہ معاف کر دے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا کچھ عرصہ بعد اس سے دوبارہ گناہ ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب مجھے بخش دے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے اس لیے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اس سے پھر گناہ ہو جاتا ہے اور وہ معافی چاہتا ہے اللہ فرماتا ہے میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو بخشا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے۔ (فتوحید، باب قول اللہ ﴿يُرِيْلُونَ اَنْ يُبْلُوا.....﴾ رقم: ۷۵۰۷)

کتے کو پانی پلانے والی عورت بخش دی گئی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک بدکار عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس وجہ سے معاف کر دیا کہ اس نے کنویں کے دہانے پر ایک کتے کو ہانپتے ہوئے دیکھا، وہ پیاس کی وجہ سے مرنے کے قریب تھا۔ اس (عورت) نے اپنا موزہ اتارا پھر اس کو اپنی چادر میں باندھ کر اس (کتے) کے لیے (کنویں سے) پانی نکالا (اور اسے پلایا) اللہ تعالیٰ نے اس کو اس نیکی کے بدلے میں جہنم سے بچا لیا۔ (بدلہ الخلق، باب اذا وقع الفجاء فی شراب احکم رقم: ۳۳۲۰)

سب سے آخر میں جنت میں جانے والا شخص:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چودھویں رات کے چاند (کو دیکھنے) میں تکلیف اٹھاتے ہو جب اس کے سامنے بادل نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم سورج (کے دیکھنے) میں تھوم کا شکار ہوتے ہو جب اس کے سامنے بادل نہ ہو؟ لوگوں

نے عرض کی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے۔ (سنو) قیامت کے دن لوگ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو (دنیا میں) جس کی عبادت کیا کرتا تھا وہ اس کے پیچھے چلا جائے۔ چنانچہ کوئی ان میں سے سورج کے پیچھے چلا جائے گا اور کوئی ان میں سے چاند کے پیچھے چلا جائے گا اور کوئی ان میں سے بتوں کے پیچھے چلا جائے گا اور (امت محمدیہ ایمان داروں کا) گروہ باقی رہ جائے گا اور ان میں اس امت کے منافق (بھی شامل) ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس صورت میں جس کو وہ نہیں پہچانتے، ہونگے ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے (ہم تجھے نہیں جانتے) ہم اس جگہ کھڑے رہیں گے حتیٰ کہ ہمارا رب ہمارے پاس آجائے اور جب وہ آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (اس صورت میں) آئے گا (جس کو وہ پہچان لیں گے) اور فرمائے گا میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے۔ اللہ انہیں بلائے گا اور جہنم پر ٹیل صراط رکھ دیا جائے گا تو تمام پیغمبر جو اپنی امتوں کے ساتھ (اس پہلے سے) گزریں گے، ان سب میں سے پہلا میں ہوں گا اور اس دن سوائے پیغمبروں کے کوئی بول نہ سکے گا اور پیغمبروں کا کلام اس دن ﴿اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ﴾ ہوگا اے اللہ سلامتی سے گزاردے سلامتی سے گزاردے اور جہنم میں سعد ان کے کانٹوں کے مشابہ آکٹڑے ہوں گے۔ کیا تم لوگوں نے سعد ان کے کانٹے دیکھے ہیں؟

صحابہ نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو وہ سعد ان کے کانٹوں کے مشابہ ہونگے البتہ ان کی لمبائی کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ آکٹڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق اچکیں گے چنانچہ ان میں سے کوئی اپنے اعمال کے سبب (جہنم میں گر کر) ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے (مارے زخموں کے) چور پھر ہو جائے گا۔ اس کے بعد بالآخر نجات پائے گا، حتیٰ کہ جب اللہ دو ذبیخوں میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ نکال لیے جائیں، چنانچہ فرشتے انہیں نکال لیں گے اور فرشتے انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ نے (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو جلائے۔ ابن آدم کے کل جسم کو آگ جلا ڈالے گی سوائے سجدوں کے نشان کے تو آگ سے وہ نکالے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر ان کے اوپر آب حیات پانی ڈالا جائے گا تو (اس کے پڑنے سے) وہ ایسے اگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے بہاؤ میں اگتا ہے۔ اس وقت اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو چکا ہوگا۔ اور

ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا اور وہ تمام دوزخیوں میں سے سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا کہے گا اے میرے پروردگار میرا منہ دوزخ (کی طرف) سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی ہوائے جھلسا کر رکھ دیا ہے اور مجھے اس کے شعلے نے جلا دیا ہے۔ اور وہ دعائیں مانگتا چلا جائے گا آخر اللہ فرمائے گا، اچھا اگر تیرے ساتھ یہ احسان کر دیا جائے تو اس کے علاوہ تو کوئی چیز نہیں مانگے گا؟ وہ کہے گا:

«لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ»

”تیری بزرگی کی قسم نہیں کچھ نہیں مانگوں گا۔“

پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا تو اس کی رونق دیکھے گا۔ پھر جس قدر اللہ تعالیٰ اس شخص کا خاموش رہنا پسند کرے گا، وہ آدمی چپ رہے گا اس کے بعد کہے گا اے میرے رب مجھے جنت کے دروازے کے پاس بٹھا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے اس بات پر وعدے نہیں کیے تھے کہ جو تو مانگ چکا ہے اس کے علاوہ کچھ کوئی اور چیز نہیں مانگے گا؟

وہ عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب تو نہ کر۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو تو اس کے علاوہ کوئی اور چیز تو نہیں مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا کہ قسم تیری بزرگی کی، نہیں میں اس کے سوا اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جس قدر چاہے گا۔ وعدے لے گا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے پاس بٹھا دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے کے پاس پہنچ جائے گا اور اس کی تروتازگی اور رونق دیکھے گا تو جتنی دیر اللہ چاہے گا وہ چپ رہے گا اس کے بعد کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم! تو کس قدر وعدے توڑتا ہے، کیا تو نے اس بات پر وعدے نہیں کیے تھے کہ جو تجھے دیا جا چکا ہے اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر۔ اللہ تعالیٰ اس (کی باتوں سے) ہنسنے لگے گا اور خوش ہو گا۔ اس کے بعد اس کو جنت میں جانے کی اجازت دے گا اور فرمائے گا جو کچھ تو مانگ سکتا ہے مانگ جب اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا کہ یہ یہ چیزیں بھی مانگ۔ اب اللہ تعالیٰ اسے یاد دلاتا جائے گا (اور وہ مانگتا چلا جائے گا) جب اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے یہ تمام چیزیں دی جاتی ہیں

اور اس کا ایک گنا اور اسی کے برابر مزید (بھی) (یہ حدیث سن کر) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر یہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تجھے یہ بھی سبھی کچھ اور اس کے ساتھ اس کی مثل دس گنا اور بھی دیا جاتا ہے۔ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے صرف یہی قول یاد ہے کہ تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل ایک گنا مزید (بھی) تو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تجھے یہ اور اسی کے مثل دس گنا مزید دیا جاتا ہے۔ (الاذان، باب فضل السجود: ۸۰۶)

باپ کا صدقہ بیٹے کو مل گیا:

سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے باپ اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور نبی ﷺ ہی نے میری مفتی کی اور میرا نکاح کیا اور ایک دن میں آپ ﷺ کے پاس ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوا اور (وہ مقدمہ یہ تھا) کہ میرے باپ یزید نے کچھ اشرفیاں بطور صدقہ نکالی تھیں اور ان کو مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھوا دیا (کہ تم مستحقین میں سے جس کو چاہو دے دینا) چنانچہ میں گیا اور میں نے وہ اشرفیاں لے لیں اور ان کو (گھر) لے آیا میرے باپ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا قطعاً ارادہ نہیں کیا تھا تو میں یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ»

”اے یزید! جو نیت تم نے کی تھی (کہ کسی مستحق کو صدقہ مل جائے) اس کا ثواب تمہیں

ملے گا اور اے معن! جو اشرفیاں تم نے لی ہیں وہ تمہاری ہیں۔“

(الزکاة، باب اذا تصدق على ابنه وهو لا يشعر: ۱۴۲۲)

کتے کو پانی پلانے والا بخشا گیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص چلا جا رہا تھا اور اس کو پیاس لگی تو وہ کنویں میں اترا اور اس نے اس سے پانی پیا پھر وہاں سے نکلا تو کیا دیکھا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس شخص نے (اپنے دل میں) کہا کہ اس کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہی ہی پیاس لگی ہے جیسی مجھے لگی تھی لہذا وہ پھر کنویں میں اترا اور اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے دانت سے پکڑا اس کے بعد اوپر چڑھا اور کہنے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرمایا اور اس کو معاف فرما دیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہمیں جانوروں کی جان بچانے میں بھی ثواب ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ» (المسافات، باب فضل سقى الماء: ۲۳۶۳)

”ہاں! ہر جاندار سے احسان کرنے میں ثواب ملتا ہے۔“

اللہ مومن کو اپنی رحمت سے معاف فرما دے گا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ مومن کو قریب کر لے گا پھر اس پر اپنا پردہ رکھ کر اسکو چھپالے گا اور فرمائے گا کہ کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے، کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں اے رب! حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کرالے گا اور وہ شخص اپنے دل میں خیال کرے گا کہ مارا گیا لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

«إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَعْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ»

کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو پردے میں رکھا تھا اور آج بھی میں تیرے گناہ معاف کیے دیتا ہوں۔ پھر اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ لیکن رہے کافر اور منافق تو ان کی نسبت (علی الاعلان) گواہ لوگ کہیں گے:

﴿هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۖ أَلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

”یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“ (ہود: ۱۸)

(المظالم، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿أَلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾، رقم: ۲۴۴۱)

موت کو ذبح کر دیا جائے گا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت ایسے مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی، جو چت کبرا ہوگا، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے بہشت والو! وہ گردن

اٹھائیں گے اور ادھر ادھر دیکھیں گے تو وہ (فرشتہ) کہے گا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، ان سب نے (اپنے مرتے وقت) اسے دیکھا تھا (اس لئے پہچان لیں گے) پھر وہ پکارے گا کہ اے دوزخ والو! وہ بھی گردن اٹھا کر دیکھیں گے تو وہ (فرشتہ) کہے گا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، ان سب نے بھی (مرتے وقت) اسے دیکھا تھا پھر اسی وقت موت ذبح کر دی جائے گی اور وہ (فرشتہ) کہے گا

«يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ»

”اے اہل جنت! تم اب ہمیشہ جنت میں رہو گے، تم میں سے کسی کو موت نہیں آئے گی اور اہل دوزخ! تم اب ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم میں سے بھی کسی کو موت نہیں آئے گی“ (تب اس وقت جہنمی حسرت کریں گے)۔ پھر (رسول اللہ ﷺ نے) یہ آیت پڑھی:

﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (سورہ مریم: ۳۹)

”(اے محمد) ان لوگوں کو اس حسرت و افسوس کے دن سے ڈرائیے جبکہ کام کا فیصلہ کرے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔“

(التفسیر سورۃ مریم، باب قوله تعالى: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾..... ﴿۴۷۳۰﴾)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند قیدی پیش کئے گئے، ان میں ایک عورت (بھی) تھی اس کی چھاتیاں دودھ سے بھری ہوئی تھیں، دودھ ٹپک رہا تھا اور جب قیدیوں میں اسے اپنا بچہ مل گیا تو اسے چھاتی سے لگا کر دودھ پلانے لگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہرگز نہیں جب تک اسے قدرت ہوگی وہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالے گی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عورت سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ (الادب، باب رحمة الولد..... ۵۹۹۹)

کوئی شخص عملوں کے بل بوتے پر جنت میں نہیں جایگا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«لَنْ يُدْخَلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ»

”کسی بھی شخص کو اس کے عمل جنت میں داخل نہیں کر سکیں گے۔“

(بلکہ اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی) لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو بھی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَّعَمِدَنِي اللَّهُ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ»

”ہاں! میں بھی نہیں۔ حتیٰ کہ اللہ کی رحمت مجھ کو ڈھانپ لے۔“

اور فرمایا: میانہ روی سے عمل کرو اور اللہ سے قربت حاصل کرو اور تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر نیک ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ مزید نیکیاں کر لے اگر برا ہے تو ہو سکتا ہے کہ معافی مانگے لے ایک روایت میں ہے اور صبح و شام اور پچھلی رات میں عبادت کرو اور میانہ روی سے عمل کرنا تمہیں منزل مقصود (یعنی جنت) تک پہنچا دے گا۔ (المرضی، باب تمنی الجبرئیل الموت: ۵۶۷۳)

مومن اللہ کی بے پناہ رحمت کو دیکھ کر اللہ سے ملنا چاہتا ہے:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو برا سمجھتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو برا سمجھتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یا نبی ﷺ کی کسی دوسری زوجہ محترمہ نے عرض کی کہ موت کو تو ہم بھی پسند نہیں کرتے تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ (مطلب نہیں) بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کو اللہ کی (طرف سے) رضامندی اور اعزاز کی بشارت دی جاتی ہے تو اس وقت جو اس سے آگے (اللہ کی ملاقات اور انعام الہی) ہوتے ہیں اسے اس کے علاوہ اور کوئی چیز اچھی ہی معلوم نہیں ہوتی تب وہ اللہ سے ملنے کو اچھا سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور عقوبت کی خبر دی جاتی ہے تو جو کچھ اس کے آگے (عذاب اور عقوبت) ہوتی ہے، اس سے زیادہ کوئی چیز اس کو بری معلوم نہیں ہوتی اس لئے اللہ سے ملنے کو وہ برا سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو برا سمجھتا ہے۔ (الرفاعی، باب من احب لقلہ اللہ ۶۵۰۷)



جنت کے نظارے و دوزخ کی رسوائیاں

کامیاب صرف جنتی ہوگا:

﴿فَمَنْ زُحِرَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

”جس کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی کا سامان تو دھوکے کا سامان ہے۔“

جنت نیک عمل کرنے والوں کو ہی ملے گی:

اللہ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ (البقرة: ۲۵۰)

”جو لوگ (اللہ کے احکامات پر) ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو خوشخبری سنا دیں کہ ان کے لیے وہ باغات ہیں جن میں نہریں چل رہی ہوں گی۔“

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَذَا مَا أَرَأَوْتُ أَكْتُبِيهِ ۝ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيهِ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝﴾

”جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا (اے میرے رشتہ دارو اور دوستو!) آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو بے شک میں نے یقین کر لیا تھا کہ میں اپنے حساب کو ملنے والا ہوں (اس لیے میں نے آخرت کی خوب تیاری کی) پھر وہ پسندیدہ زندگی میں ہو

مکا یعنی بلند و بالا جنت میں ہوگا لیکن اس کے پھل نزدیک ہوں گے (ان کو کہا جائے گا)
 کھاؤ پو مہارک ہو (یہ سب کچھ) دنیاوی زندگی میں کیے نیک اعمال کی وجہ سے ہے۔“
 جنت کی عظیم نعمتوں کا بیان قرآن کی روشنی میں:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًا﴾

(مریم: ۶۲)

”وہ اس (جنت) میں کوئی لغو و فضول بات نہیں سنیں گے ہاں وہاں سلام ہوگا اور ان کے لیے اس میں انھیں صبح شام رزق ملے گا۔“

﴿إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَكِنُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَّا يَدْعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ ۝﴾ (یاسین: ۵۵-۵۸)

”بے شک جنتی آج شغل میں خوش و خرم ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے لیے جنت میں میوے ہوں گے اور ان کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ خواہش کریں گے رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام پیش کیا جائے گا۔“

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهُيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۝﴾ (زحرف: ۷۱)

”ان پر سونے کے پیالے اور گلاس پھیرے جائیں گے اور جنت میں وہ چیزیں ہوں گی جسے نفس چاہیں گے اور آنکھیں (دیکھ کر) لذت حاصل کریں گی۔“

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرَ طَعْمُهُ ۖ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ﴾

(محمد: ۱۵)

”جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ تو ایسی بہترین چیز ہے کہ اس میں صاف پانی کی نہریں بہہ رہی ہیں اور اے دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلتا اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے پر لطف ہیں اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور جنت میں جنتیوں کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور مزید برآں ان کے رب کی بخشش بھی ہوگی۔“ (محمد: ۱۵)

﴿لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ﴾ (ق: ۳۰)

”جنتیوں کے لیے وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس (انھیں دینے کے لیے) اس سے بھی بڑھ کر (نعمتیں) ہوں گی۔“

﴿عَلَى سُرُرٍ مَوْضُوعَةٍ ۖ مُتَكِنِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۖ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۖ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقٍ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ ۖ لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزَفُونَ ۖ وَفَاكِهَةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۖ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۖ وَخُورٍ عَيْنٍ ۖ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الواقعة: ۱۵-۲۴)

” (جنتی لوگ) سونے کی تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ٹکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے (خدمت کے لیے ہر وقت) آتے جاتے ہوں گے وہ پیالے اور جگ اور شراب سے بھر پور گلاس (لائیں) گے اس شرب سے) نہ انھیں سرد درد ہوگا اور نہ ہی عقل میں کوئی فتور پیدا ہوگا اور (وہ غلام ان کے ہاں) وہ میوے لے کر (حاضر ہوں گے) جو انھیں پسند ہوں گے اور پرندوں کے گوشت جو وہ چاہیں گے اور (جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو سیل بند موتیوں کی طرح) صاف شفاف و خوبصورت) ہوں گی یہ سب کچھ ان کے (دنیا میں کیے نیک) اعمال کی وجہ سے ملے گا۔“

﴿فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ ۖ وَ طَلْحٍ مَّنْضُودٍ ۖ وَ ظِلِّ مَسْدُودٍ ۖ وَ مَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۖ وَ فَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۖ لَا مَقْطُوعَةٍ وَ لَا مَمْنُوعَةٍ ۖ وَ فُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۖ إِنَّا أَنْشَأْنَهُمْ إِنِشَاءً ۖ فَجَعَلْنَهُمْ أَهْبَارًا ۖ عُرْبًا

أَنْزَلْنَاهُمْ ۖ مَزِينٌ مَّتَّوَعٌ وَمُفْرَدٌ مَّوْضِعَاتٍ پَرِ مَشْتَمَلِ مِلَّتِ آن لائن مکتبہ

(جنتی لوگ) بغیر کانٹوں والی بیڑیوں اور تہ بتہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور بے بہا پھلوں میں ہوں گے جو نہ تو ختم ہوں گے اور نہ ہی روکے جائیں گے اور بلند بالا بستروں پر ہوں گے (یا بلند مرتبہ بیویوں کے ساتھ ہوں گے۔ ہم نے ان حوروں کو پیش نظر پر بنایا ہے اور انھیں کنواریاں بنایا ہے وہ محبوب ہم عمر ہوں گی۔“

جہنم کا عذاب قرآن پاک کی روشنی میں:

اللہ کا فرمان عالیشان ہے:

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾
(البقرة: ۲۴)

”تم اس آگ سے بچنے کی تدبیر کرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔“

﴿لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾ (الاعراف: ۴۱)

”(جہنمیوں) کے لیے جہنم کے بچھونے اور ان کے اوپر (آگ کے) لحاف ہوں گے اور ظالموں کو ہم اس طرح بدلہ دیں گے۔“

﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنِ افْضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَهْمَا عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (الاعراف: ۵۰)

”جہنمی جنت والوں سے کہیں گے تم ہمارے اوپر پانی ڈالو یا پھر اللہ نے جو تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے (کھانے کو دو) جنتی کہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔“

﴿وَحَابٌ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ﴾ (ابراہیم: ۱۵-۱۷)

”اور ہر گھمنڈی ضدی ناکام ہوگا اس کے پیچھے (آخرت میں) جہنم ہے اور اسے پیپ

والا پانی پلایا جائے گا وہ اسے پے گا لیکن وہ اسے گلے سے گزار نہیں سکے گا سختی اتنی ہوگی
 گویا) اسے موت آجائے گی حالانکہ وہ مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔“
 ﴿إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝﴾
 ”بے شک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم بن کر حاضر ہوگا تو بے شک اس کے لیے جہنم
 ہوگی اس میں نہ تو وہ مرے گا اور نہ ہی جیے گا۔“

﴿تَلْفَحُ وُجُوهُهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝﴾ (طہ: ۷۴)

”آگ ان کے چہروں کو جھلس کر رکھ دے گی اور وہ اس میں بد شکل بنے ہوں گے۔“
 ﴿وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَا تَدْعُوا
 الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أُولَٰئِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ
 الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۝ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَاصِيرًا ۝﴾

(الفرقان: ۱۲-۱۵)

”اور جب جہنمیوں کو زنجیروں میں جکڑ کر تک جگہ میں ڈال دیا جائے گا تو وہاں موت کو
 بلائیں گے (یعنی مرنے کی خواہش کریں گے ان کو کہا جائے گا آج ایک موت کو نہیں کئی
 موتوں کو دعوت دو۔ اے محمد ﷺ کہہ دیں کہ یہ (عذابوں بھری جہنم) بہتر ہے یا ہمیشہ
 رہنے والی جنت جس کا پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے وہ ان کا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگا۔“

﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزُّقُومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝
 كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خَذُودُهُ فَأَعْتَلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ
 رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝﴾ (الدخان: ۴۳-۴۸)

”بے شک تھوہر کا درخت بڑے گناہ گار کا کھانا ہے وہ پچھلے تانبے کی طرح ہوگا وہ پیڑوں
 میں اسی طرح کھولے گا جیسے گرم پانی کھولتا ہے۔ (پھر فرشتوں سے کہا جائے گا) اسے پکڑو
 اور گھیٹے ہوئے جہنم کے درمیان میں لے جاؤ پھر اس کے سر پر گرم پانی ڈال دو۔“

جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ احادیث کی روشنی میں:

حضرت عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کا ناس و نعلین نے اُور شاہ فرمایا۔

« اِطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَ اَطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَهْلِهَا النِّسَاءَ »

”میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا اکثر جنتی لوگ غریب و مساکین تھے اور جہنم میں جھانکا

تو اس میں اکثریت خواتین کی تھی۔“ (بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة: ۳۲۴۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ نے فرمایا، کہ جنتی لوگ بالا خانوں والے جنتیوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم چمکتا ستارا (سراٹھا کر) دیکھتے ہو اس کی وجہ جنتیوں میں درجات کا فرق ہو گا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! یہ منزلیں تو انبیاء کرام کو حاصل ہوں گی، دوسرے لوگوں کو یہ درجات کیسے ملیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رَجَالَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ صَدَقُوا الْمُرْسَلِينَ »

”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ درجات ان لوگوں کو بھی

حاصل ہوں گے جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی ہوگی (اگرچہ وہ

انبیاء نہیں ہوں گے)۔“ (بدء الخلق، باب صفة الجنة: ۳۲۵۶)

ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں اور انبیاء گزر نے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی، کسی کے ساتھ دو آدمی، کسی کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے اور کسی نبی کے ساتھ تو کوئی بھی (امتی) نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے پوچھا: یہ کس کی امت ہے؟ میں نے کہا اے جبریل! کیا یہ میری امت ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے (پھر) کہا گیا کہ تم آسمان کے کنارے میں دیکھو (میں نے دیکھا تو «فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأَفُقَ» کہ ایک بڑی جماعت نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو، میں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی جماعت آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے (اس قدر) فرما کر رسول اللہ ﷺ (حجرہ میں) تشریف لے گئے اور ہم لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا: کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ (اس پر) لوگوں نے تمبرہ کرنا شروع کیا۔ کہنے

لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرما برواری کی، اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے ورنہ ہماری اولاد ہوگی جو اسلام (کے دور) میں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم دور جاہلیت کی پیدائش ہیں (اور گناہوں میں ملوث ہوئے) وغیرہ وغیرہ۔ نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

« هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَنْطَلِقُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَ عَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ »

”وہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی شے میں بدقالی لیتے ہیں اور نہ (علاج کے لئے آگ سے) داغ لگواتے ہیں بلکہ اپنے اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

سیدنا عکاشہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں! (تم ان میں سے ہی ہو) پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ »

”بس عکاشہ (دعا کرنے میں) تم سے سبقت لے گئے ہیں۔“

(الرفاق، باب يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب: ۶۵۴۱)

جنت کی نعمتوں کا بیان:

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« الْخَيْمَةُ ذُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُونَ مِثْلًا »

(جنت کا مکان) گول موتی کا بنا ہوا خیمہ بھی ہے جو تیس میل ایک روایت میں ساٹھ میل اونچا ہوگا ہر کونے میں مومن کا اہل ہوگا جسے دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے۔“

(بدء الخلق باب ما جاء في صفة الجنة: ۳۲۴۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ فرماتے ہیں:

« أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ نَبِيٍّ »

”میں نے اپنے صالح عباد کے لئے ایسی چیزیں تیار کر دی ہیں جو کوئی نہ دیکھ سکی، نہ سنی، نہ خیال کیا، نہ خطہ لکھی۔“

”کہ میں اپنے نیک بندوں کے لیے جنت میں وہ وہ چیزیں پیدا کی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی ان کا خیال کسی انسان کے دل میں آیا ہے۔“
اگر تم (اس کی تصدیق) چاہو تو پھر آیت پڑھو:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (السجدة: ۱۸)

”کوئی نفس نہیں جانتا ہو کہ (جنت میں) ان کے لیے کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔“ (حوالہ مذکور: ۳۲۴۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو پہلی جماعت داخل ہو گی وہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے (جنت میں) وہ نہ تھوکیں گے نہ انہیں پیشاب پاخانے کی حاجت ہو گی ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی ان کی انگلیٹھیاں اگر کی ہوگی اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا ہر جنتی کو دو حوریں (ضرور) ملیں گی ان کا حسن اتنا ہوگا کہ گوشت کے اوپر سے ان کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا جنتیوں کے درمیان کوئی اختلاف اور دشمنی نہیں ہوگی ان کا دل ایک دل کی طرح ہوگا وہ صبح شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔“
ایک روایت میں ”لَا يَسْقَمُونَ“ کے لفظ ہیں، یعنی وہ بیمار بھی نہیں ہوں گے۔

(حوالہ مذکور: ۳۲۴۶-۳۲۴۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
﴿لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ﴾
”کہ میری امت کے ستر ہزار یا فرمایا سات لاکھ افراد بیک وقت جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔“ (حوالہ مذکور: ۳۶۴۷)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
﴿إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً تَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ﴾
”جنت میں ایسا درخت بھی ہے جس کے سائے میں سوار شخص سو سال تک چلے (تو اسے عبور نہ کر سکے گا)

اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو ﴿وَ ظِلِّ مَمْدُودٍ﴾ (جنتی لوگ) بے لے سایوں تلے ہوں

گے۔ پھر فرمایا: محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ﴾

”جنت میں کمان کے برابر رقبہ ان چیزوں سے بڑھ کر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔
یا غروب ہوتا ہے۔“ (حوالہ مذکور: ۳۲۵۲، ۳۲۵۳)

﴿وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِطْلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَا ضَاءَ ثَمَّ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَّتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا﴾

تم میں سے کسی کی کمان یا (فرمایا) اس کے قد کے برابر جنت میں جگہ دنیا و کائنات سے بڑھ کر ہے اور اگر جنت کی حور زمین پر جھانک لے تو زمین و آسمان کا درمیان روشنی سے جھلکا اٹھے اور اس کی خوشبو سے مہک اٹھے اور حور کا دوپٹہ پوری دنیا و کائنات کی قیمت سے بڑھ کر قیمتی ہے۔“ (الحجاء، باب الحور العین وصفتهن: ۲۷۹۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا اور اسے ذبح کر ڈالا جائے گا پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا:

﴿يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ﴾

”اے جنتیو! آج کے بعد موت نہیں آئے گی اے جہنمیو! تم بھی سن لو آج کے بعد موت نہیں آئے گی۔“

یہ اعلان سن کر جنتیوں کی خوشی دوہلا ہو جائے گی اور لیکن دوزخیوں کا رنج و غم بڑھ جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جنتیوں کو آواز دے گا اے جنتیو! وہ جواب میں کہیں گے: ﴿لَبَّيْكَ يَا رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ﴾

اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں، اللہ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ جنتی کہیں گے اے اللہ تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے جو آپ ﷺ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا (تو ہم راضی کیوں نہیں



ہوں گے؟) اللہ فرمائیں آج میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جو جنت اور اس میں موجود تمام نعمتوں سے افضل ہے جنتی کہیں گے اے ہمارے رب اس سے افضل کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

«أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا»

”آج میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کرتا ہوں آج کے بعد میں تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔“

(جب اپنے غلام سے آقا ناراض ہو لیکن اس کے پاس ہر قسم کی نعمتیں موجود ہوں تو وہ نعمتیں اچھی نہیں لگتیں اگر آقا راضی اور خوش ہو تو تمام نعمتوں سے یہ افضل ہوتا ہے)

(الرفاق، باب صفة الجنة والنار: ۶۵۴۸، ۶۵۴۹)

جہنم میں کون جائیں گے؟، احادیث کی روشنی میں:

حضرت حارث بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ»

”کیا میں تمہیں جنتی شخص کی خبر نہ دوں؟ (پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا) کمزور اور لوگوں

میں حقیر سمجھا گیا شخص اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیتا ہے تو اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔“ پھر فرمایا

کیا میں تمہیں جہنمی شخص نہ بتاؤں؟ (پھر خود فرمایا)

«كُلُّ عُتْلٍ جَوَاطٍ مُسْتَكْبِرٍ»

”جھگڑالو موٹا تکبر فحش۔“ (التفسیر، باب ﴿عُتْلٌ بَعْدَ ذَلِكَ رَضَمٌ﴾: ۴۹۱۸)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَطَلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ

أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ»

”کہ میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں اکثریت غریب و نادار لوگوں کی تھی اور جہنم میں

جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔“

ایک روایت میں ہے:

«وَأَصْحَابُ الْجِدْلِ مَحْبُوسُونَ»

”مالدار لوگ (جو جنت کے مستحق تھے) وہ (جنت میں جانے سے فی الحال) روک لیے

گئے تھے۔“ (النکاح، باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها کا ذیلی باب: ۵۱۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِيعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ حَنَاحَ بَعُوضَةٍ »

”قیامت کے دن (بھینس کی طرح پلا ہوا) موٹا انسان آئے گا لیکن اس کا وزن اللہ کے

ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔“ پھر فرمایا تم یہ آیت پڑھ لو:

﴿ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا ۝ ﴾ (الكهف: ۱۰۵)

”کہ ہم قیامت کے دن ان کے لیے وزن قائم نہیں کریں گے۔“

(التفسیر، باب ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا.....﴾ ۴۷۲۹)

جہنم میں کیا کیا عذاب ہوں گے احادیث کی روشنی میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءٍ مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ »

”دنیا کی تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے (یعنی جہنم

کی آگ دنیا کی آگ سے اہتر درجے زیادہ گرم ہے۔“

(بدء المخلوق، باب صفة ابواب الجنة: ۳۶۶۵)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا تھا کہ ایک شخص

قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جہنم میں اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکل

ہوں گی وہ اپنی آنتوں کے ارد گرد ایسے پکڑ لگائے گا جیسے گدھا چکی کے ارد گرد پکڑ لگتا ہے اس کے پاس

جہنمی لوگ جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تو یہاں کیسے؟ تو تو ہمیں نیکی کا حکم دیا کرتا تھا او

برائی سے منع کیا کرتا تھا۔

تو وہ کہے گا میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن میں خود نیکی سے کنارہ کش رہتا تھا اور تمہیں تو براؤ

سے روکا کرتا تھا لیکن میں خود برائی کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔ (حوالہ مذکور: ۳۲۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے کم عذاب والے شخص سے فرمائے گا کہ زمین کے اندر جو کچھ ہے اگر وہ تجھے مل جائے تو کیا وہ سب کچھ اپنے کو جہنم سے چھکارے کے لیے دے دے گا؟ وہ کہے گا ہاں تو اللہ فرمائیں گے کہ جب تو آدم ﷺ کی پیٹھ میں تھا (یعنی عالم ارواح میں) اس وقت میں نے تجھ سے اس سے کہیں معمولی چیز کا سوال کیا تھا:

«أَلَا نَشْرِكَ بِى شَيْئًا»

”تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔“

لیکن تو نے اس بات کا انکار کر کے شرک کا ارتکاب کر لیا (اب تیرے لیے نجات کہاں؟)

(الرفاق، باب من نوقش الحساب عُذِبَ ۳۵۳۸)

آدم علیہ السلام سے پہلے جنتی تھا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ساٹھ ہاتھ لہنا بنایا پھر فرمایا کہ جاؤ ان فرشتوں کے گردہ کو سلام کرو، پھر سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ ورحمۃ اللہ کا لفظ انہوں نے بڑھایا۔ چنانچہ وہ سب لوگ جو قیامت کے دن جنت میں داخل ہوں گے وہ سب آدم علیہ السلام کی صورت (حسن اور قد و قامت) پر ہوں گے (آدم کے بعد) اب تک قد چھوٹے ہوتے چلے آئے۔

جنتی شخص کھیتی کاشت کرے گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دن ارشادات گرامی فرما رہے تھے اور (اس وقت) آپ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی شخص بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شخص اہل جنت میں سے اپنے رب تعالیٰ سے کھیتی کاشت کرنے کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا یہاں تیری چاہت کا ہر سامان موجود نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں یہ بات درست ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر وہ سچ بولے گا تو اس کا اکٹا اور بڑھتا اور کٹنا پلک جھپکنے سے پہلے ہو جائے گا اور اسی کی پیداوار کے ڈھیر پہاڑوں کے برابر ہو جائیں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا

کہ ابن آدم! تو کسی چیز سے سیری نہیں ہوتا۔ تو وہ اعرابی کہنے لگا:

«وَاللّٰهِ لَا نَجِدُهُ إِلَّا قَرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زُرْعٍ»

”یا رسول اللہ ﷺ! ہم ایسا شخص کسی قریشی یا انصاری کو ہی پائیں گے اس لیے کہ وہی لوگ

کاشتکار ہیں اور ہم تو کاشتکار نہیں ہیں۔ اس پر نبی ﷺ مسکرا دیے۔“

(کتاب الحرت۔ باب حرہ الارض۔۔۔۔۔ کا ذیلی باب۔۔۔۔۔ رقم: ۲۳۴۸)

جنت و دوزخ کی شکایت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: دوزخ اور جنت آپس میں جھگڑا کرنے لگیں۔
دوزخ نے کہا:

«أُوتِرْتُ بِالْمُنْكَبِرِينَ وَالْمُنْكَبِرِينَ»

”میں حکیم اور ظالم لوگوں کو عذاب دینے کے لئے مخصوص کر دی گئی ہوں۔“

اور جنت نے کہا:

«مَا لِي لَا يَدْخُلْنِي إِلَّا ضَعْفَاءُ النَّاسِ وَ سَقَطُهُمْ»

”معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو غریب محتاج، نظر سے گرے

ہوئے ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے
ذریعے رحمت سے فیض یاب کروں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے، اپنے بندوں میں سے جسے
چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب دوں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرا جائے گا دوزخ نہیں بھر رہی ہوگی،
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا، اس وقت دوزخ کہے گی:
«قَطِبَ قَطِبٌ» ”بس بس“

اور اس وقت بھر جائے گی اور سٹ جائے گی اور باقی رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (قیامت کے
دن) ایک اور مخلوق پیدا کرے گا (اور اس مخلوق سے جنت کو بھر دے گا)

(التفسیر، سورۃ ق، باب قوله تعالى ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ﴾، ۴۸۵۰)

عذاب قبر حق ہے:

(برے انسان کو مرتے وقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے اور قیامت تک عذاب رہتا ہے پھر قیامت میں عذاب کا نیا سلسلہ شروع ہوگا عذاب قبر قرآن میں اشارۃً اور احادیث میں صراحتاً مذکور ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ اَيْدِيهِمْ ۖ اَخْرَجُوٓا۟ اَنْفُسَكُمْ ۙ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُوْنَ عَلٰى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ﴾
(الانعام: ۹۳)

”اگر آپ اس وقت (کی ہولناکی) دیکھیں جب کہ ظالم (کافر) موت کی کشمکش میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ (ان کی طرف) بڑھائے ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) اپنے نفس نکالو آج تم ذلت والا عذاب دیے جاؤ گے اس لیے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے روگردانی کیا کرتے تھے۔“

﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾ (التوبة: ۱۰۱)
”ہم انھیں (دنیا اور قبر کا) دو بار عذاب دیں گے پھر وہ (جہنم کے) عذاب عظیم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔“

﴿وَحَاقَ بِالْاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۚ النَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اِلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

(المومن: ۴۵-۴۶)

”اور فرعون کی آل پر برا عذاب نازل ہو چکا ہے آگ پر ہر صبح شام انھیں پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون کی آل کو سخت عذاب میں ڈال دو۔“

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو جب قبر میں اٹھا کر بٹھا دیا جاتا ہے تو (فرشتوں کے سوال پر) وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ

کے اس فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

﴿يُحِبُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الْغَائِبِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي
الْآخِرَةِ﴾ (ابراہیم: ۲۷)

”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قول (لا الہ الا اللہ) کے ذریعے دنیا اور آخرت میں
ثابت قدم رکھتا ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت قبر کے عذاب کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

(الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر: ۱۳۶۹)

بعض لوگ اس قبر میں عذاب کے قائل نہیں ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ ہم تو اسی قبر
میں مردے کے عذاب کے قائل ہیں جسے اللہ پاک نے قرآن میں قبر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا
فرمان ہے:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ
كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ كَاْفِرُونَ﴾ (النوبة: ۸۴)

”آپ ان (منافقین) میں سے ہرگز کسی کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر
کھڑے ہوں بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ کافر ہو کر
مرے۔“ (کیا نبی ﷺ برزخ کی قبر پر کھڑے تھے؟)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محمد کریم ﷺ اہل بدر کی لاشیں جس کنویں میں پڑی تھیں
اس پر آئے اور فرمایا:

«هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا»

”تمہاری رب نے تم سے (عذاب کا) وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پایا ہے؟“

آپ ﷺ سے کہا گیا: «يَا رَسُولَ اللَّهِ تَدْعُوْا أَمْوَانًا» کہ کیا آپ ﷺ مردوں کو پکار رہے
ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ»

”تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن ان کو جواب دینے کی طاقت نہیں ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ»

”بے شک یہ جان چکے ہیں کہ جو میں انھیں کہا کرتا تھا وہ حق ہے۔“

(حواشیہ مذکور: ۱۳۷۰، ۱۳۷۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَا تَكَلَّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا»

”آپ بے جان جسموں سے باتیں کر رہے ہیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ»

”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے جو میں ان سے کہہ رہا

ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے (یعنی ان کفار نے آپ ﷺ کی باتیں سنی تھیں

دوسروں کی نہیں)“ (المغازی، باب قتل ابی جہل: ۳۹۷۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک یہودیہ عورت آئی اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا

اور مجھ سے کہا:

«أَعَاذُكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ»

”اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔“

میں نے محمد کریم ﷺ سے عذاب کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں عذاب قبر حق ہے۔

«فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَعُذُّ صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ»

”کہ اس کے بعد آپ ﷺ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔“

(الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر: ۱۳۷۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ فِتْنَةِ

الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ»

”اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی موت کے فتنے سے اور صحیح

دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“ (الاذن، باب الدعاء قبل السلام: ۸۳۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آوازیں سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں پھر پوچھتے ہیں:

« مَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ »

”محمد ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟“

جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے:

« أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ »

”میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

اسے کہا جاتا ہے:

« أَنْظِرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْذَلْتَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ »

”کہ تو اپنی جہنم والی جگہ دیکھ لے جس کے بدلے میں اللہ نے یہ حسین و خوبصورت جگہ

جنت میں جگہ عطا فرمادی ہے پھر وہ جنت و جہنم دونوں کو دیکھتا ہے۔“

لیکن جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے کہ تو محمد ﷺ کے بارے میں کیا نظر یہ رکھتا ہے؟ تو وہ

کہتا ہے:

« لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ »

”مجھے کوئی علم نہیں میں تو اس طرح کہتا تھا جیسے لوگ کہا کرتے تھے۔“

تو اسے کہا جاتا ہے: « لَا ذَرِيَّةَ وَلَا تَلَيْتَ »

”نہ تو تو نے سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا۔“

« وَيُضْرَبُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصْبِحُ صَبِيحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ »

غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ »

”کہ اسے لوہے کے ہتھوڑے مارے جاتے ہیں پھر وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ و پکار جن

اور انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔“ (الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر: ۱۳۷۴)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک دن اللہ کے نبی ﷺ باہر نکلے اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا آپ ﷺ نے آوازیں سنیں تو فرمایا:

«يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا»

”یہودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔“ (الجنائز، باب التعمد من عذاب القبر: ۱۳۷۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ رحمۃ اللعالمین ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» ان دونوں (قبروں والوں) کو عذاب ہو رہا ہے اور انھیں کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ

«أَمَا أَخَذَهُمَا فَمَا كَانَ يَسْعَىٰ بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَا أَخَذَهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ»

”ان میں سے ایک تو چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔“ پھر آپ ﷺ نے گیلی کلزی لی اور اسے دو حصوں میں کیا اور انھیں ہر ایک قبر میں گاڑ دیا پھر فرمایا، شاید کلزی کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب کوئی فوت ہو جاتا ہے اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو صبح شام اس پر اس کی (جنت کی) جگہ پیش کی جاتی ہے اگر جہنمی ہوتا ہے تو جہنم کی جگہ پیش کی جاتی ہے پھر اسے کہا جاتا ہے:

«هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّىٰ يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ»

”کہ تیری جگہ یہی ہوگی (نی الحال تو نے یہاں رہتا ہے) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت

کے دن اٹھائے گا۔“ (الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده.....: ۱۳۷۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب میت کو چار پائی پر رکھ دیا جاتا ہے اور اسے لوگ کندھوں پر اٹھا کر قبرستان کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو میت اگر نیک ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے: «قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي» کہ مجھے (جلدی) لے چلو لے چلو۔“

لیکن اگر میت نیک نہیں ہوتی تو داویلا کرتی ہے اور کہتی ہے مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟:

«يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعَقَ»

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اس کی چیخ و پکار کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان اسے سن لے تو بے

ہوش ہو جائے۔“ (الجنہز، باب کلام الحیت علی الجنۃ: ۱۳۸۰)

قبر کے عذاب کے بعد قیامت کے دن غیر اللہ کے پجاری جہنم میں جا کیئے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟..... جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا یوں پکارے گا کہ جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا اسی کے ساتھ چلا جائے۔ پھر غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں میں سے کوئی فرد باقی نہ رہے گا۔ سب اپنے معبودوں، بتوں اور تھان وغیرہ کے ساتھ دوزخ میں جا کر گر جائیں گے، یہاں تک کہ صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں اچھے اور برے سب مسلمان لوگ ہوں گے اور اہل کتاب کے کچھ باقی رہ جانے والے لوگ بھی ہوں گے۔ سب سے پہلے یہود بلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم حضرت عزیر (علیہ السلام) کی جو اللہ کا بیٹا ہے عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا

«كَذَّبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ»

”تم نے جھوٹ کہا، اللہ نے اپنی بیوی اور بیٹا کسی کو نہیں بنایا تھا۔“

بتاؤ! اب تم کیا چاہتے ہو؟ یہود کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں پیاس لگی ہے، ہمیں پانی پلا، پھر (سراب کی) طرف انھیں اشارہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ، کیا تم وہاں نہیں چلے جاتے اسی وقت سب کے سب آگ کی طرف بے تاب ہو کر دوڑیں گے وہ آگ کو پانی سمجھیں گے (جو ان کی پیاس بجھا دے گا) لیکن وہ آگ میں گر پڑیں گے، پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے اور ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے کہا جائے گا تم نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی کوئی بیوی اور کوئی بیٹا نہیں۔ پھر کہا جائے گا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بھی ویسا ہی کہیں گے جیسا یہود نے کہا تھا اور ان کی طرح جہنم میں گر پڑیں گے۔ حتیٰ کہ کوئی باقی نہ رہے گا مگر جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے، نیک اور گناہ گار ملے چلے رہ جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا تم کس کے انتظار میں کھڑے ہو؟ جبکہ ہر امت اپنے معبود کے ساتھ لگی جا رہی ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں تو، جب کہ ہمیں ان گناہ گار لوگوں کی ضرورت تھی، ان سے جدا رہے اور ان کے ساتھ نہیں دیا تو۔ (اب ان کے ساتھ

کیسے جائیں؟ ہم تو اپنے سچے رب کے انتظار میں ہیں کہ جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک صورت میں ظاہر ہوگا جو پہلی صورت سے جس کو وہ دیکھ چکے ہوں گے ملتی جلتی ہوگی لیکن وہ پہلی صورت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں ہی تمہارا (سچا) رب ہوں تو وہ کہیں گے۔

- ہمارا رب تو ہے؟ اللہ تعالیٰ سے صرف انبیاء گفتگو کر سکیں گے۔ اللہ فرمائے گا کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی نشانی بھی ہے جس سے تم اسے پہچانوں گے؟

وہ کہیں گے ہاں ہمارے درمیان نشانی پڑتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی پڑتی سے پردہ ہٹائے گا تو تمام مومنین اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ریا کاری کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے وہ سجدہ کرنے لگیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ بن جائے گی۔

پھر جہنم کے اوپر پل صراط رکھ دی جائے گی.....

(التوحید، باب قول اللہ ﴿وَجُودَ يُؤْمِنُ تَابِعُ...﴾ (۷۴۳۹)

«لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا»

”ہم کسی کو بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“

یہ جملہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے۔



”اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، جہنم کے عذاب، زندگی موت کے فتنے سے اور صبح

وچال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“ (الاذان، باب الدعاء قبل السلام: ۸۳۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس لوٹ رہے ہوتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آوازیں سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں پھر پوچھتے ہیں:

« مَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ »

”محمد ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟“

جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے:

« أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ »

”میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

اسے کہا جاتا ہے:

« أَنْظِرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبَدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ »

”کہ تو اپنی جہنم والی جگہ دیکھ لے جس کے بدلے میں اللہ نے یہ حسین و خوبصورت تجھے

جنت میں جگہ عطا فرمادی ہے پھر وہ جنت و جہنم دونوں کو دیکھتا ہے۔“

لیکن جب کافریا منافق سے پوچھا جاتا ہے کہ تو محمد ﷺ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے؟ تو وہ

کہتا ہے:

« لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ »

”مجھے کوئی علم نہیں میں تو اس طرح کہتا تھا جیسے لوگ کہا کرتے تھے۔“

تو اسے کہا جاتا ہے: « لَا دَرَبَ لَكَ وَلَا تَلَيْتَ »

”نہ تو تو نے سمجھا اور نہ تو نے (قرآن) پڑھا۔“

« وَيُضْرَبُ بِمِطَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ

غَيْرِ الثَّقَلَيْنِ »

”کہ اسے لوہے کے ہتھوڑے مارے جاتے ہیں پھر وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ و پکار جن

اور انسان کے علاوہ ہر چیز میں ہے۔“ (المعاشرة، باب من جاء في عذاب القبر: ۱۳۷۴)

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنَسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» .

کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ لہذا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شک کرے تو اسے چاہیے کہ احتیاط والی بات کو لے اور اسی پر اپنی نماز مکمل کرے پھر سلام پھیر کر دو سجودے (سجودے) کرے۔

(الصلاة، باب التوجه نحو القبلة..... (۴۰۱)

ایک روایت میں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے جو مسجد میں گاڑی ہوئی تھی اور اس پر آپ ﷺ نے ٹیک لگائی ایسا لگتا تھا کہ جیسے آپ ﷺ غصے میں ہیں اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا اور اپنی انگلیوں کے درمیان تھپک فرمائی۔ (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں) اور اپنا ہاتھ رخسار اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا جلد باز لوگ تو مسجد سے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ نماز کم ہو گئی؟ اور لوگوں میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ مگر وہ دونوں آپ ﷺ سے سوال کرنے سے ڈر گئے اور ان لوگوں میں ایک شخص تھا، جس کے ہاتھ چمچہ لپے تھے، اس کو ذوالیدین کہتے تھے۔ تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں (اپنے خیال میں) نہ بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا: کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں؟ تو لوگوں نے کہا ہاں! تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور جس قدر نماز چھوڑی تھی پڑھی۔ اس کے بعد سلام پھیر کر تکبیر کہی اور اپنے معمول کے سجدوں کی طرح کا سجدہ کیا یا (وہ سجدہ) کچھ طویل تھا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی اس کے بعد پھر تکبیر کہی اور اپنے معمول کے سجدوں کی طرح یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔“ (السہو، باب یکبر فی سجدة السہو: ۱۲۲۹)

نبی ﷺ پہلا تشہد بھول گئے:

سیدنا عبداللہ بن عسینہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ ازد شہوۃ سے تعلق رکھتے ہیں اور بنی عبد مناف کے حلیف اور نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک دن) لوگوں کو ظہر کی نماز

پڑھائی تو (بھولے سے) پہلی دو رکعتوں (کے اختتام) پر کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں تو لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نماز مکمل کر چکے اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو آپ ﷺ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے اس کے بعد سلام پھیرا۔ (الاذان، باب من لم یرى التشهد الاول واجبا..... ۸۲۹)

آپ ﷺ بھول گئے:

سیدہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ظہر کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں تو (نماز کے بعد) آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا نماز میں زیادتی کر دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مطلب؟ عرض کی گئی کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے (سہو کے) کیے۔

(السہو، باب اذا صلی خمساً: ۱۲۲۶)





آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے درخشاں پہلو

آپ ﷺ کا بچپن اور جوانی بھی پاکیزہ تھی:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ (کی تعمیر) کے لیے قریش کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے اور آپ ﷺ نے تہبند (باندھی ہوئی) تھی تو آپ ﷺ سے آپ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! کاش تم اپنی تہبند اٹار لیتے اور اسے اپنی شانوں پر پتھر کے نیچے رکھ لیتے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چادر کھولی اور اسے اپنے شانوں پر رکھ لیا، تو آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«فَمَا رَأَى بَعْدَ ذَلِكَ عُرْيَانًا»

”پھر اس کے بعد آپ ﷺ (بھی) ننگے نہیں دیکھے گئے۔“

(الصلاة باب كراهية التعري..... رقم: ۳۶۴)

نبی ﷺ سمیت ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو کے پھل توڑ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کالے کالے دیکھ کر توڑو، وہ (پلٹے اور) مڑھا رہا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا آپ ﷺ (بھی جنگل میں) بکریاں چراتے تھے؟ (کہ آپ ﷺ کو پیلو کی شناخت ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا»

”بھلا کوئی ایسا پیغمبر بھی گزرا ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟“

(احادیث الأنبياء باب يعكفون على اصنام..... رقم: ۳۴۰۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے (بھی بکریاں چرائی ہیں؟) فرمایا:

«نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارٍ يَطْلُ لَأَهْلِي مَعَهُ»

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”ہاں! میں بھی کچھ قیراطوں کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔“

(الاجارف۔ باب رعی الغنم علی قرلریط.....رقم: ۲۲۶۲)

آپ ﷺ اپنی بیوی کو گھر تک چھوڑنے گئے:

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں احکاف میں تھے اور ازواج مطہرات آپ ﷺ کی زیارت کے لیے مسجد میں آئیں اور تھوڑی دیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر انہوں نے باتیں کیں۔ اس کے بعد وہ چلی گئیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”ظہر وا میں آپ کو گھر پر چھوڑ کر آؤنگا، اور ان کا گھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس تھا، آپ ﷺ انہیں چھوڑنے کے لیے گئے جب آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور آگے کوچل دیے تو ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ظہر جاؤ۔ یہ (عورت تیری بیوی) صفیہ بنت حنی ہیں۔ ان دونوں نے عرض کی سبحان! یا رسول اللہ ﷺ! (کیا ہم آپ پر بدگمانی کر سکتے تھے؟) اور ان دونوں پر یہ بات شاق گزری تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُقَذِّفَ فِي قُلُوبِكُمْ شَيْئًا»

”شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں گردش کرتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ وسوسہ نہ ڈال دے۔“ (بدیع المصطفیٰ۔ باب تحفة العیسیٰ.....رقم: ۳۲۸۱)



آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور حسن کا تذکرہ

نبی ﷺ کا جسم مبارک ملائم و نازک اور خوشبودار تھا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«وَلَا مَسِئَتْ خَزْءٌ وَلَا حَرِيرَةٌ أَلَيَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اتنے نرم و نازک اور ملائم تھے کہ اتار شرم بھی نرم اور ملائم نہیں ہوتا۔“

«وَلَا شَمِئَتْ مِسْكَةٌ وَلَا غَبِيرَةٌ أَطْلَبَ رَائِحَةَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ»

”رسول اللہ ﷺ کے جسم کی خوشبو اتنی عمدہ تھی کہ اس کے مقابلے میں کستوری اور عنبر بھی

کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔“ (الصوم۔ باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ رقم: ۱۹۷۳)

نبی ﷺ کا پسینہ مبارک ایک عمدہ خوشبو تھی:

حضرت ام سلیم نبی ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھاؤ بنا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ ﷺ دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے، جب آپ ﷺ چلے جاتے تو وہ آپ ﷺ کا پسینہ اور ہال اکٹھے کر کے ڈبیہ میں محفوظ کر لیا کرتی تھیں۔

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری وقت تھا تو انھوں نے حضرت ام سلیم کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میت والی خوشبو میں آپ ﷺ کا ڈبیہ میں محفوظ پسینہ شامل کر کے مجھے خوشبو لگائی جائے۔

(الاستبذان۔ باب من زار قومًا رقم: ۲۲۸۱)

نبی ﷺ نے سرخ لباس پہنا تھا:

سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے ایک سرخ خیمہ میں دیکھا

اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے وضو کا پانی لیا ہوا تھا اور لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اس وضو (کے پانی) کو ہاتھ و ہاتھ لینے لگے۔ پھر جس کو اس میں سے کچھ مل جاتا تو وہ اسے (اپنے چہرے پر) مل لیتا تھا اور جسے اس میں سے کچھ نہ ملتا وہ اپنے پاس والے کے ہاتھ سے تری لے لیتا۔ پھر میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک چھوٹا نیزا اٹھایا اور اسے گاڑ دیا اور نبی ﷺ ایک سرخ پوشاک میں (اپنی چادر کو پنڈلی سے) اٹھائے ہوئے باہر آئے اور نیزے کی طرف آئے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ نیزے کے آگے سے گزر رہے تھے (یہاں نیزہ کو بطور سترہ استعمال کیا گیا تھا)

(الصلاة۔ باب الصلاة في الثوب الاحمر..... رقم: ۳۷۶)

نبی ﷺ کے بال نظر بد کا علاج:

حضرت عثمان بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ کی طرف پیالے میں پانی دے کر بھیجا اس پیالے میں نبی ﷺ کے کچھ بال ڈال دیے گئے تھے جب کسی شخص کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی اور بیماری ہوتی تو وہ حضرت ام سلمہ کی طرف بھج دیتا تھا۔ (راوی کہتا ہے کہ میں نے ڈبیہ دیکھی تو اس میں سرخ بال تھے) یعنی پانی میں بال ڈالے جاتے پھر وہ پانی پی لیا جاتا یوں نظر بد کی شکایت ختم ہو جاتی تھی (اللباس۔ باب ما يذكر في الشيب..... رقم: ۵۸۹۶)



آپ ﷺ کی پیش گوئیاں

نبی کریم ﷺ اللہ کے سچے نبی تھے یہ بات صرف کہنے کی حد تک نہیں بلکہ اس بات پر بے شمار دلائل ہیں۔ ان دلائل میں سے آپ ﷺ کی پیش گوئیاں بھی ہیں جو کہ بے شمار ہیں لیکن ہم چند پیش گوئیاں بیان کر رہے ہیں ان پیش گوئیوں کی تفصیل مطلوب ہو تو ہماری کتاب قرآن و حدیث کی پیش گوئیاں اور مسئلہ علم غیب کا مطالعہ کریں جس میں سینکڑوں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔

مال کی کشادگی تباہی کا باعث ہوتا ہے:

سیدنا عمرو بن عوف الانصاری رضی اللہ عنہ جو نبی عامر بن لثوی کے حلیف تھے اور بدر میں شریک ہو چکے تھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تا کہ وہاں کا جزیہ لے آئیں اور رسول اللہ ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی۔ اور سیدنا عطاء بن حضری رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بحرین کا مال لے آئے تو انصار نے ان کے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ پھر جب آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھ لی تو انصار آپ ﷺ کے سامنے آن بیٹھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کچھ مال لائے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَابْشِرُوا وَ اَتْلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَیْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَیْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْكُمْ الدُّنْيَا »

”تم خوش رہو اور خوشی کی امید رکھو، اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم محتاج ہو جاؤ گے بلکہ تم پر اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہ دنیا تمہارے لیے کشادہ کر دی جائے گی (یعنی دنیاوی نعمتوں سہولتوں کی فراوانی ہوگی)“

جس طرح پہلے لوگوں کے لیے کشادہ کر دی گئی تھی پھر تم اس میں حسد بنفص کرنے لگو گے،

نا اتفاقی سے جھگڑا کرنے لگو گئے، جس طرح انہوں نے کیا تھا اور وہ (جھگڑا) تم کو بھی ہلاک کر دے گا جس طرح اس نے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔

(المغازی۔ باب شہود الملائكة بدرًا کا ذیلی عنوان..... رقم: ۴۰۱۵)

کفار جزیہ نہیں دیں گے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ لوگوں سے) کہا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب جزیرہ کی آمدنی میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ بھی تم کو نہ ملے گا؟ کسی نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیا سمجھتے ہو ایسا کیسے ہوگا؟ انہوں نے کہا ہاں! قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ صادق مصدوق رضی اللہ عنہ کے فرمانے سے (میں جانتا ہوں) لوگوں نے پوچھا کہ یہ کس سبب سے ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ کے ذمہ کی بے حتمی کی جائے گی (مسلمان دعا بازی کریں گے) اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل مضبوط کر دے گا اور وہ جزیرہ نہ دیں گے۔

(الحزبة۔ باب اثم من عاهد ثم غدر..... رقم: ۳۱۸۰)

حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جس دور میں غزوہ موتہ ہو رہی تھی اس دور میں) ایک دن نبی ﷺ نے حضرت زید اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر دی اس سے پہلے کہ میدان جنگ سے اس کی اطلاع آئے آپ ﷺ نے (ہم لوگوں سے) فرمایا زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ عنہ) اور رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں (اس وقت آنسوؤں کی وجہ سے) بہہ رہی تھیں۔ پھر خالد بن ولید نے جھنڈا لیا اور ان کے ہاتھوں پر فتح ہو گئی۔

(المغازی۔ باب غزوة مؤتہ..... رقم: ۴۲۶۲)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمر دراز ہو گئی

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے سال میری عیادت کے لیے تشریف لائے تھے۔ جب کہ میں سخت بیمار تھا تو میں نے عرض کی کہ میرے مرض کی کیفیت تو آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیکھ ہی رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرے بعد میرے وارث میری اکلوتی لڑکی کے علاوہ کوئی نہیں تو کیا میں اپنے مال کی دو تہائی خیرات کر دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کی کہ نصف لیکن آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کی ایک تہائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک تہائی (میں کچھ حرج نہیں اور ایک تہائی) بھی بہت زیادہ ہے۔ سنو!

«إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالِيَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ»

”تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں فقیر چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم رضائے الہی کے حصول کے لیے جو کچھ خرچ کرو گے اس پر تمہیں ثواب ملے گا حتیٰ کہ جو (لقمہ) تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (اس کا بھی ثواب ملے گا) میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد (مکہ میں) چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اگر چھوڑ دیے جاؤ گے اور نیک کام کرو گے تو اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ بلند ہی ہوتا رہے گا پھر تم شاید پیچھے چھوڑے جاؤ گے کہ (ابھی نہ مرو گے بلکہ) تمہاری عمر دراز ہوگی اور کچھ لوگوں (یعنی مسلمانوں) کو تم سے نفع پہنچے گا اور کچھ لوگوں (یعنی کافروں) کو تم سے نقصان پہنچے گا، پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ امْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تُرْكُهُمْ عَلَى أَغْقَابِهِمْ»

”اے اللہ! میرے اصحاب کے لیے ان کی ہجرت کامل کر دے اور انہیں پھر پیچھے نہ لوٹا۔“ (یعنی مکہ میں انہیں موت نہ دے) لیکن قابل رحم تو سعد بن خولہ ہے رسول اللہ ﷺ اس لیے انیسوں کا اظہار کر رہے تھے) کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

(المغازی۔ باب حجة الوداع..... رقم: ۴۴۰۹)

ایک روایت میں ہے حضرت سعد نے فرمایا، کہ آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا پھر آپ ﷺ نے میرے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا:

«اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَاشْفِ لَهْ هِجْرَتَهُ»

”اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو پورا فرما۔“ حضرت فرماتے ہیں:

«فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى كَبِدِي فَمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ»

”کہ اس وقت سے لے کر اب تک آپ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کی وجہ سے مجھ میں

ٹھنڈک محسوس ہوتی آئی ہے۔“ (المرضى: باب وضع اليد على المريض..... رقم: ۵۶۵۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دنیا کی بادشاہت کی پیش گوئی:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دن مدینہ سے باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے شہدائے احد پر نماز پڑھی جیسا کہ آپ ﷺ میت پر پڑھتے تھے پھر آپ ﷺ واپس آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

«إِنِّي فَرَطُ لَكُمْ وَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَ إِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ.....»

میں قیامت کے دن تمہارا پیش رو ہوں اور تمہارا گواہ بنوں گا میں اللہ کی قسم یقیناً اس وقت اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں یا (یہ فرمایا روئے) زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے تم لوگوں پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ تم پر اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے۔ (الرقابی: باب الحوض..... رقم: ۶۵۹۰)

امن اور فراوانی کی پیشین گوئی:

سیدنا ناعدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ دو آدمی آئے، ایک تو اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کر رہا تھا اور دوسرا راستوں کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے حیرہ (شہر) دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ دیکھا تو نہیں ہاں اس کے متعلق معلومات تو ہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَوَةُ لَتَرَيْنِ الظُّلُعِينَ تَرَحَّلُ مِنَ الْحَبِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ»

”اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ شہر سے (اکیلی) چلے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔“

ایک روایت میں ہے، جہاں تک راستوں کے غیر محفوظ ہونے کا تعلق ہے تو تھوڑے ہی عرصے بعد (ایسا امن ہو جائے گا کہ) قافلہ (مدینہ سے) مکہ تک بغیر کسی محافظ اور ضامن کے چلا جائے گا (اور کوئی اس سے مزاحمت نہ کر سکے گا) اور باقی رہا فقر تو (اس کی بھی یہ کیفیت ہے کہ) قیامت نہ آئے گی حتیٰ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(لوگوں کے پاس مال کی ایسی کثرت ہو جائے گی کہ) تم میں سے کوئی شخص اپنا صدقہ لے کر پھرے گا مگر کسی کو نہ پائے گا جو اسے قبول کرے۔ پھر (یہ یاد رکھو کہ) یقیناً تم میں سے ایک شخص (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان جو اس کی ترجمانی کرے۔ (بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے باتیں کرے گا) پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو مال نہ دیا تھا؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس بغیر نہیں بھیجا تھا؟ (جو تجھے زکوٰۃ کی فرضیت سے آگاہ کرتا تھا) وہ عرض کرے گا ہاں (بھیجا تھا) پھر وہ شخص اپنی دائیں جانب نظر کرے گا تو آگ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا اور بائیں جانب نظر کرے گا تو سوائے آگ کے کچھ نہ پائے گا۔ لہذا تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ آگ سے بچے، اگرچہ کھجور کے ٹکڑے ہی (صدقہ دینے) سے ہو۔ پھر اگر کھجور کا ٹکڑا ہی میسر نہ ہو تو عمدہ بات کہہ کر (کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے جہنم سے بچنے کا) (الزکاة باب الصلقة قبل الرد..... رقم: ۱۴۱۳، کتاب المغنقلب..... رقم: ۳۵۹۵)

آندھی آنے کی پیشین گوئی:

سیدنا ابو حمید ساعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تھا چنانچہ جب کہ آپ ﷺ (مقام) وادی قریٰ میں پہنچے تو ایک عورت اپنے باغ میں تھی۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اندازہ لگاؤ (کہ اس باغ میں کس قدر (کھجوریں ہیں) اور رسول اللہ ﷺ نے خود دس وسق کھجوروں کا اندازہ فرمایا پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: یاد رکھنا کہ اس میں سے کس قدر کھجوریں نکلتی ہیں؟ پھر جب ہم (مقام) تبوک میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات کو سخت آندھی چلے گی لہذا کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے ساتھ اونٹ ہو وہ اسے باندھ دے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے اونٹوں کو باندھ دیا اور سخت آندھی چلی۔ ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا اس کو آندھی نے طیء (ٹائی) پہاڑ پر اٹھا کر پھینک دیا اور (اسی جگہ میں ملک) ایلہ کے بادشاہ نے نبی ﷺ کے لیے ایک سفید خمر بھیجا اور آپ ﷺ کے اوڑھنے کے لیے ایک چادر بھی بھیجی تھی تو آپ ﷺ نے اس کو اس کے ملک پر برقرار رکھا پھر جب (اختتام جنگ کے بعد) لوٹے اور وادی قریٰ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے اس عورت سے دریافت فرمایا، تمہارے باغ میں کتنی کھجور پیدا ہوئی؟ تو اس نے عرض کی کہ دس وسق، یہی اندازہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا ”میں مدینہ جلد پہنچنا چاہتا ہوں لہذا تم میں سے جو شخص جلدی جلدی میرے ساتھ چل

کے وہ جلدی کرے۔ جب آپ ﷺ کو مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ”طابہ“ آگیا ہے۔

پھر جب آپ ﷺ نے احد کو دیکھا تو فرمایا:

«لَهَذَا جَبَلٌ يُجْبَتَانِ وَنُحَّةٌ»

”یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں“

کیا میں تم لوگوں کو انصار کے گھروں میں سے اچھے گھروں کی خبر دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا ”بنی نجار کے گھر پھر بنی عبدالاشعل کے گھر یا (یہ فرمایا کہ) بنی حارث بن خزرج کے گھر اور (یہ گھر بہت زیادہ اچھے ہیں ورنہ یوں تو) انصار کے تمام گھروں میں اچھائی ہے“

(الزکاة۔ باب خرص الثعرب۔ رقم: ۱۴۸۱)

فتنوں کی پیش گوئی:

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے پر چڑھے تو فرمایا: کیا تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنِّي لَأَرَى الْفِتْنََ تَفْعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ»

”بے شک میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کے نازل ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ (وہ

اس کثرت سے ہوں گے) جیسے زوردار بارش کے قطرات ہوتے ہیں۔“

(الفتن باب قول النبی ﷺ ويل للعرب..... رقم: ۷۰۴۰)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ

فِيهَا الْهَرَجُ»

”قیامت سے پہلے ایسا دور آئے گا کہ جس میں علم ختم ہو جائے گا اور جہالت کا دور دورہ

ہوگا اور خونریزی زیادہ ہوگی۔“ (الفتن باب ظهور الفتن..... رقم: ۷۰۶۴)

ہر آنے والا دن پہلے سے بدتر ہوگا:

حضرت زبیر بن عدی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حجاج بن یوسف کی طرف مصائب کا شکوہ کیا تو انھوں نے فرمایا صبر سے کام لو کیونکہ میں نے تمہارے نبی سے سنا تھا وہ ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرماتے تھے:

« فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقُوا رَبَّكُمْ »

”کہ ہر آنے والا وقت پچھلے سے بدتر ہوگا یہی صورت حال رہے گی حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔“ (الفتن باب لاہانی زمان..... رقم: ۷۰۶۸)

عراق میں فتنے برپا ہوں گے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے دعا کی:

« اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا »

”اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام اور یمن میں برکت فرمادے۔“

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نجد (عراق) کے لیے دعا فرمادیں لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی شام اور یمن کے لیے دعا فرمائی، صحابہ نے پھر عراق کے لیے دعا کرائی چاہی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

« هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ »

”وہاں زلزلے (کپکپا دینے والے معاملات) اور فتنے ہوں گے اور اس میں شیطان کا

سینگ نکلے گا۔“ (الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنۃ من قبل المشرق..... رقم: ۷۰۹۴)

ارض حجاز سے آگ نکلے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ أَغْنَاقَ

الْإِبِلِ بِبُضْرَى »

”قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ حجاز (مکہ مدینہ کے علاقے) سے آگ نکلے گی جو کہ بھری

شہر کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔“ (یہ آگ..... میں ظاہر ہو چکی ہے۔)

(الفتن۔ باب خروج النار..... رقم: ۷۱۱۸)

لیلۃ القدر کی رات پارش ہوئی:

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ کا احکاف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا پھر آپ ﷺ بیسویں تاریخ کی صبح کو باہر تشریف لائے اور ہم سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی تھی مگر میں اسے بھول گیا۔ یا یہ فرمایا، بھلا دیا گیا۔ اب تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور میں نے (خواب میں) دیکھا ہے گویا میں کچھ میں سجدہ کر رہا ہوں، لہذا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ (اس آخری عشرہ میں بھی) اعتکاف کرے۔ چنانچہ ہم سب نے اعتکاف کیا اور اس وقت ہم آسمان پر بادل کا نشان بھی نہیں دیکھتے تھے کہ

«قَوْلَ الَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ غَرِيْشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَارْتَبَتْهُ أَلْفَاةٌ وَالْعَمَاءُ وَالطُّغْيَانُ»

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اچانک شام کو بادل آیا اور برسنے لگا یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور وہ سمجھور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی اس کے بعد نماز قائم کی گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی پر مٹی کا دھبہ نماز کے بعد بھی دیکھا۔ (الاعتکاف۔ باب من خرج من اعتكافه..... رقم: ۲۰۴۰)

آپ ﷺ نے خیبر کے یہود کی جلا وطنی کی پیش گوئی کی تھی:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب خیبر والوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (یعنی خود ان) کے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے مالوں پر معاہدہ کیا اور فرمایا تھا۔ جب تک اللہ تم کو قائم رکھے گا تو ہم بھی تم کو ٹھہرائیں گے۔ اور (پھر یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جائیداد پر خیبر میں گئے تھے تو ان پر رات کے وقت ظلم کیا گیا اور ان کے دونوں ہاتھ اور پاؤں توڑ دیئے گئے اور ان یہودیوں کے سوا کوئی ہمارا دشمن وہاں نہیں ہے وہی ہمارے دشمن ہیں اور ہمارا شبہ انہیں پر ہے اور اب میں ان کو جلا وطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا مضبوط ارادہ کر لیا تو ابو حقیق کے خاندان میں سے کوئی شخص آیا اور اس نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہم کو نکال دیتے ہیں حالانکہ محمد ﷺ نے ہمیں ٹھہرایا تھا اور (یہاں کے) مالوں پر ہم سے معاملہ کیا تھا اور اس بات کی ہمارے لیے شرط کر لی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرماں بھول گیا ہوں (جو آپ نے فرمایا تھا) کہ تیرا کیا حال ہوگا

جب تو خیر سے نکالا جائے گا، تیرا اونٹ تجھے کئی راتیں لیے پھرے گا؟ اس نے کہا یہ تو ابو الہاسم رضی اللہ عنہ کا مذاق تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

« كَذَبْتَ يَا عَبْدُ اللَّهِ »

”اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے۔“

پھر ان کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نکال دیا اور ان کے پاس جو کچھ میوہ جات اونٹ اور دوسرے اسباب کھاوے اور رسیوں وغیرہ چیزوں کی قیمت انہیں دے دی۔

(الشروط۔ باب اذا اشترط في المزارعة..... رقم: ۲۷۳۰)

بدر میں کفار کے شکست کھا جانے کی پیش گوئی:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبہ کے اندر تھے، یہ فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ »

”اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں کہ (اپنے وعدے کا پاس کرتے ہوئے مسلمانوں کو فتح دے دے) اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔“

مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكَ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ »

”اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ (اسی قدر دعا) آپ کو کافی ہے آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی حد کر دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) زورہ پہنے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سورۃ القمر ۳۵-۳۶ کے) یہ الفاظ تلاوت کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

﴿ سَيَهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ

أَدْنَىٰ وَأَمْرٌ ۝

”عقزیب (کفار کی) یہ جماعت بھگا دی جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ دوڑیں گے بلکہ قیامت کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت بہت سخت اور تلخ چیز ہے۔“

(المغازی۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿إِذْ تَسْتَفِئُونَ﴾ رقم: ۳۹۵۳)

بحری بیڑے میں جہاد کرنے اور قسطنطنیہ کی فتح کی پیش گوئی:

حضرت عمیر بن اسود فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ بن صامت کے پاس گیا اس وقت وہ محض میں تھے اور وہ اپنے گھر میں تھے اور ان کے ساتھ حضرت ام حرام بھی تھیں وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لیے جنت واجب ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ان میں ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں میں ہو۔ ام حرام ﷺ فرماتی ہیں کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) میں جہاد کریں گے وہ مغفور ہیں یعنی ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں ان لوگوں میں ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا «نہیں» بلکہ تم پہلے گروہ میں شامل ہو گی۔ (الجہاد۔ باب ما قبل فی قتال الروم۔ رقم: ۲۹۲۴)

ام حرام ہمسندری جہاز میں شریک ہوئی تھیں:

سیدنا انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان ﷺ کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہ عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں ایک دن آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کے سر کو اس طرح دیکھنے لگیں جیسے جویں دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ سو گئے اور پھر جب بیدار ہوئے تو ہنستے ہوئے اٹھے۔ ام حرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کس سبب سے آپ ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غُرَافَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ نَجِيجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلْتَوِّحًا عَلَيَّ الْآسِرَةَ»

میری امت کے چند لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مجھ کو دکھائے گئے۔ سمندر کے درمیان (جہازوں پر) سوار بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے تھے ام حرام نے فرمایا کہ میں نے عرض کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا مانگی اور پھر سر رکھ کر سو گئے۔ پھر بچتے ہوئے بیدار ہوئے۔ ام حرام فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (اب) کس وجہ سے آپ ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری امت کے چند لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: یہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے۔ کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ» تم پہلوں میں سے ہو، چنانچہ ام حرام سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کے دور حکومت میں پہلے اسلامی بیڑے پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے وقت اپنی سواری کے جانور سے گر کر فوت ہو گئیں (رضی اللہ عنہا) (الجهاد باب غزوة المرأة في البحر..... رقم: ۶۸۷۷)

جنگ موتہ میں امراء لشکر کی شہادت کی خبر:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فرزند موتہ میں آپ ﷺ نے حضرت زید بن عاص کو امیر بنایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ»

”اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر کو امیر بنالینا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ

بن رواحہ کو امیر بنالینا۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی اسی جگہ میں شریک تھا جب ہم نے شہداء کو دیکھا تو ان میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ موجود تھے

«وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بَضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طُعْنَةٍ وَرُمِيَّةٍ»

”اور ان کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نوے (۹۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔“

(المغازی۔ باب غزوة موتة..... رقم: ۴۲۶۱)

بے ایمان لوگ متشابہ آیات کو لیتے ہیں:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَ

أَعْرُ مُتَشَابِهَاتٍ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

”وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔“

فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی فرماتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور فصاحت تو صرف عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے لگتے ہیں تو سمجھ لو:

«قَاُولُكَ الَّذِيْنَ سَمِعِيَ اللّٰهُ فَاخْذَرُوْهُمْ»

”اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) انہی لوگوں کا ذکر کیا ہے لہذا ان سے بچ کر رہو۔“
(التفسیر: باب ﴿مِنْ اٰیٰتِ مُّحْكَمٰتٍ﴾) (رقم: ۴۵۱۷)

خوارج کثرت سے عمل کرتے ہیں لیکن فضول:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، کہتے تھے کہ تم میں سے ایک ایسی قوم نکلی گی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں اور اپنے روزے اور ان کے روزے اور اپنے (دوسرے) نیک اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلے حقیر سمجھو گے اور وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے طلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (رضاء الہی کے لئے تلاوت نہیں ہوگی) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ پیکان میں کچھ معلوم ہو اور نہ ڈنڈی میں کوئی خون لگا ہوا معلوم ہو اور نہ پر کے اوپر اسے کوئی چیز نظر آتی ہے ہاں موٹار پر اسے کچھ ٹنگ گزرتا ہے۔

(فضائل القرآن: باب اثم من رآی بقرة فقرأ القرآن) (رقم: ۵۰۵۸)

امانت اور دیانت کا زوال ہو جائے گا:

سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان فرمائی تھیں، ایک کا ظہور تو میں نے دیکھ لیا جبکہ دوسری کے ظہور کا میں منتظر ہوں۔ وہ پہلی حدیث یہ ہے: امانت اداری پہلے دلوں کی گہرائی میں پڑی، پھر لوگوں نے قرآن سے بھی امانت اداری کا حکم جان لیا اور پھر سنت نبی ﷺ سے بھی جان

لیا اور رسول اللہ ﷺ نے امانتداری کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ امانتداری بہت جلد جاتی رہے گی اور ایسا ہو جائے گا کہ آدمی سوئے گا اور امانتداری اس کے دل سے نکال لی جائے گی۔ اس کا اثر ایک مذہب داری کے نشان کی طرح رہ جائے گا پھر سوئے گا تو باقی امانتداری بھی نکال لی جائے گی اور اس کا نشان ایک آبلہ سا ہوگا جیسے چنگاری کو اگر پاؤں سے لڑھکا دے اور وہ پھول جائے اور تو اسے ابھرا ہوا دیکھے حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں ہو اور صبح کو لوگ خرید و فروخت کریں گے لیکن ان میں سے امانتدار کوئی بھی نہ ہوگا۔ امانتدار ایسے شاذ و نادر ہو جائیں گے لوگ یوں کہیں گے (کہ بھائی) فلاں قبیلہ میں فلاں شخص کیسا ہی امانتدار ہے؟ اور کسی شخص کے متعلق یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کیسا احمق منہ ہے:

«وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَزْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ»

حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ پھر بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا وقت گزر چکا ہے کہ مجھے کسی کے ساتھ معاملہ کرنے پر پروا نہ ہوتی تھی۔ مسلمان کو تو اسلام حق کی طرف لے آتا اور عیسائی کو اس کے عالم مجبور کر کے میراث دلا دیتے اور آج کل تو میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے کوئی معاملہ یا خرید و فروخت نہیں کرتا۔ (لہذا فلاں۔ باب رفع الامانة..... رقم: ۶۴۹۷)

چند پیشین گوئیاں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.....»

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ آپس میں لڑیں گے اور ان میں بہت سخت لڑائی ہوگی، دھوئی ان دونوں کا ایک ہی ہوگا (یہ جنگ صغین و خیبر کی طرف اشارہ ہے) اور میں کے قریب و چال جموٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک اس میں سے یہ کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلوں کی کثرت ہوگی اور وقت (یعنی دور ایک دوسرے سے) قریب ہوگا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور خون ریزی کی کثرت ہوگی اور مال کی تم میں اس قدر کثرت ہو جائے گی یہاں تک کہ مال دار شخص کو یہ پریشانی لاحق ہوگی کہ کوئی اس کے صدقہ کو قبول کرے اور جب کسی کے سامنے اسے پیش کرے گا تو وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے:

﴿وَأَخْبَىٰ يَنْطَاقُ اللَّيْلُ فِي الْبُيُوتِ﴾

”اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مکانوں پر فخر کریں گے۔“

اور آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا: ﴿يَا لَيْتَنِي مَعَانَهُ﴾ کہ کاش میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا اور سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا۔ پھر جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور وہ، وہ وقت ہوگا جبکہ کسی شخص کو جو پہلے ایمان نہ رکھتا تھا یا جس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی سنگ نہیں کی تھی۔ ایمان لانا نفع نہیں دے گا اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہو جائے گی کہ وہ آدمیوں نے اپنے آگے خرید و فروخت کے لئے کپڑا پھیلایا ہوا ہوگا لیکن نہ تو اس کی خرید و فروخت کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہو جائے گی اور کوئی شخص اپنے جانوروں کے چارے کے حوض کی مرمت کر رہا ہوگا اور وہ اپنے جانوروں کو کھلا پلا نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور البتہ قیامت اتنی جلدی قائم ہو جائے گی کہ کسی شخص نے نوالہ اٹھایا ہوگا لیکن وہ اس کو کھانہ نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

(الفتن باب خروج النار کا زمیلی باب رقم: ۷۱۲۶)

سورج مغرب سے طلوع ہوگا:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایضاً ﷺ سے جبکہ سورج غروب ہو رہا تھا یہ فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا: ﷺ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب خوب واقف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جا کر عرش کے نیچے جہدہ کرتا ہے پھر (مشرق سے) طلوع ہونے کی (لش سے) اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ وہ جہدہ کرے اور اہل کاکہدہ قول نہ کیا جائے اور اجازت مانگے مگر اسے اجازت نہ ملے بلکہ ایسی ہے کہہ دیا جائے کہ تو جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا۔

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

(سورۃ یسین: ۳۸)

”اور آفتاب اپنی جگہ پر چلتا ہے، یہ غالب دانہ کی مقرر کی ہوئی بات ہے۔“

(بدلہ الخلق۔ باب صفة الشمس والظہر رقم: ۳۶۹۹)
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سو برس تک یہ دور ختم ہو جائے گا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ نبی ﷺ نے (ایک مرتبہ) عشاء کی نماز اپنی آخر زندگی میں پڑھی۔ اور اس حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ»

”بے شک سو برس کے بعد جو شخص آج زمین کے اوپر ہے کوئی باقی نہ رہے گا۔ مراؤ آپ ﷺ کی اس سے مراد یہ تھی کہ یہ زمانہ گزر جائے گا۔“

(مواقیب الصلاۃ باب السمر فی لفقه..... رقم: ۶۰۱۰۶۰۰)

دجال کا تذکرہ:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ایک بہت طویل قصہ بیان فرمایا تھا تو جو آپ ﷺ نے ہم سے طویل واقعہ بیان فرمایا تھا اس کا کچھ حصہ اس طرح تھا۔ دجال مدینہ کی شوریلی زمین پر آکر اترے گا لیکن اس پر مدینہ کے اندر آنا حرام کر دیا گیا ہے۔ تو اس وقت ایک شخص جو تمام انسانوں میں سب سے بہتر اور نیک ہوگا۔ دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا:

«أَشْهَدُ أَنَّكَ الْمَلَكُ الَّذِي حَلَفْنَا رَسُولُ اللَّهِ حَدِيثُهُ»

”میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان فرمادی تھی۔“

تو دجال لوگوں سے کہے گا کہ بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو کیا تم لوگ پھر بھی (میرے) معاملہ میں شک کرو گے؟ تو لوگ جواب دیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ دجال پہلے تو اس نیک شخص کو قتل کرے گا پھر زندہ کر دے گا۔ وہ نیک شخص زندہ ہو کر کہے گا:

«وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيمَكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ»

”اللہ کی قسم! اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے تو وہی دجال ہے تو دجال پھر اس نیک شخص کو

قتل کرنا چاہے گا مگر نہ کر سکے گا۔“ (لفتن۔ باب لا یدخل الدجال المدینہ..... رقم: ۷۱۳۲)

لشکرِ دھنس جانے کی پیش گوئی:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک لشکرِ کعبہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے گا پھر جب وہ مقامِ بیداء میں پہنچے گا تو سب لوگ زمین میں دھنس جائیں گے (ام المؤمنین) فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ سب لوگ کیسے دھنس جائیں گے حالانکہ ان میں ان کے بازار بھی ہونگے اور بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو ان (بجروں) میں سے نہیں ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«يُخَسَفُ بَأْوَالُهُمْ وَآخِرُهُمْ ثُمَّ يُعْفُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ»

”سب لوگ دھنس جائیں گے مگر ان کو قیامت کے دن ان کی نیت کے موافق اٹھایا جائے گا۔“

(بیوع۔ باب ما ذکر فی الاسواق.....رقم: ۲۱۱۸)



معجزات

آپ ﷺ کی نبوت کی حقانیت کے دلائل میں سے معجزات بھی بہت بڑی دلیل ہیں، چند معجزات پیش خدمت ہیں۔

مشکیزوں کا پانی بڑھ گیا:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم رات کو چلے، یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آ گیا تو ہم نے پڑاؤ کیا اور سب سو گئے اور مسافر کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی نیند میٹھی نہیں ہوتی۔ پھر ہمیں سورج کی گرمی نے بیدار کیا۔ پس سب سے پہلے جو شخص جاگا وہ فلاں شخص تھا، پھر فلاں شخص تھا، پھر فلاں شخص: پھر سیدنا عمر بن خطاب چوتھے جاگنے والے شخص تھے اور نبی ﷺ جب سو جایا کرتے تھے تو ان کو کوئی بیدار نہ کرتا تھا حتیٰ کہ آپ خود بیدار ہو جائیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کے لیے آپ کے خواب میں کیا ہو رہا ہے مگر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے وہ حالت دیکھی جو لوگوں پر طاری تھی اور وہ طاقتور آدمی تھے تو انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور برابر تکبیر کہتے رہے اور تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کی آواز کے سبب نبی ﷺ بیدار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو جو مصیبت لوگوں پر پڑی تھی اس کی شکایت آپ سے کی گئی: تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے (اس لیے کہ یہ سونا جان بوجھ کر نہیں تھا) پھر چلے اور تھوڑی دور جا کر اتر پڑے اور وضو کا پانی منگوا یا، پھر وضو کیا اور اذان کہی گئی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک ایسے شخص پر آپ کی نظر پڑی جو گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، لوگوں کے ساتھ اس نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے فلاں! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟“

تو اس نے کہا مجھے جنابت ہو گئی تھی اور پانی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیمم کر لو وہ تمہیں کافی

ہے۔ پھر نبی ﷺ چلے تو لوگوں نے آپ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی، تو آپ ﷺ پھر اتر پڑے اور ایک شخص کو اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو بلایا اور فرمایا کہ دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو۔

وہ دونوں چلے تو ایک عورت ملی جو پانی کی دو مشکوں کے درمیان اپنے اونٹ پر بیٹھی جا رہی تھی۔ تو ان دونوں نے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں کل اس وقت پانی پر تھی اور ہمارے مرد پیچھے آ رہے ہیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا خیر اب تو (ہمارے ساتھ) چل۔ وہ بولی کہاں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اس نے کہا وہی شخص جسے بے دین کہا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! (وہی ہیں جن کے متعلق تم یہ خیال کرتی ہو) تو چل تو سہی۔ پس وہ دونوں اسے رسول اللہ کے پاس لائے اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اسے اس کے اونٹ سے اتارا اور نبی ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں مشکوں کے منہ کھول کر اس میں سے کچھ پانی اس برتن میں نکالا۔ (اس کے بعد) ان کے اوپر والے منہ کو بند کر دیا اور نچلے منہ کو کھول دیا اور لوگوں میں آواز دے دی گئی کہ پانی پیو اور (اپنے جانوروں کو بھی) پلا لو۔ جس نے چاہا خود پیا اور جس نے چاہا (جانور کو) پلایا اور آخر یہ ہوا کہ جس شخص کو جنابت ہو گئی تھی اس کو ایک برتن پانی کا دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اس کو اپنے اوپر ڈال لو۔ اور وہ عورت کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے اور اللہ کی قسم جب پانی اس کے مشکوں سے لے لیا گیا تو یہ حال تھا کہ ہمارے خیال میں وہ اب اس وقت سے بھی زیادہ بھری ہوئیں تھیں۔ جب آپ ﷺ نے پانی لینا شروع کیا تھا پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے کچھ کھانا چٹا جمع کر دو، لوگوں نے اس کے لیے بچھو، کھجور، آنا اور ستورہ وغیرہ جمع کر دیئے۔ اور ایک کپڑے میں باندھ دیا اور اس عورت کو اسکے اونٹ پر سوار کر دیا اور کپڑا اس کے آگے رکھ دیا۔

پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم جانتی ہو کہ ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا۔ لیکن اللہ نے ہمیں پانی پلایا۔ پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی چونکہ وہ راہ میں روک لی گئی تھی (اور وہ دیر سے گھر پہنچی تھی) انہوں نے کہا کہ تجھے کس نے روک لیا تھا؟ تو اس نے کہا کہ (عجیب بات پیش آ گئی تھی) مجھے دو آدمی ملے اور مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے بے دین کہا جاتا ہے اور اس نے ایسا کام کیا۔ اللہ کی قسم! یقیناً وہ شخص زمین اور آسمان کے درمیان میں سب سے بڑا

جادوگر ہے یا پھر وہ صحیح اللہ کا رسول ہے۔ اس کے بعد مسلمان اس کے آس پاس کے مشرکوں سے لڑتے رہے لیکن جس بستی میں وہ عورت رہتی تھی، اسے چھوڑ دیتے تھے۔ تو اس نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ مسلمان لوگ جان بوجھ تمہیں چھوڑ دیتے ہیں، تو کیا تم مسلمان نہیں ہو جاتے؟ تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(التیمم باب الصمد الطیب وضوء المسلم..... رقم: ۳۴۴)

قصہ معراج:

سیدنا افس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ایک رات) میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں اس رات مکہ میں تھا، پھر جبرائیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرے سینے کو چاک کیا، پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک قہال سونے کا حکمت ایمان سے بھرا ہوا لائے اور اسے میرے سینے میں ڈال دیا پھر سینے کو بند کر دیا۔ اس کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور مجھے آسمان پر چڑھالے گئے تو جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے دروازہ سے کہا کہ (دروازہ) کھول دو تو اس نے کہا تم کون ہو؟ وہ بولے کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں پھر اس نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی (اور بھی) ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پھر اس نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر چڑھے تو میری ایک ایسے شخص پر (نظر پڑی) جو بیٹھا ہوا تھا، اس کی دائیں جانب کچھ لوگ تھے اور اس کی بائیں جانب (بھی) کچھ لوگ تھے۔ جب وہ اپنے دائیں جانب دیکھتا تو ہنس دیتا اور جب بائیں جانب دیکھتا تو رو دیتا تھا۔ پھر انہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا مرحبا (خوش آمدید) نیک پیغمبر اور نیک بیٹے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا آدم علیہ السلام ہیں اور جو لوگ ان کے داہنے اور بائیں ہیں، ان کی اولاد کی رو میں ہیں۔ دائیں جانب جنت والے ہیں اور بائیں جانب دوزخ والے۔ جب وہ اپنی دائیں جانب نظر کرتے ہیں تو ہنس دیتے ہیں۔ اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔ پھر وہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور اس کے نگران سے کہا کہ دروازہ کھولو تو نگران نے اسی قسم کی بات کی جیسے پہلے آسمان کے نگران نے کی تھی پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ

آپ ﷺ نے آسمانوں میں آدم، اوریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا (اور ان کے ٹھکانے بیان نہیں کیے صرف اتنا کہا کہ آپ ﷺ نے) آدم کو آسمان دنیا پر اور ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کو لے کر اوریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بھائی (آپ نے فرمایا کہ) میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ اوریس علیہ السلام ہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا ”خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے (جبریل علیہ السلام سے) پوچھا یہ کون ہیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گزرا تو انہوں نے فرمایا: خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بیٹے“ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا خوش آمدید نیک پیغمبر اور نیک بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ حضرت یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سیدنا ابن عباس اور ابو جہل انصاری رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں ایک ایسے بلند و بالا مقام پر پہنچا جہاں فرشتوں کے (قلم (چلنے) کی آوازیں رہا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ اور میں وہ لے کر لوٹا یہاں تک کہ جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے (یہ سن کر) فرمایا اپنے رب کے پاس لوٹ جائیے (اور تخفیف کرائیے) کیونکہ آپ ﷺ کی امت (اس قدر عبادت کی) طاقت نہیں رکھتی، پس میں لوٹ گیا تو اللہ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا اور کہا کہ اللہ نے کچھ نمازیں معاف کر دی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، کہ اپنے رب سے رجوع کیجئے (رعایت کی اپیل کیجئے) کیونکہ آپ کی امت (اس کی بھی) طاقت نہیں رکھتی۔ پھر میں نے رجوع کیا تو اللہ نے کچھ نمازیں معاف فرما دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا (اور بتایا) تو وہ بولے کہ آپ اپنے رب پروردگار کے پاس لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت (اس کی بھی) طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں نے پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا تو اللہ نے فرمایا (اچھا) یہ پانچ نمازیں مقرر کی جاتی (ہیں) لیکن یہ (با اعتبار ثواب کے)

پچاس ہیں اور میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا۔ تو انہوں نے کہا پھر اپنے پروردگار سے رجوع کیجئے۔ میں نے کہا:

«اِسْتَحْيَتْ مِنْ رَبِّي»

”(اب) مجھے اپنے پروردگار سے (بار بار اپیل کرتے ہوئے) شرم آتی ہے۔“

(پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا) اور اس پر بہت سے رنگ چھارے تھے (میں) (نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا تھے) پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو اس میں موتیوں کے ہار تھے اور وہاں کی مٹی کستوری تھی۔

(احادیث الانبیاء۔ باب ذکر ادريس..... رقم: ۳۳۴۲)

سخت چٹان آپ ﷺ کی چوٹ سے ریزہ ریزہ:

حضرت جابر علیہ السلام فرماتے ہیں ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان آگئی نبی ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ سخت چٹان آگئی ہے تو آپ ﷺ سے ذکر کیا گیا کہ سخت چٹان آگئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا، خندق میں میں اترتا ہوں پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کا پیٹ (بھوک کی شدت کم کرنے کے لیے) باندھا ہوا تھا۔ تین دنوں سے ہم نے کھانا نہیں کھایا تھا آپ ﷺ نے کدال پکڑی اور اسے چوٹ ماری تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت دے دیں (اجازت ملی تو میں گھر گیا اور) اپنی بیوی سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے بھوکا دیکھا ہے مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ جو ہیں اور چھوٹی سی بکری ہے۔

میں نے بکری ذبح کر ڈالی اور بیوی نے جو پیس لیے گوشت کو ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دی پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوا تب آٹا تیار تھا اور گوشت بھی پکنے والا تھا میں نے کہا: یا رسول اللہ! تھوڑا سا کھانا ہے آپ ﷺ اپنے ساتھ ایک دو آدمی لے چلیں آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کھانا کتنا ہے میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا خوب اور بہت ہے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے آنے تک ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور تھور میں روٹیاں نہ لگانا پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کھڑے ہو جاؤ (جابر کے گھر تمہاری دعوت ہے) مہاجرین سب کے سب کھڑے ہو گئے۔

جب میں اپنی حکم کے پاس پہنچا تو میں نے کہا میری غرابی ہو:

«جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْمُهْجَرَيْنِ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ»

”کہ اللہ کے نبی ﷺ مہاجرین و انصار اور ساتھ والے تمام لوگوں کو لے کر آچکے ہیں۔“

بیوی نے پوچھا کیا آپ ﷺ نے تم سے کھانے کی مقدار کے متعلق پوچھا تھا؟ میں نے کہا ہاں پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اندر چلو لیکن حکم دہکی نہ کرو پھر نبی ﷺ روٹیوں کے ٹکڑے کر کے ان پر گوشت رکھتے گئے اور خود اور ہاٹی کو ڈھانک دیتے تھے اور روٹیوں کے ٹکڑے صحابہ کو پیش کر دیتے تھے پھر ہاٹی بند کر دیتے تھے۔ قصہ مختصر آپ ﷺ روٹیوں کے ٹکڑے کر کے گوشت رکھ کر صحابہ کو دیتے چلے گئے حتیٰ کہ تمام صحابہ میرے گئے لیکن کھانا ابھی تک بچا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے میری بیوی سے فرمایا:

«كُلِيْ هَذَا وَاعْطِيْ فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مُجَاعَةٌ»

”کہ خود بھی یہ کھانا کھاؤ اور لوگوں کو تحفہ بھی دو کیونکہ لوگ بھوکے ہیں۔“

(المغازی۔ باب غزوة الخندق..... رقم: ۴۱۰۱)

ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ (زیادہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے کر) رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے مجھے رسوا نہ کرنا۔

پھر میں نے جا کر آپ ﷺ کے کان میں کہا یا رسول اللہ! ہم نے چھوٹی سی بکری ذبح کی ہے اور ایک صاع جو پیش کر گوندھے ہیں آپ ﷺ نے سب کو بلالیا۔ جب آپ ﷺ صحابہ کو لے کر آگئے تو میری بیوی نے کہا تیری ایسی تھپی ہو جائے (یہ کیا ہوا؟) میں نے کہا کہ میں نے تو ویسے ہی کہا تھا جیسے تم نے مجھ سے کہا تھا پھر اس نے آقا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی پھر ہاٹی میں بھی لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کسی عورت کو بھی ساتھ ملا لو اور ہاٹی سے سالن لیتے جاؤ لیکن ہاٹی چوبے پر ہی رہے۔

کھانے والے لوگ تقریباً ایک ہزار تھے:

«فَاقْسِمَ بِاللّٰهِ لَا كُلُّوْا حَتّٰى تَرَ كُوْهُ وَانْحَرِفُوْا وَاِنْ بُرْمَتْنَا لَنَغِيْطُ كَمَا هِيَ»

وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبِزُ كَمَا هُوَ»

”میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمام صحابہ کھا کر فارغ ہو گئے لیکن ابھی کھانا بچا ہوا تھا اور ہماری ہڈیاں پہلے کی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آنا پہلے کی طرح پکایا جا رہا تھا۔ (یعنی ترو تازہ تھا) (حوالہ مذکور..... رقم: ۴۱۰۲)

آپ ﷺ کے سامنے بیت المقدس:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے قریش نے (واقعہ معراج کے سلسلے میں) جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا:

«فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَ أَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ»

”اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کروایا وہ بیت المقدس کے متعلق سوال کرتے گئے اور میں بتاتا چلا گیا۔“ (التفسیر۔ باب قوله ﴿أُخْبِرُهُمْ﴾ رقم: ۴۷۱۰)



غیر مسلموں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تصدیق

نبی ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے، آپ ﷺ کی نبوت کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت یا آپ ﷺ کی باتوں کی تصدیق غیر مسلموں نے کی ہے۔
ورقہ بن نوفل سے آپ ﷺ کی تصدیق:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ ﷺ پر شروع ہوئی، وہ اچھے خواب تھے۔ جو خواب آپ ﷺ دیکھتے تھے وہ (صاف صاف) صبح کی روشنی کے مثل ظاہر ہو جاتا تھا۔ (پھر اللہ کی طرف سے) غلوت کی محبت آپ ﷺ کو دے دی گئی۔ چنانچہ آپ عار حرام میں غلوت فرمایا کرتے تھے پھر وہاں آپ کئی برائیاں (لگاتار) عبادت کیا کرتے تھے۔ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر نہ آتے تھے اور اسی قدر زادِ راہ بھی لے جایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس وحی آگئی اور آپ عار حرام میں تھے یعنی فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ پڑھو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں پڑھا ہوا نہیں ہوں“ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے (زور سے) بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی۔ مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے! تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور (زور سے) بھینچا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے۔ تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پھر پکڑ لیا اور تیسری بار مجھے (زور سے) بھینچا پھر مجھ سے کہا کہ:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الخ﴾ (علق: ۳۱)

اپنے پروردگار کے نام (کی برکت) سے پڑھو جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا۔ انسان کو جھے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھو اور (یقین کر لو) تمہارا پروردگار بڑا بزرگ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا دل اس واقعہ کے سبب سے (بارے خوف کے) کاغذ لگا اور آپ ﷺ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس

(محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

تشریف لائے اور (وہاں موجود لوگوں سے) کہا کہ ”مجھے کھل اڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو کھل اڑھا دیا۔ یہاں تک کہ (جب) آپ ﷺ کے دل سے خوف جاتا رہا تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سب حال (جو غار میں گزرا تھا) بیان کر کے کہا کہ بلاشبہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ یقیناً آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزور کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ (جو چیز لوگوں کے پاس نہیں وہ) انہیں کما دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالمعزی جو کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے بیٹے تھے کے پاس لائیں اور ورقہ وہ شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عبرانی کتاب لکھا کرتا تھا اور آٹا بہت بڑھا آدمی تھا کہ بیٹائی جا چکی تھی تو اس سے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے (اس کا حال) سنو تو ورقہ نے کہا اے بھتیجے! تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کر دیا تو ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے۔ جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش میں اس وقت (جب آپ ﷺ نبی ہوں گے) جو ان ہوتا، اے کاش میں (اس وقت تک) زندہ رہتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم (مکہ سے) نکال دے گی۔ رسول نے (یہ سن کر بہت تعجب سے) فرمایا کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں جس شخص نے آپ ﷺ جیسی بات بیان کی اس سے (ہمیشہ) دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپ ﷺ کی (نبوت) کا دور مل گیا تو میں آپ ﷺ کی بہت ہی بھرپور طریقے سے مدد کروں گا۔ مگر چند ہی روز گزرے تھے کہ ورقہ کی وفات ہو گئی اور وہی چند روز کے لیے رک گئی۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما وحی کے بند ہو جانے کا حال بیان کرتے ہوئے (یہ بھی) فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن) اس حال میں کہ میں چلا جا رہا تھا تو یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے اپنی نظر اٹھائی تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) وہی فرشتہ جو عار حرام میں میرے پاس آیا تھا، ایک کرسی پر نوٹن و آسمان کے درمیان میں معلق بیٹھا ہوا ہے۔ میں (اسے دیکھ کر) ٹھنڈا گیا۔ پھر لوٹ آیا تو میں نے (گھر میں آ کر) کہا مجھے کھل اڑھا مجھے کھل اڑھا دو۔ (پھر اسی موقع پر) اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَنِيُّ قُمْ فَأَنْزِلْنَا وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ
وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر: ۱-۵)

”اے کپڑے اوڑھنے والے، اٹھ کھڑا ہو اور (لوگوں کو عذاب الہی سے) ڈرا اور اپنے پروردگار کی (بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کرو اور ناپاکی (یعنی بتوں کی پرستش) کو چھوڑ رکھو۔“

پھر وحی مسلسل نازل ہونے لگی۔ (کتاب بدلہ الوحی۔ باب کیف کان بدلہ الوحی۔۔۔۔۔ رقم: ۳)

ہرقل نے نبوت محمد ﷺ کی تصدیق کر دی:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوسفیان بن حرب سے بیان کیا کہ ہرقل (شاہ روم) نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا (اور وہ) قریش کے چند سواروں میں (بیٹھے ہوئے تھے) اور وہ لوگ شام میں تاجر (بن کر گئے) تھے (اور یہ واقعہ) اس زمانہ میں (ہوا) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوسفیان اور (نیز دیگر) کفار قریش سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ سب قریش ہرقل کے پاس آئے اور یہ لوگ (اس وقت) انبیاء میں تھے۔ تو ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس کے گرد سرداران روم (بیٹھے ہوئے) تھے۔ پھر ان (سب قریشیوں) کو اس نے (اپنے قریب) بلایا اور اپنے ترجمان کو طلب کیا اور (قریشیوں سے مخاطب ہو کر) کہا کہ تم میں سب سے زیادہ اس شخص کا قریب النسب کون ہے؟ (جو اپنے کو نبی کہتا ہے؟) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں ان سب سے زیادہ اس شخص کے قریب النسب ہوں یہ (یہ سن کر) ہرقل نے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو (بھی) قریب رکھو اور ان کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پیچھے (کھڑا) کرو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں (جو اپنے کو نبی کہتا ہے) مگر یہ مجھ سے جھوٹ بیان کرے تو تم (فورا) اس کی تکذیب کر دینا (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر (مجھے) اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں آپ کی نسبت غلط باتیں بیان کر دیتا۔ غرض سب سے پہلے جو ہرقل نے مجھ سے پوچھا تھا یہ تھا کہ ان کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔ (پھر) ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے ان سے پہلے بھی اس بات (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں (پھر) ہرقل نے کہا کیا ان کے باپ دادوں میں



کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا نہیں (پھر) ہرقل نے کہا کہ بااثر لوگوں نے ان کی بیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے؟ میں نے کہا (امیروں نے نہیں بلکہ) کمزور لوگوں نے (پھر) ہرقل بولا کہ آیا ان کے بیرو کار (دور پرورد) مہم جتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا (کم نہیں ہوتے) بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ آیا ان (لوگوں) میں سے (کوئی) ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بدظن ہو کر منحرف بھی ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ کیا وہ (بکھی) وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، البتہ اسہم ان کی طرف سے مہلت معاہدے میں ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (مہلت کے زمانہ میں) کیا کریں گے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفا کی) ابو سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوائے اس کلمہ کے مجھے موقع نہیں ملا کہ میں کوئی بات (آپ کے حالات میں) داخل کر دیتا۔ (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ کیا تم نے (بکھی) اس سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں تو (ہرقل) بولا تمہاری جنگ اس سے کیسی رہتی ہے؟ میں نے کہا کہ لڑائی ہمارے اور ان کے درمیان ڈول (کے مثل) رہتی ہے کہ (بکھی) وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور (بکھی) ہم ان سے لے لیتے ہیں (یعنی بکھی ہم فتح پاتے ہیں اور بکھی وہ) پھر ہرقل نے پوچھا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور (شرکیہ بائیں و دھاندلی) جو تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ سب چھوڑ دو اور ہمیں نماز (پڑھنے) اور سچ بولنے اور پرہیزگاری اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اس کے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہو کہ میں نے تم سے اس کا غضب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے اندر (اعلیٰ) نسب والے ہیں چنانچہ تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح (عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا یہ بات یعنی اپنی نبوت کا دعویٰ تم میں سے کسی اور نے بھی ان سے پہلے کیا تھا؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں۔ میں نے (اپنے دل میں) یہ کہا کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کوئی کہہ چکا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اس قول کی تکلیف دہ کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا جو تم نے بیان کیا کہ نہیں؟ پس میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اپنے باپ دادا کا ملک (اقتدار حاصل کرتا) چاہتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے نبوت کے دعوے سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا

نہیں۔ پس (اب) یقیناً میں جانتا ہوں کہ (کوئی شخص) ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگوں سے تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولنا چلا جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے (باثر) لوگوں نے ان کی بخیروی کی ہے یا کزور لوگوں سے؟ تو تم نے کہا کہ کزور لوگوں نے ان کی بخیروی کی ہے اور (دراصل) تمام بخیروں کے بخیرکار ایسے ہی لوگ (ہوتے رہے) ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے بخیرکار زیادہ ہونے جاتے ہیں یا کم؟ تو تم نے بیان کیا کہ زیادہ ہوتے رہے ہیں اور (درحقیقت) ایمان کا یہی حال (ہوتا) ہے حتیٰ کہ کمال کو پہنچ جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے ناراضی ہو کر (دین سے) پھر بھی جاتا ہے؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں، اور ایمان کا (حال) ایسا ہی ہوتا ہے جب اس کی بشارت دلوں میں رچ جائے (تو پھر نہیں نکلتی) اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ وعدہ خلائی کرتے ہیں؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں؟ اور (بات یہ ہے کہ) اسی طرح تمام بخیر و وعدہ خلائی بالکل نہیں کیا کرتے تھے اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ جنہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے بیان کیا کہ وہ جنہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو نیز جنہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اور جنہیں نماز (پڑھنے) کا حکم دیتے ہیں اور (پہننا) پر ہیز گاری (اختیار کرنے) کا حکم دیتے ہیں۔ جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے اور بے شک میں (کتاب سابقہ کی پیش گوئی سے) جانتا تھا کہ وہ (نبی) ظاہر ہونے والے ہیں مگر میں یہ نہ سمجھتا تھا کہ وہ تم سے ہوں گے۔ پس اگر میں جانتا کہ ان تکلیف پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملنے کا بڑا اہتمام سعی کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً میں ان کے قدموں کو دھوتا۔ پھر ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کا (مقدس) خط، جو آپ ﷺ نے سیدنا دجہ کلبی کے ہمراہ امیر بصری کے پاس بھیجا تھا اور امیر بصری نے اس کو ہر قل کے پاس بھیج دیا تھا۔ (منکویا اور (اس کو پڑھوایا) تو اس میں یہ (مضمون) تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ”اللہ نہایت مہربان رحم کرنے والے کے نام سے شروع کرتا ہوں“ (یہ خط) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم کے نام ہے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی بخیروی کر رہا ہے۔ بعد اس کے (واضح ہو کہ) میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام لاؤ گے (تو قرآنی سے) حق جاؤ گے اور اللہ جنہیں تمہارا ثواب دوگنا دے گا اور اگر تم لاہیری دعوت سے (منہ پھرو گے تو بلاشرتم پر (تمہاری) تمام عمریت کے (ایمان نہ لانے) کا بھی گناہ ہوگا۔

﴿يَا هَٰؤُلَاءِ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَعَلَّوْا أَشْهَدُ وَآيَاتُنَا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۶۴)

”اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یعنی یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو سوائے اللہ کے پروردگار بنائے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہہ دینا کہ اس بات کہ گواہ رہو کہ ہم اللہ کی اطاعت کرتے والے ہیں۔“

ابو سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہرقل نے جو کچھ کہا تھا کہہ چکا اور (آپ ﷺ کا) خط پڑھنے سے قانع ہوا تو اس کے ہاں بہت ہی شور ہونے لگا۔ آوازیں بلند ہوئیں اور ہم لوگ (وہاں سے) نکال دیے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جب کہ ہم سب باہر کر دیئے گئے کہ (دیکھو تو) ابھو کھد کے بیٹے (یعنی محمد) کا معاملہ درختِ اہن قدر بڑھ گیا کہ اس سے ہوا صفر (روم) کا بادشاہ بھی خوف کھاتا ہے۔ میں ہمیشہ میں اس کا یقین کرتا رہا کہ وہ عنقریب غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو شرف بہ اسلام کر دیا۔

فرمایا اور ابنِ ناطور جو اہلیا کا عاکم، ہرقل کا مصاحب اور شام کے صیلائیوں کا بیرو پلہ ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب اہلیا میں آیا تو ایک دن صبح کو بہت پریشان خاطر اٹھا تو اس کے کسی درباری نے کہا کہ ہمیں (اس وقت) آپ کی حالت کچھ اچھی دکھائی نہیں دیتی۔ ابنِ ناطور کہتا ہے کہ ہرقل کا ہن تھا، علم نجوم میں مہارت رکھتا تھا تو اس نے اپنے درباری سے، جب کہ انہوں نے پوچھا، یہ کہا کہ میں نے رات کو ستاروں میں نظر کی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہو گیا ہے تو (دیکھو کہ) اس دور کے لوگوں میں ختنہ کون کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سوائے یہود کے کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ آپ یہودیوں سے پریشان نہ ہوں اور اپنے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں (حاکموں کو) لکھ بھیجیں کہ جتنے یہود وہاں ہیں سب قتل کر دیئے جائیں۔ پس وہ لوگ اپنی اسی منصوبہ بندی میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا وہ رسول کی خبر بیان کرتا تھا۔ سو جب ہرقل نے اس سے معلومات لیں

تو (اپنے لوگوں سے) کہا کہ جاؤ اور دیکھو کہ اس کا ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے اس کو دیکھا تو بتایا اس کا ختنہ کیا ہوا ہے اور ہرقل نے اس سے اہل عرب کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں۔ تب ہرقل نے کہا کہ یہی (نبی ﷺ) اس دور کے لوگوں کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو چکا ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو رومیہ میں (یہ حال) لکھ بھیجا اور وہ علم (نجوم) میں اسی کا ہم پلہ تھا اور (اس کے بعد) ہرقل محض کی طرف چلا گیا۔ ابھی وہ محض سے باہر بھی نہیں جانے پایا تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آگیا۔ وہ بھی نبی کریم ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے کی موافقت کرتا تھا اور یہ (اس نے لکھا تھا) کہ وہ نبی ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے سردارانِ روم کو اپنے محل میں جو محض میں تھا، طلب کیا اور حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کر دیے جائیں، تو وہ بند کر دیے گئے۔ پھر ہرقل (اپنے ہالا خانے سے) باہر آیا اور کہا کہ اسے روم والوں! کیا ہدایت اور کامیابی چاہئے؟ اور (تمہیں) یہ (منظور ہے) کہ تمہاری سلطنت قائم رہے؟ (اگر ایسا چاہئے ہو) تو اس نبی کی بیعت کرلو۔ تو (یہ بات سننے ہی) وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح خدو واڑوں کی طرف بھاگے، تو دروازوں کو بند پایا۔ بالآخر جب ہرقل نے (اس قدر) ان کی نفرت دیکھی اور (ان کے) ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو بولا کہ ان لوگوں کو میرے پاس وہیں لانا اور (جب وہ آئے تو ان سے) کہا کہ میں نے یہ بات ابھی جو کہی تھی تو اس سے تمہارے دین کی مضبوطی کا امتحان لینا (مقصود) تھا اور وہ مجھے معلوم ہو گئی پھر لوگوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے۔ اور ہرقل کی آخری حالت یہی رہی۔ (کہ کفر پر مرا تھا) (ابن لوطی)۔ (ابن کثیر، بیان ابی ہرقلی)۔ (۷: رقم)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے تین سوال کیے اور مسلمان ہو گئے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو کہ یہود کے عالم تھے ان کو نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر پہنچی تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ ﷺ سے تین باتیں پوچھتا ہوں، پیغمبر کے سوا کوئی اور ان کو نہیں جان سکتا:

❶ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟

❷ جنتی لوگ جنت میں جا کر پہلے کیا کھائیں گے؟

❸ بچہ اپنے باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے نسیال کے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ باخبر بتائی ہیں تو سیدنا عبداللہ نے کہا کہ یہ (جبریل علیہ السلام) تمام فرشتوں میں سے یہود کا دشمن ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لئے جائے گی اور پہلا کھانا جنتی لوگوں کا بھل کے کلیجے پر جو کھانا لگا ہوتا ہے وہ ہوگا۔ بچہ کے مشابہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مرد عورت سے صحبت کرتا رہے اگر مرد کا پانی آگے بڑھ جاتا ہے تو اس کے مشابہ ہو جاتا ہے ورنہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ تو (عبداللہ بن سلام نے یہ سن کر) کہا: «أَشْهَدُ أَنْكَ رَسُولُ اللَّهِ» کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہودی نہایت بہتان تراش لوگ ہیں آپ کے ان (دوسرے میرے متعلق پوچھنے سے پہلے اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ مجھ پر بہتان تراشی کریں گے) (کبھی میری تعریف نہیں کریں گے) یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سیدنا رضی اللہ عنہ بن سلام ایک کوفی میں چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایلا (یہود یولہ) سے پوچھا: عبداللہ بن رضی اللہ عنہ تم کو کیا آدنی ہے؟

انہوں نے کہا عبداللہ بن سلام عالم ہیں اور عالم کے بیٹے اہم سب سے افضل اور سب سے افضل کو کھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے (تو کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟) انہوں نے کہا کہ اللہ انہیں مسلمان ہونے سے بچائے رکھے۔ پھر سیدنا عبداللہ کوفی سے نکلے اور کہا کہ «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ»

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں“

اس وقت یہودی کہنے لگے کہ ”تو ہم سب میں سے برا آدمی ہے اور سب سے بڑے شخص کا بیٹا ہے“ اور انہیں برا بھلا کہنے لگے۔ (احادیث الانبیاء باب خلق آدم..... رقم: ۳۲۲۹)

یہودی عالم نے اسلامی عقیدے کی تصدیق کی:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماء یہود میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! ہم تورات میں یہ لکھا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور تمام پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور

تمام مخلوقات کو ایک ہنگامی پر اٹھالے گا پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ۔ اس عالم کی تصدیق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سکڑائے یہاں تک کہ دانت باہر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسے کرنا چاہیے تھی نہیں کی..... (الرمر: ۷۶) آخر تک تلاوت فرمائی (الحاصل یعنی اللہ کی قدرت بے حد ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں)

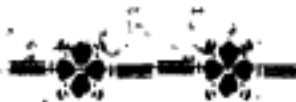
(التفسیر۔ باب قوله ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ﴾ رقم: ۴۸۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مٹی میں لے گا اور آسمانوں کو اپنے دانے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا ﴿أَنَا الْمَلِكُ الْفَرْدُ الْمَلِكُ الْأَرْضِ﴾ کہ میں ہوں (اصلی) بادشاہ دنیا کے بادشاہ کہاں گئے؟ (جو مجھے اپنی شان دکھاتے تھے)

(حوالہ مذکور۔ رقم: ۴۸۶۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہوجائے گی جس کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے اٹھ سے اٹھ پلٹ کہے گا جس طرح تم میں سے کوئی شخص سفر میں اپنی روٹی لٹا پٹتا ہے۔ یہ جنت والوں کی مہمانی کے لئے ہوگا۔ (راوی کہتے ہیں) پھر ایک یہودی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آئے ابو القاسم اللہ آپ ﷺ پر برکت فرمائے کیا میں آپ کو قیامت کے دن اٹھ پلٹ کر جنت کی مہمانی کی خبر نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بتاؤ۔ اس نے اسی طرح جس طرح آپ ﷺ فرما چکے تھے کہا کہ زمین (قیامت کے دن) ایک روٹی کی طرح ہوگی (یہودی فرماتے ہیں کہ اسی کی یہ بات سن کر) نبی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور پھر بیٹھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آئے۔ پھر وہ یہودی کہنے لگا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ ان کا سال کیا ہوگا؟ ان کا سالن بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں؟ اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی۔ یہ بیل اور مچھلی کتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے کیچے کا ٹکڑا ہوا ٹکڑا۔ سزا ہزار جنتی کھا دیں گے۔

(الرقلی۔ باب بقض الله الارض۔ رقم: ۶۹۲۰)



فضائل النبی ﷺ

نبی ﷺ کی صفات توہرات میں:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ان صفات کے بارے میں پوچھا گیا جو توہرات میں مذکور ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا! اللہ کی قسم! جو آپ ﷺ کی تعریف قرآن میں ہے اسی قسم کی بعض تعریفیں توہرات میں بھی ہیں (توہرات میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے)

«يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي.....»

اے نبی! ہم نے آپ کو (دین حق کا) گواہ اور (مومنوں کو) بشارت دینے والا اور (کافروں کو) ڈرانے والا اور امیوں کا نگہبان بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ وہ نبی بدخلق ہے نہ بازاروں میں شور کرنے والا ہے اور نہ وہ برائی کے بدلے میں بد برائی کرتا ہے بلکہ درگزر اور مہربانی کرتا ہے اللہ اسے ہرگز موت نہ دے گا۔ یہاں تک کہ اس کے ذریعے سے ایک ٹبر سے مذہب کو سیدھا کر دے۔ اس طرح کہ وہ یقین کے ساتھ بحمد اللہ العظیم کہے گئیں اور اس (ذات) کے ذریعے سے اندھی آنکھیں، بہرے کان اور غافل دل کھول دے۔

(البیوع۔ باب کبرایۃ المسخبط فی البیوع۔ ۲۱۲۵)

تقریر میں آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے:

سیدۃ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حرث عاتکہ مدینہ ﷺ کے پاس گئی اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں، تو میں نے (ان سے) کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ (کیونکہ اس قدر گھبراہٹ ہے) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (کہ دیکھو آفتاب میں گرہن) ہے میں نے دیکھا کہ شب لوگ (نماز محض)

(پڑھ رہے تھے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سبحان اللہ۔ میں نے پوچھا کہ (یہ گرجہن کیا) کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہاں۔ پھر میں بھی (نماز کے لیے) کھڑی ہو گئی، یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہو گئی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ جب نماز ختم ہو چکی اور گرجہن جاتا رہا) تو نبی ﷺ نے اللہ کی حمد ثابیان کی اور فرمایا: جو چیز (اب تک) مجھے نہ دکھائی گئی تھی، اسے میں نے (اس وقت) اپنی اسی جگہ میں (کھڑے کھڑے) دیکھ لیا۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو (بھی دیکھا ہے) اور میری طرف یہ وحی بھیجی گئی: ”اِنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِكُمْ“۔ (قبروں میں تمہاری آزمائش ہو گی، سچ و جال کی آزمائش کے مثل یا اسی کے قریب قریب۔) (قبر میں) کہا جاتا ہے ”مَّا عَلِمْتَ بِهَذَا الرَّجُلِ“ اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کے حلقہ تیری کیا معلومات ہیں؟ اگر وہ مؤمن ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ محمد ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور وہ ہمارے پاس حجاز اور ہدایت لے کر آئے تھے۔

لہذا ہم نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی کی اور وہ محمد ﷺ ہیں (یہ کلمہ) تین مرتبہ (کہتا ہے) تو اس سے کہہ دیا جاتا ہے:

”نَمْ صَلِّحَا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمَوْقِنَا بِه“

”تو آرام سے سویا رہو۔ بے شک ہم نے جان لیا تھا کہ تو محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔“

لیکن مناقبت کرنے والا کہتا ہے کہ میں (حقیقت تو) نہیں جانتا (البتہ) میں نے لوگوں کو ان کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا تھا چنانچہ میں نے بھی وہی کہہ دیا تھا۔ (العلم: باب من احبب الفتناء..... رقم: ۸۶)

فضول سوالیہ: کہنے پر نبی ﷺ کی ناراضگی

سیدنا ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ سے چند باتیں پوچھی گئیں (جو آپ کے خلاف مزاج تھیں تو جب (ان سوالات کی) آپ کے سامنے بھرمار کر دی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا اور آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ“۔ جو چاہو پوچھو۔ پوچھو (ان تین سوالات کی) آپ نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے۔ جو شخص کا غلام ہے۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر آثار غضب دیکھے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ”اَنَا نَبُوْتُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”ہم اللہ و بزرگ و برتر سے توبہ کرتے ہیں۔“

(یعنی اب بھی اس قسم کے سوالات آپ ﷺ سے نہ کریں گے) دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

«رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا»

”ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی

ہیں۔“ (یعنی ہمیں ان سے جو حکم ملے گا ہم سر تسلیم خم کریں گے۔)

(الاعتصاف باب ما كثره من كثرة السؤال رقم: ۷۲۹۴)

آپ ﷺ نے جنت دوزخ دیکھی:

سیدنا محمد بن عباس رضی اللہ عنہما نے گربن کی طویل حدیث ذکر کی پھر فرمایا کہ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ (نماز کی حالت میں) ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جسے آپ ﷺ نے اپنی جگہ میں کھڑے کھڑے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي رَأَيْتُ لَهَجَةً فَتَلَوْتُ مِنْهَا غُفُورًا وَلَوْ أَخَذْتَهُ لَا تَكَلَّمْتُ مِنْهُ مَا

بَقِيَ الدُّنْيَا»

”میں نے جنت کو دیکھا تھا اور ایک خوشہ انگوڑی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا، (کہ اسے

توڑوں لیکن اسے نہ توڑا) مگر میں اسے توڑ لیتا تو تم اسے کھاتے رہتے جب تک کہ دنیا

باقی رہتی۔“

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دوزخ اور جنت اس دیوار میں دکھائی گئی تو میں نے آج کی طرح بھی خوفناک اور بھلائی والا منظر نہیں دیکھا میں نے عورتوں کو دوزخ میں زیادہ پایا۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے کفر کے سبب سے۔ پھر سوال کیا گیا کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ لبتا زمانہ احسان کرے پھر (انفاقاً) کوئی بدسلوکی میری جانب سے دیکھ لے تو (بلا تامل) کہہ دے گی کہ میں نے تجھ سے بھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

(الکسوف باب صلاة الكسوف جماعة رقم: ۱۰۵۲)

آپ ﷺ کا دل جاگتا تھا:

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

«مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشَرَ رَكْعَةً»

”رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔“

(پہلے) چار رکعت پڑھتے تھے تم ان کی خوبی اور ان کے طول کی کیفیت نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان کے حسن اور طول کے متعلق بھی سوال ہی نہ کرو (پھر سو جایا کرتے تھے) اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وتر پڑھتے تھے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَقَامُ غَيْنَائِي وَلَا تَنَامُ قَلْبِي»

”میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔“

(فتح مجید۔ بابہ قیام اللیل۔۔۔۔۔ رقم: ۱۱۴۷)

نبی ﷺ کا ایک اہم خواب اور آپ کا مقام:

سیدنا سرہ جن جناب ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: تم میں سے کسی نے اگر آج رات کو کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔ سیدنا سرہ ﷺ فرماتے ہیں اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا، آپ ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے، اس دستور کے مطابق آپ ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا: تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: مگر میں نے آج دو قصوں کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھے ایک مقدس زمین میں لے گئے۔ کیا آپ میں وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور دوسرا آدمی ہاتھ میں کوپے کا ایک آئینہ لے کھڑا ہے وہ اسے اپنی پیٹھی پر آویں کے بعد میں چاٹ کر رہا ہے یہاں تک کہ اس کی گوی تک چرنا ہوا پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے جڑے کے ساتھ جی ایسا ہی کرتا ہے اور اس دوران اس کا پہلا جڑا ٹھیک ہو

(محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

جاتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ ایسا ہی کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے جواب دیا کہ آگے چلیے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لینا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سر پر لپٹے ایک پتھر لیے ہوئے کھڑا تھا پس وہ اس پتھر سے اس لیے ہوئے آدمی کا سر کھل دیتا تھا۔ جب اسے مارتا اور پتھر لڑھک جاتا تو جا کر اس کو اٹھا لیتا اور جب اس لیے ہوئے آدمی کے پاس واپس آتا تو اس وقت تک اس کا سر ٹھیک ہو چکا ہوتا تھا اور جو حالت اس کی پہلے تھی وہی ہو جاتی تھی پھر وہ اسے دوبارہ مارتا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا کہ آگے چلیے۔ چنانچہ ہم چلے تو ایک گھڑے کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ وہ غور کی طرح کا تھا، منہ اس کا ٹھک تھا اور بچلا حصہ اس کا چوڑا تھا۔ اس گھڑے میں آگ جل رہی تھی اس کے اندر کچھ نکلے مرد اور عورتیں تھیں جب آگ بہت بھڑک اٹھی تو وہ لوگ بھی اوپر کو اٹھ جاتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا آگے چلیے۔ چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا گھارے پر بھی ایک آدمی تھا جس کے سامنے کچھ پتھر تھے اور وہ نہر والے شخص کے سامنے کھڑا ہوا تھا جب وہ اس نہر سے باہر نکلتا چاہتا تو یہ شخص ایک پتھر اس کے منہ پر کھینچ کر مارتا تو وہ جہاں تھا وہیں واپس چلا جاتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چلیے چنانچہ ہم چلے یہاں تک ایک نہایت شاداب اور سرسبز باغ میں پہنچے، اس میں ایک بڑا سا درخت لگا ہوا تھا اس کی جڑ کے پاس ایک بوڑھا آدمی اور کچھ بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ درخت کے قریب ایک اور شخص تھا جس کے سامنے کچھ آگ تھی۔ وہ اسے روشن کر رہا تھا۔ پھر وہ دونوں مجھے اس درخت پر چڑھالے گئے۔ اس درخت کے اندر ایک گھر تھا، اس میں مجھے داخل کیا۔ میں نے کبھی اس سے عمدہ اور شاندار مکان نہیں دیکھا تھا، اس گھر میں کچھ بوڑھے، کچھ جوان، کچھ عورتیں اور کچھ بچے تھے پھر وہ دونوں آدمی مجھے اس گھر سے نکال لائے اور درخت کی دوسری شاخ پر مجھے چڑھایا۔ اس میں بھی ایک گھر تھا، اس میں مجھے داخل کیا گیا یہ گھر بھی عمدہ اور شاندار تھا۔ اس میں بھی کچھ بوڑھے اور جوان مرد تھے۔ جب میں یہ سب کچھ دیکھ چکا تو میں نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم نے مجھے رات بھر گشت کرایا ہے، اب بتاؤ تو سبکی کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم بتاتے ہیں۔ وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا جڑا پھاڑا چار ہا ہے تو وہ جموت بولنے والا شخص ہے۔ دنیا میں جموتی باتیں کیا کرتا تھا اور یہ وہ اس سے آگے نقل کی جاتی تھیں حتیٰ کہ تمام اطراف عالم میں پہنچ جاتی تھیں۔ لہذا اس کے ساتھ روز قیامت تک ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا اور وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا سر کھلا جا رہا ہے تو یہ

وہ شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا مگر وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سو جاتا ہے اور دن میں بھی اس پر عمل نہیں کرتا تھا لہذا روز قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جائے گا اور وہ لوگ جنہیں آپ ﷺ نے گڑھے میں دیکھا تو وہ زنا کار لوگ ہیں اور وہ شخص جس کو آپ ﷺ نے فہر میں دیکھا تھا وہ سود خور ہے اور وہ بوڑھے آدمی جو قہرخت کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور چھوٹے بچے جو ان کے گرد تھے وہ لوگوں کے وہ بچے ہیں جو غل از بلوخت فوت ہو جاتے ہیں اور وہ شخص جو آگ میں روشن کر رہا تھا، وہ مالک فرشتہ تھا جو دوزخ کا گھرانہ ہے اور وہ پہلا مکان جس میں آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے عام مسلمانوں کا گھر ہے اور دوسرا گھر عہدیدوں کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے۔ اب آپ اپنا سر اٹھائیے۔ میں نے سر اوپر کو اٹھایا تو کیا دیکھا ہوں کہ میرے اوپر بادل کی مانند کوئی چیز ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اپنے مقام میں داخل ہونے دو تو ان دونوں نے کہا کہ ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے جسے آپ نے ابھی تک پورا نہیں کیا۔ اگر آپ اسے پورا کر چکے ہوتے تو اپنے مقام میں جاسکتے تھے۔

(الجنائز۔ باب ما قبل فی اولاد المشرکین کا ذیلی باب۔ رقم: ۱۳۷۶، کتاب التفسیر۔ باب

تعبیر الروایہ۔ رقم: ۱۳۷۷) (۷)

نبی ﷺ پر وحی کے نزول کی حالت کا نظارہ:

سیدنا علی بن اُسَیْبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نبی ﷺ کو اس حالت میں دیکھتا چاہتا ہوں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہو تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مقام حرا نہ میں تھا کہ لیکن انھیں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں جس نے عمرہ کا ایہام باندھا ہو حالانکہ وہ خوشبو سے تر ہو؟ تو نبی ﷺ نے کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ آئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کے اوپر ایک کپڑا تھا ہوا تھا اس سے آپ ﷺ پر سایہ کیا گیا تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے اپنا سر ان کپڑے کے اندر داخل کیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہے اور آپ ﷺ خزانے کے رہے ہیں پھر جب وحی کی حالت آپ ﷺ سے واپس ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا؟ وہ شخص آیا گیا تو آپ نے فرمایا:

«اغسل الطيب الذي بك ثلاث مرّات وانزع عنك الحبة واضنع في محكم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ ۝

”جو خوشبو تجھے لگی ہے اس کو تین مرتبہ دھو ڈالو اور اپنا چہ اپنے جسم سے اتار دو اور عمرہ میں بھی اس طرح اعمال کرو جس طرح اپنے حج میں کرتے ہو۔“

(الحج - باب غسل المخلوق رقم: ۱۵۳۶)

آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے کہا، اے ابوالقاسم آپ ﷺ نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا (کیونکہ آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی) تو اس شخص نے کہا میں نے فلاں کو بلایا ہے آپ کو نہیں بلایا۔

تب آپ ﷺ نے فرمایا:

«سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْنُوْا بِكُنْيَتِيْ»

”کہ تم میرا نام رکھ لیا کرو، لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔“

(کیونکہ آپ کو محمد نام سے پکارنا غلط تھا اس لیے کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ آپ ﷺ کو یا محمد کہہ کر پکارتا۔ لیکن آج مسلمان یا محمد یا محمد کہتے ہیں)

(البیوع - باب ما ذکر فی الامواق رقم: ۲۱۲۰)

ابوالقاسم کنیت رکھنا ممنوع ہو گیا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار نے کہا کہ ہم تجھے ابوالقاسم (کبھی) نہیں کہیں گے اور (اس مبارک کنیت سے) تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے تو وہ شخص نبی ﷺ کے پاس گیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے لیکن انصار فرماتے ہیں ہم تجھ کو ابوالقاسم نہ کہیں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کریں گے تو نبی ﷺ نے فرمایا انصار نے درست کہا ہے:

«سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَالْأَنْتَ كُنْ تَكْنِيْ»

”میرا نام رکھ لو مگر میری کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم تو میں ہی ہوں۔“

(فرض الخمس - باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ﴾ رقم: ۳۶۹۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(آپ ﷺ کی وفات کے بعد ممانعت نہیں ہے)

یہود کا آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کی شوریٰ میں چل رہا تھا اور آپ ﷺ کعبور کی ایک چھڑی کو (زمین) پر لگا کر چل رہے تھے کہ اتنے میں یہود کے کچھ لوگوں کے پاس سے آپ ﷺ گزرے، تو ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کرو۔ اس پر بعض نے کہا کہ نہ پوچھو، ایسا نہ ہو اس کے جواب میں آپ ﷺ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار لگے۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم تو ضرور پوچھیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے (ابن مسعود فرماتے ہیں) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ لہذا میں کھڑا ہو گیا۔ پھر جب وحی کی کیفیت آپ ﷺ سے دور ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۚ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا.....﴾ (بنی اسرائیل: ۸۵)

”اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ انہیں جواب دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔“

امام اعمش کہتے ہیں کہ ”وَمَا أُوتُوا“ ایک قراءت ہے۔

(العلم۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ﴾ (رقم: ۱۲۵)

حضرت نوح علیہ السلام کی امت قیامت کے دن جھوٹ بولے گی:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے، وہ عرض کریں گے ”میں حاضر ہوں اے رب، جو حکم ہو بجالاؤں گا“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے لوگوں کو ہمارے احکام بتادیئے تھے؟ وہ کہیں گے: ”ہاں“ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کہ نوح (علیہ السلام) نے تم کو میرا حکم پہنچایا تھا (یا نہیں؟) تو وہ کہیں گے کہ ”ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تھا۔“ نوح علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ کوئی تمہارا گواہ ہے؟ وہ عرض کریں گے ہاں

عمر (ؓ) اور ان کی امت کے لوگ گواہ ہیں۔ پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ نوح (ؑ) نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا یہ اللہ کا فرمان

﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

”اور بخیر (عمر ؓ) تم پر گواہ بنیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ

الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرة: ۱۴۳)

کا یہی مطلب ہے کہ ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ؐ) تم پر گواہ ہو جائیں۔ (تفسیر۔ باب قوله تعالى ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ﴾ رقم: ۴۴۸۷)

آپ ﷺ قیامت میں سفارش کریں گے:

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لپکا ہوا کھٹ لایا گیا تو وحی کا کھٹ آپ ﷺ کو اٹھا کر دیا گیا۔ وہ آپ ﷺ کو پسند تھا، آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے پکڑا اور قبول فرمانے لگے پھر فرمایا: ”اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں گا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے؟ اس لئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اگلے پچھلے آدمیوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا اور (وہ میدان ایسا ہموار ہوگا کہ) پکارتے والا اپنی آواز تمام لوگوں کو سنا سکے اور دیکھنے والا سب کو دیکھ سکے گا، سورج بہت قریب ہوگا اس وقت لوگوں کو ایسی ناقابل برداشت تکلیف اور غم ہوگا کہ جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے ہوں گے اس وقت لوگ آپس میں کہیں گے کہ دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے، کوئی سفارشی تلاش کرو چاہے اللہ کے پاس تمہاری کچھ سفارش کرے۔

بعض کہیں گے آدم ﷺ کے پاس چلو تو سب کے سب ان کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا تھا اور اپنا روح آپ میں پھونکی تھی اور فرشتوں سے آپ کو جبرہ کر لیا تھا، آپ ہماری شفاعت کیجیے، دیکھیے ہمیں کیسی تکلیف ہو رہی ہے اور ہمارا کیا حال ہو رہا ہے؟ آدم ﷺ کہیں گے:

«إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ»

کہ آج میرا رب اتنے غصے میں ہے کہ نہ تو اس سے پہلے بھی ایسا غصے ہوا ہوگا اور نہ اس کے بعد ایسا غصے میں آئے گا اور مجھے اس درخت کے پھل سے منع کیا تھا لیکن میں نے (کھا لیا اور) نافرمانی کی اور وہ فرمائیں گے: «نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي» (مجھے تو خود اپنی پڑی ہے) اور پھر کہیں گے کہ تم کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ تم سب سے پہلے زمین پر نبی بن کر آئے تھے، اللہ نے تمہارا نام عبد اللہ شکوراً (شکر گزار بندہ) رکھا تھا۔ آپ ہماری شفاعت کرو، ہمارا حال نہیں دیکھتے کہ کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ لیکن وہ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ اتنے غصے میں ہے کہ نہ تو ایسا پہلے بھی ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا اور میرے واسطے ایک دعا کا حکم تھا کہ وہ مقبول ہوگی وہ میں نے اپنی امت کے لئے مانگ لی (وہ مقبول دعا اپنی قوم پر بددعا کی شکل میں کر لی جس سے وہ ہلاک ہوگئی تھی) «نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي» (مجھے تو اپنی لگ رہی ہے) اور کہیں گے کہ کسی طور کے پاس چلو، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ تو سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور ہماری زمین والوں میں اس کے ظلیل (جانی دوست) ہیں آپ رب کے ہاں ہماری شفاعت کیجیے ہمارا حال نہیں دیکھتے کیا خراب ہو رہا ہے؟ وہ کہیں گے کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ بہت غصے میں ہے اتنا غصے میں ہے کہ نہ تو اس سے پہلے بھی ایسا ہوا اور نہ اس کے بعد بھی ہوگا اور میں نے تین جھوٹ بولے تھے (مجھے ان کی لگ رہی ہے پھر کہیں گے) «نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي» (مجھے تو اپنی پڑی ہے) تم میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ، اچھا تم موسیٰ کے پاس جاؤ تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر فضیلت و بزرگی دی تھی، آپ رب تعالیٰ سے ہماری سفارش کیجیے، دیکھیے ہماری کیسی (بری) حالت ہے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنا غصے میں کہ نہ اس سے پہلے بھی ہوا اور نہ اس کے بعد بھی ہوگا اور (مجھ سے ایک گناہ ہوا تھا وہ یہ کہ) میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں ملا تھا، پھر کہیں گے «نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي» (مجھے تو اپنی پڑی ہے) تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (ایسا کرو کہ) تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ تو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا اور اس کی

روح ہیں اور آپ نے گود میں رہ کر بچپن میں لوگوں سے باتیں کی تھیں، آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے کہ اللہ ہم کو اس میدانِ حشر کی ہولناکیوں سے نجات دے (دیکھیے ہم کیسی (بری) حالت میں ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنے غصے میں کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہوگا پھر وہ اس کے بعد اپنا کوئی گناہ بیان نہ کریں گے، وہ بھی نفسی نفسی (مجھے تو اپنی فکر دامن گیر ہے) کہیں گے اور کہیں گے کہ تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ (میرے خیال میں) تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ تو وہ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں، اللہ سے ہماری شفاعت کیجئے، دیکھیے تو یہی کہ ہمیں کیسی تکلیف ہے (رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں یہ سنتے ہی (میدانِ حشر سے) چلوں گا اور عرش کے نیچے آکر سجدے میں گر پڑوں گا، اللہ تعالیٰ اپنی تعریف اور خوبی کی وہ باتیں میرے دل میں ڈال دے گا (میری زبان سے نکلوے گا) جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائیں، پھر حکم ہوگا:

«يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَى وَ اَشْفَعْ تُشَفَّعُ»

”اے محمد! سر اٹھاؤ اور مانگو، جو مانگو گے دیا جائے گا جس کی سفارش کرو گے قبول کی جائے گی، میں سر اٹھا کر عرض کروں گا:

«أُمْنِي يَا رَبِّ أُمْنِي يَا رَبِّ أُمْنِي يَا رَبِّ»

”اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنی امت میں سے جن لوگوں پر کوئی حساب کتاب نہیں ان کو جنت کے داہنے دروازے سے داخل کرو اور انہیں یہ بھی اختیار ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح اس دروازے کے علاوہ باقی دروازوں سے بھی جاسکتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کے ایک دروازے کی چوڑائی ایسی ہے جیسے مکہ اور حیر (یعنی صنعا جو کہ یمن کا دار الحکومت ہے) کے درمیان کا فاصلہ یا مکہ اور بصری (ملک شام) کے درمیان کا فاصلہ۔ (راوی کو شک ہے)

(التفسیر۔ باب ذُرِّيَّةٌ مِّنْ خَلْقِنَا..... رقم: ۴۷۱۲)

نبی ﷺ کا ایک نسخہ، شہد پلانے سے مریض ٹھیک ہو گیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرے

بھائی کو پیٹ کی تکلیف نہ ہے) یعنی دست آور ہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ (چنانچہ اس نے جا کر شہد پلایا) پھر وہ دوبارہ آیا (اور عرض کی کہ اس کو ابھی آرام نہیں آیا) فرمایا: پھر شہد دو پھر وہ تیسری بار آیا اور عرض کی کہ اب بھی آرام نہیں آیا۔ فرمایا شہد پلاؤ (وہ منیا اور شہد پلایا) پھر ٹوٹ کر آیا اور کہا (کہ اب بھی آرام نہیں اور) میں سب کر چکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَّبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا»

”اللہ کا فرمانا (اس شہد میں لوگوں کے لئے خفا ہے) سچ ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔“
اس لئے تو شہد ہی پلائے جا۔ چنانچہ وہ پلاتا رہا بالآخر وہ تندرست ہو گیا۔

(الطبیب باب البول بالعیسٰی۔۔۔ رقم: ۵۶۸۴)



یہ روایت صحیح بخاری میں ہے اور اس میں ہے کہ اس نے جا کر شہد پلایا اور دوبارہ آیا اور عرض کی کہ ابھی آرام نہیں آیا اور عرض کی کہ اب بھی آرام نہیں آیا۔ فرمایا شہد پلاؤ (وہ منیا اور شہد پلایا) پھر ٹوٹ کر آیا اور کہا (کہ اب بھی آرام نہیں اور) میں سب کر چکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: «صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَّبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا» اس لئے تو شہد ہی پلائے جا۔ چنانچہ وہ پلاتا رہا بالآخر وہ تندرست ہو گیا۔

یہ روایت صحیح بخاری میں ہے اور اس میں ہے کہ اس نے جا کر شہد پلایا اور دوبارہ آیا اور عرض کی کہ ابھی آرام نہیں آیا اور عرض کی کہ اب بھی آرام نہیں آیا۔ فرمایا شہد پلاؤ (وہ منیا اور شہد پلایا) پھر ٹوٹ کر آیا اور کہا (کہ اب بھی آرام نہیں اور) میں سب کر چکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: «صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَّبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا» اس لئے تو شہد ہی پلائے جا۔ چنانچہ وہ پلاتا رہا بالآخر وہ تندرست ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



آپ ﷺ پوری امت سے شفقت کرتے تھے

نبی ﷺ نے اپنی امت کی سفارش کی وجہ سے دنیا میں اپنی مخصوص دعا نہ مانگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہر نبی کی ایک مخصوص دعا ہوتی تھی جو وہ مانگا کرتا تھا (اوزوہ قبول ہوتی تھی)

«وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَجِبَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ»

”میرا ارادہ یہ ہے اس دعا کو میں قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کی صورت میں محفوظ رکھوں۔“ (یعنی دنیا میں وہ مخصوص دعا نہیں کریں گا)

(التوحيد۔ باب فی المشیة والارادة۔۔۔ رقم: ۷۴۷۴)

آپ ﷺ امت کی بھلائی کے لئے پریشان رہتے تھے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب کوئی بادل کا ٹکڑا آسمان پر دیکھتے تو کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے، کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے، اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا پھر جب پانی برسے لگتا جب آپ ﷺ کی وہ کیفیت دور ہو جاتی۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سبب پوچھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم، شاید وہ بادل نہ ہو بلکہ عذاب ہو جیسے بادلوں کو دیکھ کر قوم عاد نے کہا تھا:

﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مِّمْمَطَرِنَا﴾

”جب انہوں نے اپنی وادیوں کی طرف بادل کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ ہم پر برسنے

والا ہے حالانکہ وہ عذاب تھا۔“ (سورة الاحقاف: ۲۴)

(بدء الخلق باب ما جاء فی وله ﴿وَعَوَّلَدِي يُزِيلُ الرِّيحَ﴾۔ رقم: ۳۲۰۶)

قیامت کے دن سفارش محمدی کی برکات:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شفاعت کے بارے میں طویل حدیث جو پہلے گزر چکی ہے بیان کی اس میں اتنا زیادہ کیا ہے۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس (شفاعت کے لئے) جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ ہاں میں اس لائق ہوں اور پھر میں اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھ کو بھلائے ملے گی اور وہ مجھ کو اپنی تعریفیں اور محامد اللہام فرمائے گا جن کے ساتھ میں اس کی تعریفیں کروں گا اور وہ (تعریفیں) مجھ کو اب یاد نہیں ہیں اور میں اس کے حضور میں سجدہ میں گر پڑوں گا۔ (عرصہ بعد) حکم ہوگا «ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ» اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری ہمت سنی جائے گی اور مانگو، دیا جائے گا اور شفاعت کرو قبول ہوگی۔ میں کہوں گا اے میرے رب میری امت پر رحم فرما تو مجھے حکم ہوگا کہ جاؤ اور دوزخ میں سے جس کے دل میں ”جو“ کے برابر ایمان ہو اس کو نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور ان کو نکال لوں گا اور پھر واپس آؤں گا اور وہی تعریف اور محامد بھلاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا (عرصہ بعد) حکم ہوگا

«يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ مِثْلَ نُعْطَةٍ وَاشْفَعْ تُشْفَعْ»

”اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو (جو کہو گے) سنا جائے گا اور جو مانگو گے دیا جائے گا اور (جو) شفاعت کرو گے قبول ہوگی میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت حکم ہوگا دوزخ میں سے جن کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہو ان کو اس میں سے نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور ان کو نکالوں گا اور پھر لوٹ کر آؤں گا اور وہی محامد اور تعریفیں بھلاؤں گا اور سجدے میں گر پڑوں گا۔ حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، سنا جائے گا اور مانگو دیا جائے گا اور شفاعت کرو قبول ہوگی میں عرض کروں گا کہ پروردگار! میری امت میری امت۔ حکم ہوگا کہ جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی بہت جتنی کم، ایمان ہو ان کو بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ میں جاؤں گا اور ان کو بھی نکال لوں گا۔

(الفرحانہ ج ۱۰ باب کلام الرب تعالیٰ يوم القيمة..... رقم: ۷۵۱۰)

قبر کا عذاب پانے والوں کے لئے سفارش:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ کے باغات میں سے کسی باغ کے پاس



سے گزرے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا

«وَمَا يُعَذِّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ»

”ان دونوں کو (قبر میں) عذاب ہو رہا ہے اور (بظاہر) کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہاں:

«بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْسِسُ بِالنِّعِمَةِ»

”(بات یہ ہے کہ) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچتا تھا اور

دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔“

پھر آپ نے کھجور کی ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کی

قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا آپ نے کیوں کیا؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَّيَسَّرَا»

”امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں تب تک ان دونوں پر عذاب کی کمی کی

جائے گی۔“ (الوضوء: باب من الكبائر ان يستتر من بوله..... رقم: ۲۱۶)

یہودی لڑکا مسلمان ہو گیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو

نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا تو

مسلمان ہو جا۔ تو اس نے اپنے باپ کی طرف (مشاورتی نظر سے) دیکھا اور وہ اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا

تھا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا: ”أَطْعَ أَبَا الْقَاسِمِ“ کہ تو ابو القاسم (ﷺ) کی بات مان لے چنانچہ

وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ اس وقت یہ فرما رہے تھے

«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ»

”اللہ کا شکر ہے کہ اس نے لڑکے کو (جہنم کی) آگ سے بچا لیا۔“

(الجنائز باب اذا اسلم العبيد..... رقم: ۱۳۵۶)

نبی ﷺ کی مہر نبوت سے بچہ کھیلتا رہا:

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ نبی ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ تو آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو (سے بچے ہوئے) پانی کو پی لیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی (جو) آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مثل جملہ کے جن کے (تھی)

(کتاب الوضوء۔ باب استعمال فضل وضوء للناس کا ذیلی باب رقم: ۱۹۰)

زکوٰۃ دینے والے کو نبی ﷺ دعا دیا کرتے تھے:

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس صدقہ لے کر آتا تو آپ ﷺ فرماتے تھے

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْخَلَانِ»

”اے اللہ! خلائق کو اولاد پر مہربانی فرما۔“

چنانچہ ایک مرتبہ میرے والد آپ ﷺ کے پاس اپنا صدقہ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أَبِي أَوْفَى»

”اے اللہ! ابی اوفی کی اولاد پر مہربانی فرما۔“

(الزکوٰۃ۔ باب صلاة الامام ودعائه رقم: ۱۴۹۷)

روزہ توڑنے والے کا کفارہ آپ ﷺ نے ادا کرا دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں تو برباد ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے عرض کی کہ میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو بے درپے دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کی نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ نہیں۔ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص نبی ﷺ کے پاس بیٹھا رہا اتنے میں کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس کھجوروں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اُخِذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ»

”یہ ٹوکرا لے اور جا کر خیرات کر دے۔“

اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا اپنے سے زیادہ محتاج لوگوں پر خیرات کر دوں؟ اللہ کی قسم! مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ غریب نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک نظر آنے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: «اِبْعَثْ اَمَلِيكَ» اچھا پھر اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔ (الصوم۔ باب اذا جامع فی رمضان۔ رقم: ۱۹۳۶)

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام میں چادریں تقسیم کیں:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ چادریں صحابہ کرام میں تقسیم فرمائیں اور سیدنا مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کوئی چادر نہ دی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا گیا پھر انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ اور نبی ﷺ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کو بلا لایا اور آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان چادروں میں سے ایک چادر آپ ﷺ کے پاس تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہم نے تمہارے لیے چمپا رکھی تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف خوش ہو کر دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: «رَضِيَ مَخْرَمَةُ مَخْرَمَةُ خَشٍ هُوَ كَيْفَ يَأْتِيهِ؟»

(الہبة وفضلها۔ باب كيف يقض العبد۔ رقم: ۲۵۹۹)

نبی کریم ﷺ نے ام خالد کو دعا دی:

سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور میں نے (اس وقت) ایک زرد رنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو۔ اور یہ جشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی حسد ہے (یعنی بہت خوب ہے) ام خالد فرماتی ہیں کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ کھینے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے رہنے دو۔ اس کے بعد

رسول اللہ ﷺ نے (مجھے درازی عمر کی دعا دی یعنی) فرمایا: پرانا کرو اور پھاڑو۔ پھر پرانا کرو اور پھاڑو پھر پرانا کرو اور پھاڑو۔ (صحیح ابوداؤد باب من حکلم بالغار صیۃ: رقم ۳۰۱۷)

آپ ﷺ نے یہودی کی بیٹی حضرت صفیہ کو زوجہ بنالیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ اور خیبر کے درمیان تین راتیں ٹھہرے ان میں ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے رات عروسی گزاری پھر میں نے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ولیمہ کے لیے بلایا، نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا، اس میں صرف یہ تھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے، ستر خوان بچانے کا حکم دیا۔ ستر خوان بچھا دیا گیا پھر اس پر کھجوریں اور خیر اور کھی ڈال دیا گیا، پھر مسلمانوں نے باہم گفتگو کی کہ اگر آپ نے صفیہ کو پردہ کرایا تو وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہا میں سے ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرایا تو لوٹری رہیں گی، چنانچہ جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اپنے بچے بیٹنے کی جگہ بنائی اور پردہ کھینچ دیا۔ (المغازی۔ باب غزوہ عبیر۔ رقم: ۴۲۱۳)

نبی ﷺ کی شفقت اور صحابہ کی اتباع:

سیدنا مسود بن حرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی انہیں واپس کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا: مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہو، اس لیے تم لوگ ایک بات اختیار کر لو یا قیدیوں کو واپس لے لو یا مال لے لو میں نے تو تمہارے انتظار میں مال غنیمت کی تقسیم دیر سے کی مگر تم بروقت نہ آئے (جب آپ ﷺ طائف سے لوٹے تو دس روز سے بھی زیادہ دن تک ان کا انتظار کیا تھا) جب انہیں یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس دیں گے، تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں کو واپس لیتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی جماعت میں کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی وہ تعریف کی جس کا وہ لائق ہے اس کے بعد فرمایا: اما بعد!

« فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هُوَ لَاءٍ قَدْ جَاءَنَا تَائِبِينَ »

”تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں۔“

اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس دے دو لہذا جو خوشی سے دینا چاہے وہ

خوشی سے دے دے اور جو اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے تو جب اللہ ہم کو فتح دے گا تو وہ اس میں سے اس کا بدلہ لے لے وہ اسی شرط پر اپنے حصے کا قیدی واپس کر دے۔ لوگوں نے عرض کی:

«قَدْ طَلَبْنَا ذَٰلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ»

”یا رسول اللہ ﷺ ہم بلا معاوضہ اور خوشی کے ساتھ قیدی واپس کرتے ہیں۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کون آمادہ ہے اور کون نہیں ہے اس لئے تم لوگ لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام میرے پاس لے آئیں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان سے ان کے سرداروں نے جادلہ خیال کیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ سب لوگ خوشی سے آمادہ ہو گئے ہیں۔ (المکلفہ باب اذا ذهب شقيا..... رقم: ۲۳۰۷)

مسلمان کی امان کا احترام:

سیدہ ام ہانی فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں نبی ﷺ کے پاس گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے ہوئے تھیں میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں ام حانی ہوں آپ ﷺ نے مرحبا کہا پھر آپ ﷺ نے ایک کپڑے میں اتخاف کر کے آٹھ رکعت نماز پڑھی، جب فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے بھائی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ہمدرد کے گلاں بیچنے کو مار ڈالوں گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی!

«قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَخْبَرْتِ»

”جیسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔“

ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ (نماز) چاشت کی نماز تھی۔

(الصلاة: باب الصلاة في الثوب الواحد..... رقم: ۳۰۵۷)

آپ ﷺ نرم دل تھے:

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور ہم میں دن آپ ﷺ کی خدمت میں رہے اور رسول اللہ ﷺ نرم دل مہربان تھے جب آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم کو اپنے گھر

والد کے پاس (پہنچنے) کا اشتیاق ستا رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہیں لوٹ جاؤ اور ان ہی لوگوں میں رہو اور ان کو تعلیم دو اور (اچھی باتوں کا) حکم دو اور نماز قائم کرو اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی شخص اذان دے اور تم میں سے جو سب سے بڑا ہو وہ تمہارا امام بنے۔

(الاذان۔ باب من قال رقم: ۶۲۸)

آپ ﷺ نے صحابی کے گھر میں نماز چاشت پڑھی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں (محذور ہوں) آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور وہ موٹا آدمی تھا اس نے نبی ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کو اپنے مکان میں بلایا اور آپ ﷺ کے لیے چٹائی بچھا دی اور چٹائی کے ایک کنارے کو دھو دیا تو اس پر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اتنے میں آل جارد میں سے ایک شخص بنے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ نماز چاشت پڑھا کرتے تھے؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَمَّا رَأَيْتُهُ صَلَّى غَيْرَ ذَلِكَ الْيَوْمِ»

”میں نے سوائے اس دن کے کبھی آپ ﷺ کو پڑھتے نہیں دیکھا۔“

(التہجد باب صلاة الضحیٰ رقم: ۱۱۷۹)

آپ ﷺ امت کی آسانی کا جذبہ رکھتے تھے؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول ﷺ حجۃ الوداع میں لوگوں کے لیے (مقام) منیٰ میں ٹھہر گئے۔ لوگ آپ ﷺ سے مسائل پوچھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا انجانے میں میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اب) ذبح کر لے اور کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا کہ لاعلمی میں میں نے ٹکڑیاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا (اب) ری کر لے اور کوئی حرج نہیں۔ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دن) آپ ﷺ سے (مناسک حج کی ترتیب کے بارے میں) جس چیز کے متعلق پوچھا گیا، خواہ وہ مقدم کر دی گئی تھی یا مؤخر، تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ اب کر لے کوئی حرج نہیں۔

(العلم، باب الفتياء وهو واقف على الدابة رقم: ۸۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نبی ﷺ کی شفقت اور آپ ﷺ نے قیدی واپس کر دیے:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے مال اور قیدی انہیں واپس کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہو، اس لیے تم لوگ ایک بات اختیار کر لو یا قیدیوں کو واپس لے لو یا مال کو لو، میں نے تو تمہارے انتظار میں مال غنیمت کی تقسیم دیر سے کی مگر تم نہ آئے (جب آپ ﷺ طائف سے لوٹے تو دس ہوز سے بھی کچھ زیادہ دن تک انتظار کیا تھا) جب انہیں یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس دیں گے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں کو واپس لیتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی جماعت میں کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جس طرح اسے لائق ہے اس کے بعد فرمایا: اما بعد! تمہارے یہ بھائی تمہارے پاس تو بہ کر کے آئے ہیں اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس دے دو لہذا جو خوشی سے دینا چاہے وہ خوشی سے دے دے اور جو اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے اس طرح کہ اب جو پہلی فتح اللہ ہم کو دے گا اس میں سے اس کا بدلہ لے لے تو وہ اسی شرط پر دے دے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم بلا معاوضہ آپ کی بات کو منظور کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ تم میں سے کس نے منظور کیا اور کس نے نہیں کیا، لہذا تم لوگ لوٹ جاؤ اور تمہارے سردار تمہارا پیغام میرے پاس لائیں۔ سب لوگ واپس گئے اور ان سے ان کے سرداروں نے گفتگو کی۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ سب لوگ خوشی سے مان گئے ہیں۔

(المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ﴾ مرقم: ۴۳۱۸)

خیبر کی فتح:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں جہاد کیا تو ہم نے صبح کی نماز خیبر کے قریب اندھیرے میں پڑھی۔ پھر نبی ﷺ سوار ہوئے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (بھی) سوار ہوئے اور میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا نبی ﷺ خیبر کی گلیوں میں چلے اور میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے ٹکرا رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنی ران سے ہٹا دی اور میں نبی ﷺ کی ران کے سفیدی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ وادی کے اندر داخل ہو گئے تو تین بار فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَبْتُ خَيْرًا إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُتَلَسِّرِينَ»

”اللہ سب سے بڑا ہے، بخیر کی خرابی آگئی، بے شک ہم جس قوم کے میدان میں (غصہ

جنگ) اترے ہوں تو ان ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری (حالت میں) ہوتی ہے۔“

(صبح کے وقت خیبر کے) لوگ اپنے کاموں کے لیے نکلے تو انہوں نے کہا محمد ﷺ اپنے لشکر سمیت آگئے، پھر ہم نے خیبر کو بڑا شمشیر فتح کیا۔ پھر قیدی جمع کیے گئے تو اسے میں سیدنا وحید رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے ان قیدیوں میں سے کوئی سی لونڈی دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور کوئی سی لونڈی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بنت جحش کو لے لیا۔ پھر ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ آپ ﷺ نے صفیہ بنت جحش (قبیلہ) قرظہ اور نظیر کی چودہ رانی حضرت وحید رضی اللہ عنہ کو دے دی ہے؟ حالانکہ وہ آپ ﷺ کے سوا کسی کے لائق نہیں ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو اور صفیہ کو میرے پاس لے آؤ۔ جب نبی ﷺ نے صفیہ کی طرف نظر کی تو (وحید سے) فرمایا کہ کوئی اور لونڈی قیدیوں میں سے لے لو۔

پھر نبی ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ جب (آپ ﷺ والہی کے لئے راستے میں تھے) تو ام سلمہ نے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے لیے آراستہ کیا اور رات کو آپ کے پاس بیجا تو صبح کو نبی ﷺ دولہا بن چکے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہو وہ لے آئے اور آپ ﷺ نے چڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا۔ کوئی سمجھو میں لایا اور کوئی گھی لانے لگا (راوی حدیث) فرماتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ستو کا بھی ذکر کیا تھا پھر انہوں نے ان سب چیزوں کو ملا کر طیدہ بنایا (اور لوگوں کو کھلایا) رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ یہی تھا۔ (المصلاۃ، باب ما یذک فی الفخذ: ۳۷۱)



نبی ﷺ کے انصاف کے چند نمونے

مرتدین کو دھوپ میں ڈال دیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (قبیلہ) عکلیٰ یا عرینہ کے کچھ لوگ آئے اور (مسلمان ہو گئے) لیکن انہیں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو وہ مدینہ میں بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوگ اوسٹینین کا پیشاب اوزدودہجہ جا کر مکین پھر وعدہ (جنگل میں) چلے گئے اور جب وہ ٹھیک ہو گئے تو نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔ دن کے اوّل وقت (یہ) خبر نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے چنانچہ دن چڑھے وہ (گرفتار کر کے) لائے گئے، تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں اور وہ گرم پتھر ملی جگہ پر ڈال دیئے گئے۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں پانی نہ پلایا جاتا تھا۔ حضرت ابو قتاہبہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک توپچری کی تھی اور چرواہوں کو قتل کیا تھا اور ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کی تھی (ان جرائم کے ہوتے ہوئے انہیں یہ سزا دی گئی) (الوضوء۔ باب ابوالاہل..... رقم: ۲۳۳)

ایک روایت میں ہے کہ ابو قتاہبہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام میں کسی (مسلمان) کا خون بہانا حلال ہو سوائے تین مخصوص کے (۱) شادی شدہ بدکار (۲) کوئی کسی کو قتل کر دے تو اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (۳) جو (مرتد ہو کر) اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتا ہے۔“

(التفسیر۔ باب امتنا جزاء الذین یجاریون..... رقم: ۴۶۱)

ایک روایت میں ہے کہ سلام بن مسکین فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مجھے نبی ﷺ کی وہ سزا بتاؤ جو آپ ﷺ نے کسی کو سخت ترین سزا دی ہو؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث سنائی جب اس بات کا علم حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں نے فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ اگر یہ حدیث اسے بیان نہ فرماتے تو یہ بات مجھے پسند تھی۔

(الطب۔ باب الدواء بالابان الابل..... رقم: ۵۶۸۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ نے اپنا جوٹھا اعرابی کو دے دیا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری دہی گئی اور آپ ﷺ میرے گھر میں تھے اور اس دودھ میں میرے گھر موجود کنویں کا پانی ملایا گیا تھا۔ پھر وہ پیالہ رسول اللہ ﷺ کو دیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا، جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا تو اس وقت آپ ﷺ کے بائیں جانب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کی پہنی جانب ایک اعرابی تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ نبی ﷺ اپنا جھوٹا دودھ اعرابی کو دے دیں گے (کیونکہ آپ ﷺ دائیں طرف کو اختیار کرتے تھے) کہا یا رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجئے وہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں مگر آپ ﷺ نے اپنا جھوٹا اعرابی کو دیا۔ اور فرمایا: ”اَلَا تَمْنُنُ فَالَا تَمْنُنُ“ پہلے دہنی جانب (بیٹھے) والا زیادہ حق دار ہے پھر جو اس کے بعد بائیں جانب ہو۔

(المساقات۔ باب من رای صلیفۃ العار۔۔۔۔۔ رقم: ۲۳۰۲)

آپ ﷺ کی ایک بیوی نے دوسری بیوی کا پیالہ توڑ دیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی بیوی (ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا) کے پاس تھے تو ایک دوسری بیوی ام المؤمنین (صفیہ یا حصة رضی اللہ عنہا) نے ایک خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا تھا تو جس بیوی کے پاس آپ ﷺ تھے اس نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ توڑ دیا تو آپ ﷺ نے اسے جوڑ دیا اور اس میں گرا ہوا کھانا رکھ دیا اور فرمایا کھاؤ۔ اور آپ ﷺ نے اس قاصد کو روک لیا حتیٰ کہ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے سہاگ پیالہ قاصد کو دے دیا اور ٹوٹا ہوا رکھ لیا۔

(النکاح۔ باب الغیرۃ۔۔۔۔۔ رقم: ۵۲۲۵)

آپ ﷺ بیویوں میں انصاف کرتے تھے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان خواتین پر غیرت آیا کرتی تھی جو اپنا نفس رسول اللہ ﷺ کو بہہ کر دیا کرتی تھیں اور میں کہا کرتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنا نفس بہہ کر سکتی ہے؟ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ کا رب آپ کی خواہش کا کیسے پاس کرتا ہے۔

ایک روایت میں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ.....الخ﴾

آپ کو یہ اختیار ہے کہ آپ اپنی (بیویوں) میں سے جسے چاہیں (اور جب تک چاہیں) دور رکھیں اور جسے چاہیں پاس رکھیں اور اگر آپ اپنی مہر سے بھی کسی کو اپنے پاس بلا لیں جنہیں آپ نے الگ کر رکھا تھا تو بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں“ (الاحزاب: ۵۱) کے اترنے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کو جب اپنی ایک بیوی کی باری میں دوسری کے پاس جانا منظور ہوتا تو آپ ﷺ جس کی باری ہوتی اس سے (دوسری کے پاس جانے کی) اجازت لیا کرتے۔ میں کہا کرتی تھی کہ: یا رسول اللہ! اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو میں ہوجہ آپ کی محبت کے آپ کا کسی کے پاس جانا پسند نہیں کرتی۔

(التفسیر: باب قوله ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ﴾ برقم: ۷۸۸، ۸۹۰)

لڑکی کے قاتل یہودی کو قصاص میں قتل کرادیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک لڑکی نے زیور زیب تن کیے ہوئے تھے ایک سنگ دل یہودی نے زیور اتار لیے اور لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالنے کی مذموم کوشش کی جب لڑکی کے ورثاء کو علم ہوا تو وہ اس کے پاس پہنچے تو وہ آخری سانسوں میں تھی اس کی زبان کام نہیں کرتی تھی۔

اس سے پوچھا گیا ”مَنْ قَتَلَكَ فَلَان؟“

”کہ تجھے کسی نے قتل کیا ہے؟ فلاں نے فلاں نے؟ تو اس نے سر کے اشارے سے کہا نہیں؟“

پھر انہوں نے اس کے قاتل یہودی کا حکم لے کر پوچھا کہ تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟

تو اس نے اشارے سے کہا ہاں:

”فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَضِخَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ“

”آپ ﷺ نے قصاص میں اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دینے کا حکم فرمایا۔“

(الطلاق: باب الاشارة في الطلاق..... برقم: ۵۲۹۵)



آپ ﷺ کی سخاوت کے نمونے

آپ ﷺ کو سونے نے پریشان کر دیا:

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے مدینہ میں عمر کی نماز پڑھی تو آپ ﷺ سلام پھیر کر جلدی سے کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام کی گردنیں پھلاکتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ لوگ آپ ﷺ کی اس قدر تیزی سے گھبرا گئے۔ پھر آپ ﷺ صحابہ کے پاس واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی اس قدر تیزی کی وجہ سے حیران و پریشان تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تَبَرُّعِنَا فَكِرْتُ هُتْ أَنْ يُحِبِّسَنِي فَأَمَرْتُ بِقُسْمَتِهِ»

”مجھے کچھ سونا یاد آ گیا تھا جو ہمارے ہاں رکھا ہوا تھا تو میں نے اس بات کو برا سمجھا کہ وہ مجھے اللہ کی یاد سے روکے لہذا میں اس کو تقسیم کرنے کا حکم دینے گیا تھا۔“

(الاذن - باب من صلى بالناس رقم: ۸۵۱)

نبی ﷺ نے سوالی کا سوال رد نہ کیا چادر اسے دی دے:

سیدنا اہل بیت سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفہ لائی اس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے اور اس لیے لائی ہوں تاکہ آپ اس کو پہنیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کو چادر کی ضرورت بھی تھی آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور وہ چادر آپ نے زیب تن کر رکھی تھی اتنے میں ایک شخص نے چادر کی تشریف کی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ چادر مجھے دے دیجئے (چنانچہ نبی ﷺ نے وہ چادر اسے دے دی) لوگوں نے (اس شخص سے) کہا:

«مَا أَحْسَنْتَ لِسَيِّمَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ

وَعَلِمْتَ أَنَّكَ لَا تَمْلِكُ مِنْهُ شَيْئًا وَمِنْهُ مَوْضِعَاتٌ عَلَى مَوْضِعَاتٍ مِمَّنْ لَا تَلْتَمِسُ

”تو نے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ اسے نبی ﷺ نے (نہایت) ضرورت کی حالت میں پہنا تھا لیکن تو نے آپ ﷺ سے مانگ لی حالانکہ تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ سوال کو رد نہیں فرماتے۔ (خواہ آپ کو کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو) اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لیے نہیں مانگی کہ اس کو پہنوں گا بلکہ میں نے تو یہ اس لیے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن ہوگا۔ سیدنا کہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہی چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (الجنائز - باب من استعد الکفن..... رقم: ۱۲۷۷)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زکوٰۃ نبی ﷺ کے ذمے:

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا۔ وہ شخص گیا اور صدقہ وصول کر لایا اور اس نے عرض کی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے صدقہ نہیں دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا، ابن جمیل رضی اللہ عنہ اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مالدار کر دیا (بے شک اس کا صدقہ نہ دینا سرکشی پر دلالت کرتا ہے) باقی رہے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تو تم لوگ ان پر ظلم کرتے ہو (تم نے ان سے زکوٰۃ کیوں مانگی؟) انہوں نے تو اپنی زرہیں اور اپنے ہتھیار بھی اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں اور رے گئے عباس بن عبدالمطلب تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں، ان پر زکوٰۃ اور اس کے برابر اور بھی صدقہ ضروری ہے لیکن (وہ میں ادا کروں گا) (الزکاة - باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَفِي الرِّقَابِ﴾..... رقم: ۱۴۶۸)

آپ ﷺ نے اپنے پاس موجود تمام مال خرچ کر دیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ (مال) مانگا تو آپ ﷺ نے انہیں دے دیا پھر انہوں نے دوبارہ آپ ﷺ سے مانگا تو آپ ﷺ نے پھر بھی انہیں دے دیا۔ حتیٰ کہ جس قدر مال آپ ﷺ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَلِكُكُمْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَذْخِرَهُ عَنْكُمْ»

”میرے پاس جب مال ہوگا تو میں اسے تم لوگوں سے بچا کر نہ رکھوں گا مگر (یہ یاد رکھو کہ) جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو (فخر اور سوال سے) بچائے گا اور جو شخص بے پرواہی ظاہر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بے پرواہ کر دے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صابر بنا دے گا

اور (دیکھو) کسی شخص کو کوئی نعمت صبر سے زیادہ عمدہ اور وسیع نہیں دی گئی۔ لہذا صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔
(الرقاق۔ باب الصبر عن محارم اللہ..... رقم: ۶۴۷۰)

آپ ﷺ نے اعراب کو مال دیا:

سیدنا جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے جو حنین سے واپس آرہے تھے۔ اعرابی لوگ رسول اللہ ﷺ سے مال مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو دکھیل کر ایک بول کے درخت کے پاس لے گئے حتیٰ کہ کہ آپ ﷺ کی چادر انہوں نے چھین لی۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میری چادر مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر اونٹ ہوں تو میں ان (اونٹوں) کو بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل، جھوٹ بولنے والا اور تھوڑے دل والا ہرگز نہ پاؤ گے۔ (الجهاد۔ باب الشجاعة في الحرب..... رقم: ۲۸۲۱)

آپ ﷺ نے اشعریوں کو اونٹ عطا کئے:

حضرت زہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب (حضرت عثمان کی خلافت میں کوفہ کے حاکم بن کر) آئے تو بنو جرم قبیلہ کی بہت عزت افزائی کی ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغی کے گوشت کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے قوم کے ایک شخص کو ابو موسیٰ نے ناشتہ کرنے کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں مرغی کو گندگی کھاتے دیکھتا ہوں اس لیے مجھے اس سے کراہت آتی ہے۔ تو حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا، آجا کھالے میں نے رسول کریم ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا تھا اس نے کہا میں نے تو قسم کھائی ہوئی ہے کہ میں مرغی کا گوشت نہیں کھاؤں گا (تو میں اپنی قسم کیسے توڑوں؟) حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا، آجا آجا میں تیری قسم کا حل بھی بتائے دیتا ہوں۔

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہم اشعری لوگ نبی ﷺ کے پاس گئے، ہم نے آپ سے (جنگ میں شمولیت کی غرض سے) سواری مانگی تو آپ ﷺ نے انکار کر دیا ہم نے پھر آپ سے سواری مانگی تو آپ نے قسم کھالی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد نبی ﷺ کے پاس مال غنیمت کے کچھ اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے ہمارے لئے پانچ اونٹوں کا حکم دیا۔ جب ہم نے اونٹوں کو لے لیا تو ہم نے کہا کہ ہم نے نبی ﷺ کو قسم یاد نہیں دلائی اس لئے اب ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ پھر میں نے آکر آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے قسم کھائی تھی کہ میں تمہیں سواری نہیں دوں گا لیکن

آپ ﷺ نے ہمیں سواری دیدی ہے؟۔ آپ نے جواب دیا

« أَجَلٌ وَلَكِنْ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ
الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا »

”ہاں! مجھے قسم یاد تھی لیکن میں اگر کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں اور بعد میں اس کے علاوہ
دوسری بات مناسب جانتا ہوں تو اسی مناسب امر کو اختیار کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔“

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے دوستوں نے، جو رسول اللہ
کے ساتھ غزوہ تبوک میں جانا چاہتے تھے، انہوں نے مجھے آپ کے پاس سواریاں مانگنے کے لئے بھیجا میں نے
آپ کے پاس آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس سواریاں لینے کے
لئے بھیجا ہے۔ تو آپ ﷺ نے انکار فرما دیا اور یہ فرمایا: اللہ کی قسم! میں سواری نہیں دوں گا۔ آپ ﷺ پہلے
سے غصے میں تھے لیکن میں نے نہ سمجھا۔ میں بہت رنجیدہ ہو کر لوٹا۔ مجھے ایک رنج تو یہ تھا کہ نبی ﷺ نے سواری
نہیں دی اور دوسرا یہ کہ کہیں میرے سواری مانگنے سے تو آپ ﷺ ناراض نہیں ہو گئے؟۔ میں اپنے ساتھیوں
کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا تھا ان سے کہہ دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے سنا کہ
سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آواز دے رہے ہیں کہ اے عبداللہ بن قیس! (یہ سیدنا ابو موسیٰ کا نام ہے) میں ان کے
پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ
نے فرمایا: یہ چھ اونٹ لے جاؤ۔ آپ نے یہ اونٹ اسی وقت سیدنا سعد بن عبادہ سے خریدے تھے پھر فرمایا:
یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یا فرمایا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں
یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں۔ ان پر سوار ہو جانا۔ میں وہ اونٹ لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور
کہا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لئے دیئے ہیں لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں ہرگز نہ
چھوڑوں گا جب تک تم میں سے چند آدمی میرے ساتھ اس شخص کے پاس نہ چلیں۔ جس نے آپ ﷺ کا
(سواری دینے سے) انکار کرنا سنا تھا۔ کہیں یہ نہ سمجھتا کہ میں نے تم لوگوں سے ایک ایسی بات کہہ رکھی دی جو
کہ رسول اللہ نے نہیں کہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم تمہیں سچا سمجھتے ہیں اور اگر تم (تصدیق کرنا)
اچھا سمجھتے ہو تو ہم آپ کے پاس چلے ہی جاتے ہیں۔ پھر سیدنا ابو موسیٰ ان میں سے چند آدمی ساتھ لے کر
ان لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا تھا کہ پہلے آپ ﷺ نے انہیں سواری
دینے سے انکار کیا تھا اور بعد میں سواری عنایت فرمائی، تو انہوں نے وہی کہا جو سیدنا ابو موسیٰ نے اپنے
ساتھیوں سے بیان کیا تھا۔ (المغازی۔ باب غزوة تبوک..... رقم: ۴۴۱۵، ۴۳۸۵)

مال تباہی کا باعث ہوتا ہے:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا تو جب آپ ﷺ نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا:

«مَا أَحَبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلَ لِي ذَهَبًا يَمُكُّثُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثِ إِلَّا دِينَارٌ أُرْصِدُهُ لِلدِّينِ»

”میں نہیں چاہتا کہ یہ پہاڑ اگر میرے لیے سونا بن جائے تو تین دن کے بعد ایک دینار بھی اس میں باقی ہو البتہ وہ دینار جو کسی قرض کے واسطے رکھ چھوڑوں۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْأَكْثَرَيْنِ هُمُ الْآفِلُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا»

”جن لوگوں کے پاس مال زیادہ ہے۔ ان کی نیکیاں بہت کم ہوں گی سوائے اس شخص کے جو مال کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرے مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔“

اور آپ ﷺ نے (سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: تم یہیں پر کھڑے رہنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آؤں، پھر آپ کچھ آگے چلے گئے اور میں نے ایک (بیت ناک) آواز سنی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس چلا جاؤں پھر مجھے آپ کی یہ بات یاد آگئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم اپنی جگہ پر رہنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ آئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ آواز کسی تھی؟ جو میں نے سنی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سنی تھی؟ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے کہا:

«مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

”آپ ﷺ کی امت میں سے جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

میں نے عرض کی:

«وَأِنْ زَنَى وَسَرَقَ»

”اگرچہ وہ شخص ایسے ایسے (بڑے گناہ) کے کام کرتا ہو؟“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ (یعنی وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا۔) (الاستبذان۔ باب من اجاب..... رقم: ۶۲۶۸)

آپ ﷺ جنگ بدر میں مطعم بن عدی کو یاد فرمایا:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا:

«لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِي حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّسْتَنِ لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ»

”اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان ناپاک (قیدی) لوگوں کی سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیتا۔“

(کہہ والوں نے جب نبی ﷺ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا تو مطعم بن عدی نے اپنے ذمہ پر کہہ میں داخل کیا تھا آپ اسی کا بدلہ چکانا چاہتے تھے)

(المغازی۔ باب شہود الملائكة کا ذیلی باب..... رقم: ۴۰۲۴)



آپ ﷺ کی بہادری بے مثال تھی

نبی ﷺ حنین میں کفار کے سامنے ڈٹے رہے:

سیدنا براء بن عازب سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تم لوگ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ (ہاں) لیکن رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے (وجہ یہ تھی قبیلہ) ہوازن (کے لوگ) بڑے غیر ایمان تھے۔ ہم نے جب ان سے مقابلہ کیا اور ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے پھر مسلمان مال غنیمت پر لپک پڑے لیکن کافروں نے تیر برساٹ شروع کیے۔ ہم پیچھے ہٹ گئے میں نے نبی مکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے سفید فخر پر سوار تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے:

«أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ وَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ»

”میں (اللہ کا سچا) نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب (جیسے دلیر

سردار) کا بیٹا ہوں۔“ (الجهاد باب من فادى دابة غيره..... رقم: ۲۸۶۴)

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حنین کی جنگ میں ہوازن غطفان وغیرہ جنگ میں اپنے جانور اور اپنے بچے بھی میدان میں لا کر اترے تھے۔ اور نبی کا لشکر دس ہزار افراد پر مشتمل تھا وہ پیٹھ دے کر بھاگ گئے اور آپ ﷺ اکیلے رہ گئے تھے آپ ﷺ نے اپنے دائیں ایک آواز لگائی: ”يَا مُعَاذُ الْأَنْصَارِ“ اے انصار کی جماعت (تم کہاں چلے گئے ہو؟) انصار نے کہا: ”لَيْسَ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبَشَرٌ نَحْنُ مَعَكَ“ یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں آپ ﷺ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے بائیں طرف انصار کو آواز دی تو انصار نے بھی کہا، یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں، اس وقت آپ ﷺ اپنے سفید فخر پر سوار تھے، آپ فخر سے نیچے اترے اور دشمن کی طرف آگے بڑھتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَ رَسُولُهُ“ کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (میں ڈٹ کر مقابلہ کروں گا جب مسلمانوں نے مل کر کفار پر حملہ کیا) تو مشرکین کو شکست فاش ہوئی اس جنگ میں مال غنیمت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



آپ ﷺ کے ہاتھ خوب لگا آپ ﷺ نے وہ مال مہاجرین اور مطلقاء میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ بھی نہ دیا تو انصار (میں سے چند لوگوں نے) کہا اگر کوئی سنگین معاملہ ہوتا ہے تو ہمیں بلا لیا جاتا ہے لیکن مال تقسیم دوسروں کو دے دیا جاتا ہے۔ جب اس بات کا علم اللہ کے نبی محمد کریم ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے انصار کو ایک تہے میں جمع کیا اور فرمایا، اے انصار کی جماعت وہ کیسی باتیں ہیں جو مجھے پہنچی ہیں؟ انصار یہ سن کر خاموش رہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْذُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ تَحْزِرُونَ إِلَى بُيُوتِكُمْ »

”کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ لوگ تو دنیا (کا مال و متاع) لے کر گھروں کو جائیں لیکن تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جاؤ؟ انصار نے کہا کیوں نہیں، یا رسول اللہ“ آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ »

”اگر تمام لوگوں ایک وادی میں چلے گئیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلے گئیں تو میں انصار والی گھاٹی میں چلوں گا۔“



آپ ﷺ عبادت بے مثال تھی

نماز میں خشوع خضوع ہوتا تھا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے تو آپ ﷺ کی نظر اس کے نقش پر پڑتی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

« اِذْهَبُوا بِخِمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَ اُنْزِلْنِي بِاَنْبِجَانِيَةِ أَبِي جَهْمٍ فَاتُّهَا اَلْهَتْنِي اِنْفَا عَنْ صَلَاتِي »

”میری یہ چادر ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے ابو جہم کی سادہ چادر لا دو کیونکہ اس (منقش چادر) نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔“

(الصلاة- باب اذا صلى في ثوب له.....رقم: ۳۷۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپڑا تھا جس سے انہوں نے اپنے گھر کے ایک گوشے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اَمْبِطِي عَنَّا قِرَامَكَ هَذَا فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِرُهُ؛ تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي »

”ہمارے پاس سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو اس لیے کہ نماز میں اس کی تصویریں مسلسل میرے

سامنے آتی رہیں۔“ (الصلاة باب ان صلى في ثوب.....رقم: ۳۷۴)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ (کوٹ ایک قسم کا لباس جو کپڑوں کے اوپر سے پہنا جاتا ہے) تحفہ دیا گیا آپ ﷺ نے اسے پہن لیا اور اس میں نماز پڑھی، جب فارغ ہوئے تو اسے زور سے کھینچ کر اتار ڈالا، گویا آپ ﷺ نے اسے برا جانا اور فرمایا:

« لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ »

”پرہیزگاروں کو یہ لباس لائق نہیں ہے۔“ (الصلاة باب من صلى في فروج.....رقم: ۳۷۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تہجد میں آپ ﷺ کے قدم پھول جایا کرتے تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ رات کو اتنا قیام فرمایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے قدم (پھول کر) پھٹ جایا کرتے تھے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے آپ کے کواگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادیے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا»

(”اگر اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میرے گناہ معاف فرمادیے ہیں) تو میں اس قدر عبادت کر کے اللہ کے اس احسان کا شکر یہ ادا نہ کروں؟“ پھر جب آپ ﷺ کا بدن (بوجھاپے کے باعث) بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ بیٹھ کے نماز ادا کرتے تھے جب رکوع کرنا ہوتا تو کھڑے ہو کر قرأت کرتے پھر رکوع کرتے تھے۔ (التفسیر باب قوله ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ.....﴾ رقم ۴۸۳۷)

نبی ﷺ نے اعتکاف مؤخر کر دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر جب آپ ﷺ اس مقام پر پہنچے جہاں آپ ﷺ اعتکاف کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے چند خیمے دیکھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ اور ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا خیمہ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَبْرَأُ تَقُولُونَ بِي؟“ کیا تم اس میں شکلی سمجھتے ہو؟ اس کے بعد آپ ﷺ واپس ہو گئے اور آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں کیا اور (اس کے عوض) شوال میں دس دن اعتکاف کیا۔

(الاعتکاف باب الاخیة فی المسجد..... رقم: ۲۰۳۴)

آپ ﷺ نے حج اور چار عمرے کیے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے عمرے ادا فرمائے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ چار۔ ان میں سے ایک رجب میں تھا تو سائل نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو خبر ملی کہ ابو عبدالرحمن (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کیا کہہ رہے ہیں؟ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے ادا فرمائے جن میں سے

ایک رجب میں تھا۔ تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اللہ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا تو وہ ضرور آپ ﷺ کے ساتھ تھے لیکن (اس کے باوجود بھول گئے) آپ ﷺ نے کبھی بھی رجب میں عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ (العمرہ، باب کم اعتمر النبی ﷺ..... مرقم: ۱۷۷۶، ۱۷۷۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے ادا فرمائے تو انہوں نے کہا چار ایک عمرہ حدیبیہ والا ذیقعدہ میں کیا۔ جہاں پر مشرکوں نے آپ ﷺ کو واپس کر دیا تھا اور ایک عمرہ قضا ذیقعدہ ہی میں آئندہ سال کیا جب آپ ﷺ نے مشرکوں سے صلح کی تھی اور عمرہ ہرانہ (آپ ﷺ نے) اس وقت (کیا) جب کہ آپ ﷺ نے (شاید حنین کا) مال غنیمت تقسیم کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کتنے حج ادا فرمائے؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک ہی (یعنی حجۃ الوداع)





آپ ﷺ صبر کا مظاہرہ کیا کرتے تھے

نبی ﷺ کی زندگی کا مشکل ترین دن:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ ﷺ پر آیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا

«لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ.....»

”میں نے تمہاری قوم (قریش) سے جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ میرا ہی دل جانتا ہے لیکن سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر مقام عقبہ (جو طائف کی طرف ہے) کا گزرا تھا۔“

جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبدیلیل بن عبدکلال (جو طائف کا رئیس تھا اس) کے سامنے پیش کیا لیکن اس نے میری بات نہ مانی تو میں نہایت رنج میں چلا (لڑکوں نے مجھے پتھر مارے) مجھے ہوش نہ آیا حتیٰ کہ میں کہ قرن الثعالب (مقام) میں پہنچا۔ اپنا سراٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے پھر میں نے دیکھا تو اس میں جبرئیل (علیہ السلام) تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی اور وہ جواب جو انہوں نے دیا اسے بھی سن لیا اور اللہ نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، آپ اس کو کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور اس نے مجھے سلام کیا، اس کے بعد کہا کہ اے محمد ﷺ! جو تم چاہو گے وہی ہوگا، اگر چاہو تو میں آئین (نامی دونوں پہاڑ) ان پر رکھ (کر ان کو رگڑ) دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَلْ أَرِجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يُعْبُدُ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا»

”نہیں میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔“

ایک خارجی کا آپ ﷺ پر اعتراض اور آپ ﷺ کا صبر کا مظاہرہ کرنا:

سیدنا عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے (بال غنیمت میں سے) کچھ لوگوں کو دوسروں سے زیادہ دیا۔ جیسے اقرع بن حابس کو سوا دھنٹ دیئے، عیینہ کو بھی اسی قدر دیئے اور سرداران عرب میں سے چند لوگوں کو بھی دیا تو ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تقسیم ایسی ہے کہ اس میں انصاف نہیں کیا گیا یا (یہ کہا کہ) اس میں اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں ہے (بلکہ دنیاوی مفاد مقصود ہے) تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نبی ﷺ کو یہ بات بتاؤں گا۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ انصاف نہ کریں گے تو اور کون انصاف کرے گا؟ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔

(الخمیس۔ باب ما کان النبی ﷺ یعطی رقم: ۳۱۵۰)

زینب کے ولیسے کے موقع پر پردے کا حکم ہوا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تب میری عمر دس برس کی تھی میری ماں مجھے آپ ﷺ کی خدمت کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں، چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا جب اللہ کے نبی ﷺ کی وفات ہوئی تب میری عمر بیس برس تھی اور پردہ کی آیت کا شان نزول سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی یہ مسئلہ مجھ ہی سے پوچھتے تھے (حالانکہ بڑے درجے کے صحابی تھے) رسول اللہ ﷺ کی ام المومنین زینب بنت جحش سے نئی شادی ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے ان سے مدینہ میں نکاح کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ولیمہ کے لئے اس وقت بلایا جب دن چڑھ گیا تھا۔ باقی تمام لوگ کھانا (کھا کر) چلے گئے لیکن چند افراد کافی دیر آپ کے ساتھ بیٹھے رہے۔ تو رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر چلے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مگے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلا گیا تاکہ وہ لوگ چلے جائیں حتیٰ کہ جب آپ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے تک پہنچے تو خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے لیکن جب آپ ﷺ لوٹ آئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا (تو دیکھا کہ) وہ سب اپنی جگہ پر ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ دوبارہ واپس چلے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا گیا۔ جب حجرہ عائشہ کے دروازے تک گئے تو خیال کیا کہ وہ چلے گئے ہوں گے آپ ﷺ لوٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا تو دیکھا کہ وہ لوگ (واقعی) چلے گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور (اسی وقت) پردہ کا حکم اتر ا۔

(النکاح۔ باب الولیمة حق..... رقم: ۵۱۶۶)



آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی معاشی تنگی کا بیان

نبی ﷺ اور صحابہ کی تنگی رزق:

حضرت ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعد سے پوچھا کہ کیا رسول کریم ﷺ نے چھٹا ہوا آٹا جس میں بھوسی نہ ہو کبھی استعمال کیا تھا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبوت کی پوری زندگی میں آپ ﷺ نے صاف آٹا نہیں دیکھا تھا۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کسے زمانہ میں تمہارے ہاں چھلتیاں ہوا کرتی تھیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی چھلنی کو نہیں دیکھا میں نے کہا پھر تم ان چھنے جو کیسے کھایا کرتے تھے؟ (انھوں نے فرمایا ہم جو پیستے تھے پھر اس میں پھونک مارتے جتنی بھوسی پھونک سے اڑ جاتی سواڑ جاتی بقیہ آٹا ہم گوندھ کر (روٹیاں پکا کر) کھا لیتے تھے۔

(الاطعمۃ۔ باب ما کان النبی ﷺ واصحابہ یأکلون..... رقم: ۵۴۱۳)

آپ ﷺ کی بھوک کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے دعوت دی:

حضرت ابوسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو شعیب (نامی) انصاری شخص نے اپنے قصاب غلام سے کہا کہ پانچ افراد کو کفایت کرنے والا کھانا تیار کرو میں نبی ﷺ کے ساتھ چار صحابہ کو دعوت دینا چاہتا ہوں کیونکہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر میں نے بھوک کے آثار دیکھے ہیں، جب اس نے آپ ﷺ کو اور ان کے ساتھ چار افراد کو دعوت دی تو ایک اور شخص (جسے دعوت نہیں تھی) وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا، جب آپ میزبان کے پاس گئے تو فرمایا:

”إِنَّ هَذَا قَدْ تَبِعْنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْخُذَ لَهُ فَأَخُذْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُرْجِعَ رَجِعْ“

”یہ شخص ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو اگر چاہو تو یہ واپس چلا جائے۔“

تو اس نے کہا میں نے اسے اجازت دے دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ (البیوع باب ما قبل لانی اللہم..... رقم: ۲۰۸۱)

آپ ﷺ کے گھر میں دودو ماہ چولہا نہیں جلتا تھا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر سے فرمایا اے میرے بھانجے تین چاند نظر آ جاتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لیے) آگ نہیں جلتی تھی۔

حضرت عروہ نے کہا اے خالہ جان! پھر تمہاری گزراوقات کیسے ہوتی تھی تو انھوں نے فرمایا ہماری گزراوقات کھجور اور پانی پر ہوتی تھی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ انصار مسائے تھے جو آپ کو دودھ تنگہ میں دے جایا کرتے تھے، آپ ﷺ خود بھی پیتے تھے اور ہمیں بھی پلایا کرتے تھے۔

(الہبة وفضلها۔ باب فضل الہبة..... رقم: ۲۵۶۷)

نبی ﷺ صدقہ نہیں کھاتے تھے:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”نُسِیْنَةُ“ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صدقہ کی بکری بھیجی گئی تو اس نے اس میں سے کچھ گوشت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی دے دیا۔ جب نبی ﷺ گھر میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہمارے پاس صرف اس بکری کا گوشت ہے جو ”نُسِیْنَةُ“ نے بھیجا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لے آؤ اب وہ گوشت اپنے مقام حلت پر پہنچ چکا (یعنی اب ہمارے لیے وہ صدقہ نہیں ہے بلکہ ہدیہ ہے۔)

(الزکاة۔ باب قدر کم یعطی من الزکاة..... رقم: ۱۴۴۶)

نبی ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ جو کی روٹی اور چربی، نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے اور (اس دور میں) نبی ﷺ اپنے اپنی ایک زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لیے اس سے کچھ جو خریدے تھے۔ (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

« مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعٌ بُرٌّ وَلَا صَاعٌ حَبٌّ »

”آل محمد کے پاس شام کو گندم یا کسی اور غلہ کا ایک صاع بھی نہیں ہوتا تھا حالانکہ ان کے

پاس نویویاں تھیں۔“ (البیوع۔ باب شراء النبی ﷺ..... رقم: ۲۰۶۸)

صحابی کو چربی کی تھیلی ملی بہت خوش ہوئے:

حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں، کہ ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا کسی انسان نے چربی کی تھیلی چھینکی تو میں اسے لینے کے لیے دوڑ پڑا جب میں مڑا تو اللہ کے نبی ﷺ سامنے تھے تو میں آپ ﷺ کو دیکھ کر شرمسار سا ہو گیا۔ (المغازی۔ باب غزوة خیبر..... رقم: ۴۲۱۴)

صحابہ کرام چقندر کا سالن خوش ہو کر کھاتے تھے:

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ ہماری ایک بوڑھی تھی جو کھیت کی نالیوں پر ہمارے لگائے چقندر کی جڑیں لے کر ہاڈی میں ڈالتی اور اس میں کچھ جو کے دانے ڈال دیتی تھی (ابو حازم فرماتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ حضرت سہل بن سعد نے یہ بھی کہا تھا اس میں نہ چربی ڈالتی تھی اور نہ ہی چکنائی پھر جب ہم جمعہ پڑھ لیتے تھے تو ہم اس بوڑھی کے پاس جاتے تو وہ چقندر ہمارے سامنے رکھ دیتی تھی ہم اس چقندر کی وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے ہم دوپہر کا کھانا اور دوپہر کا آرام جمعہ پڑھ کر کیا کرتے تھے۔ (الجمعة۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ﴾..... رقم: ۹۳۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غربت کا حال:

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے قائم ہو گیا ہم میں سے بعض لوگ تو ایسے ہیں جو وفات پا گئے اور انہوں نے اپنے ثواب میں سے (دنیا میں) کچھ نہیں لیا۔ انہیں لوگوں میں سے ایک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے اور ہم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جن کے لیے ان کا بھل پک گیا اور وہ اسے کھا رہے ہیں لیکن سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کے دن شہید ہوئے اور ہم لوگوں نے (ان کے مال میں سے) اتنا بھی نہ پایا کہ جس سے انہیں کفن دے دیتے سوائے ایک چادر کے (اور وہ بھی ایسی چھوٹی کہ) اگر ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا:

«أَنْ نُّغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نُّجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ»

”ہم ان کا سر چھپا دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں۔“

خاوند پر صدقہ کرنا:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی اور نبی ﷺ نے زیوروں کا صدقہ کرنے کا حکم دیا اور حضرت زینب اپنے خاوند اور ان قیموں پر خرچ کیا کرتی تھی جو ان کی پرورش میں تھے تو حضرت زینب نے حضرت امین مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ کیا میں (زیورات کی زکوٰۃ) آپ پر اور اپنے قیموں پر خرچ کر سکتی ہوں؟ تو انھوں نے کہا کہ تم خود ہی جا کر پوچھ لو۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاری عورت کو پایا وہ بھی میرے جیسی ضرورت سے آئی تھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا کہ تم نبی ﷺ سے دریافت کرو کہ کیا میں (اپنا مال) اپنے شوہر اور ان قیموں پر جو میری تربیت میں ہیں خرچ کر سکتی ہوں؟ پھر ہم نے (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ) سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم ہمارا نام نہ لینا۔ (مگر جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے جا کر کہا کہ دو عورتیں یہ سوال پوچھ رہی ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ تو سیدنا بلال نے فرمایا کہ ایک زینب ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون سی زینب؟ انہوں نے عرض کی عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْفَرَاةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ»

”ہاں اسے دو ہراتواب ملے گا قرابت (کا حق ادا کرنے) کا ثواب اور صدقہ کرنے کا

ثواب۔“ (الزکاة۔ باب الزکاة علی الزوج..... رقم: ۱۶۶۶)

ذات الرقاق مشکل ترین جنگ:

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے، ہمارے قدم چھلنی ہو گئے تھے اور میرے دونوں پاؤں پھٹ گئے اور ناخن بھی گر پڑے تو ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں، اس لڑائی کا نام ذات الرقاق (یعنی ٹیڑھوں و جھجیوں والی لڑائی) بھی اسی وجہ سے رکھا گیا کیونکہ ہم پاؤں پھٹ جانے کی وجہ سے ان پر پٹیاں باندھتے تھے۔ (المنغازی۔ باب غزوة الرقاق..... رقم: ۴۱۲۸)



دعا کی قبولیت

نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جو دعا فرماتے وہ قبول ہوا کرتی تھی، آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے لوگوں کی دعائیں بھی اللہ قبول فرماتا ہے۔ بندہ جب بھی دعا کرتا ہے اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن: ۶۰)

”تمہارے رب نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو شرف قبولیت بخشوں گا۔“

﴿وَ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا.....﴾ (البقرہ: ۱۸۶)

”اور جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (کہ وہ دور ہے یا نزدیک؟ تو انھیں کہو کہ) میں (اللہ) قریب ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے بلائے۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کی دعائیں قبول کیں اور ان کو ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بھی قبول کرتا ہے چند واقعات پیش کرتے ہیں۔

ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے زمانہ میں قحط سالی پڑی تو جمعہ کے دن نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہا کہ «هَلْكَ الْمَالُ وَ جَاعَ الْعِبَادُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا» یا رسول اللہ! مال برباد ہو گیا اور بچے بھوکے ہیں آپ ﷺ ہمارے لیے (بارش کی) دعا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیجئے۔ تب آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم (اس وقت) آسمان میں ایک کھڑا بھی بادل کا نہیں دیکھ رہے تھے مگر قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کر پائے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح چھا گئے، پھر آپ ﷺ اپنے منبر پر سے اترے نہیں حتیٰ کہ میں نے بارش کو آپ ﷺ کی واڑھی مبارک سے لپکتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس دن بارش ہوتی رہی اور دوسرے دن اور تیسرے دن اور چوتھے دن (اسی طرح) دوسرے جمعہ تک بارش برتی رہی تو دہی اعرابی یا (کوئی) دوسرا (آدمی جمعہ کے خطبے کے دوران) پھر کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کی:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَلِّمُ الْبِنَاءَ وَغَرَقَ السَّالُ فَادَّعُ اللَّهَ لَنَا»

”یا رسول اللہ ﷺ بارش کی کثرت سے (مکان گر گئے اور مال ڈوب گیا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے۔“

تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

«اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»

”اے اللہ ہمارے آس پاس بارش برسا، لیکن ہم پر نہ برسا۔“

پھر آپ ﷺ بادل کے جس کھڑے کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ ہٹ جاتا تھا اور پورا مدینہ (بادل سے صاف ہو کر) حوض کی طرح ہو گیا اور وادی قنات کا نالہ ایک مہینے تک بہتا رہا اور جو شخص کسی طرف سے آتا تھا وہ بارش کی کثرت کا ہی ذکر کرتا تھا۔ (الجمعة، باب الاستسقاء فی الخطبة..... ۹۳۳)

نبی ﷺ کی دعا سے صحابی رضی اللہ عنہ کو تجارت میں بہت زیادہ نفع:

سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں تھیں اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے بیعت لے لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی یہ چھوٹا ہے، (ان سے ابھی بیعت لینا بے فائدہ ہے) پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ راوی کہتا ہے کہ یہی (عبداللہ بن ہشام) بازار جاتے اور غلہ خریدتے تھے۔ پھر کبھی سیدنا ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے مل جاتے تو فرماتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کر لو کیونکہ نبی ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی۔ تو وہ ان کو شریک کر لیتے تھے اکثر اوقات پورا پورا اونٹ (غلے کے

ساتھ بطور نفع کے) جسے میں آجاتا تھا اور وہ اس کو اپنے گھر روانہ کر دیتے تھے۔

(البشرکۃ، باب البشرکۃ فی الطعام وغیرہ: ۲۵۰۶)

قبیلہ دوس کے لیے نبی ﷺ کی دعا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی اور ان کے ساتھی نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قبیلہ دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی اور (دین حق کی) پیروی سے انکار کر دیا ہے۔ لہذا اللہ سے ان کے لیے بددعا کیجئے۔ لوگ کہنے لگے کہ ابھی (اللہ کے نبی نے بددعا کی اور ابھی) دوس ہلاک ہوئے مگر آپ ﷺ نے دعا کی۔

« اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمَنَا وَ اَتِ بِہِم »

”اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان کو دائرہ اسلام میں لے آ۔“ (پھر دوس قبیلہ کے

لوگ مسلمان ہو کر آ گئے تھے) (الجہاد، باب الدعاء للمشرکین باللہدی..... ۲۹۳۷)

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہترین گھوڑا سوار بن گئے:

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم ذی الخالصہ کو تباہ کر کے مجھے آرام کیوں نہیں دیتے؟ ذی الخالصہ قبیلہ خثعم میں ایک بت خانہ تھا۔ اس کو یمن کا کعبہ کہا کرتے تھے۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں قبیلہ جس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ چل پڑا اور ان سب کے پاس گھوڑے تھے اور میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا نبی ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ اتنے زور سے مارا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کا نشان میرے سینے پر نمایاں ہو گیا اور آپ ﷺ نے میرے حق میں دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْہٗ وَ اجْعَلْہٗ هَادِیًا مُّہْدِیًا »

اے اللہ! ان کو سواری پر جمادے اور ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ پھر وہ حضرت جریر وہاں گئے اور اسے توڑا اور اسے جلا ڈالا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے آ کر کہا:

« وَ الَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُکَ بِحَتِّیْ تَرٰکُمُہَا کَاَنِّہَا جَعَلَ اَجْرُبُ »

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

”قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس اس وقت آیا ہوں جب کہ وہ کھوکھلے اونٹ یا خارشلی اونٹ کی طرح ہو گیا۔“

جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ ﷺ نے قبیلہ انس کے گھوڑوں اور سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔ (الجهاد والسير، باب حرق النور والسنخيل: ۳۰۲۰)

کفار مکہ کو دھویں کے عذاب کا سامنا:

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ ”ایک شخص نے مقام کندہ میں بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دھواں پیدا ہوگا، جس سے منافقوں کے توکان اور آنکھیں بالکل بیکار ہو جائیں گی لیکن مومنوں کو زکام کی سی کیفیت پیدا ہو جائے گی، (جب یہ بات انہیں پہنچی اور وہ اس وقت) تکیہ لگائے بیٹھے تھے، وہ (یہ سن کر) غصے ہو گئے اور سیدھے ہو کر بیٹھے پھر فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ وہی بات کہے جو جانتا ہو اور جو بات نہ جانتا ہو تو کہہ دے «اللَّهُ أَغْلَمُ» کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم کا ہی ایک حصہ ہے کہ جس چیز کو انسان نہ جانتا ہو اس کے بارے میں کہے کہ میں نہیں جانتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے:

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ (ص: ۸۴)

”کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس (وعظ و نصیحت) کی کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف سے خود کوئی بات بناتا ہوں۔“

(اصل قصہ دھویں کا یوں ہے کہ)

قریش نے ایمان لانے میں دیر کی تو نبی ﷺ نے بددعا کی

«اللَّهُمَّ أَعِزَّنِي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ»

”اے اللہ! قریش کے لوگوں کے مقابلے میں میری مدد اس طرح کر کہ ان پر یوسف علیہ السلام

کے سات سالہ قحط کی طرح سات سالہ قحط نازل کر دے۔“

چنانچہ قحط پڑ گیا اور (اتنا سخت کہ) جس میں کئی لوگ تو ہلاک ہو گئے اور جوان میں سے بچ گئے تو وہ مردار کا گوشت اور ہڈیاں تک کھا گئے اور (بھوک کے مارے) آدی کا یہ حال تھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان اسے دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ آخر کار یوسفیان نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

«يَا مُحَمَّدُ جِئْتُ تَأْمُرُ بِصَلَةِ الرَّحِمِ وَإِنْ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكَوا فَأَدْعُ اللَّهَ»
 ”اے محمد ﷺ! تم تو ہمیں آپس میں رشتہ ناسا جوڑنے کی تلقین کرتے ہو اور اب تو تمہاری قوم کے بہت سے لوگ (قطب کی وجہ سے) تباہ ہو گئے۔ اللہ سے دعا کرو۔“
 (کہ وہ اسے دور کر دے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی) پھر یہ آیت پڑھی:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ ۝ إِنَّا نَكَاشِفُوا الْعَذَابَ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝﴾

(الدخان: ۱۰-۱۵)

”آپ ﷺ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہوگا (وہ کہیں گے) اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹا لے، بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں ان کے لیے نصیحت کہاں؟ ان کے پاس (احکامات الہی کو) کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آچکا ہے پھر بھی انھوں نے اس سے منہ موڑ لیا اور کہنے لگے کہ یہ سکھایا پڑھایا ہوا مجنون ہے بے شک ہم (تم سے) کچھ عذاب ہٹالیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔“

(سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) تو کیا آخرت کا عذاب ان پر سے کچھ عرصہ کے لئے ہٹ جائے گا اور وہ لوگ پھر اپنے کفر پر ہی قائم رہیں گے؟ (لہذا اس سے مراد یہ دھواں ہے نہ کہ قیامت کے روز کا دھواں)

پھر اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا:

﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى﴾ (الدخان: ۱۶)

”جس دن ہم بڑی سخت پکڑ کریں گے۔“

اس سے بدر کی لڑائی مراد ہے ”اور لڑائے گا لگ جانے والے یا چٹ جانے والے عذاب“ سے مراد

(بدر میں قید ہو جانا ہے)



﴿الْمَوَّ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي آدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ
سَيُغْلِبُون ۝﴾ (الروم: ۱-۳)

”اہل روم مغلوب ہو گئے..... عنقریب مغلوب ہو جانے کے بعد غالب آجائیں گے۔“
یہ پیش گوئی پہلے پوری ہو چکی ہے۔ (التفسیر، سورۃ الروم، ۴۷۷۴)

نبی ﷺ کی بددعا سے مکہ میں قحط:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے کہ نبی ﷺ نے جب (دعوت اسلام کے قبول کرنے سے)
لوگوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو آپ ﷺ نے بددعا کی:
«اللَّهُمَّ سُبْعًا كَسْبِعَ يُوسُفُ»

اے اللہ (ان پر) سات برس (قحط ڈال دے) جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے (عہد میں) سات برس
تک مسلسل قحط رہا تھا) تو قحط نے انہیں آلیا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار جانور کھانے شروع کر دیئے
اور بھوک کی وجہ سے (ضعف اس قدر ہو گیا کہ) جب کوئی ان میں سے آسمان کی طرف دیکھتا تو اس کو
دھواں (سا) دکھائی دیتا۔ تو ابوسفیان (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) آپ ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کی:

«يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللَّهِ وَبِصَلَةِ الْأَرْحَامِ»

”اے محمد ﷺ آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی قوم کے لوگ (ہیں) جو
مارے بھوک کے) مر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔“
تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُبِينٍ ۝..... الخ﴾

”اے نبی! تم اس دن کا انتظار کرو جس دن آسمان ایک صریح دھواں ظاہر کرے گا اگر ہم
ان کافروں سے عذاب دور کر دیں تو یہ پھر (بھی) کفر کریں گے اس کی سزا ان کو اسی دن
ملے گی جس دن ہم ایک سخت گرفت میں ان کو پکڑیں گے۔“ (الدخان: ۱۰-۱۶)

(الاستقام باب دعا النبی ﷺ إِنْجَلَّتْهَا..... رقم: ۱۰۰۷، التفسیر باب ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾..... رقم: ۴۷۴۴)

آپ ﷺ نے دعا کی تو مرگی کی مریضہ کا ستر نہیں کھلتا تھا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں جنتی عورت دکھاؤں؟ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ فرمایا کہ یہ سانولی سی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا جسم ظاہر ہو جاتا ہے۔ میرے لئے دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَاقِبَكَ»
 ”اگر تو چاہے صبر کر لے اور اس کے عوض تجھے جنت ملے گی اگر دعا کرانی ہے تو میں اللہ سے دعا کروں گا وہ تجھے صحت دے دے گا۔“

اس نے عرض کی (کہ بہتر ہے) میں صبر کر لوں گی (لیکن) یہ میرا کپڑا ادھر ادھر ہو جاتا ہے اس کے لئے ضرور دعا کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمادی (پھر اس کا بدن کبھی نظر نہ آیا)
 (المرضی، باب فضل من یصرع من الریح: ۵۶۵۲)





آپ ﷺ زندگی میں سادگی اپناتے تھے

نبی ﷺ نے زمزم سبیل سے پیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (زمزم کی) سبیل کے پاس تشریف لائے اور آپ زم زم طلب فرمایا تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سے) کہا کہ اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لے آؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہی پانی پلا دو۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ لوگ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں (اس لیے آپ یہ نہ نوش فرمائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اسی میں سے پلا دو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسی میں سے پانی پیا پھر آب زم زم کے پاس تشریف لائے وہاں لوگ کنویں سے پانی کھینچ کھینچ کر پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنا یہ عمل جاری رکھو تم بہترین عمل پر گامزن ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے (یعنی پانی پلانے کا کام تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا) تو میں (سواری سے) اترتا اور ری اپنے کاندھے پر رکھ لیتا (اور پانی بھرتا مگر خیال آتا ہے کہ مجھے دیکھ کر جذبہ اطاعت میں دوسرے لوگ بھی ایسا کریں گے اور پھر تم مغلوب ہو جاؤ گے) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیا۔ ایک اور روایت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دن اونٹ پر سوار تھے۔ (کتاب الحج۔ باب سفایۃ الحاج۔۔۔۔۔ رقم: ۱۶۳۵، ۱۶۳۸)

صحابی کے گھر میں نفل نماز کی جماعت جاکر کرائی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ ان کی نانی ملکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو خاص آپ ﷺ کے لیے انہوں نے تیار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا، پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی ایک چٹائی لے آیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی تو میں نے اسے پانی سے دھویا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (اس پر) کھڑے ہو گئے اور

میں نے اور یتیم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی اور بڑھیا ہمارے پیچھے تھی پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے گئے۔ (الصلاة- باب الصلاة على الحصى.....رقم: ۳۸۰)

مسجد نبوی کچی تھی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے (تیسری ہوئی تھی) اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور کھجور کی لکڑی کی تھی امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی توسیع نہ کی امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع کر دی لیکن اس کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی عمارت کے موافق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنایا اور اس کے ستون پھر لکڑی کے لگائے۔ اس کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بدل دیا اور اس میں بہت سی توسیع بھی کی اور اس کی دیواریں پتھروں اور گچ کی بنائیں اور اس کی چھت ساگواں (کی لکڑی) سے بنادی۔ (الصلاة باب بنیان المسجد.....رقم: ۴۳۶)

سرکش جن کو نبی ﷺ نے چھوڑ دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (ایک دن صبح کو) فرمایا: ایک سرکش جن آج رات میرے سامنے آگیا تاکہ میری نماز توڑ دے۔ مگر اللہ نے مجھے اس پر کنٹرول دے دیا اور میں نے چاہا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ صبح کو اسے تم لوگ دیکھو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان رضی اللہ عنہ کی یہ دعا یاد آگئی کہ انھوں نے فرمایا تھا:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْتَعِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

”اے میرے پروردگار! مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔“

پھر آپ ﷺ نے اس کو ذلیل و خوار واپس کر دیا۔ (الصلاة باب الاسير او الغريم.....رقم: ۴۶۱)

نبی ﷺ دوسرے انبیاء سے زیادہ بہتر سوچ والے تھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«يَرْجِمُ اللَّهُ لَوْطًا لَّقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ»

”اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت فرمائے (جب ان کے مہمانوں پر ان کی قوم جھپٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



رہی تھی تب) وہ مضبوط بازو (مددگار) کی خواہش کر رہے تھے (یعنی نبی کا شان یہ ہوتا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت اللہ سے رابطہ قائم کرتا ہے لیکن لوط علیہ السلام کوئی اور خواہش کر رہے تھے) اس کے بعد فرمایا:

«وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ.....»

”اور ہم حضرت ابراہیم سے زیادہ شک کرنے کا حق رکھتے تھے کہ جب انہوں نے کہا، اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردے کیسے زندہ کرے گا) تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿أَوَلَمْ تَتُومِنُ قَالَ بَلَىٰ وَ لَكِن لَّيَظْمِنَنَّ قَلْبِي﴾ کہ کیا تجھے ایمان نہیں ہے کہ (میں مردوں کو زندہ کروں گا؟) فرمایا مجھے ایمان ہے (لیکن یہ مطالبہ اس لیے ہے) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔“
(احادیث الانبیاء۔ باب قوله ﴿وَنَكْبَهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ﴾..... رقم: ۳۳۷۲)

آپ ﷺ نے انصاری کے پاس باسی پانی ملا دودھ پیا:

سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک ساتھی (ابوبکرؓ) بھی تھے نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: اگر رات کا پانی (ہاں) تمہاری ملک میں ہو تو بلاؤ ورنہ ہم (بیٹیں) ادھ سے منہ لگا کر پی لیں گے۔ (راوی) فرماتے ہیں کہ یہ شخص اپنے باغ کو پانی دے رہا تھا (اس لئے نبی ﷺ نے یہ فرمایا)۔ اس شخص نے عرض کی کہ آپ ﷺ جھونپڑی میں تشریف لے چلیے میرے پاس رات کا پانی (موجود) ہے (میں لاتا ہوں چنانچہ وہ آپ ﷺ کو وہاں لے گیا اور ایک پیالہ میں پانی اور (کچھ) دودھ اپنی بکری کا اس میں دودھ کر لایا اور رسول اللہ ﷺ نے پی لیا پھر جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی پیا۔ (الشرع۔ باب الکرم..... رقم: ۵۶۲۱)



آپ ﷺ اپنے دشمنوں کو معافی دے دیا کرتے تھے

یہود نے بکری میں زہر ملا دیا آپ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہود کی طرف سے) ایک بکری (بجھنی ہوئی) جس میں زہر ملا ہوا تھا نبی ﷺ کے پاس ہدیہ میں آئی تو نبی ﷺ کو اسی حرکت کا علم ہوا تو فرمایا، جتنے یہودی یہاں ہیں ان کو جمع کرو۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں تو کیا تم مجھ کو سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا (اچھا بتاؤ) تمہارا باپ کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سچ کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اب ایک اور بات پوچھتا ہوں کیا تم مجھے وہ بات سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم! اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ﷺ ہمارا جھوٹ معلوم کر لیں گے جس طرح آپ ﷺ نے ہمارا جھوٹ ہمارے باپ (کے نام کے بارے) میں معلوم کر لیا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا (بتاؤ) دوزخی لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو دوزخ میں تھوڑے ہی دن رہیں گے پھر ہمارے بعد تم اس میں جانشین ہو گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اِخْسَنُوا فِيْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلُقُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا »

”تم اس میں ذلیل ہو کر رہو۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی اس میں تمہاری جانشینی نہیں کریں گے۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (اچھا اب) اگر کوئی اور بات پوچھوں تو کیا سچ بولو گے؟ ان لوگوں نے کہا

جی ہاں اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے فرمایا:

« هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذَا الشَّاةِ سَمًا »

”کیا تم نے اس بکری (کے گوشت میں) میں زہر ملا دیا تھا؟“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ تو ان لوگوں نے کہا
 «أَرَدْنَا إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا نَسْتَرْجِعُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ»
 ”ہم نے چاہا تھا کہ آپ ﷺ اگر جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ سے نجات مل جائے گی
 اور آپ ﷺ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو زہر آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہ دے گا۔“

(الجزية والموادعة۔ باب اذا غدر المشكوك۔ رقم: ۳۱۶۹)

ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودیہ نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری
 تھد میں دی، آپ ﷺ نے اس کا کچھ گوشت کھا لیا تھا پھر اس خاتون کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا
 گیا، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اسے قتل نہیں کر ڈالتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

«فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ»

”کہ میں اس کے بعد اس زہر کا اثر آپ ﷺ کے تالو پر دیکھتی رہی۔“

(الهبه وفضلها قوله قبول الهدية من المشركين۔ رقم: ۲۶۱۷)

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا تھا:

«يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَحِبُّ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَبِيرٍ فَهَذَا أَوَانُ

وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَنَبْرِئِ مِنْ ذَلِكَ السَّيِّئِ»

”اے عائشہ جو زہریلا کھانا میں نے خیر میں کھایا تھا اس کی تکلیف مجھے ہوتی رہی لیکن

اب تو اس زہر کے اثر سے میری رگیں ٹوٹی جا رہی ہیں۔“

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ ووفاته۔ رقم: ۴۴۳۸)

نبی ﷺ پر جادو کیا گیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ پر جادو کر دیا گیا (اس کا اثر یہ ہوا
 کہ) آپ ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا، آخر
 آپ ﷺ نے ایک دن دعا کی اور (بہت) دعا کی۔ اس کے بعد (مجھ سے) فرمایا: عائشہ کیا تم کو معلوم ہے
 کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جس میں میری شفا تھی، دو آدمی (خواب میں) میرے پاس آئے، ان
 میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے
 دوسرے سے پوچھا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ایک نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لیبید بن اعصم (یہودی) نے۔ اس نے پوچھا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی میں بالوں اور زنجبور کے خوشے کے اوپر والے پھلکے میں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذروان (نامی) کنویں میں پھر نبی ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

« يَا عَائِشَةُ كَانَ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَاءِ أَوْ كَانَ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ »

”اس کنویں کا پانی مہندی ملے پانی کی طرح تھا یا فرمایا تھا کہ اس کے (قریب والے) درخت ایسے تھے گویا کہ شیاطین کے سر ہیں۔“

(عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے اس جادو کو نکلوا لیا؟ فرمایا کہ نہیں اللہ نے تو مجھے شفا دی اور (اس کے نکلوانے میں) مجھے یہ خیال ہوا کہ لوگوں میں فساد پھیلے گا (اور جادو کا چرچا زیادہ ہو جائے گا) اس کے بعد وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

(الطب۔ باب هل يستخرج السحر رقم: ۵۷۶۶، ۶۵)

آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمن کو معاف کر دیا:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نجد کی طرف کی ایک جنگ میں شریک تھا جب آپ ﷺ واپس آرہے تھے دوپہر کا وقت ہو چکا تھا اور اس وقت اسلامی لشکر ایک ایسی وادی میں تھا جہاں کانٹے دار درخت کثرت سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا تو صحابہ کرام درختوں کے نیچے منتشر ہو گئے اور آپ ﷺ بھی کیکر کے ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے، آپ ﷺ نے اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی ہم اپنی اپنی جگہوں میں تھوڑی دیر سوچے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ ہمیں بلا رہے تھے جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں سویا ہوا تھا اس نے میری تلوار مجھ پر تان رکھی تھی اور مجھے کہنے لگا:

« مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي »

”بتاؤ! آپ کو میرے ہاتھوں سے کون بچا سکتا ہے؟“

میں نے کہا اللہ بچا سکتا ہے (ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جبرائیل نے اس اعرابی کے سینے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں دھکا لگایا اور اس کے ہاتھ سے نکوار گر پڑی آپ ﷺ نے اٹھالی پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھے میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا اس نے کہا مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا

محمد کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ دیکھو یہ بیٹھا ہے مجھ پر حملہ کرنے والا پھر آپ ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔ (المغازی باب غزوة ذات الفراق..... رقم: ۴۱۳۵)

آپ ﷺ نے گستاخی کرنے والی خاتون کو معاف کر دیا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس (بیٹھی ہوئی) رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے آپ ﷺ کو کہا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ اس لیے کہ تمہیں میرے جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ جب اس عورت کو کہا گیا کہ یہ تو نبی ﷺ تھے (تو نے) کیسا گستاخانہ جواب دے دیا تو شرمندہ ہو کر وہ نبی ﷺ کے دروازے پر حاضر ہوئی۔ (وہ سمجھتی تھی کہ نبی ﷺ کے دروازے پر دربان مقرر ہو گئے مگر) اس نے آپ ﷺ کے دروازے پر دربان نہیں پائے۔ پھر وہ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا (اس سبب سے مجھ سے گستاخی ہوئی مجھے معاف کر دیجئے اب میں صبر کرتی ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الضَّلَعَةِ الْأُولَى »

”صبر شروع صدمہ کے وقت کرنا ہوتا ہے۔“ (الجنائز - باب زیارة القبور رقم: ۱۲۸۲)

ایک قرض خواہ کی آپ ﷺ سے بد اخلاقی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص اپنے اونٹ کا غناصہ کرنے آیا اور اس نے آپ ﷺ سے سخت کلامی کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ صاحب حق کو ایسی گفتگو کرنے کا حق ہوتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اسی عمر کا اونٹ دے دو جس عمر کا اس کا اونٹ تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس عمر کا تو کوئی اونٹ نہیں ہے لہذا اس سے بہتر موجود ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنْ خِيَارَكُمُ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً »

”اس کو وہی دے دو۔ اس لیے کہ تم میں اچھا شخص وہ ہے جو قرض کو اچھے طریقے پر ادا کرے۔“

(الوکالة باب وکالة الشاهد..... رقم: ۳۲۰۵)

آپ ﷺ کی گردن میں اعرابی نے چادر ڈال دی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے جسم پر (اس وقت) ایک مونے حاشیہ کی نجرانی چادر تھی تو ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر کو پکڑ لیا اور زور سے کھینچا حتیٰ کہ میں نے نبی ﷺ کی گردن مبارک پر دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے حاشیہ کا نشان پڑ گیا تھا۔ اس کے بعد اس اعرابی نے کہا کہ مجھے بھی اللہ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے، دیجئے تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے اور اسے مال دینے کا حکم فرمادیا۔
(البیہار - باب البرود والحر - رقم: ۵۸۰۹)

آپ ﷺ سے یہود نے دھوکہ کیا تو آپ ﷺ نے جلا وطن کر دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے بنی نضیر اور بنی قریظہ نے (خلاف معاہدہ) لڑائی کی تو آپ ﷺ نے بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا اور بنی قریظہ پر احسان کر کے رہنے دیا۔ جب قریظہ نے مسلمانوں پر (دوبارہ) چڑھائی کی تب آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو مار ڈالا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا مگر کچھ قرظی لوگ نبی ﷺ سے آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں امن دیا۔ وہ مسلمان ہو گئے، لیکن بنی قریظہ کو جو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی اور بنی حارثہ وغیرہ کے تمام مدینہ کے یہود کو جلا وطن کر دیا۔ (حالانکہ ان کی سزا قتل تھی) (المغازی - باب حدیث بنی النضیر - رقم: ۴۰۲۸)

فتح مکہ کے دن مسلمانوں کا لشکر ابوسفیان کے سامنے:

سیدنا عروہ بن زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے تو یہ خبر قریش کو پہنچی تو ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے نکلے ہیں، چلتے چلتے جب مراظہم ان مقام میں (جو مکہ کے قریب ہے) پہنچے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ آگ بکثرت روشن ہے جیسا کہ عرفہ میں ہوتی ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ کیسی آگ ہے؟ یہ آگ تو میدانِ عرفات کا منظر پیش کر رہی ہے۔ بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (خزاعہ) کی آگ ہوگی، لیکن ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کے اتنے آدمی نہیں ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے چوکیداروں نے انہیں دیکھ

لیا اور انہیں گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ چلے تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑا کرو تاکہ وہ مسلمانوں کی فوج اور قوت کا نظارہ کر سکیں۔ سیدنا عباس نے اسے کھڑا کر دیا، اب جو قبیلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے گزرتا شروع ہوئے، وہ قبیلہ قبیلہ ہو کر ابوسفیان کے پاس سے گزرے، ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان بولا: اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بولے: یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میری اور غفار کی لڑائی تو نہ تھی (پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھ پر کیوں چڑھ آئے؟) پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ابوسفیان نے پہلے کی طرح کہا۔ پھر قبیلہ سعد بن ہذیم گزرا تو بھی سفیان نے ایسا ہی کہا اور قبیلہ سلیم گزرا تو بھی ابوسفیان نے یہی بات کی۔ پھر ایک ایسا قبیلہ گزرا کہ اس جیسا ابوسفیان نے نہیں دیکھا تھا تو اس نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ انصار ہیں، ان کے امیر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہی کے پاس جھنڈا ہے، پھر سیدنا سعد بن عبادہ نے کہا کہ اے ابوسفیان! آج کا دن کفار کے قتل کا دن ہے، آج کے دن کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی کفار کا قتل اس میں جائز ہو جائے گا) ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس! تباہی کا دن اچھا ہے۔ پھر ایک لشکر آیا جو سب لشکروں سے چھوٹا تھا انہی میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تھے اور نبی ﷺ کا جھنڈا سیدنا زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا آپ کو نہیں معلوم کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: اس نے کیا کہا ہے؟ ابوسفیان بولے کہ اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سعد نے غلط کہا ہے، بلکہ یہ دن تو وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو بزرگی دے گا اور وہ دن ہے کہ کعبہ کو خلاف پہنایا جائے گا۔ (عروہ) فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حجون مقام میں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عبد اللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس جگہ جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا؟ (سیدنا زبیرؓ نے کہا کہ) رسول اللہ ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کدا (کاف کی زبر کے ساتھ) بلندی مکہ کی جانب سے جانا اور خود نبی ﷺ کدا (کاف کی پیش کے ساتھ) (نیشی علاقے) کی طرف سے تشریف لائے۔ سیدنا خالد کی فوج میں سے دو سوار حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہریؓ اس دن شہید ہوئے تھے۔ (المغازی۔ باب لمن رکز فیسی ویتلیم..... رقم: ۴۲۸۰)

ثمامہ بن اثال کی گرفتاری اور ان کا اسلام لانا:

سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار روانہ فرمائے تو وہ ایک شخص کو گرفتار کر لائے جو بنی حنیفہ میں سے تھا اور اسے ثمامہ بن اثال کہتے تھے، پھر اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے پاس جا کر کہا: اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے! (کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گا؟) وہ بولا کہ اے محمد! میرا خیال بہتر ہے، اگر آپ مجھے مار ڈالیں گے تو بھی کوئی قیامت نہیں کیونکہ میں نے بھی جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ احسان کر کے مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اور اگر آپ مال و دولت چاہتے ہوں تو وہ بھی حاضر ہے، اور جتنا آپ چاہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ ﷺ نے پوچھا: اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ وہ بولا میرا خیال وہی ہے جو میں عرض کر چکا اگر آپ احسان کر کے چھوڑ دیں گے تو میں شکر گزار ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر تیسرے دن پوچھا: اے ثمامہ! تیرا کیا گمان ہے؟ وہ بولا کہ وہی جو میں عرض کر چکا۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کر دو۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کر کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ ایک تالاب پر جو مسجد کے قریب تھا، گیا اور غسل کر کے مسجد میں آیا اور کہنے لگا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“

اے محمد!

« وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهِكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ فَاصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ »

اللہ کی قسم! مجھے تمام روئے زمین پر کسی کا چہرہ دیکھ کر اتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا آپ ﷺ کا چہرہ دیکھ کر آتا تھا۔ اب آج کے دن آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سب سے زیادہ مجھ کو پسند ہے اور اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے برا معلوم نہ ہوتا تھا لیکن اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے شہر سے برا کوئی شہر نہ تھا لیکن اب آپ کا شہر میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔“

آپ کے سواروں نے مجھے اسی وقت گرفتار کیا، جب کہ میں عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا، اب آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مبارکباد دی اور اسے عمرے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ میں آئے تو کسی نے ان سے کہا کہ تم بے دین ہو گئے ہو؟ وہ بولے نہیں اللہ کی قسم! بلکہ محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ آنے پائے گا جب تک کہ نبی ﷺ حکم نہ دیں گے۔ (مسند زہری۔ باب وفد بنی حنیفہ..... رقم: ۴۲۷۲)

نبی ﷺ عبد اللہ بن ابی کی مجلس میں گئے اس نے بداخلاقی کی:

سیدنا اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سوار ہوئے جس پر (علاقہ) نذک کی (بنی ہوئی) چادر ڈالی ہوئی تھی اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اور بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں، سیدنا سعد بن عبادہ کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ راستے میں ایک مجلس پر سے گزرے جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول (مشہور منافق) بیٹھا تھا۔ ابھی تک عبد اللہ بن ابی (ظاہر میں بھی) مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس مجلس میں مختلف قسم کے لوگ تھے کہ کچھ مسلمان کچھ مشرک بت پرست اور کچھ یہودی بھی تھے۔ اس مجلس میں سیدنا عبد اللہ بن رواحہ (مشہور صحابی) بھی موجود تھے۔ جب گدھے کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی (یعنی سواری قریب آ پہنچی) تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھانک لی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے سلام کیا اور پھر ٹھہر گئے اور سواری سے اتر پڑے اور ان کو قرآن پڑھ کر ستانے لگے اور (ان مجلس والوں کو) اللہ کی طرف دعوت دی تو عبد اللہ بن ابی نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے شخص! اگرچہ تیرا کلام بہت اچھا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو بھی ہماری مجلسوں میں ہمیں قرآن سنا کر ایذا نہ دیا کر۔ اپنے گھر کو جا، وہاں جو تیرے پاس آئے اس کو یہ قصے سنا۔ سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! نہیں بلکہ آپ ہماری ہر ایک مجلس میں ضرور آیا کیجیے ہماری مجالس میں آپ کا آنا ہمیں بہت اچھا لگتا ہے۔ اس بات پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں کالم گھونچ ہونے لگی حتیٰ کہ قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ ان سب کو چپ کرانے لگے آخر کار وہ سب خاموش ہو گئے پھر رسول اللہ! سوار ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ کے ہاں گئے اور ان سے فرمایا:

اے سعد! تو نے ابو حباب عبد اللہ بن ابی کی باتیں نہیں سنیں؟ اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سیدنا سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ اسے معاف کر دیجیے اور اس سے درگزر فرمائیے اور قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی ہے اللہ کی جانب سے جو کچھ آپ پر اترا ہے وہ برحق اور سچ ہے (اس کی بدخلقی کی وجہ یہ ہے کہ) مدینہ کے لوگوں نے (آپ ﷺ کے آنے سے پہلے) یہ فیصلہ کیا تھا کہ عبد اللہ بن ابی کو سرداری کا تاج پہنائیں گے اور اس کو اپنا والی اور رئیس بنائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے یہ بات (عبد اللہ بن ابی کا سردار ہونا) نہ چاہی بوجہ اس حق کے جو آپ ﷺ کو عطا کیا ہے تو اس کو آپ ﷺ کا آنا ناگوار ہوا اس لئے اس نے (آپ ﷺ سے) ایسے ناگوار کلمات کہے ہیں۔ آپ نے اس کا قصور معاف کر دیا اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کی عادت مبارکہ تھی کہ بت پرستوں اور یہودیوں کی ایسی ناشائستہ حرکات کو معاف کر دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ نے ان کو حکم فرمایا تھا:

اور ان کی ایذا دہی پر بڑا صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلْتَسْمَعْنَ مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَغَيِّرِ﴾ (آل عمران: ۱۸۶)
 ”تم اہل کتاب اور شرکین سے تکلیف دہ باتیں سنا کرو گے۔“
 اور فرمایا:

﴿وَدَّ كَغَيِّرٍ مِنَ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ (البقرة: ۱۰۹)
 ”اہل کتاب کے کئی لوگ چاہتے ہیں کہ وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں، یہ ان کے حسد کی وجہ سے ہے۔“

یہاں تک کہ اللہ نے ان سے لڑنے کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ نے بدر میں جنگ کی تو بڑے بڑے قریش کے رئیسوں کو اللہ نے قتل کرایا تو عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے اور جو اس کے ساتھ مشرک اور بت پرست تھے کہا کہ اب (تو اس دین میں شریک ہونے کا) موقع آ پہنچا (کہ اس کا غلبہ ہو گیا) تو اب رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کرلو۔ اس پر وہ سب (ظاہری طور پر) مسلمان ہو گئے۔

(التفسیر۔ باب ﴿وَلْتَسْمَعْنَ مِنَ الَّذِينَ﴾ رقم: ۴۵۶۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکہ والوں نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کرنا چاہا تو اہل مکہ نہ مانے اور آپ ﷺ کو مکہ میں نہ داخل ہونے دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان سے اس بات پر معاہدہ صلح فرمالیا کہ آپ ﷺ تین دن مکہ میں قیام کریں گے پھر جب ان لوگوں نے تحریر لکھوائی تو آپ ﷺ نے یہ لکھوایا: «هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ» کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر اللہ کے رسول محمد ﷺ نے معاہدہ کیا ہے۔ تو مشرکوں نے کہا کہ ہم اس بات کا اقرار نہیں کرتے کیونکہ اگر ہم جانتے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ ﷺ کو (عمرے سے ہرگز) نہ روکتے بلکہ (ہم تو یہ جانتے ہیں کہ) آپ محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ» میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم رسول اللہ (کا لفظ) مٹا دو تو انہوں نے عرض کی: «لَا وَاللَّهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا» نہیں اللہ کی قسم میں آپ (کے نام) کو ہر گز نہ مٹاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے وہ تحریر خود لے لی اور لکھوا دیا: «هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ.....» کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا ہے (اور پھر لکھوایا کہ)۔ وہ مکہ میں ہتھیار میاں میں رکھ کر داخل ہوں گے اور مکہ والوں میں سے جو کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے اور اپنے ساتھ والوں میں سے اگر (ان کے ساتھیوں میں سے) کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے گا تو آپ ﷺ اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہو گئے اور مدت گزر گئی تو لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم اپنے صاحب (ﷺ) سے کہو کہ اب ہمارے پاس سے چلے جائیں کیونکہ (مقررہ) وقت گزر گیا ہے جب آپ ﷺ مکہ سے باہر جا ہی رہے تھے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان کے پیچھے اے چچا! اے چچا! کہتی ہوئی دوڑی تو اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (کے پاس لائے اور) کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو، میں اس کو اٹھا لایا ہوں پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے آپس میں اختلاف کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں اس لڑکی کا زیادہ مستحق ہوں، کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور سیدنا جعفر فرمانے لگے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اس لئے میں ہی اس کا مستحق ہوں اور سیدنا زید نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تو نبی ﷺ نے اس

لڑکی کو اس کی خالہ کو دلوا دیا اور فرمایا: «الْحَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ» خالہ ماں کی قائم مقام ہوتی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: «أَنْتَ مِثِّي وَ أَنَا مِنْكَ» تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: «أَشْبَهْتُ خَلْقِي وَ خُلُقِي» تم میری صورت اور سیرت (دوئوں) کے مشابہ ہو۔ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: «أَنْتَ أَخُونَا وَ مَوْلَانَا» تم میرے بھائی ہو اور میرے مولا ہو۔

(الصلح۔ باب کیف یکتب هذا ما صالح..... رقم: ۲۲۹۸)

صلح حدیبیہ کا غمناک واقعہ:

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف لے چلے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ راستے میں تھے تو (بطور معجزہ کے) فرمایا کہ خالد بن ولید (مقام) غمیم میں قریش کے سواروں کے ساتھ مقدمہ الحکش پر ہیں اس لیے تم واپسی جانب چلو اور اسی طرف خالد بھی تھے مگر اللہ کی قسم خالد کو مسلمانوں کا آنا معلوم بھی نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جب لشکر کا غبار ان کے پاس پہنچا تب (ان کو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ آگئے ہیں فوراً) ایک شخص قریش کو خبر دینے کے لیے چل دیا اور نبی ﷺ برابر چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ اس پہاڑی پر پہنچے جس کے اوپر سے ہو کر مکہ میں اترا جاتا تھا تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: ”حَلْ حَلْ“ چل چل (اور بہت کوشش کی کہ وہ چلے) مگر اس نے جنبش نہ کی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا قصواء (رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ضد پر) اڑ گئی ہے لیکن نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَا خَلَّاتِ الْقَصُوءَ وَ مَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقِي وَ لَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْغَيْلِ »

قصواء (خود سے) نہ تو اڑی ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ اسے اس ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھی (والے لشکر) کو روک لیا تھا۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کفار قریش مجھ سے جس بات کا سوال کریں گے اور وہ اس میں اللہ کی حرمات کی تعظیم کر رہے ہوں گے تو میں ان کی اس بات کو منظور کر لوں گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو ڈانٹا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی آپ ﷺ نے اہل مکہ کی طرف سے ترخ پھیرا، اور حدیبیہ کے کنارے ایک شہنائی جیسے پر پڑا دیا، اس میں پانی بہت کم تھا لوگ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے رہے تھوڑی ہی دیر میں لوگوں نے اس کو صاف کر دیا اور نبی ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکالا اور انہیں حکم دیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کو اس پانی میں گاڑ دیں:

«قَوْلَ اللَّهِ مَا زَالَ يَجْعِلُ لَهُمْ بِالرَّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ»

”اللہ کی قسم پانی انہیں سیراب کرنے کے لیے جوش مارنے لگا، حتیٰ کہ سب اس سے سیراب ہو گئے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ اور تہامہ کے لوگوں میں سے تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے کعب بن لؤکی اور عامر بن لؤکی کو (اس حال میں) چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹیاں ہیں (غرض ہر طرح سے ان کا سامان حرب مکمل ہے) اور وہ لوگ آپ ﷺ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کو کعبہ سے روکنا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ»

ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں اور قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو (بہت کچھ) نقصان پہنچا ہے اس لئے اگر وہ چاہیں تو میں ان سے کوئی مدت مقرر کر لوں گا اور (اس مدت کے بعد) وہ میرے اور کفار عرب کے درمیان میں دخل نہ دیں (یعنی میرے اور ان کے درمیان جنگ ہو) اگر میں غالب آجاؤں تو اگر وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہوں جس میں اور لوگ داخل ہوئے ہیں تو ایسا کر لیں اور میں غالب نہ آؤں تو پھر انہیں بھی آرام مل جائے گا۔ (کیونکہ اس صورت میں ان کا مقصد اصلی حاصل ہو جائے گا) اور اگر وہ لوگ اس بات کو منظور نہ کریں تو:

«قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَنْفَرُوا مَعِيَ وَ لِيُفِذَنَّ اللَّهُ أَمْرَهُ»

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اپنی اس حالت میں ان سے لڑوں گا حتیٰ کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو جاری کر دے گا۔ تو بدیل نے کہا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں میں قریش سے جا کے کہوں گا۔ چنانچہ وہ قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (محمد) کے پاس سے آرہے ہیں اور ہم نے ان سے ایک بات سنی ہے اگر تم چاہو تو ہم تم سے بیان کر دیتے ہیں تو ان میں سے بے قوف لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان کی بات کی کوئی حاجت نہیں ہے لیکن ان میں سے حکمند لوگوں نے کہا ہاں ہاں تم نے ان سے جو بات سنی ہے وہ بیان کرو۔ بدیل نے کہا میں نے ان

کو ایسا ایسا کہتے ہوئے سنا ہے، پھر جو کچھ نبی ﷺ نے فرمایا تھا وہ ان سے بیان کر دیا تو عروہ بن مسعود کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے لوگو! کیا میں (تمہارا) باپ (قابلِ قدر شخص) نہیں ہوں؟ ان لوگوں نے کہا ہاں! پھر عروہ نے کہا کہ کیا تم میرے بیٹوں (کی طرح) نہیں ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ عروہ نے کہا کیا تم مجھ (کسی قسم کی) بدظنی رکھتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے (مقام) عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لیے بلایا مگر جب انہوں نے میرا کہا نہ مانا تو میں نے اپنے اعزہ اور اولاد کو جس نے میرا کہا مانا اس کو تمہارے پاس لے آیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں (یہ سب صحیح ہے) عروہ نے کہا تو (اچھا اب میری ایک بات مانو) اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے۔ اس کو منظور کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں اور بات کروں سب لوگوں نے کہا اچھا تم اس کے پاس جاؤ، چنانچہ عروہ بنی ﷺ کے پاس آیا اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا تو نبی ﷺ نے ویسی ہی گفتگو (اس سے بھی) کی جیسی بدیل سے کی تھی، تو اس وقت عروہ نے کہا کہ اے محمد ﷺ! یہ بتاؤ کہ اگر تم اپنی قوم کی نسل کو قتل کر ڈالو گے (تو اس میں تمہارا کیا فائدہ ہوگا؟) کیا تم نے اپنے بے پہلے کد عرب کو سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو؟ اور اگر کوئی دوسری بات ہوئی (یعنی تم مغلوب ہو گئے تو پھر کیا ہوگا اور بظاہر نتیجہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم شکست کھا جاؤ گے) کیونکہ میں (تمہارے ساتھ) ایسے لوگ اور ایسے کئی آدمی دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھاگ جانے میں ہی عافیت جانتے ہیں اور وہ تمہیں (میدان جنگ میں تھا) چھوڑ دیں گے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) عروہ سے کہا:

”أَمْضُصْ بَظَرَ اللَّاتِ أَنْحُنْ نَفَرٌ وَ نَدْعُهُ“

چلا اور لات کی شرمگاہ چس کیا ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سے) بھاگ جائیں گے؟ اور انہیں تنہا چھوڑ دیں گے؟ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں عروہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا میں نے ابھی تک بدلہ نہیں چکایا تو میں ضرور تم کو جواب دیتا۔ (مسور) فرماتے ہیں کہ پھر عروہ نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا اور جب وہ آپ ﷺ سے بات کرتا تھا تو (ازراہ خوشامد) آپ ﷺ کی دائرگی کو ہاتھ لگا دیتا تھا اور سیدنا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی دائرگی کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور ان کے پاس تلوار تھی اور ان (کے سر) پر خود تھا جب عروہ اپنا ہاتھ نبی ﷺ کی دائرگی کی طرف بڑھانے لگا تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس

کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارا اور کہا کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور رکھ۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا اے دغا باز! کیا میں نے تیری دغا بازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا؟ (راوی کہتا ہے کہ) سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے پاس اٹھا بیٹھا کرتے تھے، پھر ان کو قتل کر ڈالا اور ان کے مال لے لیے تھے۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

« فَأَمَّا الْإِسْلَامُ فَاقْبَلْ وَأَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ »

اسلام کو تو میں قبول کیے لیتا ہوں مگر مال کے تم خود ذمہ دار ہو۔ اس کے بعد عروہ گوشہ چشم سے نبی ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا۔ راوی کہتا ہے (اس نے یہ حال دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ جب لعاب تھوکتے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پڑتا تھا اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا (کیونکہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک بابرکت اور خوشبودار تھا) اور جب آپ ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری میں لوگ ایک دوسرے سے پہل کرنے کی کوشش کرتے۔ جب آپ ﷺ وضو کرتے تھے تو وہ لوگ آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر لڑتے تھے (کوئی کہتا تھا اس کو ہم لیں گے کوئی کہتا تھا اس کو ہم لیں گے) اور جب آپ ﷺ بات کرتے تھے تو ان سب پر خاموشی چھا جاتی تھی اور آپ ﷺ کی طرف آپ ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ عروہ ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا کہ اے لوگو!

« وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعْظِمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ »

”اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں۔ جس قدر محمد ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔“

اللہ کی قسم وہ لعاب تھوکتے ہیں تو ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ بہت جلد ان کے حکم

کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جب وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو کے پانی کے (حصول کے) لیے لڑتے مرتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو لوگوں پر خاموشی چھا جاتی ہے اور بغرض تعظیم ان کی طرف نظر بھر کے دیکھتے تک نہیں اور انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے، لہذا تم اس کو مان لو۔ پھر نبی کائنات میں سے ایک شخص نے کہا کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے کہا اچھا تم بھی ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے سامنے آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں شخص ہے اور وہ اس قوم میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کیا کرتے ہیں لہذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ چنانچہ صحابہ نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیے اور تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ اس نے یہ دیکھا تو کہنے لگا، سبحان اللہ ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا قطعاً لائق نہیں۔ جب وہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گیا تو کہنے لگا میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ انہیں قلاوے پہنائے گئے تھے اور ان کا اشعار (کوہان زخمی) کیا ہوا تھا۔ لہذا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ کعبہ سے روکے جائیں۔ پھر ایک اور شخص ان میں سے کھڑا ہو گیا۔ جس کا نام مرکز بن حفص تھا، اس نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے کہا اچھا تم بھی جاؤ۔ چنانچہ وہ جب مسلمانوں کے پاس آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«هَذَا مَكْرُوزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ»

”یہ مرکز ہے اور یہ ایک بدکردار (گناہ گار) آدمی ہے۔“

پھر وہ نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا جب وہ آپ ﷺ سے گفتگو کر رہا تھا تو سہیل بن عمرو (نامی ایک شخص کافروں کی طرف سے) آیا تو نبی ﷺ نے (بطور قال) فرمایا:

«قَدْ سَهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ»

”اب تمہارا کام آسان کر دیا گیا۔“ اس سہیل بن عمرو نے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے اور اپنے درمیان میں صلح نامہ لکھ دیجئے نبی ﷺ نے کتاب کو بٹایا اور نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم، لیکن سہل نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم یمن کو نہیں جانتے کون ہے؟ لہذا آپ یوں لکھو ایسے۔ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہی لکھوائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ (اس پر اصرار نہ کرو) بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ لکھ دو۔ آپ ﷺ نے لکھوایا:

هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ کہ اس پر اللہ کے رسول محمد نے صلح کی ہے تو سہیل نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو کعبہ سے نہ روکتے اور نہ آپ ﷺ سے جنگ کرتے لہذا آپ یہ لکھوائے کہ محمد بن عبد اللہ نے صلح کی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم لوگ میری تکذیب کرتے رہو۔ لکھو جی محمد بن عبد اللہ۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے قبول کر لی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مکہ والے مجھ سے جس چیز کا سوال کریں گے جس میں وہ اللہ کی حرمات کی تعظیم کرتے ہوں گے تو انھیں وہ چیز میں دے دوں گا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا اس بات پر (صلح کرو) کہ اے کفار مکہ تم ہمارے اور کعبہ کے درمیان سے تم ہٹ جاؤ گے تاکہ ہم اس کا طواف کر لیں۔ سہیل نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم یہ بات اس سال منظور نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں خوف ہے کہ (کہیں عرب یہ نہ کہیں کہ ہم مجبور کر دیئے گئے (اس میں ہماری توجہ ہے) اس لیے آئندہ سال آجانا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے یہی لکھوا دیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ (یہ بھی لکھوا دیجئے کہ) اے محمد! ہماری طرف سے جو شخص تمہارے ہاں جائے۔ اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو تم اسے ہماری طرف واپس کر دو گے۔ مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! وہ مشرکوں کے پاس کیسے واپس کر دیا جائے؟ حالانکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہوگا؟ اسنے میں اسی حالت میں سیدنا ابو جندل بن سہیل اپنی بیٹیوں میں لڑکھڑاتے ہوئے آگئے اور وہ مکہ کے نچلے علاقے سے آئے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان میں ڈال دیا۔ سہیل نے کہا کہ اے محمد ﷺ یہی سب سے پہلی بات ہے جس پر ہم آپ ﷺ سے صلح کرتے ہیں کہ تم ابو جندل کو مجھے واپس دے دو تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہم نے ابھی تحریر مکمل نہیں کی (ابھی سے ان شرائط پر کیسے عمل ضروری ہو سکتا ہے؟) سہیل نے کہا تو اللہ کی قسم! پھر ہم تم سے کسی بات پر صلح ہی نہیں کرتے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا اس (ایک آدمی) کی تم مجھے اجازت دے دو۔ سہیل نے کہا کہ میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں اس کی اجازت دے دو، اس نے کہا نہیں دوں گا۔ مکرز نے کہا چلیے ہم آپ ﷺ کو اجازت دے دیتے ہیں (مگر اس کی بات نہ چلی) ابو جندل نے کہا کہ اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے (اسلام کے لیے) کیا کیا تکلیفیں اٹھائی ہیں؟ (اور درحقیقت) ابو جندل کو اللہ کی راہ میں بہت سخت تکلیف دی گئی تھی۔

(جب معاہدہ مکمل ہو چکا تو) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں (میں ضرور سچا نبی ہوں) میں نے عرض کی کہ کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں (یہ بھی درست ہے) میں نے عرض کی پھر ہم (ان شرائط کو قبول کر کے) کیوں اپنے دین کے متعلق یہ ذلت گوارا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے عرض کی کہ کیا آپ ہم سے نہیں بیان کرتے تھے کہ ہم کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مگر کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم اب کے ہی سال کعبہ جائیں گے؟ میں نے کہا نہیں یہ تو نہیں فرمایا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! تم کعبہ میں ضرور جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اے ابو بکر! کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں (بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں) میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں (ضرور ہے) میں نے کہا کہ پھر ہم کیوں اپنے دین کے متعلق یہ ذلت گوارا کریں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شخص بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ ان کا مددگار ہے۔ لہذا تم ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ ﷺ ہم سے فرمایا نہیں کرتے تھے کہ ہم کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (کہا تھا) مگر کیا تم سے یہ فرمایا تھا کہ تم اسی سال کعبہ میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس (گستاخی) کے کفارہ میں میں نے بہت سی عبادتیں کیں۔ (راوی کہتے ہیں) کہ پھر جب صلح نامہ کی تحریر سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اٹھو قربانی کرو ڈالو اور سر منڈوا ڈالو۔ راوی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم کوئی شخص بھی ان میں سے نہ اٹھا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر جب ان میں سے کوئی نہ اٹھا تو آپ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے (یہ سب واقعہ) بیان کیا جو لوگوں سے آپ کو پیش آیا تھا تو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ یہ بات چاہتے ہیں (کہ لوگ قربانی کر ڈالیں تو) آپ باہر تشریف لے

جائیے اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ کیجئے۔ بلکہ آپ اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کر دیجئے اور اپنا سر موٹنے والے کو بلائیے تاکہ وہ آپ کا سر موٹے۔ چنانچہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی سے کوئی گفتگو کیے بغیر آپ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کر ڈالے اور سر موٹنے والے کو بلایا، اس نے آپ ﷺ کا سر موٹ دیا تو صحابہ ﷺ نے جب یہ دیکھا تو اٹھے اور انہوں نے بھی قربانی کی اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر موٹنے لگا حتیٰ کہ اڑو حام کی وجہ سے قریب تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیجئے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس کچھ مسلمان عورتیں آئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهُنَّ جَرَّاتٍ.....﴾

(الممتحنہ: ۱۰)

”اے مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اگر تم انہیں ایماندار جان لو تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ نہ وہ (عورتیں) ان (کافروں) کے لیے حلال ہیں اور نہ ہی وہ (کافر) ان (عورتوں) کے لیے حلال ہیں اور تم انہیں ان کے حق مہر دو اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے قبضہ میں رکھو۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن دو مشرکہ عورتوں کو جو ان کے نکاح میں تھیں طلاق دے دی تھیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ تو معاویہ بن ابوسفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے نکاح کر لیا، پھر نبی ﷺ مدینہ لوٹ کر آئے تو سیدنا ابوبصیر، جو ایک قریشی انسل تھے، نبی ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ کفار نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھیجے اور (نبی ﷺ سے) کہلوا بھیجا کہ جو عہد ہم سے آپ نے کیا ہے اس کا لحاظ کیجئے۔ آپ ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں ابوبصیر کو لے کر چلے گئے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو وہ لوگ اتر کر اپنی بھجوریں کھانے لگے تو سیدنا ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک شخص سے کہا کہ اے فلاں! اللہ کی قسم! تیری تلوار تو بہت عمدہ تلوار ہے۔ اس شخص نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور کہنے لگا ہاں! اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ آزمایا ہے۔ سیدنا ابوبصیر نے کہا مجھے تو دکھاؤ، میں بھی اس کو دیکھوں۔ وہ تلوار اس نے سیدنا ابوبصیر کو دے دی ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگتا ہوا مدینہ میں آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں گھس گیا تو رسول اللہ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: ”هَذَا دُغْرَا“ یہ کچھ خوف زدہ ہے۔

پھر جب وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا۔ اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میں بھی قتل کر دیا جاؤں گا۔ پھر سیدنا ابوبصیر آئے اور انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ! اللہ کی قسم اللہ نے آپ ﷺ کا ذمہ بری کر دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کفار کی طرف واپس کر دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَيَلُ أَمَّهُ مُسْعِرُ حَرْبٍ لَوْ كُنَّا لَدَا أَحَدٍ»

”اگر کوئی اس کا مددگار ہوتا تو یہ جنگ کی آگ بھڑکا دیتا جب یہ بات ابوبصیر نے سنی تو وہ سمجھ گئے کہ نبی ﷺ دوبارہ انہیں کفار کی طرف واپس کر دیں گے لہذا وہ چل دیئے حتیٰ کہ وہ سمندر کے کنارے پہنچے اور سیدنا ابوجندل بن سہیل بھی نجات پا کر آئے (راستہ میں) وہ ابوبصیر سے مل گئے۔ پھر جو شخص قریش کا مسلمان ہو کر آتا تھا وہ ابوبصیر سے مل جاتا تھا، حتیٰ کہ ان کی پوری جماعت بن گئی۔ اللہ کی قسم! جب وہ قریش کے کسی قافلہ کے متعلق سنتے تھے کہ وہ شام کی طرف جا رہا ہے تو وہ اس کی انتظار میں رہتے اور ان (کے آدمیوں) کو قتل کرتے اور ان کے مال لوٹ لیتے تھے۔ قریش نے نبی ﷺ کے پاس آدی بھیجا اور آپ ﷺ کو اللہ کا اور قرابت کا واسطہ دلایا کہ (آپ ابوبصیر کو) ان باتوں سے منع کرا بھیجیں جو شخص آپ ﷺ کے پاس (مسلمان ہو کر) جائے گا وہ بے خوف ہوگا (اے آپ ہمارے حوالے نہ کرنا) چنانچہ نبی ﷺ نے ابوبصیر وغیرہ کو منع کرا بھیجا۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ.....﴾

اور اللہ تو وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غلبہ دے دیا تھا..... حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی..... (التج: ۴۳، ۴۶) اور ان کی حمیت یہ تھی کہ انہوں نے نبی ﷺ کے نبی ہونے کو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہ مانا اور مسلمانوں کے اور کعبہ کے درمیان حائل ہو گئے۔

(الشروط۔ باب الشروط فی الجہاد..... رقم: ۲۷۳۱)

ایک روایت میں ہے کہ اس معاہدے کی مدت میں جو مرد بھی آپ ﷺ کے پاس آ جاتا اگرچہ وہ مسلمان ہوتا تھا آپ ﷺ اسے مکہ میں لوٹا دیتے تھے لیکن مومن عورتیں جن میں عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم بھی تھیں یہ بھی آپ ﷺ کے پاس آ گئیں تو آپ ﷺ نے انہیں واپس نہ کیا، جب ام کلثوم ہجرت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کر کے آپ ﷺ کے پاس آئیں تو ان کے گھر والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے ہمارے پاس واپس کر دو لیکن آپ ﷺ نے اللہ کے اس حکم کے باعث انھیں واپس کرنے سے انکار فرما دیا:

﴿إِذَا جَاءَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَأَمْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ
فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ﴾ (الممتحنة: ۱۰)

”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کو آزاد نہ کر لو (کہ واقعی وہ ایمان لا چکی ہیں؟) دراصل ان کے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے لیکن اگر وہ تمہیں ایمان دار معلوم ہوں تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔“

حضرت عروہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ ہجرت کر کے آنے والی خواتین کا امتحان اس آیت کے مطابق لیا کرتے تھے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ..... غَفُورٌ
رَّحِيمٌ﴾ (الممتحنة)

”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن خواتین تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزاد نہ کرنا۔ اللہ ان کے ایمان سے خوب واقف ہے اگر تمہارے علم میں وہ مومن ثابت ہو جائیں تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ۔۔۔۔۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔“

جو عورت ان شرائط کو مان لیتی تھی تو آپ ﷺ اسے زبان سے فرما دیتے تھے کہ جا میں نے تجھ سے بیعت لے لی ہے۔

«وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ بِدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا يَقُولُهُ»
”اللہ کی قسم بیعت کرتے ہوئے اللہ کے نبی ﷺ کا ہاتھ مبارک کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگتا تھا۔ آپ ﷺ ان سے زبانی کلامی ہی بیعت لیا کرتے تھے۔“

(الشروط۔ باب ما يجوز من الشروط..... رقم: ۲۱۷۱)



اصلاح معاشرہ کی کوشش

کوئی شخص قبلے کی طرف منہ کر کے نہ تھو کے :

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبلہ (کی دیوار) میں کچھ تھوک دیکھا تو آپ ﷺ کو ناگوار گزرا یہاں تک کہ (ناگواری کا اثر) آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ظاہر تھا پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھرج دیا پھر فرمایا:

«إِنِّي أَخَذْتُكُمْ إِذَا قَامَ بَعِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ»

”تم میں سے کوئی جب اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے۔“

یا (آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ لہذا اسے چاہیے کہ اپنے قبلہ کی جانب نہ تھو کے بلکہ اپنی ہائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھو کے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوک کر اسے مسل ڈالا اور فرمایا کہ یا پھر اس طرح کر لیا کرے۔

(الصلاة باب حث البزاق.....رقم: ۴۰۵)

علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ناراض ہو گئے :

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا تو آپ نے فرمایا: تمہارے بچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ وہ بولیں کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ (تنازعہ) ہو گیا تو وہ مجھ پر ناراض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں نہیں سوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ (وہ دیکھ کر) آیا اور اس نے کہا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) تشریف لے گئے اور وہ لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی چادر ان کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان (کے جسم پر) مٹی لگ چکی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ ان (کے جسم) سے مٹی جھانڈتے جارہے تھے اور یہ فرماتے جارہے تھے: اے اللہ! اس (مٹی) کو لگائے ہوئے (اشو

اے ابوتراب! اٹھو، اٹھو! مگر چلو۔ (الادب۔ باب التکلی بابی الشراب۔۔۔۔۔ رقم: ۶۲۰۴)

اپنی امت کو خیانت سے ڈرایا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کے گناہ کو بہت ہی کھول کر بیان فرمایا اور فرمایا، میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ دیکھوں کہ اس کی گردن پر بکری منہا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا ہنہا رہا ہو پھر وہ کہے:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي»

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری مدد فرمائیں۔“ لیکن میں اسے کہہ دوں:

«لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَهْلَعْتُكَ»

”میں نے تجھے دنیا میں (اس معاملہ کے متعلق) پیغام (پہنچا دیا تھا آج میں تیرے کام نہیں آ سکتا۔“

یا اس کی گردن پر اونٹ آواز کر رہا ہو اور وہ کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری مدد کرو لیکن میں کہہ دوں کہ میں نے (دین) پہنچا دیا تھا آج میں تیرے کام بالکل نہیں آ سکتا یا وہ اپنی گردن پر سونا چاندی اٹھا رہا ہو اور وہ مجھے کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری مدد کیجیے لیکن میں کہہ دوں کہ میں تیرے کام نہیں آ سکتا میں نے یہ باتیں دنیا میں بتا دی تھیں۔ (الجهاد، باب الغلول: ۳۰۷۳)

امام مقتدیوں کا خیال رکھے:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (عشاء) کی نماز پڑھتے اور واپس جا کر اپنی قوم کی امامت کراتے تھے (ایک مرتبہ) انہوں نے عشاء کی نماز پڑھا تو اس میں سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا تو اس سے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بڑا دکھ ہوا۔ (انہوں نے اسے منافق تک کہہ دیا) یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ فرمایا ”فَتَّانٌ، فَتَّانٌ، فَتَّانٌ؟“ (فتنہ ڈالنے والے ہو؟) یا یہ فرمایا فاتن، فاتن، فاتن (کہ تم فتنہ

پرداز ہو؟) اور آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو (دو رکعتوں میں) اوساط مفصل کی دو سورتوں (کے پڑھنے) کا حکم دیا۔ (الاذان۔ باب اذا اطول الامام رقم: ۷۰۱)

سیدنا ابوسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں صبح کی نماز سے صرف فلاں شخص کے باعث پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں نماز لمبی پڑھاتا ہے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نصیحت (کے وقت) اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْكُمْ مُنْفِرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَلِكَ حَاجَةٌ»

”تم میں سے کچھ لوگ (لوگوں کو عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں۔ جو شخص تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ وہ تخفیف کیا کرے کیونکہ مقتدیوں میں ضعیف (بھی ہوتے) ہیں اور بوڑھے بھی اور صاحب حاجت (بھی)۔“

(الاذان۔ باب من شكا امامه رقم: ۷۰۴)

سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ اس میں لمبی قراءت کروں گا لیکن بچے کی رونے کی آواز سن کر میں اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں۔ اس خوف سے کہ کہیں میں اس کی ماں کی تکلیف کا باعث نہ بن جاؤں۔

(الاذان۔ باب من اخف الصلاة رقم: ۷۰۷)

آپ ﷺ نے اجنبی عورت کو دیکھنے سے منع فرما دیا:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (میرے بھائی) فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ (قبیلہ) خثعم کی ایک خاتون آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی تو نبی ﷺ نے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کے فرض بنے جو ادا کئے جج کے سلسلے میں اس کے بندوں پر ہے اس فریضے نے میرے بوڑھے اور ضعیف باپ کو پالیا ہے (یعنی جج کرنا ان پر فرض ہو گیا ہے لیکن) وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے جج کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کر لے۔ اور یہ (واقعہ) حجة الوداع کا ہے۔ (الحج: باب وجوب الحج رقم: ۱۵۱۴)

کچا باغ بیچنا ممنوع قرار دیا:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ پھلوں کو (پکنے سے قبل) فروخت کر دیتے تھے پھر جب خریدنے والے ان پھلوں کو توڑتے اور فروخت کرنے والے اپنی قیمت کا تقاضا کرتے تو خریدنے والے کہتے کہ پھل کا گابھا تو کالا پڑ گیا تھا اور پھل خراب ہو گیا تھا اور دوسری اسی قسم کی خرابیاں بیان کر کے جھگڑا کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس قسم کے مقدمات زیادہ پیش ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ان جھگڑوں کی وجہ سے مشورہ کے طور پر ان سے فرمایا:

«فَإِمَّا لَا فَلَا تُبْتَاعُوا حَتَّى تَيْدُوا أَصْلَاحَ الثَّمَرِ»

یا تو (پھلوں کی) بیچ نہ کیا کرو، اگر نہیں تو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک پھل کھانے کے قابل نہ ہو جائے۔ اس لیے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ثابت پھل ہرگز فروخت ہونے سے پہلے نہیں بیچا کرتے تھے۔
(البیوع۔ باب بیع الثمار قبل..... رقم: ۲۱۹۳)

عہدہ کی لالچ مذموم چیز ہے:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میرے ساتھ اشعری (قبیلے کے) دو آدمی تھے (انہوں نے نبی ﷺ سے کسی عہدہ کی خواہش کی) میں نے عرض کی کہ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ کوئی منصب چاہتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ»

”جو کوئی عہدہ مانگے ہم اس کو ہرگز عہدہ نہیں دیتے۔“

(الحلام۔ باب ما یکرہ من الحرص..... رقم: ۱۷۴۹)

اچھی کھجور کا گھٹیا کھجور سے سودا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس ”برنی“ قسم کی اچھی کھجور لائے تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ گھٹیا کھجوریں تھیں ہم نے اس کے دو صاع کے عوض اس کھجور کا ایک صاع لیا ہے تاکہ ہم آپ ﷺ کو کھلائیں۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، تو بہ تو بہ! یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کیا کرو بلکہ جب تم (عہدہ کھجور) خریدنا چاہو تو

(گھٹیا کھجور پیسے وغیرہ) کسی اور چیز کے عوض فروخت کر دیا کرو پھر اس چیز کے عوض (عمدہ کھجور) خرید لیا کرو۔
(الوکالۃ۔ باب اذا باع الوکیل.....رقم: ۲۳۱۲)

راستے پر مجلس لگانے سے منع فرمایا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنِّي أَكُفُّمُ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطَّرِيقَاتِ »

”تم لوگ راستوں میں مجلس لگا کر بیٹھنے سے پرہیز کیا کرو۔“

لوگوں نے عرض کی کہ ہم مجبور ہیں کیونکہ وہی تو ہمارے بیٹھنے کے مقامات ہیں، ہم وہیں (بیٹھ کر) باہم بات چیت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اب جب تم وہاں بیٹھنا چاہو تو راستے کا حق ادا کر دیا کرو لوگوں نے عرض کی کہ راستے کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« غَضُّ الْبَصَرِ وَ كَفُّ الْأَذَى وَ رَدُّ السَّلَامِ وَ أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ »

”آکھ کا (نامحرموں کے دیکھنے سے) بند رکھنا اور تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا۔“

(الاستئذان۔ باب قول الله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا﴾.....رقم: ۶۲۲۹)

دو شخصوں کے درمیان نبی ﷺ نے صلح کرا دی:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے کچھ جھگڑنے والوں کی بلند آوازیں (مسجد کے) دروازے پر سے سنیں ان میں سے ایک دوسرے سے قرض میں کمی کرنے اور نرمی برتنے کا مطالبہ کر رہا تھا لیکن دوسرا کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہ کروں گا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

« أَيْنَ الْمُتَاَلِي عَلَى اللَّهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ »

”اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والا کون ہے کہ وہ اچھی بات پر عمل نہ کرے گا؟“

تو اس شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں (اچھا اب میں راضی ہوں کہ) جو کچھ میرا محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حریف چاہے گا میں اس پر راضی ہو جاؤں گا۔ (الصلح۔ باب هل يشير الامام رقم: ۶۷۰۵)

انصار نے آپ ﷺ پر اعتراض کیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہوازن کے اموال جس قدر قیمت میں دلانے تھے دلا دیے تو آپ ﷺ قریش کے بعض لوگوں کو سوسو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری لوگ کہنے لگے:

«يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَبَدْعَنَا وَنُؤْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ»

کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو معاف کرے۔ آپ ﷺ قریش کو اتنا مال دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے۔ حالانکہ ہماری تمناؤں سے ابھی بھی کافروں کا خون لپک رہا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور انہیں چڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ بلایا۔ جب انصار لوگ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: یہ کیسی بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ ان کے سمجھدار لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے عقلمند لوگوں نے کچھ نہیں کہا بلکہ ہم میں سے کم عمر لوگوں نے فلاں فلاں بات کہی ہے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں تو ان لوگوں کو مال دیتا ہوں، جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں پھر فرمایا:

«أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يُلْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوا إِلَى رِجَالِكُمْ بِرَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اپنے گھروں کو مال لے کر جائیں لیکن تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو؟“

اللہ کی قسم جو چیز تم لے کر گھروں کو جاؤ گے وہ لوگوں کے مال لے کر لوٹنے سے کہیں بہتر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ ارشاد سنا تو یک زبان ہو کر بولے: ”بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا“ یا رسول اللہ! ہم راضی ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

«إِنَّكُمْ مَسْتَرُونَ بَعْدِي آثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

عَلَى الْخَوْضِ

”تم میرے بعد اپنے خلاف انتہائی درجہ کی ترجیح پاؤ گے لہذا تم صبر سے کام لینا حتیٰ کہ تم

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوض کوثر پر آ کر ملو۔“

حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ کی تاکید کے باوجود) ہم نے

صبر سے کام نہ لیا۔ (فرض الخمس باب ما كان النبي ﷺ يعطى رقم: ۳۱۴۳)

نبی ﷺ نے حد لگائے ہوئے شخص کو بددعا دینے سے منع کر دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شرابی لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کو مارو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے تو اس کو ہاتھ سے مارا اور بعض

نے جوتی سے مارا اور بعض نے کپڑے سے مارا پھر جب مار چکے تو کسی شخص نے اس کو کہا ”أَخْزَاكَ اللَّهُ“

کہ اللہ تجھ کو رسوا کرے۔ (جب یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے سنے تو) آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَقُولُوا هَكَذَا لَا تَعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ »

”یوں مت کہو اور (ایسے الفاظ کہہ کر) اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔“

(الحلود باب الضرب بالجريد والنعال رقم: ۶۷۷۷)

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں ایک شخص کا نام عبداللہ تھا اور

لوگ اس کو حمار حمار کہتے تھے۔ یہ شخص نبی ﷺ کو ہنسیا کرتا تھا اور آپ ﷺ نے اس کو شراب پینے کے جرم

مارا بھی تھا لیکن دوبارہ ایک روز نبی ﷺ کی خدمت میں پکڑا ہوا لایا گیا (اس نے شراب پی تھی)

آپ ﷺ نے اس کو پھر مارنے کا حکم دیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا ”اللَّهُمَّ الْغَنَّهُ مَا أَكْثَرَ مَا

يُؤْتِي بِهِ“ اے اللہ! اس پر لعنت کر کیسے بار بار یہ (شراب پی کر) نبی ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

« لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ »

اس کو لعنت نہ کرو۔ قسم ہے اللہ کی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔“

(الحلود باب ما يكره من لعن رقم: ۶۷۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مال فائدہ بھی دیتا ہے اور ہلاک بھی کرتا ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے بعد جن چیزوں کا خوف تم پر کرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم پر دنیا کی تازگی اور اس کی آرائش کھول دی جائے گی۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! مال کی زیادتی سے کیا خرابی ہوگی؟ مال تو اچھی چیز ہے۔ کیا اچھی چیز بھی برائی پیدا کرے گی؟ (یہ سن کر) نبی ﷺ خاموش ہو گئے تو اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو نبی ﷺ سے گفتگو کرتا ہے حالانکہ آپ ﷺ تمھ سے کلام نہیں فرماتے؟ پھر ہم کو یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے (اس لیے آپ ﷺ خاموش ہو گئے ہیں چنانچہ جب وحی اتر چکی تو) آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا: سائل کہاں ہے؟

گویا کہ آپ ﷺ نے اس (کے سوال) کو پسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں یہ صحیح ہے کہ) اچھی چیز برائی پیدا نہیں کرتی مگر (بے موقع استعمال سے برائی پیدا ہو جاتی ہے) دیکھو موسم میں ایسی گھاس بھی پیدا ہوتی ہے جو (چرنے والے جانور کو) مار ڈالتی ہے یا بیمار کر دیتی ہے۔ مگر اس کو چرنے والوں میں سے جو چر لے حتیٰ کہ جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جائیں تو وہ دھوپ میں ہو جائے پھر لید کرے اور پیشاب کرے اور (اس کے بعد پھر) چرے۔ (ایک دم بے انتہا چرتا نہ چلا جائے تو وہ نہیں مرتا) اسی طرح یہ مال ایک خوشگوار سبزہ زار ہے کیا اچھا مال ہے مسلمان کا کہ وہ اس میں سے مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو دے یا اسی قسم کی کوئی اور بات نبی ﷺ نے فرمائی۔ اور جو شخص اس مال کو ناحق لے گا وہ اس شخص کے مثل ہوگا جو کھائے لیکن سیر نہ ہو وہ مال اس پر قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔ (ہمارا معاشرہ اس پر گواہ ہے) (الزکاة باب الصدقة علی الیتامی..... رقم: ۱۲۶۵)

آپ ﷺ نے بے نیاز صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف کی:

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا کوئی چیز لائی گئی تو آپ ﷺ نے اس کو تقسیم کر دیا۔ کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا، پھر آپ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ جن کو آپ ﷺ نے نہیں دیا وہ ناراض ہو گئے ہیں تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا

اما بعد! اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں حالانکہ جس کو چھوڑ دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس شخص سے کہ جس کو دیتا ہوں زیادہ پسند ہوتا ہے۔ لیکن میں کچھ لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے چینی اور گھبراہٹ دیکھتا ہوں۔ (اور جنہیں میں نہیں دیتا ہوں) ان لوگوں کو میں اس بے نیازی اور بھلائی کے حوالے کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہوئی ہے۔ انہیں لوگوں میں عمرو بن تغلبہؓ بھی ہیں (عمرو بن تغلبہؓ کہتے ہیں) اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس کلمہ کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملیں۔

(الجمعة باب من قال فی الخطبة..... رقم: ۹۲۳)



تذکرہ وفات النبی ﷺ

آپ کو زبردستی دوائی پلائی گئی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو آپ کی مرض الموت میں دوائی پلائی تو آپ ﷺ نے ہمیں اشارے سے فرمایا کہ تم مجھے دوائی نہ پلاؤ، لیکن ہم نے سمجھا کہ مریض دوائی کو ناپسند کرتا ہے اس طرح آپ بھی کراہت کا اظہار کر رہے ہیں۔ بالآخر ہم نے آپ ﷺ کو زبردستی دوائی پلا ڈالی، لیکن جب آپ ﷺ ہوش میں آئے تو فرمایا:

«أَلَمْ أَنهَكُمُ أَنْ تُلْذِنُونِي»

”کیا میں نے تمہیں دوائی پلانے سے منع نہیں کیا تھا؟“

ہم نے کہا ہم نے سمجھا کہ آپ بھی مریض کی طرح دوائی پینے کو ناپسند کر رہے ہیں (اس لیے ہم نے دوائی پلا دی) تو آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام گھر میں موجود لوگوں کو (میرے والی دوائی پلا دو) کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ موقع پر موجود نہیں تھے۔

(الطب باب اللسود..... رقم: ۵۷۱۲)

علی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کی خیریت پوچھی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی مرض الموت میں آپ ﷺ کے گھر سے باہر نکلے تو لوگوں نے دریافت کیا اے ابوالحسن نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

«أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِقًا»

”الحمد للہ آپ ﷺ کی طبیعت صبح سے ٹھیک ہے۔“

حضرت عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، تم تین (سال) کے بعد ڈنڈے پر چلنے لگ جاؤ

گے۔ (یعنی تمہاری سمجھداری نہیں رہے گی)

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے آپ کی عنقریب اسی بیماری میں وفات طاری ہو جائے گی کیونکہ میں بنو عبدالمطلب کے چہروں کو دیکھ کر جان جاتا ہوں کہ ان پر موت واقع ہو جائے گی پھر فرمایا، چلو علی! اللہ کے نبی ﷺ کے پاس چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت کن لوگوں کو ملے گی؟ اگر اس میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہوگا تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اگر خلافت دوسروں کو ملتی ہے تب بھی ہمارے علم میں ہوگا آپ ہمارے بارے میں کوئی وصیت فرما دیں گے۔

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم اگر ہم نے نبی ﷺ سے پوچھ لیا اور آپ نے خلافت میں ہمارا حصہ نہ بتایا تو لوگ ہمیں خلافت میں شریک ہی نہیں کریں گے اس لیے اللہ کی قسم میں تو آپ ﷺ سے اس سلسلے میں سوال ہی نہیں کروں گا۔ (الاستبذان۔ باب المعانقة..... رقم: ۶۲۶۶)

آپ ﷺ کی موت شدید تھی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو میری گود میں تھے (تو آپ ﷺ کو بہت تکلیف تھی) اس لیے آپ ﷺ کے بعد میں کسی کے لیے سخت موت کو ناپسند نہیں کرتی۔

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۴۶)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنے چہرے پر چادر ڈالتے تھے، جب دم گھٹنے لگتا تو اسے ہٹالیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اس حالت میں فرمایا:

«لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا.....»

”یہود نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔

آپ ﷺ یہ اس لئے فرما رہے تھے کہ اپنی امت کو ان جیسے کردار سے دور رہنے کی تلقین

فرما رہے تھے۔ (المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۴۳)

آپ ﷺ کو مرض الموت میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے دم کیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب آپ ﷺ کو کوئی بیماری ہوتی تھی تو آپ ﷺ اپنے اوپر خود ہی معوذات (آخری تین سورتوں) کا دم کیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لیا کرتے تھے

لیکن جس مرض میں آپ ﷺ نے انتقال فرمایا تھا اس میں میں آپ ﷺ پر معوذات کا دم کیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۳۹)

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت کی تھی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس بات کا تذکرہ ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت کی تھی، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کون کہتا ہے؟ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں آپ ﷺ کو ایک لگائے ہوئی تھی، پتہ نہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کب وصیت فرمائی تھی۔

(المغازی باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۵۹)

ایک روایت میں ہے کہ: «فَوَضَى بِكِتَابِ اللَّهِ» آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کی وصیت کی تھی۔ (حوالہ مذکور، رقم: ۴۴۶۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مرض الموت میں آپ ﷺ پر غشی طاری ہو رہی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی تکلیف کو دیکھا تو رو پڑیں اور فرمانے لگیں ہائے میرے ابو کی تکلیف (کتنی ہے جو مجھ سے دیکھی نہیں جاتی) تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا بیٹی! آج کے بعد تیرے والد پر تکلیف نہیں ہوگی (یعنی تکلیف کا سلسلہ آج ختم ہو جائے گا) جب آپ ﷺ (اسی دن) وفات فرما گئے تو حضرت فاطمہ نے اپنے غم کے اظہار میں فرمایا:

يَا أَبَاتَاهُ۔ أَعَجَابَ رَبِّيَا دَعَا

يَا أَبَاتَاهُ۔ مَنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ

يَا أَبَاتَاهُ۔ إِلَيَّ جَبْرِئِلُ نَنْعَاهُ

”ہائے میرے ابو! آپ نے تو رب تعالیٰ کے بلاوے پر لبیک کہہ دیا۔“

”ہائے ابو جان! آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔“

”ہائے ابو جان! ہم آپ کی وفات کی اطلاع حضرت جبریل کو دیتے ہیں۔“

جب آپ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی قبر پر مٹی ڈالنا تم نے کس طرح گوارہ کر لیا؟ (المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۶۶)

مرض الموت میں ازواج مطہرات کو مشکیں بھرنے کا حکم:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ (آخری مرض میں بیماری سے) بوجھل ہو گئے اور آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے اجازت مانگی کہ میرے گھر میں آپ بیماری کے دن بسر کریں تو تمام بیویوں نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ نبی ﷺ (میرے گھر آنے کے لیے) دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) نکلے اور آپ ﷺ دونوں پاؤں (مبارک) زمین پر ٹھہرتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور آپ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کے سہارے نکلے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنے گھر میں آچکے اور آپ ﷺ کا مرض مزید بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: سات مشکیں جن کے بند نہ کھولے گئے ہوں میرے اوپر ڈال دو تا کہ میں لوگوں کو کچھ وصیت کروں (چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی) اور آپ ﷺ ام المؤمنین حفصہ زوجہ نبی ﷺ کے ثب میں بٹھا دیئے گئے۔ اس کے بعد ہم سب آپ کے اوپر پانی ڈالنے لگیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ (بس اب تم تعمیل حکم) کر چکیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں نماز جا کر پڑھائی اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

(المغازی، باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۴۲)

آپ ﷺ کے آخری کلمات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، نبی مکرم ﷺ کے پاس (مرض الموت میں) مسواک کرتے ہوئے آئے اس وقت میں آپ ﷺ کو اپنے سینے کے ساتھ ٹیک دیے بیٹھی تھی، آپ ﷺ نے اپنی نظریں مسواک پر گاڑ دیں (میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں) میں نے ان سے مسواک لیا اور اسے چبایا اور نرم کر کے آپ ﷺ کو دے دیا پھر آپ ﷺ نے ایسا اچھا مسواک کیا کہ دیا مسواک کرتے ہوئے میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا، جب آپ ﷺ مسواک کر چکے تو اپنا ہاتھ بلند کیا اور تین بار فرمایا: «فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى» پھر آپ ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی جب کہ آپ ﷺ میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان سہارا لیے ہوئے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اپنی صحت کے امام میں فرمایا کرتے تھے:

مُحْكَمٌ دَلَالٌ سَمْعٌ مَوْجِعٌ وَمُشْفَعٌ مَوْضِعٌ بِرَأْسِكَ مَقَامٌ أَلَّا تَلَنَ مَكْنَبَ

«لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ»

”جب کسی نبی کو وفات ہوتی ہے تو اسے اس کی جنت دکھا دی جاتی ہے پھر اسے سلام پیش کیا جاتا ہے یا (فرمایا) اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں رہنا ہے یا جنت میں جانا ہے؟)

جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت آن پہنچا تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا، آپ پر غشی طاری ہو گئی، جب آپ ﷺ کو ہوش آیا تو اپنی نظر چھت کی طرف بلند کی اور فرمایا:

«اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى»

”اے اللہ میں تیرے پاس آنا چاہتا ہوں۔“

حب میں جان گئی:

«لَا يُجَاوِزُنَا»

”آپ ﷺ ہمارے پاس نہیں رہنا چاہتے۔“

پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ جو فرمایا کرتے تھے وہ ہو گیا ہے۔

(المغازی۔ باب مرض النبی ﷺ رقم: ۴۴۳۷)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے آخری وقت میں فرمایا:

«مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ»

”میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہوں گا جن پر اللہ تعالیٰ نے (جنت میں داخل فرما کر)

انعام کیا۔“ (حوالہ مذکور رقم: ۴۴۳۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیر کا دن تھا، صحابہ کرام صبح کی نماز ادا کر رہے تھے اور امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا پردہ اٹھا کر صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا پھر آپ ﷺ مسکرا دیے، حضرت ابوبکر پیچھے ہٹے لگے کیونکہ انھوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ نماز میں شامل ہونا چاہ رہے ہیں صحابہ کرام کو آپ ﷺ کے اس عمل کو دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی تھی کہ وہ نماز توڑنے کو تھے، لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”اتِمُّوا صَلَاتَكُمْ“ کہ نماز پوری کرو۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ نیچے ڈال دیا اور کمرے میں چلے گئے۔

(المغازی باب مرض النبی ﷺ رقم: ۴۴۴۸)

آپ ﷺ کا ورثہ کیا تھا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی ذرہ یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی تھی۔ (المغازی۔ باب وفاة النبی ﷺ کا ذیلی باب..... رقم: ۴۴۶۷)

حضرت عمرو بن حارث فرماتے ہیں:

« مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتُهُ الْبَيْضَاءُ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَارْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً »

”نبی ﷺ نے وفات کے وقت درہم اور دینار نہیں چھوڑے تھے، آپ ﷺ کا ترکہ آپ ﷺ کا بچہ تھا، جس پر آپ ﷺ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے ہتھیار اور وہ زمین تھی جسے آپ ﷺ نے مسافروں کے لیے صدقہ کر رکھا تھا۔“

(المغازی باب مرض النبی ﷺ..... رقم: ۴۴۶۱)



فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام مزدوری کر کے صدقہ کیا کرتے تھے:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص بازار میں جاتا وہاں جا کر بوجھ اٹھا کر ایک مد (جو کھجور وغیرہ) لاتا تھا لیکن آج کئی ایسے صحابہ بھی موجود ہیں جن کے پاس لاکھ روپے مالیت موجود ہے (راوی کہتا ہے کہ) وہ اس سے اپنے آپ کو مراد لے رہے تھے۔ (الزکاة۔ باب اتَّقُوا النَّارَ..... رقم: ۱۴۱۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ افضل زمانہ ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« خَيْرُكُمْ قَوْمِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ..... ثُمَّ يَكُونُ بَعْلُهُمْ قَوْمٌ يَشْهَلُونَ وَلَا يُسْتَشْهَلُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْمِنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُغْنُونَ وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السِّمْنُ »

”سب سے بہتر میرا زمانہ پھر میرے بعد والوں کا پھر ان کے بعد والوں کا حضرت عمران فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد کے دو زمانے بہتر بتائے تھے یا تین؟ پھر ایک ایسی قوم آئے گی جن سے گواہی نہیں لی جائے گی لیکن وہ گواہی دیں گے اور خیانتی ہوں گے نذر مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔“

(الشہادات باب لا يشهد على شهادة..... رقم: ۲۶۵۱)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عبادت میں حرص:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز تہجد اپنے حجرے میں پڑھ رہے

تھے اور حجرے کی دیوار چھوٹی تھی تو لوگوں نے نبی ﷺ کی ذات باہر کات کو دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ ﷺ کی نماز کی اقتدا کرنے کھڑے ہو گئے پھر صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا چرچا کیا پھر دوسری رات کو آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو کچھ لوگ آپ ﷺ کی اقتدا میں اس رات بھی کھڑے ہو گئے۔ دو یا تین راتیں لوگوں نے یہی کیا تیسری رات رسول اللہ ﷺ گھر میں بیٹھے رہے اور نماز پڑھنے نہیں نکلے۔ صبح کو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« خَشِيتُ اَنْ يُفَرَّضَ عَلَيَّكُمْ »

”میں نے اس بات کا خوف کیا کہ (اس التزام کی وجہ سے کہیں) نماز (تہجد) تم پر فرض (نہ) کر دی جائے۔“

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (صبح کو تشریف لائے اور) فرمایا: میں نے جو تمہارا جذبہ دیکھا اسے سمجھ لیا تو اے لوگو! اپنے گھروں میں (نفل) نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی نمازوں میں سے افضل نماز وہ ہے جو اس کے گھر میں ہو سوائے فرض نماز کے۔

(الاذان۔ باب صلاة الليل رقم: ۷۳۱، کتاب الجمعة باب من قال في الخطبة رقم: ۹۲۴)

سمندر کے کنارے پر ایک بڑی مچھلی:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر سمندر کے کنارے روانہ کیا اور سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور یہ تین سو (آدمی) تھے۔ ہم روانہ ہوئے۔ جب تھوڑی دور پہنچ گئے تو سفر خرچ ختم ہو گیا۔ سیدنا ابو عبیدہ نے سب کے سفر خرچ ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا تو وہ جمع کئے گئے۔ وہ دو تھیلے ہوا اس میں سے وہ ہمیں تھوڑا تھوڑا دیتے رہے، پھر وہ بھی ختم ہو گیا تو ہمیں روزانہ صرف ایک ایک کھجور ملا کرتی۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے پوچھا کہ تمہارا ایک کھجور سے کیا پیٹ بھرتا ہوگا؟ تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب وہ بھی ختم ہو چکی تو ہمیں تب اس کی قدر معلوم ہوئی پھر ہم سمندر پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مچھلی ٹیلے کی طرح موجود ہے۔ لوگوں نے اس کو اٹھارہ راتوں تک کھایا پھر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں۔ وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ان کے نیچے سے گزارا کیا تو وہ ان کے نیچے سے صاف صاف نکل گیا۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ سمندر نے اللہ کے حکم سے ایک (مچھلی کا) جانور

نکال باہر پھینکا جسے خبر کہتے ہیں آدھے مہینے تک ہم اس کا گوشت کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر لگاتے رہے تو ہمارے جسم پہلے جیسے موٹے تازے ہو گئے۔ ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے (ہم سے) فرمایا کہ تم اسے کھاؤ۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو نبی ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ أَطْعَمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ»

”کھاؤ، یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا، اگر تمہارے پاس کچھ ہو اس میں سے تو ہمیں بھی کھاؤ۔“

کسی نے آپ ﷺ کو لا کر دیا تو اس سے آپ ﷺ نے بھی کھایا۔

(المغازی۔ باب غزوة سيف البحر..... رقم: ۴۳۶۰، ۴۳۶۲)

قرآنی آیات پر خوف الہی:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے سنا جب آپ ﷺ اس آیت:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝..... الخ﴾

کیا یہ لوگ کسی کے پیدا کیے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ یقین ہی نہیں رکھتے۔ یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا یہ (ان خزانوں کے) داروغہ ہیں (جس کو چاہیں دیں یا نہ دیں) (طور: ۳۵-۳۷) پر پہنچے تو قریب تھا کہ میرا دل پھٹ جائے۔ (التفسیر۔ سورہ طور کا ذیلی باب..... رقم: ۴۸۵۳)

فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما احد کے دن کفار کے تعاقب میں گئے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (سے عروہ نے پوچھا)

﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝﴾

”جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر لبیک کہا ان

میں سے جن لوگوں نے احسان کیا اور پرہیزگار بنے ان کے لیے اجر عظیم ہے۔“

(اس آیت سے مراد کون لوگ ہیں؟) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے بھانجے ان لوگوں میں

تیرے باپ حضرت زبیر اور تیرے نانا حضرت ابوبکر صدیق شامل تھے۔ واقعہ یوں ہوا تھا کہ جب احد میں

نبی ﷺ کو جو تکلیف پہنچتی تھی سو پہنچی اور کفار واپس چلے گئے تو آپ ﷺ کو خوف تھا کہ کہیں وہ واپس نہ

پلٹ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ يَذْهَبْ فِيْ اَثَرِهِمْ»

”ان کے تعاقب میں کون کون جائیں گے؟“

اس پر ستر صحابہ کرام تیار ہو گئے ان میں حضرت ابوبکر اور زبیر بھی تھے۔

(المغازی: باب ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ﴾، رقم: ۵۰۷۷)

نبی ﷺ اور ابوبکر اطاعت کے قابل ہستیاں ہیں:

حضرت شیبہ بن عثمان حبشی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کعبہ اللہ میں بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ

میرا خیال ہے کہ میں (کعبہ اللہ میں مدفون) سونا چاندی نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔

میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے فرمایا وہ کیوں؟ میں نے کہا یہ کام آپ کے دونوں ساتھیوں

(نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے نہیں کیا (تو آپ کیوں کریں گے؟) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«هُمَا السَّمَرَانِ يُقْتَدَىٰ بِهِمَا»

”واقعی یہ دونوں ہستیاں جلیل القدر ہیں ہم ان کی اقتداء کریں گے۔“

ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا خطبہ سن کر رونے لگے:

سیدنا ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک روز) خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ بے

شک اللہ سبحانہ نے ایک بندہ کو (دنیا اور) اس چیز کے درمیان، جو اللہ کے ہاں ہے (یعنی جنت) ان دونوں

میں اختیار دیا (کہ چاہے جس کو پسند کر لے) تو اس نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے ہاں ہے تو امیر

المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس بوڑھے کو کون سی چیز

رہا رہی ہے؟ اگر اللہ نے کسی بندے کو دنیا اور اس چیز کے درمیان جو اللہ کے ہاں ہے اختیار دیا ہے اور اس نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے ہاں ہے (تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ) بندے سے مراد رسول اللہ ﷺ تھے: «وَسَكَانُ أَبَوَيْكَ أَعْلَمُنَا» (امیر المؤمنین) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب میں سے زیادہ (نبوی امور کا) علم رکھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ غَلِيٌّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ»

”سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے، اپنی صحبت اور اپنے مال کے لحاظ سے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔“

«وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا»

”اگر میں اپنی امت میں سے (کسی کو) خلیل بنانا تو یقیناً ابو بکر کو بنانا لیکن اسلام کی اخوت اور اس کی محبت (کافی ہے پھر فرمایا)“

«لَا يَبْقَيْنُ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ»

”مسجد میں کھلے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا ہر ایک کا دروازہ بند کر دیا جائے۔“

(فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ سدوا الابواب..... مرقم: ۳۶۵۴)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نبی ﷺ پر بے شمار احسانات تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس مرض میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی اس میں ایک روز اپنا سر ایک پٹی سے باندھے ہوئے تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ اپنی جان اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بنانا تو یقیناً ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بنانا لیکن اسلام کی دوستی بھائی چارہ افضل ہے۔ سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔

(الصلاة، باب الخوفة للممر في المسجد، رقم: ۴۶۶)

ابو بکر کے گھر کھانا بڑھ گیا:

سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے ایک دن نبی ﷺ

نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو (ان میں سے) لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے۔ اور امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین آدمی لے گئے اور نبی ﷺ دس افراد لے گئے۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھر میں میں تھا اور میرے ماں باپ تھے (راوی حدیث ابو عثمان نے کہا) میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ بھی کہا (یا نہیں) کہ میری بیوی اور ہمارا خادم بھی تھا جو میرے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ہاں رات کا کھانا کھایا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے رہے جہاں عشاء کی نماز پڑھی تھی۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ نبی ﷺ نے شام کا کھانا کھایا پھر اس کے بعد جس قدر، اللہ نے چار رات کو وہیں رہے اپنے گھر میں آئے تو ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ آپ نے اپنے مہمانوں کی خبر نہیں لی؟ تو وہ کہنے لگے کہ کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا کہ کھانا تو ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا لیکن انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو (مارے خوف کے گھر میں) جا کر چھپ گیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے نسیم! اور پھر بہت سخت برا بھلا کہا اور مہمانوں سے کہا کہ تم خوب سیر ہو کر کھاؤ۔ اللہ کی قسم! میں ہرگز نہ کھاؤں گا۔ حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں:

« وَ أَتَيْمَ اللَّهُ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللَّقْمَةِ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا »

”اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ پھر جب سب مہمان سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر تھا اس سے کہیں زیادہ بچ گیا جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ اسی قدر تھا جس قدر پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ تو اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ بولیں:

« لَا وَ قُرَّةَ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ »

کہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم! یقیناً یہ اس وقت پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا اور کہا یہ میری قسم شیطان ہی کی طرف سے تھی بالآخر اس میں سے ایک لقمہ انہوں نے کھا لیا۔ اس کے بعد اسے نبی ﷺ کے پاس اٹھا لے گئے۔ وہ صبح کو نبی ﷺ کے پاس پڑا تھا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان کچھ عہد تھا اس کی مدت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی منتشر کر دیے

تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ آدمی بھی تھے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ کس قدر آدمی تھے، اس کھانے سے ان تمام نے کھانا کھالیا۔

(مواقیث الصلاة، باب السمر مع الاہل والضعیف، رقم: ۶۰۲)

مرض الموت میں حضرت ابو بکر کی امامت کا حکم:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت بیمار ہو گئے اور آپ ﷺ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور نماز کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے۔ لہذا آپ سیدنا عمر کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حصہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے۔ چنانچہ حصہ رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنْ كُنْ لَا تَنْتَ صَوَّاحِبُ يُوسُفَ»

”تم لوگ یوسف رضی اللہ عنہ کی ہم نشین عورتوں کی طرح ہو۔“

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہی کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو ام المؤمنین حصہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے بھی تم سے فائدہ نہیں پایا۔ (الاذاب، باب اهل العلم والفضل احق بالامۃ، رقم: ۶۷۹)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی تھی لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر جب حجر کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف باندھے ہوئے کھڑے تھے تو نبی ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور ہم لوگوں کی طرف دیکھا۔ (اس وقت) آپ کا چہرہ مبارک گویا مصحف کا صفحہ تھا پھر آپ ﷺ بشارت سے مسکرائے ہم لوگوں نے خوشی کی وجہ سے چاہا کہ نبی ﷺ کی طرف دیکھنے لگے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے الٹے پاؤں پیچھے ہٹ آئے تاکہ صف میں ٹل جائیں۔ وہ سمجھے کہ نبی ﷺ نماز کے لیے آرہے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا: «أَنْتُمْوَا صَلَّاتُكُمْ» کہ اپنی نماز پوری کر لو اور آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن آپ ﷺ نے وفات پائی۔ (حوالہ مذکور، رقم: ۶۸۰)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عوف کے پاس ان میں ہاتھ ملچ کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ (صفوں میں) داخل ہوئے اور (پہلی) صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ لوگ تالی بجانے لگے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجائیں تو انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو صف میں کھڑا پایا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر کھڑے رہو تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس بناء پر کہ انہیں رسول اللہ ﷺ (نے نماز جاری رکھنے کا) حکم دیا اللہ کا شکر ادا کیا پھر ابو بکر صدیق پیچھے بٹے اور صف میں آگئے اور رسول اللہ ﷺ مصلے پر چلے گئے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ جب میں نے تم کو حکم دیا تھا تو تم مصلے پر کیوں نہ کھڑے رہے؟ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

« مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

”ابو قحافہ کے بیٹے کو زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے تالیاں بکثرت بجائیں تم نے ایسا کیوں کیا؟ (دیکھو) جب کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو اسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہہ دے جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی:

« إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ »

”تالی بجانا تو صرف عورتوں کے لیے (جائز) ہے۔“

(الاذن، باب من دخل ليوم الناس..... رقم: ۶۸۴)

ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں دو جوڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(کپڑے یا کوئی سی بھی دو چیزیں) قربان کرے گا تو وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ (فرشتے اس سے کہیں گے کہ) اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے (اس میں سے آجا) پھر جو کوئی نماز قائم کرنے والوں میں سے ہوگا تو اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا تو وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی روزہ داروں میں سے ہوگا تو وہ "باب الریان" سے پکارا جائے گا۔ اور جو کوئی صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں (جانا تو جنت میں ہے چاہے جس دروازے سے داخل ہو اس لیے انسان) تمام دروازوں سے پکارا جائے اس کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے لیکن کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« نَعَمْ وَارْجُوا أَنْ تَكُونُ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ »

ہاں! اے ابو بکر! میں امید رکھتا ہوں کہ تم انہیں میں سے ہو گے۔

(فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذًا خليلاً..... رقم: ۳۶۶)

نبی ﷺ کے وعدے کا پاس:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ مجھ سے) نبی ﷺ نے فرمایا: اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تمہیں اس قدر (روپیہ) دوں گا مگر بحرین کا مال آنے نہ پایا تھا کہ نبی ﷺ کی وفات ہو گئی پھر جب بحرین کا مال آیا تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کروا دیا کہ جس شخص سے نبی ﷺ کا کسی قسم کا وعدہ ہو یا آپ ﷺ پر کسی کا کوئی قرض ہو وہ میرے پاس آئے۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے ایسا فرمایا تھا تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک مٹھی بھر کر درہم دے دیئے۔ میں نے ان کو گنا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا دو گنا اور لے لو۔ (الكفالة: باب من تكفل عن ميت.....، رقم: ۲۲۹۶)

زکوٰۃ کا منکر کافر ہے صحابہ نے منکرین زکوٰۃ سے جنگ کی تھی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے تو بعض عرب قبائل (زکوٰۃ کا انکار کر کے) مرتد ہو گئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

ان مرتدین سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا تھا:

« أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِثْلِي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابِهِ عَلَى اللَّهِ »

کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے گا تو وہ اپنا مال اپنی جان مجھ سے محفوظ کرنے کا (کہ میں ان پر حملہ نہیں کروں گا) مگر بحق اسلام (اگر وہ اسلام کے کسی حق کا انکار کریں گے تب لڑوں گا اور اگر وہ ظاہری طور پر مسلمان ہو جائیں گے تو ان کا حساب اللہ پر ہے۔ لیکن سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

« وَاللَّهِ لَأَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ »

”اللہ کی قسم! میں اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ ایک بھیڑ کا بچہ جو زکوٰۃ میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیا کرتے تھے مجھے نہیں دیں گے تو میں اس کو روک لینے پر بھی ضرور ان سے جنگ کروں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ (درست رائے اور پختہ ارادہ) صرف اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو (دین کی بلندی کے لیے) کھول دیا تھا۔ لہذا میں سمجھ گیا کہ حضرت ابو بکر کی رائے حق ہے۔

(الاعتصام: باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ..... رقم: ۷۲۸۵)

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پختہ ایمان والے تھے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک شخص تیل پر سوار ہو گیا تیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں سواری کرنے کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ میں تو کھیتی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ نبی ﷺ نے (یہ واقعہ بیان کر کے) فرمایا:

« اَمْنْتُ بِهِ اَنَا وَابْنُ كَعْبٍ وَ عُمَرُ »

”اس پر میں یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی یقین رکھتے ہیں۔“

ایک بھیڑیے نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہا اس کے پیچھے دوڑا۔ بھیڑیے نے کہا کہ (آج) چھڑا لے مگر یہ تو بتا کہ (جس دن) مدینہ اجازت ہو جائے گا) اس میں درندے ہی درندے رہ جائیں گے، ا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دن بکری کا محافظ کون ہوگا؟ اس دن تو میرے سوا کوئی اس کا چرواہا ہی نہیں ہوگا۔ نبی ﷺ نے (یہ واقعہ بیان کر کے) فرمایا: «اَمْنْتُ بِهٖ اَنَا وَ اَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ» میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر بھی اس پر یقین رکھتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو مجلس میں سیدنا ابو بکر و عمر دونوں موجود نہیں تھے۔ (فضائل الصحابة، باب فضائل عمر بن الخطاب..... رقم: ۳۶۹۰)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے راز دان صحابی تھے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ام المومنین حصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں، ان کے خاوند خنیس بن حذافہ بھی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے، مدینہ میں فوت ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے سامنے حصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ (وہ بیوہ ہو چکی ہیں) اگر تم چاہو تو میں ان کا نکاح تم سے کر دوں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا پھر میں کئی دن بعد ان سے ملا تو انہوں نے کہا کہ ابھی میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ فی الحال (دوسرا) نکاح نہ کروں۔ پھر میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو میں حصہ رضی اللہ عنہ کا نکاح تم سے کر دوں؟ تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی بھی جواب نہ دیا تو مجھے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ صدمہ ہوا پھر کئی دن بعد نبی ﷺ نے حصہ رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے ان کا نکاح نبی ﷺ سے کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے آکر ملے تو فرمایا کہ شاید تمہیں اس وقت غصہ آیا ہوگا۔ جب تم نے مجھ سے حصہ کا ذکر کیا تھا اور میں نے تمہیں کوئی جواب نہ دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں (آیتا تھا) انہوں نے فرمایا میں نے تم کو جواب نہیں دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حصہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تھا (کہ کیا میں ان سے نکاح کر لوں؟)

«لَمْ اَكُنْ لِأَفْشَى سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكْتُهَا لَقَبَلْتُهَا»

”میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا اگر نبی ﷺ ان سے نکاح کرنے کا ارادہ

چھوڑ دیتے تو میں ان سے نکاح کر لیتا۔“ (النکاح، باب عرض الانسان لبتہ..... رقم: ۵۱۲۲)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر کا ایک غلام تھا جو روزانہ مقرر کردہ خراج ابو بکر رضی اللہ عنہ کو

ادا کیا کرتا تھا اور آپ اس کے لائے ہوئے خراج سے کھایا کرتے تھے ایک دن وہ کھانے کی کوئی چیز لایا آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا تب غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کی کہانت کی (یعنی نجومیوں کی طرح بتایا کہ تیری قسمت میں کیا ہوگا) میں کہانت جانتا تو نہیں تھا لیکن میں نے ٹکا لگایا تھا (لیکن اس کا وہ کام اس طرح ہو گیا جیسے میں نے بتایا تھا) آج وہ مجھے ملا اور اس نے میری کہانت کا انعام دیا تو یہ کھانا اس میں سے لایا ہوں جسے آپ نے کھالیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں اٹکی ڈالی اور اٹکی کر ڈالی۔ بخاری، کتاب المناقب، باب ایام الجاهلیۃ مرقم: ۳۸۹۲

ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل تھے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ہم سب سے زیادہ بہترین انسان ابو بکر کو پھر عمر کو پھر عثمان کو مگنا کرتے تھے۔ بخاری، کتاب المناقب باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ مرقم ۳۶۵۵

حضرت مطعم فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس (کسی کام کے سلسلے میں) آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کسی اور موقع پر آ جانا خاتون نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں آپ کے پاس آؤں اور آپ نہ ہوں؟ اس کی مراد یہ تھی کہ آپ کی وفات ہو چکی ہو (تو پھر کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا

« فَإِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأْتِيْنَا أَبَا بَكْرٍ »

”اگر میں نہ ہوں تو پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔“

بخاری، کتاب المناقب، قول النبی ﷺ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيفَةً كَاذِبًا باب: ۳۶۵۹

حضرت ابو بکر ہر نیکی میں سبقت لے جایا کرتے تھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ آج تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہوا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج جنازے پر کون گیا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکر نے فرمایا میں نے پھر آپ ﷺ نے فرمایا آج بیمار پر کسی نے کی ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

”جس شخص میں یہ نیک کام جمع ہو جاتے ہیں وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔“

مسلم، کتاب الفضائل باب فضائل ابی بکر مرقم: ۶۱۸۱

نبی ﷺ کی وفات پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور سقیفہ بنو ساعدہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (مدینہ کی بالائی جانب) مقام منہج پر تھے تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کو وفات نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اٹھایا اور آپ ﷺ کئی لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

اسنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی ﷺ کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے) اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں) تو انھوں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

«بَابِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ طِبْتُ حَيًّا وَ مَيِّتًا وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُدْبِقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَيْنِ اَبَدًا»

”میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا۔“

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی ہوئی تھی وہ آپ کی ہے اب آپ ﷺ فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے) پھر حضرت ابو بکر حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر رضی اللہ عنہ) غم نہ جاؤ پھر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا

«اَلَا مَن كَانَ يُّعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَ مَنْ كَانَ يُّعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ»

”تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔“
(پھر یہ آیات تلاوت کیں)

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ (الزمر: ۳۰)

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

”(اے محمد) آپ بھی مریں گے اور اور یہ لوگ بھی۔“ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں (یعنی وفات پا چکے ہیں تو انھیں بھی موت آئے گی) اگر وہ (فطری طور پر) فوت ہو جائیں یا انھیں شہید کر دیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟ (یعنی دین سے پھر جاؤ گے؟) جو شخص اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں دے گا (بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا) عنقریب اللہ تعالیٰ شکرگزاروں کو جزاء دے گا۔“

لوگ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ ﷺ کی وفات کی یقین ہو گیا تو) انصار ستیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو گا ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) حضرت ابوبکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ستیفہ میں چلے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے لیکن آپ نے انھیں منع کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابوبکر کو پتا نہ چل جائے۔
لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ نے اپنی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

«نَحْنُ الْأَمْرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ»

”ہم (قریش) امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔“

لیکن حضرت حباب بن منذر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ کی قسم ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے کیونکہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں اس لیے تم عمر رضی اللہ عنہ کی یا ابوجہیدہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اے ابوبکر!) ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی پھر لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے حضرت سعد بن عبادہ (کی بیعت کی بجائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے) ان کو ہلاک کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے ہلاک کرے۔

بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابوبکر، رقم: ۳۶۶۷

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا ورثہ تقسیم نہ کیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور اپنے باپ کا ورثہ مانگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا نُوْرَثُ مَا تَرَ كُنَّا صَدَقَةً»

”ہمارا ورثہ نہیں ہوتا بلکہ جو مال ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے (اس لیے میں وہ مال آپ کو کیسے دے سکتا ہوں)

یہ سن کر حضرت فاطمہ ناراض ہو گئیں اور اپنی زندگی میں پھر کبھی (اس سلسلے میں) بات نہ کی اور وہ آپ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد تک زندہ رہی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اللہ کے نبی ﷺ کے اس مال سے اپنا حصہ مانگا تھا جو خیر، فدک اور مدینے میں جو آپ کا صدقہ تھا لیکن حضرت ابوبکر نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا:

«لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ»

”جو کام رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اس میں ہر گز نہیں چھوڑ سکتا میں اسے ضرور کروں

گا کیونکہ آپ ﷺ کا کوئی حکم اگر میں چھوڑ دوں تو مجھے خدشہ ہے کہ میں میڑھا ہو جاؤں گا۔“

اس کے بعد جو مدینے کا صدقہ تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے سپرد کر دیا تھا لیکن خیبر اور فدک کے مالوں کو انھوں نے اپنے کنٹرول میں رکھا تھا کہ یہ دونوں مال آپ ﷺ کے حقوق اور ضروریات میں خرچ ہوں گے اور ان دونوں مالوں کا معاملہ اس شخص کے سپرد ہوگا جو خلیفہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں مال آج تک اس بیج پر صرف ہو رہے ہیں۔

(فرض الخمس، باب فرض الخمس: ۳۰۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ نے فدک، خیبر کے مالوں میں سے اپنی میراث کا سوال کیا اور حضرت ابوبکر نے انکار کر دیا تو وہ ناراض ہو گئیں اور پھر کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات نہ کی اور نبی ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد تک وہ زندہ رہیں پھر وہ فوت ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں حضرت ابوبکر کو اطلاع دیے بغیر رات کو جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جب تک حضرت فاطمہ زندہ رہیں تب تک لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت عزت کیا کرتے تھے جب حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کی بے رخی دیکھی تو انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صلح اور ان کی بیعت کرنی چاہی انھوں نے اس سے پہلے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کو اپنے گھر پر آنے کی دعوت دی اور ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ وہ اکیلے تشریف لائیں۔ (راوی کہتا ہے کہ) انھیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتھ نہ آجائیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«وَاللّٰهُ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحَدَّكَ»

”اللہ کی قسم! آپ ان کے پاس اکیلے نہیں جائیں گے۔“

حضرت ابوبکر نے فرمایا وہ مجھ سے کیا کریں گے (یعنی مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے) میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا پھر وہ ان کے پاس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے ابوبکر! ہمیں آپ کی فضیلت کا اقرار ہے اور اللہ نے آپ کو جو بھلائی عطا فرمائی ہے اس پر ہمیں کوئی حسد نہیں ہے ہمیں صرف یہ دکھ ہے کہ آپ نے اکیلے (ہمارے مشورے کے بغیر) خلافت حاصل کر لی ہم سمجھتے تھے کہ خلافت کے معاملے میں ہمارا بھی حق ہوگا کیونکہ ہم اللہ کے رسول کے قرابت دار ہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ

سلسل ایسی باتیں کرتے رہے) حتیٰ کہ ابوبکر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قَرَابَتِي»

”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے نزدیک میری اپنی رشتہ داری کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کا لحاظ زیادہ پسندیدہ ہے باقی جو (فدک، خیبر وغیرہ کے) مالوں میں آپ کا اور ہمارا اختلاف ہو گیا ہے اس میں میں نے اچھائی اور بھلائی کرنے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ میں نے ان اموال میں جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا تھا میں نے وہی کیا۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا ہم آج پچھلے پہر آپ سے بیعت کریں گے جب حضرت ابوبکر نے ظہر کی نماز پڑھائی تو منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا ذکر کیا اور انھوں نے جس عذر کی بناء پر بیعت کرنے میں تاخیر کی اس کا بھی ذکر کیا پھر استغفار کیا (اور نیچے اترے تو) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کے فضائل بیان کیے اور فرمایا کہ میں نے بیعت میں تاخیر کر کے جو کچھ کیا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حسد کی بنیاد پر نہیں تھا اور نہ ہی ان کے فضائل سے انکار کی بنا پر تھا بلکہ بات صرف یہ تھی کہ ہم سمجھتے تھے کہ خلافت کے معاملات میں بھی ہمارا حق ہے لیکن ابوبکر ہمارے مشورے کے بغیر خلیفہ بن گئے اس پر ہمیں صدمہ ہوا۔

حضرت علی کے اس اقدام پر مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نے بالکل درست کیا ہے جب مسلمانوں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اچھائی کی طرف لوٹ آئے تو ان سے محبت کرنے لگے۔

(بخاری: المغازی، باب غزوة خیبر: ۴۶۴)

حضرت ابوبکر کا جرأت مندانہ فیصلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے عرب کے کچھ لوگوں نے کفر کیا تو (ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ (زکوٰۃ کے منکرین سے جنگ کریں گے) حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«أَمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالُهُ وَ نَفْسُهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَ حِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ

”مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے تب تک لڑتا رہوں جب تک وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہ کہہ دیں جو شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے گا تو وہ اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لے گا مگر اس کے حق کے ساتھ (یعنی اگر وہ اسلام کے کسی حق کے منکر ہیں تو پھر لڑائی کروں گا اگر وہ اسلام لانے میں اپنی نیت میں سچے نہیں ہیں تو) ان کا حساب اللہ نے لینا ہے (تم انہیں مسلمان ہی سمجھو گے)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہے میں اس سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر کوئی شخص نبی ﷺ کو زکوٰۃ میں (اونٹ باندھنے کی) ری دیا کرتا تھا اگر اب اس ری کو ادا کرنے کا بھی انکار کرتا تو اس انکار پر بھی اس سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس دلیرانہ گفتگو سے) میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اس لئے (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام) درست اور حق ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس حتی..... رقم: ۱۶۴)

علی رضی اللہ عنہ کے ہاں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا:

«أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر شخص کون ہے؟“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر ہیں پھر میں نے کہا ان کے بعد کون ہے؟ تو فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ مجھے

خوشہ ہوا کہ اب کی بار کہیں حضرت عثمان کا نام ہی نہ لے لیں تو میں نے کہا عمر کے بعد تو آپ ہی بہتر انسان ہوں گے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ»

”میں تو مسلمانوں میں سے ایک (عام) شخص ہوں۔“

بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ: ۳۶۷۱

نبی ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا (اے عائشہ!) میرے پاس اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا کر لاؤ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھ کو خوف ہے کہیں کوئی تمنا کرنے والا یہ تمنا نہ کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ (خلافت کا) میں زیادہ حقدار ہوں جب کہ اللہ اور تمام مومن اس بات کا انکار کرتے ہیں مگر یہ (کہ ابوبکر ہی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں)

مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل ابوبکر، رقم: ۶۱۸۱

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دنیا سے نہیں بلکہ نبی ﷺ سے محبت تھی:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ (غلے کے لدے ہوئے) اونٹ مدینے میں آگئے نبی ﷺ کے صحابہ مسجد سے باہر نکل گئے) آپ ﷺ کے پاس صرف بارہ صحابہ بیٹھے رہے ان میں ابوبکر و عمر بھی تھے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُوا إِلَيْهَا﴾

”جب انہوں نے تجارت یا لہو دیکھا تو وہ اس کی طرف چل دیے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔“

(مسلم کتاب الجمعۃ، رقم: ۱۹۹۷)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو عقبہ کے ہاتھوں سے چھڑوایا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ پر آنے والی بہت بڑی مشکل گھڑی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بار میں نے عقبہ بن معیط (پلید) کو دیکھا کہ اس نے آپ ﷺ کی گردن میں چادر ڈالی اور گلا گھونسا اس وقت آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اس نے میں حضرت ابوبکر دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو اس عالم سے چھڑوایا اور فرمایا:

﴿اتَّقُوا رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾

”تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو (جس کا یہ تصور ہے کہ) وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ شخص تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔“

(بخاری کتاب المناقب، فضائل ابوبکر، رقم: ۳۶۷۸)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پرانے کپڑوں میں کفن دینے کا حکم دیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئی (جبکہ وہ مرض الموت میں تھے) آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ تین سفید کپڑوں میں کفن دیا تھا جو حولی (یعنی) تھے اور کفن میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔

پھر پوچھا کہ آپ ﷺ کس دن فوت ہوئے تھے؟ میں نے کہا ہیر کے دن پھر پوچھا کہ آج کونسا دن ہے؟ میں نے کہا ہیر کا دن ہے فرمایا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں آج رات تک فوت ہو جاؤں گا پھر اپنے لباس کی طرف دیکھا۔ جسے انہوں نے بیماری کے دنوں میں پہنا ہوا تھا اس پر زعفران کے داغ لگے ہوئے تھے فرمایا میرے یہ کپڑے دھو ڈالو (اس چادر کے ساتھ) دو کپڑے مزید لے کر (تین کپڑے میرے کفن کے لئے بنالینا) اور انہیں کپڑوں میں مجھے کفن دے دینا۔

میں نے کہا ہا جان جو کپڑے آپ نے پہن رکھے ہیں وہ پرانے ہیں (ہم آپ کے لئے نیا کفن لے آئیں گے)

آپ فرمانے لگے:

”إِنَّ الْحَيَّ أَسْقَىٰ بِالْحَدِيدِ مِنَ الْعَيْتِ“

”نئے کپڑے کی زندہ شخص کو میت سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ہیر کے دن شام کو منگل کی رات کو ہی وفات پائی تھی اور رات کو ہی انہیں دفن کر دیا گیا۔ (بخاری کتاب الجنائز باب موت يوم الاثنين رقم: ۱۳۸۷)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شروع سے ہی نبی ﷺ کی نبوت کو تسلیم کر لیا تھا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کی ایک طرف کو پکڑے ہوئے آئے، حتیٰ کہ ان کا گھٹنا ٹکا تھا آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ لگتا ہے کہ ابوبکر کسی سے جھگڑ کر آئے ہیں پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سلام کہا اور فرمایا کہ میرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو گیا مجھ سے زیادتی ہو گئی تو اس پر میں تادم ہوا اور ان سے معافی مانگی لیکن انہوں نے مجھے معاف نہ کیا تو میں (یہ شکوہ لے کر) آپ کی خدمت میں آ گیا آپ ﷺ نے تین بار فرمایا:

”يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ“

”ابو بکر! آپ کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔“

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ابو بکر کو معافی نہ دینے پر) نام نہ ہو کر ابو بکر کے گھر پر پہنچ گئے اور پوچھا کہ ابو بکر گھر پر ہیں گھر والوں نے کہا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں پھر وہ سیدھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کا چہرہ بدل گیا (یعنی آپ ﷺ کو غصہ آ گیا) تو حضرت ابو بکر ڈر گئے (کہ آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی سخت فیصلہ نہ فرمادیں وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور دوبار فرمایا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّا كُنْتُ أَظَلَمَ“

”یا رسول اللہ (ﷺ) اللہ کی قسم اس میں زیادتی تو میری تھی۔“ (آپ اس پر غصہ نہ فرمائیں) تو نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ وَوَأَسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ“

”اللہ نے جب مجھے نبی بنا کر بھیجا تھا تو تم سب نے مجھے جھوٹا کہا لیکن ابو بکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان اور مال مجھ پر قربان کر دیا (پھر آپ ﷺ نے دوبار فرمایا) کہ کیا تم میرے دوست (یعنی ابو بکر) کو ستانے سے باز آ سکتے ہو؟“

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے ایذا نہ دی۔

بخاری، کتاب المناقب، فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۶۶۱

فضائل عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر لوگوں کا غصہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں، کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے گھر کے باہر لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے: ”صَبَا عُمَرُ“ کہ عرب بے دین ہو گیا ہے۔

ان دنوں میں چھوٹا تھا اور میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اتنے میں ایک

فخص ریشی چادر میں ملبوس آیا اس نے کہا عمر بے دین ہو گیا تو کوئی حرج نہیں ﴿فَأَنَّا لَهُ حَاجَةٌ﴾ میں اس کا حامی ہوں۔

اس کا یہ کہنا تھا کہ لوگ منتشر ہو گئے میں پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے کہا عاص بن وائل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عاص بن وائل کا خاندان جاہلیت کے دور میں ہمارا حلیف تھا۔ وائل نے کہا کیا معاملہ ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے لوگ مجھے قتل کرنے پر تل آئے ہیں تو اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا میں نے تجھے امان دی ہے پھر عاص باہر گیا اور لوگوں سے وادی بھر چکی تھی ان سے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم عمر بن خطاب کی طرف جا رہے ہیں جو کہ بے دین ہو چکا ہے تو عاص نے کہا تم اسے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ ”فَكَرَّ النَّاسُ“ پھر لوگ چلے گئے۔

(المناقب: باب اسلام عمر، رقم: ۳۸۶۵، ۳۸۶۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل دین والے صحابی ہیں:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں سو رہا تھا اور میں نے (یہ خواب) دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے تھے اور ان (کے بدن) پر کرتے تھے۔ بعض کرتے تو (صرف) چھاتیوں تک تھے اور بعض ان سے نیچے ہیں اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (بھی) میرے سامنے پیش کیے گئے اور ان (کے بدن) پر (جو) قمیص تھی (وہ اتنی لمبی تھی) کہ وہ اس کو گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (قمیص کی تعبیر میں نے) دین داری سے دی ہے۔

(فضائل الصحابة، باب مناقب عمر، رقم: ۳۶۹۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھے میری سونوں کے ساتھ (بیع الفرقد میں) دفن کرنا ہی ﷺ کے ساتھ (حجرہ مبارک میں) دفن نہ کرنا کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ میری پاکیزگی بیان ہو (یعنی لوگ مجھے صحابہ سے افضل قرار دیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ کو پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ (حجرہ میں) دفن ہونے کی

اجازت دیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہاں اللہ کی قسم! (ضرور اجازت دیتی ہوں)
 اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (نبی ﷺ کے حجرے میں دفن ہونے
 کی اجازت لیتا تو وہ فرماتی تھیں: لَا أُؤْذِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا کہ میں ان کے ساتھ کسی کو دفن ہونے کی
 اجازت نہیں دوں گی۔“ (الاعتصام..... باب ما ذکر النبی ﷺ وخص..... رقم: ۷۳۲۷، ۷۳۲۸)
عمر رضی اللہ عنہ کی دینی تعلیم میں باری مقرر کرنا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں اور ایک انصاری میرا پڑوسی بنی امیہ بن زید
 (کے محلہ) میں رہتے تھے اور یہ (مقام) مدینہ کی بلندی پر تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس باری باری آیا
 کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں۔ جس دن میں آتا تھا اس دن کی خبر یعنی وحی وغیرہ (کے
 حالات) میں اس کو آکر بتایا کرتا تھا اور جس دن وہ آتا تھا وہ مجھے بتایا کرتا تھا، ایک دن اپنی باری کے دن
 میرا انصاری دوست (نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری دے کر واپس) آیا تو میرے دروازے کو بہت زور
 سے کھٹکھٹایا اور (میرا نام لے کر) کہا کہ وہ یہاں ہیں؟ میں (ایسی صورت حال سے) ڈر گیا اور اس کے پاس
 نکل (کر) آیا تو وہ بولا کہ (آج) ایک بڑا واقعہ ہو گیا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق
 دے دی ہے یہ خبر سن کر) میں حفسہ (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں، میں نے ان سے کہا
 کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو طلاق دے دی ہے؟ وہ بولیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد
 میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور کھڑے ہی کھڑے میں نے عرض کی کہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق
 دے دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں میں نے (اس وقت نہایت تعجب میں آکر کہا) اللہ اکبر
 (انصاری کو کیسی غلط فہمی ہوئی ہے؟) (العلم، باب التناوب فی العلم، رقم: ۸۹۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر پردے کا حکم اترنا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیویاں رات کو جب قضاء
 حاجت کے لیے گھر سے باہر جاتی تھیں، مناصع کی طرف نکل جاتی تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے کہا
 کرتے تھے کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرایئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ (ایسا) نہ کرتے تھے۔ تو رات کو
 عشاء کے وقت ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا (یعنی) نبی ﷺ کی بیوی باہر نکلیں اور وہ دروازہ عورت تھیں تو انہیں

عمرؓ نے محض اس خواہش سے کہ پردہ (کا حکم) نازل ہو جائے، پکارا کہ آگاہ رہو اے سودہ! ہم نے جسہیں پہچان لیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ (کا حکم) نازل فرمادیا۔

(الاستبذان، باب آية الحجاب، رقم: ۶۲۴۰)

حضرت عمرؓ کی باتیں وحی بن کر نازل ہوئیں:

امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی۔ میں نے (ایک مرتبہ) کہا:

﴿يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَخْذُنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّي﴾

کہ یا رسول اللہ! کاش مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلِّي﴾ اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کرو (البقرہ: ۱۲۵) اور پردہ کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں اس لیے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے، تب پردے کی آیت نازل ہوئی۔ اور (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کی بیویاں آپ پر غیرت کے سلسلے جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا

﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنْ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنْ.....﴾ (النخ)

(التحریم: ۵)

”اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب انہیں تم سے اچھی بیویاں

تمہارے بدلے میں دے دے گا۔“ چنانچہ یہی آیت نازل ہوئی۔

(التفسیر، باب ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ﴾..... رقم: ۴۴۸۳)

کسریٰ پر حملہ عمرؓ نے کروادیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے شہروں میں لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ مشرکوں سے لڑیں۔ چنانچہ (مدائن کا حاکم) ہرمزان مسلمان ہو گیا تو سیدنا عمرؓ نے اس سے کہا کہ میں تیری رائے لیتا چاہتا ہوں کہ پہلے ان (تین) مقاموں (فارس، اسپہان اور آذربائیجان) میں سے کہاں کہاں سے لڑائی شروع کی جائے؟ ہرمزان نے کہا کہ ہاں اس کی مثال اور مسلمانوں کے دشمنوں کی مثال جو یہاں رہتے ہیں، اس پرندے کی طرح ہے جس کا ایک سر، دو بازو ہوں اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا

جائے تو اس کے دو پاؤں اور ایک بازو اور سر کھڑے ہو جائیں گے اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور سر کھڑا ہو جائے گا اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں اور بازو اور سر سب بیکار ہو جائیں گے چنانچہ سر کسری (شاہ ایران) ہے اور ایک بازو قیصر (شاہ روم) ہے اور دوسرا بازو فارس ہے۔ لہذا آپ ﷺ مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ کسری پر حملہ کریں، تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں بلالیا اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر مقرر کیا، جب ہم دشمن کے ملک میں پہنچے اور کسری کا عامل چالیس ہزار فوج لے کر ہمارے سامنے آیا۔ اس کا ایک ترجمان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی مجھ سے گفتگو کرے۔ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو تیرا جی چاہے پوچھ۔ اس نے کہا تم کون لوگ ہو؟ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم سخت بدبختی اور سخت مصیبت میں تھے، مارے بھوک کے چمڑے اور کھجور کی ٹھیلیوں کو چوسا کرتے تھے اور ہم چمڑے اور بال کی پوشاک پہنتے تھے اور درختوں اور پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے، ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک آسمانوں کے مالک اور زمینوں کے مالک نے ہماری طرف ایک نبی ﷺ ہماری قوم میں سے بھیجا، جن کے ماں باپ کو ہم جانتے تھے، ہمارے نبی، ہمارے رب کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے لڑیں، یہاں تک کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ دو اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے رب کا یہ پیغام پہنچایا کہ جو شخص ہم میں مقتول ہو گا وہ جنت میں ایسے آرام میں جائے گا کہ جس کی کوئی مثال نہیں ہے اور جو شخص ہم میں سے باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو جائے گا (سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ گفتگو مکمل کر کے سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم تو اکثر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور تمہیں کچھ عداوت و ذلت نہیں ہوئی (یعنی شکست نہیں ہوئی اس کے باوجود آپ کو جنگ کا قاعدہ معلوم نہیں؟) مگر میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک جنگ ہوا آپ ﷺ جنگ شروع کرتے تو انتظار فرماتے، یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت آجاتا، اس وقت جنگ کرتے تھے۔

(الحزبة والموادعة، باب الحزبة..... رقم: ۳۱۵۹)

جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، ایک عورت ایک محل کے گوشہ میں وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے تو میں نے ان کی غیرت کا خیال

کیا اور پیچھے ہٹ آیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روئے لگے اور فرمایا: «أَخَارُ عَلَيْكَ» کہ رسول اللہ ﷺ (کیا) میں آپ پر غیرت کروں گا۔ (منہج الصلحۃ، باب منقلب عمر..... رقم: ۳۶۸۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مال لینے میں بے نیازی:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال دیتے تھے تو میں کہتا تھا: «أَعْطَاهُ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي» کہ یہ اس شخص کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے لے لو جب اس مال میں سے کچھ تمہارے پاس آئے اور تم کو لالچ نہ ہو اور نہ ہی تم نے سوال کیا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو اور جو نہ ملے تو اس کے حاصل کرنے کا خیال ہی نہ کرو اور اس کے پیچھے نہ پڑو۔ (الزکاة، باب من اعطاه الله شيئاً..... رقم: ۱۴۷۳)

عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے لیے گھوڑا دے دیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا جہاد کے لیے کسی کو دے دیا تو جس شخص کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کی کچھ قدر نہ کی۔ (اسے دہلا کر دیا) تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو خرید لوں (کیونکہ) میں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ اس کو سستا فروخت کر دے گا۔ لہذا میں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، تم نہ خریدو اگرچہ تمہیں وہ ایک درہم کا ہی کیوں نہ دے دے (پھر فرمایا):

«فَإِنَّ الْعَالِدَ فِي صَلَاقِهِ كَالْعَالِدِ فِي قَتْلِهِ»

”اپنا صدقہ والہیں لینے والا ایسا ہوتا ہے جیسے اپنی قتل کرنے والا ہوتا ہے۔“

(الزکاة: باب هل يشتري صلته..... رقم: ۱۴۹۰)

کعبہ میں اعتکاف کی نذر:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ ایک رات کعبہ میں اعتکاف کروں گا (تو کیا اس نذر کو پورا کروں یا نہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَوْفِ بِنَذْرِكَ» تم اپنی نذر کو پورا کرو۔ (الایمان والنذور، باب اذا نذر او حلف..... رقم: ۶۶۹۷)

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی:

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کی تھیں۔ ایک نہایت عمدہ چادر بچ گئی۔ کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی یعنی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو جو آپ کے نکاح میں ہے دے دیجئے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أُمُّ سُلَيْطٍ أَحَقُّ بِهِ وَأُمُّ سُلَيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِثْنُ بَاتِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”ام سلیط رضی اللہ عنہ اس کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ انصاری عورت ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔“

پھر فرمایا:

«فَإِنَّهَا كَأَنَّا تَزْفِرُ لَنَا الْقَرْبَ يَوْمَ أُحُدٍ»

”وہ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں بھر بھر کر لایا کرتی تھیں۔“

(الجهاد، باب حمل النساء القرب..... رقم: ۲۸۸۱)

اپنے بیٹے کا وظیفہ مہاجرین سے کم مقرر کیا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار ہزار (درہم) مقرر فرمایا لیکن میرا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا (جبکہ میں بھی مہاجرین اولین میں سے تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ابن عمر بھی تو مہاجرین میں سے ہیں تو آپ نے ان کو وظیفہ کم کیوں دیا ہے؟ تو فرمایا کہ ابن عمر نے اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی تھی تو وہ ان مہاجرین کی طرح کہاں ہو سکتے ہیں جنہوں نے بذات خود ہجرت کی تھی؟

(منافق الانصار، باب هجرة النبي ﷺ واصحابه..... رقم: ۳۹۱۲)

عمر رضی اللہ عنہ نے غرباء کا خیال رکھنے کی نصیحت کی:

حضرت اسلم فرماتے ہیں، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی نامی غلام کو سرکاری چراگاہ کا نگران مقرر کیا تو اسے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: مسلمانوں پر زیادتی نہ کرنا۔
 «وَأَتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ»
 ”کہ مظلوم کی دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے۔“

اور تھوڑے اونٹ اور بکریوں والوں کو نہ روکنا ہاں مجھے اور عبدالرحمن بن عوف اور عثمان کو اس چراگاہ میں جانور نہ چرانے دینا کیونکہ اگر ان دونوں (امیروں) کے جانور چراہ نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تو ان کے باغات اور کھیتیاں موجود ہیں لیکن اگر تھوڑے جانوروں والوں کے جانور ہلاک ہو جائیں گے تو وہ اپنے بچوں کو میرے پاس لے کر آجائیں گے اور مجھ سے فریاد کریں گے میں ان کو نہیں چھوڑ سکتا تیرا باپ مر جائے لوگوں کے لیے گھاس اور پانی کا بندوبست کرنا میرے لیے درہم دینار کی ہسبہ آسان ہے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم مدینے والے سمجھتے ہیں کہ میں نے (ان کی زمینوں پر چراگاہ بنا کر) ظلم کیا ہے۔ یہ زمینیں ان کی ہیں انھوں نے ان زمینوں کے لیے زمانہ جاہلیت میں جنگ کی تھی اور اسلام لانے کے بعد ان کی ملکیت کو بحال رکھا گیا ہے۔

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا الْعَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شَبْرًا»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مال (گھوڑے فخر وغیرہ) نہ ہوتے جن پر جہاد میں لوگوں کو سوار کر کے بھیجا جاتا ہے تو ان کی زمین میں سے ایک باشت پر بھی چراگاہ نہ بناتا۔“ (الجهاد: باب اذا اسلم قوم..... رقم: ۳۰۵۰)

عمر رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ کہیں میرے خلاف قرآن نہ نازل ہو جائے:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے تو انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی بات پوچھی لیکن آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا

پھر (دوبارہ) پوچھا لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے پھر پوچھا لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا تو سیدنا عمرؓ نے (اپنے آپ سے) کہا اے عمر! تجھے تیری ماں روئے (تو مر جائے)، تو نے رسول اللہ سے تین بار سوال کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا پھر میں نے اونٹ کو ایڑ لگا لی اور مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا، میں ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی حکم قرآن نہ آجائے تھوڑی دیر بعد ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا تھا، میں اور ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ اترتا ہو۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر سلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ أُنزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لِّهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ»

”آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت اتری ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا سے بڑھ کر ہے) پھر یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ (سورة الفتح: ۱)

”بے شک (اے نبی!) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلی فتح دی ہے۔“

(التفسیر: باب قوله تعالى: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾..... رقم: ۴۸۳۳)

حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بیعت رضوان میں شریک تھے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے انہیں اپنا گھوڑا لانے کے لئے بھیجا جو ایک انصاری شخص کے پاس تھا انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لی۔ پھر گھوڑا لینے گئے اور گھوڑا لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور وہ ہتھیار پہن رہے تھے تو سیدنا عبداللہ نے ان سے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے ہیں (پھر) وہ دونوں چلے یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اسی وجہ سے لوگ کہا کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ (المغازی: باب غزوة الحديبية، رقم: ۴۱۸۶)

قرآن غلط پڑھنے پر عمر رضی اللہ عنہ کا جھگڑا:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کی حیات مبارکہ میں سیدنا ہشام

بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنی ہے، میں نے غور سے سنا تو دیکھا کہ وہ ایسے کئی دوسرے طریقوں سے پڑھ رہے ہیں جن طریقوں سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورت نہیں پڑھائی تھی (مجھے حصہ ۲ گیا) قریب تھا کہ میں نمازی میں ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں نے صبر کیا، یہاں تک کہ جب انہوں نے سلام پھیر لیا تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال لی اور کہا کہ یہ سورت تمہیں کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سنا؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ مجھے تو خود رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت دوسرے طریقے سے سکھائی ہے۔ پھر میں انہیں کہنچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے انہیں سورہ فرقان اور اسی طریقے سے پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو (اور کہا کہ) اے ہشام! پڑھو تو سنی۔ انہوں نے اسی طریقے سے پڑھا جسے میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَأْ وَامَّا تَيْسَرٌ مِنْهُ»

”یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے، بے شک قرآن سات طریقوں پر اترا ہے تم اسی طریقے سے پڑھو جو تمہیں آسان معلوم ہو۔“ (فضل القرآن: باب انزل القرآن..... رقم ۴۹۹۲)

آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اب تیرا ایمان کامل ہوا ہے:

سیدنا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ مجھ کو سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں اے عمر! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک کہ میں تیری جان سے زیادہ تجھ کو پیارا نہ ہوں گا (جب تک تیرا ایمان کامل نہ ہوگا)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک اب آپ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر! (اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے۔)

(الایمان والیقین: باب کیف كانت بعين النبي ﷺ، رقم: ۶۶۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عمرؓ نے جہاد میں شریک لوگوں کی کیسے قدر کی:

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بازار میں گیا، عمرؓ سے ایک نوجوان عورت ملی اس نے کہا امیر المومنین! میرا خاندان فوت ہو گیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے ان کے کھانے کے لیے نہ کھراؤ ہے نہ دودھ کا جانور نہ ہی کوئی کھیتی باڑی۔ مجھے خوف ہے کہ انھیں بھوک بد حال کر دے گی اور میں حضرت خفاف بن ایہام کی بیٹی ہوں اور یہ دونوں صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔

حضرت عمرؓ اس عورت کے پاس کھڑے ہو گئے آگے نہ بڑھے اور فرمایا: «مَرْحَبًا يَنْسَبُ قَرِيبُ» کہ قریب النسب خاتون کو خوش آمدید پھر گھر میں بندھے موٹے تازے اونٹ پر سامان لادنے کا حکم دیا، دو بورے کھانے (کے سامان) کے بھرے ہوئے لاد دیے ان کے درمیان میں کپڑے اور رقم بھی رکھی پھر اس کی تکمیل اس کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر فرمایا کہ یہ سامان لے جاؤ ابھی یہ سامان ختم نہیں ہونے پائے گا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ اس سے بہتر مال پہنچائے گا۔

ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ نے اس خاتون کو بہت زیادہ مال عطا فرمادیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا:

«سَكَلْتَنكَ أُمَّتُكَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَىٰ أَبَا هَذِهِ وَآخَاهَا قَدْ حَاصِرًا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ.....»

”تو مر جائے اللہ کی قسم! میں نے ایک موقع پر اس کے والد اور بھائی کو دیکھا تھا انھوں نے (کفار کے) قلعے کا کافی وقت تک محاصرہ کیے رکھا حتیٰ کہ انھوں نے اسے فتح کر لیا پھر صبح کو ہم مالِ غنیمت لے رہے تھے۔“ (المغازی: باب غزوة الحديبية: رقم: ۱۱۶۰)

حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ:

حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو مدینے میں ان کی وفات سے چند دن پہلے دیکھا تھا جب کہ وہ حضرت حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے پوچھ رہے تھے کہ تم نے کیا کیا ہے؟ کہیں تم نے لوگوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر کوئی ٹیکس وغیرہ تو نہیں لگا دیا؟ دونوں نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں ہم نے ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھنا کہیں طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال دیا ہو؟ انھوں نے پھر بھی یہی کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیوہ غورتوں کو ایسا خوش حال کروں گا کہ وہ میرے بعد کسی شخص کی محتاج نہیں رہیں گی لیکن چار دن ہی گزرے تھے کہ انھیں شہید کر دیا گیا (رضی اللہ عنہ)۔

جس صبح کو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تھا اس وقت میرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف حضرت ابن عباس تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے تھے اِسْتَوُوا کہ برابر اور سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ جب صفوں کے درمیان کوئی خالی جگہ نہ دیکھتے (یعنی صفیں درست ہو جاتیں تو) آپ مصلے پر چلے جاتے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور بعض اوقات آپ رضی اللہ عنہ سورہ یوسف اور سورہ نحل اور اس طرح کی سورتیں پہلی رکعت میں تلاوت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ لوگ جماعت میں شامل ہو جایا کرتے تھے لیکن (حادثے والے دن) ابھی انھوں نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے ان سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے

«فَقَتَلَنِي الْكَلْبُ» یا فرمایا: «اَكَلَنِي الْكَلْبُ»

”مجھے کتے نے قتل کر دیا یا فرمایا کہ مجھے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔“

اب مجرم دودھارا چھرا لے کر بھاگا وہ دائیں بائیں جس پر گزرتا تھا اسے چھرا مار دیتا حتیٰ کہ اس نے تیرہ شخصوں کو نشانہ بنایا جن میں سے سات شہید ہو گئے تھے جب یہ منظر ایک مسلمان نے دیکھا تو اس نے مجرم پر بھاری کپڑا ڈال دیا جب مجرم کو معلوم ہوا کہ وہ گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے خودکشی کر لی۔

اس صورت حال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑا (جو کہ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے) اور انھیں امام بنا دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے جو لوگ کھڑے تھے وہ تو وہ سارا منظر دیکھ اور سن رہے تھے جو میں دیکھ رہا تھا لیکن مسجد کے اطراف میں جو لوگ کھڑے تھے ان کو اس معاملے کا علم نہیں تھا ان کو جب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز نہ سنائی دی تو وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے:

حضرت عبد الرحمن بن عوف نے مختصر نماز پڑھائی جب انھوں نے سلام پھیرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دیکھو میرا قاتل کون ہے؟ (مسلمان ہے یا کافر؟) ابن عباس تھوڑا گھوم پھر کر جائزہ لے کر آئے اور فرمایا کہ آپ کو حضرت مغیرہ کے غلام (ابو لؤلؤ مجوسی) نے قتل کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پوچھا کہ جو کار نیکر تھا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اس (غلام) کو ہلاک کرے میں نے تو اسے اچھائی کا حکم دیا تھا (آخر اس نے یہ حرکت کیوں کی؟) پھر فرمایا:

«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بَيْنَ رَجُلٍ يَدْعِي الْإِسْلَامَ»

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے میری موت کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں بنائی۔“

پھر فرمایا: ابن عباس! آپ اور آپ کے والد محترم کو یہ بات اچھی لگتی تھی کہ کفار (مردور) زیادہ ہو جائیں۔

(مداوی کہتے ہیں کہ) حضرت عباس کے پاس بہت غلام تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم ان غلاموں کو قتل کر ڈالتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو کیونکہ اب تو وہ تمہاری زبان بولنے لگے اور تمہارے قبلے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں (اب انہیں کیسے قتل کیا جاسکتا ہے؟)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر پر لایا گیا ہم بھی آپ کے ساتھ چلے گئے ایسا لگتا تھا کہ لوگوں کو آج سے پہلے کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی تھی (بس آج ہی انہیں مصیبت پہنچی ہے) کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ ٹھیک ہو جائیں گے لیکن کچھ کہہ رہے تھے کہ ان کا بچنا مشکل ہے پھر فیذ لایا گیا انھوں نے وہ پیالین وہ پیٹ سے نکل گیا پھر دودھ لایا گیا وہ پیالین بھی پیٹ کے زخم سے نکل گیا تب لوگوں نے جان لیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نہیں بچیں گے پھر ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دوسرے لوگ بھی آگئے جو عمر رضی اللہ عنہ کی تعریفیں کر رہے تھے اتنے میں ایک نوجوان آیا اور اس نے کہا امیر المومنین آپ اس بات پر خوش ہو جائیں کہ آپ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ آپ اسلام میں پہلے پہلے داخل ہونے والے (لوگوں میں سے) ہیں پھر آپ جب خلیفہ بنے تو آپ نے انصاف کیا پھر اب شہادت بھی حاصل ہو گئی (آپ تو کئی سعادوں سے فیض یاب ہوئے ہیں) لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ برابر ہو جائے (یعنی نہ مجھے حساب دینا پڑ جائے اور نہ ہی مجھے بہت بڑا مقام ملے)

جب وہ جوان واپس جانے کے لیے مڑا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کی چادر ٹھٹھری رہی تھی تو فرمایا کہ اس نوجوان کو میرے پاس لے آؤ (جب وہ آ گیا تو) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھے! اپنا کپڑا (ٹخنوں سے)

اٹھا کر رکھا کرو اس طرح تمہارا کپڑا بھی صاف رہے گا اور دوسرا رب کا خوف بھی حاصل ہوگا۔

پھر فرمایا عبد اللہ بن عمر! ذرا دیکھو کہ مجھ پر قرض کتنا ہے جب انھوں نے حساب لگایا تو تقریباً چھیالیس ہزار (درہم قرض ان کے ذمے) تھا تو فرمایا کہ میری آل کا مال یہ قرض اتار دے تو ٹھیک ورنہ عدی بن کعب سے کہنا کہ وہ ادا کریں اگر بنی عدی کے مال بھی قرض نہ اتار سکیں تو پھر قریش سے مطالبہ کرنا ان کے علاوہ کسی سے معاونت نہ طلب کرنا اور میرا یہ قرض ادا کر دینا۔

اب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں دیکھو امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المومنین نہیں ہوں پھر ان سے کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ اپنے دوست تھی (نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما) کے ساتھ دفن ہونا چاہ رہے ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور سلام کہا اور اندر جانے کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر اندر چلے گئے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھا کہ وہ (عمر رضی اللہ عنہ کے غم میں) بیٹھی رو رہی تھیں انھوں نے جا کر عرض کیا کہ آپ کو عمر رضی اللہ عنہ سلام کہہ رہے ہیں اور وہ اپنے دوست تھیں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

تو عائشہ نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے ہی منتخب کی ہوئی تھی لیکن آج میں اپنے مقابلے میں عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں جب ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ واپس آگئے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ پھر ایک شخص نے عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے ٹپک لگائی عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا سناؤ کیا ہوا؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین جو آپ چاہتے تھے وہی ہوا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”الْحَمْدُ لِلّٰہ“ میرے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز اہم نہیں تھی اب جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے (حجرہ مبارک کے پاس) اٹھا کر لے جانا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سلام کہنا اور پھر کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت چاہتے ہیں اگر دوبارہ اجازت دے دیں تو مجھے حجرے میں لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے عام قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا اتنے میں ام المومنین حضرت حصہ رضی اللہ عنہا اور کچھ دوسری خواتین تشریف لے آئیں جب ہم نے انھیں دیکھا تو ہم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ ان کے پاس آئیں اور کچھ دیر ان کے پاس روتی رہیں پھر مردوں نے آنے کی اجازت مانگی تو وہ اندر چلی گئیں لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی آواز اندر سے سنائی دے رہی تھی۔

لوگوں نے کہا امیر المومنین! اپنا خلیفہ مقرر کر دیجیے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلافت کا زیادہ مستحق میں ان لوگوں سے کسی کو نہیں سمجھتا کہ جب اللہ کے نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ ان لوگوں سے راضی تھے

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے نام لیے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمہارے پاس (میرا بیٹا) ابن عمر بھی آئے گا (وہ مجلس شوریٰ میں تو ہوں گے) لیکن خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اگر خلافت سعد کو مل جائے تو ٹھیک ہوگا (وہ واقعی خلافت کے مستحق ہیں) ورنہ..... کیونکہ میں نے انھیں (کوفہ کی گورنری سے) اس لیے معزول نہیں کیا تھا کہ وہ (گورنری چلانے سے) عاجز تھے یا وہ خیانت کار تھے۔ (بلکہ یہ حکومتی مصلحتوں کے تحت کیا تھا)

پھر فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفے کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اولین مہاجرین کے حقوق کا خیال رکھے اور ان کی حرمتوں کی حفاظت کرے اور میں انصار کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے پہلے سے ایمان اور مدینے میں گھر بنایا کہ وہ نیکو کار انصار کو قبولیت دے اور غلطی کرنے والوں کو معاف کرے اور میں دوسرے ممالک کے لوگوں کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ ان سے بھلائی کا سلوک کرنے کیونکہ وہ دین اسلام کے مددگار ہیں اور مال جمع کرنے والے اور دشمن کے لیے غیظ و غضب کا باعث ہیں اور ان سے ان کے وہ بچے ہوئے مال لے جو وہ اپنی خوشی سے دیں اور اعراب کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے امراء سے مال لیے جائیں اور ان کے فقراء کو دینے جائیں اور میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمے کی حفاظت کرے (یعنی ذمیوں کو تنگ نہ کرے) بلکہ ان سے کیا گیا عہد پورا کرے اور ان کے تحفظ کے لیے لڑائی کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ انھیں تکلیف نہ دی جائے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم ان (کی چار پائی لے کر) باہر نکلے (جب ان کی میت کو حجرہ نبوی کے پاس لایا گیا تو) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کہا اور اجازت طلب کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انھیں حجرے میں داخل کر دو چنانچہ انھیں اندران کے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کر دیا گیا جب ان کی تدفین سے فراغت ہو گئی تو وہ لوگ جمع ہو گئے (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے لیے تھے) حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ اپنا معاملہ تین شخصوں کے حوالے کرو تو حضرت زبیر نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ میں کرتا ہوں طلحہ نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگاتا ہوں اور سعد نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ عبدالرحمن بن عوف کے ذمہ لگاتا ہوں۔ عبدالرحمن نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے جو خلافت سے بری ہو جائے.....

عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا کہ تم معاملہ میرے سپرد کرو گے تو اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے افضل کو ہی منتخب کروں گا؟ تو انھوں نے کہا ہاں پھر عبدالرحمن نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا آپ نبی کریم ﷺ کے قریبی ہیں اور پہلے اسلام قبول کیا تھا اللہ آپ پر گواہ ہے اگر میں آپ کو امیر مقرر کر لیتا ہوں تو آپ انصاف کریں گے اگر میں عثمان کو امیر مقرر کر دیتا ہوں تو آپ بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے پھر دوسرے کو بھی اسی طرح کہا جب عبدالرحمن نے ان سے پختہ وعدہ لے لیا تو فرمایا اے عثمان اپنا ہاتھ لاؤ پھر انھوں نے عثمان کی بیعت کی پھر علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی پھر اہل مدینہ داخل ہوئے انھوں نے بھی عثمان کی بیعت کی۔ (بخاری و فضائل الصحابة باب قصة البيعة والانفاق مرقم: ۳۷۰۰)

قرآنی آیت پر عمل کرنے کا عجیب و غریب نمونہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے ح بن قیس کے پاس آئے اور حضرت ح بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے (اور حضرت عمر کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے) عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادیب عمر تھے لیکن تھے سب قرآن کے حافظ اور قاری۔ عیینہ نے حضرت ح سے کہا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو؟

انھوں نے کہا ہاں میں آپ کے لیے اجازت لوں گا پھر انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے انصاف سے کرتے ہو۔ (وہ ابھی اتنا کہہ پایا تھا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قصہ آگیا اور سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن حضرت ح بن قیس نے عرض کی امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (نبی کائنات ﷺ) کو حکم فرمایا ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ (الاعراف: ۱۹۹)

”آپ معاف کر دیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں (کی باتوں) کی پرواہ نہ کیا کریں۔“

امیر المؤمنین یہ بھی جاہل ہی تو ہے۔

راوی کہتا ہے اللہ کی قسم! جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مشاورت کی تو ان کا قصہ کا نور ہو گیا کیونکہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کیا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء، بسن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۷۲۸۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسلام کو عزت ملی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا زِلْنَا أَعَزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ»

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے سے ہم عزت والے بن گئے۔“

(بخاری، کتاب المناقب، باب اسلام عمر رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۸۶۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے معتمد صحابی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد عبد اللہ جنگ احد میں شہید ہو گئے اور ان پر ایک یہودی کا تیس وقت (تقریباً ایک سو بیس من) کھجوروں کا قرض تھا۔ حضرت جابر نے یہودی سے مہلت مانگی لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کی کہ اس یہودی کے پاس میری سفارش کرو۔ نبی کریم ﷺ یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور یہودی سے فرمایا کہ (باغ میں پھل تموڑا ہے جو تیرے قرض کو ادا کرنے سے قاصر ہے اس لیے) باغ میں جتنا بھی پھل ہے وہ اپنے قرض کے عوض قبول کر لے لیکن یہودی نے انکار کر دیا تو نبی کریم ﷺ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس میں چھل قدمی کی پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«جِدْ لَهُ فَاقُوفْ لَهُ الَّذِي لَهُ»

”کہ پھل کاٹنا شروع کر دو اور اس یہودی کا قرض پورا کر دو۔“

آپ ﷺ یہ حکم فرما کر واپس تشریف لائے اور حضرت جابر نے پھل کاٹنا شروع کر دیا۔ (اللہ کے فضل اور نبی ﷺ کی چھل قدمی کی برکت سے اتنا پھل اتر ا کہ) حضرت جابر نے یہودی کے تیس وقت بھی ادا کیے اور سترہ وقت (تقریباً ستر من) کھجوریں بچ بھی گئیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کو یہ خوشخبری سنانے آئے تو آپ ﷺ کو نماز پڑھتا ہوا پایا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ کو واقعہ بتایا تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا جابر جاؤ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتاؤ۔

جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جا کر واقعہ بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيَبَارَكُنَّ فِيهَا»

”جب آپ ﷺ باغ میں چل رہے تھے، مجھے تب ہی پتہ چل گیا تھا کہ کھجوروں میں

برکت ہوگی۔“ بخاری، کتاب فی الاستقراض، باب اذا قاض أو جازفہ..... مرقم ۲۳۹۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں مرغ نے ٹھونگیں ماریں:

حضرت سعد بن ابی ظہرہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا خطبے میں نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماری ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت قریب ہے اور کئی لوگ مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہ ہی محمد ﷺ کی شریعت کو ضائع کرے گا اگر میری وفات جلدی ہوگی تو پھر خلافت ان لوگوں کے مشورے سے بنائی جائے جن سے اللہ کے نبی ﷺ وفات کے وقت راضی تھے یعنی عثمان علی ظہرہ زبیر سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف (آپ نے حضرت سعید کو مجلس شوریٰ میں نہ شامل کیا کیونکہ وہ ان کے بہنوئی تھے)

شیطان بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوف کھاتا تھا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے وہاں قریش کی کئی عورتیں آپ ﷺ کے پاس بلند آواز سے باتیں کر رہی تھیں اور وہ اپنا مطالبہ پیش کر رہی تھیں جب عمر رضی اللہ عنہ پہنچے تو وہ عورتیں کھڑی ہو گئیں اور جلدی جلدی پردے کے پیچھے چلی گئیں تو نبی کریم ﷺ (یہ ماجرا دیکھ کر) ہن دیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! اللہ آپ کو ہنسا رکھے (آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب آ رہا ہے جو میرے پاس بیٹھی تھیں جب انھوں نے تمھاری آواز سنی تو چھپ گئیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ زیادہ حق تو آپ ﷺ کا ہے کہ یہ عورتیں آپ سے ڈرتیں پھر (عورتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا:

”يَا عَلَوَاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَيَّنِي وَلَا تَهَيَّنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ“
 ”اے اپنی جان کی دشمن (عورتو!) تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول ﷺ سے نہیں
 ڈرتیں؟“

عورتیں کہنے لگیں کہ آپ سخت دل اور سخت کلام کرنے والے ہیں اور رسول اللہ ﷺ (ایسے نہیں
 ہیں) نبی ﷺ نے فرمایا، رہنے دو اے عمر.....!

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجَا
 غَيْرَ فَجَاكَ“

(مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر شیطان آپ کو ایک راستے
 پر چلا دیکتا ہے تو وہ آپ والے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے پر مجبور ہو جاتا
 ہے۔“ بخاری، کتاب المناقب، فضائل عمر برقم: ۳۶۸۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پست آواز سے کلام کرتے تھے:

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ جب بنو تمیم کا ایک قافلہ آیا، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے
 ایک نے اقرع بن حابس کا نام پیش کیا تو دوسرے نے کسی دوسرے شخص کا نام (امارت وغیرہ کے لیے)
 پیش کیا، حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تمہارا مقصد میری مخالفت ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا
 مقصد آپ کی مخالفت نہیں ہے، اس سلسلے میں دونوں کی آوازیں اللہ کے رسول کے سامنے بلند ہونے لگیں
 تو اللہ اکرم الحاکمین نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾

(الحجرات: ۲)

”اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کیا کرو..... کہیں تمہارے
 اعمال تباہ نہ ہو جائیں۔“

راوی کہتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنی پست آواز سے بات کیا
 کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا (کہ عمر! کیا کہہ رہے ہو؟)

بخاری، کتاب التفسیر، باب لا ترفعوا اصواتکم، رقم: ۴۸۴۰۔

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر نبی ﷺ کو پورا اعتماد تھا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا ایک بھیڑیے نے آ کر ایک بکری پر حملہ کر دیا چرواہا اس کے پیچھے بھاگا حتیٰ کہ اس نے بکری اس سے چھڑائی بھیڑیا کہنے لگا (آج تو تو نے مجھ سے بکری چھڑائی ہے) لیکن جس دن بکریوں کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا (اور بکریاں) درندوں کے رحم و کرم پر ہوں گی اس دن ان بکریوں کی نگرانی کون کرے گا؟

لوگوں نے یہ واقعہ سن کر کہا: سبحان اللہ (بھیڑیا کیسے گفتگو کرنے لگا؟) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کہ تم مانو یا نہ مانو) اس بات پر میرا اور ابو بکر و عمر کا ایمان ہے (راوی کہتا ہے) اس مجلس میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔ بخاری، کتاب المناقب، فضائل عمر، رقم.....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کرتے تھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پہلی امتوں میں ایسے لوگ گزرے ہیں جن کو الہام ہوتا تھا اگر میری امت میں ایسے لوگ ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل عمر رضی اللہ عنہ: ۳۶۸۹)

اپنی بیٹی حفصہ کو نبی ﷺ کے احترام کرنے کا حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر حاوی ہوا کرتے تھے لیکن جب ہم مدینے میں آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں ان پر حاوی تھیں ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا اثر لینا شروع کر دیا ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے مجھے میری بات کا جواب دے ڈالا تو مجھے یہ بات ناگوار گزری میری بیوی نے کہا میں نے آپ کو جواب دے دیا ہے تو آپ اس کو کیوں محسوس کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ کی بیویاں جب آپ ﷺ کو جواب دے لیتی ہیں اور آپ ﷺ کی بعض بیویاں پورا پورا دن آپ ﷺ سے بولنا بھی چھوڑ دیتی ہیں (تو میرا جواب دینا کوئی اس سے بڑا ہے؟)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے اس بات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا میں نے کہا کہ جو آپ ﷺ کی بیوی ایسا کرتی ہے وہ تو برباد ہو گئی (پھر میں اس بات کی تحقیق کرنے کو چلا) چنانچہ میں نے کپڑے پہنے اور وہ بیٹی حفصہ کے پاس گیا اور اسے کہا: کیا تم میں سے کوئی نبی ﷺ کو

بخاری کے صحیح اور منتخب واقعات کا مجموعہ

ناراض بھی کر لیتی ہے؟ حتیٰ کہ رات تک ناراض رہتی ہے؟
 حصہ نے کہا ہاں، میں نے کہا کہ وہ عورت تو برباد ہو گئی جو ایسا کرتی ہے کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں لگتا کہ کہیں اللہ کے رسول کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے؟ حصہ ایسا نہ کیا کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گی نبی اکرم ﷺ سے بھگرا نہ کیا کرو اور نہ ہی آپ کی کسی بات کا جواب دیا کرو اور نہ ہی ان سے ناراضگی کیا کرو اگر کوئی تمہارا مسئلہ ہو تو مجھ سے سوال کرنا (اللہ کے نبی ﷺ کو پریشان نہ کرنا) دیکھو کہیں تمہاری سوکن (عائشہ) کا معاملہ تجھے فریب میں مبتلا نہ کر دے وہ تجھ سے خوبرو اور اللہ کے نبی ﷺ کو زیادہ پیاری ہیں (اس لیے ان کا مقام حاصل کرنے کے لیے آخرت نہ برباد کر لینا)
 بخاری، کتاب المغالیم، باب المعرفة والعلم، رقم: ۲۴۶۸۔

عبداللہ بن ابی منافق کی گردن اڑا دینے کا ارادہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں، کہ ہم ایک جنگ پر گئے ہوئے تھے کہ ایک مہاجر نے انصاری (کی دیر پر) لات ماری تو انصاری نے انصار کو آواز دی اور مہاجر نے مہاجرین کو بلایا قومیت کی بنیاد پر لڑائی کا ماحول پیدا ہو گیا) یہ معاملہ نبی ﷺ کے علم میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کہاں سے آ گئی، لوگوں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا، یہ حرکت گندی ہے اسے چھوڑ دو۔

جب اس واقعے کا علم عبد اللہ بن ابی کو ہوا تو اس نے کہا کیا مہاجرین نے ایسا کرنے کی جرأت کی ہے؟ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینے میں واپس پہنچے ہم (نحوذ باللہ) ان ذلیل لوگوں کو مدینے سے نکال باہر کریں گے، اس بات کا نبی ﷺ کو علم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

”دَعْنِي أَضْرِبُ غُنْقَ هَذَا الْمُنَافِقِ“

”یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے میں اس منافق کی گردن اڑا دیتا ہوں۔“

تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

”دَعْنَهُ لَا يَتَخَذُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ“

”اسے چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں، کہ محمد ﷺ تو اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔“

راوی کہتا ہے کہ ابتداء میں تو مہاجرین تموڑے تھے لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمال تقویٰ:

حضرت ابو بردہ بن ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد بزرگوار نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے فرمایا تھا اے ابو موسیٰ کیا آپ کو یہ اچھا لگتا ہے کہ ہمارا اللہ کے رسول کے ساتھ اسلام قبول کرنا اور ہماری ہجرت اور ہمارا جہاد الغرض آپ کے ساتھ کیے ہوئے اعمال ثابت رہیں اور آپ ﷺ کے بعد جو اعمال ہم نے کیے ان کی وجہ سے ہماری برابر سرائبر نجات ہو جائے (یعنی کیے اعمال کی اعلیٰ قسم کی جزا نہ ملے اور غلطیوں کی سزا نہ ملے) آپ کے والد نے کہا نہیں اللہ کی قسم ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کفار سے جہاد کیا اور نمازیں پڑھیں اور روزے رکھتے رہے اور بے شمار اعمال ہم نے کیے ہیں اس کے علاوہ ہمارے ہاتھوں بہت سے لوگ مسلمان بھی ہوئے ہم ان (اعمال کے ثواب) کی بھی امید رکھتے ہیں

لیکن میرے والد (عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے اعمال پورے اور ثابت رہیں اور آپ ﷺ کے بعد والے اعمال سے برابر سرائبر نجات پالیں

ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا:

”إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي“

”اللہ کی قسم آپ کے والد (عمر میرے والد (ابوموسیٰ) سے بہتر تھے۔“

بخاری کتاب المناقب باب ہجرة النبی ﷺ..... رقم: ۳۹۱۵

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری صحابی نے جو مدینے کے بالائی علاقے میں رہتا تھا ہم نے باری مقرر کر رکھی تھی کہ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (حصول علم کے لئے) جاتا تھا اور ایک دن میں جایا کرتا تھا وہ مجھے اپنی باری میں پورے دن کی (دینی معلومات) سے آگاہ کیا کرتا تھا تو دوسرے دن میں۔ ایک دن یہ انصاری ساتھی گھر پر آیا تو اس نے میرا دروازہ بہت زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کہ عمر یہاں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر آیا تو اس نے بتایا کہ بہت بڑا معاملہ ہو چکا ہے (یعنی آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں حضرت حصہ کے پاس گیا تو انہیں روتا پایا میں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ حصہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں ہے پھر میں سیدہ حانہؓ کے پاس گیا اور بیٹھنے سے پہلے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

تو میں نے کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے؟

بخاری کتاب العلم باب التناوب فی العلم رقم: ۷۹

عمر رضی اللہ عنہ نے امت کو انتشار سے بچا لیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کئی مہاجرین کو قرآن پڑھایا کرتا تھا عبد الرحمن بن عوف بھی انہی لوگوں میں شامل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (۲۳ھ میں) آخری حج کیا تھا اس سال میں منیٰ میں حضرت عبد الرحمن بن عوف کی منزل میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے جب حضرت عبد الرحمن میرے پاس واپس آئے تو مجھے کہنے لگے آپ کو معلوم ہے کہ ایک شخص آج امیر المومنین کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین فلاں شخص کے بارے میں آپ کچھ کہیں گے کہ اس نے کہا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں طلحہ بن عبید اللہ کی بیعت کر لوں گا۔ حضرت ابوبکر کی بیعت اچانک ہوئی تھی اور وہ کامیاب ہو گئی (میں بھی طلحہ کی بیعت اچانک کروں گا تو وہ بھی کامیاب ہو جائے گی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے میں آ گئے اور پھر فرمایا ان شاء اللہ آج میں شام لوگوں کو خطبہ دوں گا (اس میں اس بات کا تذکرہ کروں گا) اور ایسے لوگوں سے انہیں خبردار رہنے کا کہوں گا جو (حکومت کے متوالیان سے) ان کے عہدے چھین لینا چاہتے ہیں لیکن عبد الرحمن نے فرمایا، اے امیر المومنین ایسا نہ کریں کیونکہ یہ حج کا موقع ہے اور حج کے موقع پر کم فہم اور گھٹیا قسم کے لوگ بھی آئے ہوئے ہیں۔ جب آپ خطبہ دیں گے تو آپ کے پاس وہی لوگ جمع ہو جائیں گے۔ (اور عقلمند لوگوں کو آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع ہی نہیں ملے گا) اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ جو بات کہیں گے وہ اسے اڑا دیں گے وہ اسے سمجھ نہیں سکیں گے اور اس کا صحیح معنی مفہوم نہیں بتائیں گے اس لیے آپ فی الحال ایسا نہ کریں جب آپ واپس مدینے میں جائیں گے (تو وہاں خطبہ دینا کیونکہ) مدینہ دارالحجرت ہے وہاں سنت نبوی کا راج ہے وہاں آپ کا واسطہ سمجھدار اور مہرز لوگوں سے پڑے گا جو بات آپ مدینے میں کہیں گے وہ دلوں میں اتر جائے گی اور آپ کی بات کو اہل علم

لوگ نقل کریں گے اور اس کا صحیح مطلب بیان کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں مدینہ میں جا کر پہلا خطبہ اسی موضوع پر دوں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم حج سے ذوالحجہ کے آخر میں لوٹ کر مدینہ منورہ پہنچے، جب جمعہ کا دن ہوا تو سورج ڈھلتے ہی میں مسجد میں جلدی جلدی پہنچ گیا وہاں دیکھا کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل (وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکرا رہا تھا اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے تشریف لائے میں نے انہیں آتا ہوا دیکھا تو میں نے سعید بن زید سے کہا کہ آج عمر رضی اللہ عنہ وہ بات کہنے والے ہیں جو انہوں نے خلافت کے دور میں کبھی بھی نہیں کہی لیکن سعید بن زید نے میری بات نہ مانی کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آج وہ کوئی ایسی بات کہیں جو پہلے کبھی نہ کہی ہو۔

خیر عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے جب اذان ہو چکی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا، اے لوگو! آج میں ایک ایسی بات کہنے والا ہوں جو میرے مقدر میں لکھی ہوئی تھی ہو سکتا ہے کہ میری وفات کا وقت آچکا ہو دیکھو! جو شخص میری بات کو سمجھ لے اور اسے یاد رکھ سکتا ہو تو وہ جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے وہاں تک میری بات پہنچائے اور جس کو خدشہ ہو کہ وہ میری بات نہ سمجھ پائے گا تو اس کے لیے قطعاً حلال نہیں ہے کہ وہ مجھ پر جھوٹی باتیں بٹاتا پھرے (پھر اپنا خطبہ یوں شروع کیا)

”إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ“

”بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق (دین دے کر) بھیجا اور ان پر قرآن بھی نازل کیا اور جو آیات آپ ﷺ پر نازل ہوئیں ان میں سے ایک رجم کی آیت بھی تھی ہم نے وہ آیت پڑھی تھی اور اسے یاد بھی کیا اور اسے اچھی طرح سمجھا بھی تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے (شادی شدہ زانی کو اس آیت کی وجہ سے) رجم کیا تھا پھر آپ ﷺ کے بعد ہم بھی رجم کرتے چلے آئے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد کوئی کہنے والا کہے گا:

«مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّحْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيُضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةِ أَنْزَلَهَا اللَّهُ»

”رحم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملی (بمحرورہ رحم کی آیت کا انکار کریں گے اور) وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کا انکار کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔“

پھر فرمایا:

«الرَّحْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى»

”رحم (کا حکم) اللہ کی کتاب میں موجود ہے اور جو شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے اور اس پر گواہ موجود ہوں یا حمل ظہر جائے یا پھر ملزم خود بدکاری کا اقرار کر لے تو اس پر رحم لازم ہوگا۔“

پھر فرمایا: ”قرآن میں ہم یہ آیت بھی تلاوت کیا کرتے تھے:

﴿لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُمُ كَفَرُ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ﴾

یا یہ الفاظ تھے ﴿إِنْ كُفِّرَا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ﴾

”تم اپنے باپ دادوں کو چھوڑ کر دوسرے باپ دادے نہ بناؤ، کیونکہ اپنے باپ دادوں سے بے رغبتی کفر ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا:

«لَا تَطْرُقُونِي كَمَا أَطْرُقِي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ»

”تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ آمیزی نہ کرنا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ آمیزی کی گئی تھی مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔“

پھر فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کسی نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم! اگر عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا کوئی شخص اس بات سے دھوکہ نہ کھائے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی اس لیے وہ مکمل ہو گئی، ٹھیک ہے حضرت ابوبکر کی بیعت فوری تھی اور وہ کامیاب رہی لیکن اللہ نے فوری بیعت کے نقصان سے تم کو بچا لیا تھا یہ بتاؤ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا شخص تم میں کون ہے؟ (جو ان جیسا متقی عالم منکر ہو)

سن لو جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کرے گا تو نہ اس کی پیروی کی جائے گی اور نہ ہی اس کی جس کی اس نے بیعت کی ہوگی بلکہ انھیں قتل کر دیا جائے گا جب اللہ کے نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت ہم سب سے بہتر انسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے (خلافت کے مستحق وہی تھے) لیکن انصار ہماری مخالفت کرتے ہوئے عقیقہ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے۔ اور حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ہمسوا لوگوں نے ہماری مخالفت کی لیکن مہاجرین حضرت ابوبکر سے پاس جمع ہو گئے۔

میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں ہمارے انصاری بھائیوں کے پاس لے چلو ہم ان کے پاس چل پڑے جب ہم ان کے قریب پہنچ گئے تو انصار کے دو صالح انسان (عمیر بن ساعدہ، معن بن عدی) آ کر ملے انھوں نے بتایا کہ انصار لوگ فلاں شخص پر متفق ہو گئے ہیں انھوں نے ہم سے دریافت کیا کہ اے مہاجرین کی جماعت تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں انھوں نے کہا کہ تم ان کے پاس نہ جاؤ تم نے جو کرنا ہے وہ کر ڈالو لیکن میں نے کہا اللہ کی قسم ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے پھر ہم چلے اور عقیقہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس پہنچے تو ایک شخص کو کپڑا لپیٹے ان کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت سعد بن عبادہ ہیں، میں نے کہا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا، انھیں بخار ہوا ہے۔

ہم تھوڑی دیر بیٹھے اتنے میں ان کا خطیب (ثابت بن قیس یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور) اس نے خطبہ میں اللہ کی تعریف کی پھر کہا ہم اللہ (کے دین اور اس کے رسول) کے مددگار اور اسلام کا لشکر ہیں اے مہاجرین تم جھوٹا سا گروہ ہو جو قریش کی قوم سے نکل کر آیا تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری جڑ کاٹیں اور خلافت کے حقدار بن بیٹھیں۔

جب اس نے اپنی بات قسم کی تو میں نے گفتگو کرنا چاہی کیونکہ میں نے ایک عمدہ تقریر ذہن میں تیار کر رکھی تھی میں نے چاہا کہ حضرت ابوبکر کی گفتگو سے پہلے میں اپنی تقریر کروں اور انصار کی تقریر سے حضرت ابوبکر کو جو غصہ آیا ہوا ہے اسے زائل کر دوں جب میں نے گفتگو کرنا چاہی تو ابوبکر نے فرمایا: ٹھہر جاؤ تو میں نے حضرت ابوبکر کو ناراض کرنا اچھا نہ سمجھا چنانچہ انھوں نے گفتگو کی اور وہ مجھ سے زیادہ علمند، حوصلہ والے اور باوقار شخص تھے اللہ کی قسم جو میں نے تقریر تیار کر رکھی تھی اس کا ایک لفظ بھی انھوں نے نہ چھوڑا مگر وہ انھوں نے کہہ دیا بلکہ اس سے بھی عمدہ جملے فرمادیے ان کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ انھوں نے انصار سے

کہا کہ جو باتیں تم نے اپنے بارے میں کہی ہیں ان کے تم اہل ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافت صرف قریش کا حق ہے کیونکہ قریش خاندان اور قوم کے اعتبار سے پورے عرب سے افضل ہیں پھر ابوبکر نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے ان دو شخص کو تمہارے لیے منتخب کیا ہے ان میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو، ابوبکر کی صرف یہ بات مجھے ناگوار گزری تھی۔ اللہ کی قسم! اگر بے قصور میری گردن اڑا دی جاتی تو یہ مجھے اس سے اچھا لگتا تھا کہ میں ابوبکر کے ہوتے ہوئے امیر بن جاؤں ہاں یہ اور بات ہے کہ موت کے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے اور مجھے وہ خیال آ جائے جو اب نہیں ہے۔

خیر اس وقت ایک انصاری اٹھا اور اس نے کہا کہ میں اونٹ کی وہ لکڑی ہوں جس سے وہ اپنی کھلی کی تکلیف رفع کرتا ہے اور وہ پاڑ ہوں جو درخت کے گرد لگائی جاتی ہے (یعنی میں قابل اعتبار شخص ہوں میں تمہیں یہ مشورہ دیتا ہوں) کہ ایک خلیفہ انصار سے ہو اور ایک قریش سے (وہ دونوں مل کر خلافت کا نظام چلائیں)

اب بہت شور برپا ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں مجھے اختلاف کا خدشہ پیدا ہو گیا تو میں نے کہا ابوبکر اپنا ہاتھ بڑھائیں انھوں نے ہاتھ کھولا تو میں نے ان کی بیعت کر لی پھر مہاجرین نے بیعت کی ان کے بعد انصار نے بیعت کی اور ہم نے سعد بن عبادہ (جو کہ انصار میں سے خلافت کے امیدوار تھے) ان پر غلبہ حاصل کر لیا (وہ خلیفہ نہ بن سکے اور ہوا وہی جو اللہ کی مرضی تھی اور مہاجرین چاہتے تھے اس صورت حال کے پیش نظر) ایک شخص نے کہا:

«فَقَتَلْتُمُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ»

”تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر ڈالا۔“

تب میں نے کہا:

«قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ»

”سعد بن عبادہ کو اللہ نے قتل کیا ہے۔“

حضرت عمرؓ نے یہ بھی فرمایا اس وقت ہم کو ابوبکر کی خلافت سے زیادہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوئی کیونکہ ہمیں خوف تھا کہ اگر ہم لوگوں سے الگ رہتے اور ابھی بیعت نہ ہوئی اور لوگ کسی شخص کی بیعت کر لیتے یا تو ہم ناچاہتے ہوئے اس کی بیعت کر لیتے یا دوسری صورت میں ہم ان کی مخالفت کرتے

دونوں صورتوں میں فساد برپا ہوتا۔

میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص کی بیعت کر لے گا تو نہ اس کی اتباع کی جائے اور نہ ہی اس کی جس کی اس کی بیعت کی بلکہ دونوں کی جانوں کو مار دیا جائے گا۔

بخاری، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی، رقم: ۶۸۳۰

فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں:

حضرت ابو عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کا محاصرہ کیا جا چکا تھا تو انھوں نے اوپر سے لوگوں پر بھانکا اور فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اور میں اللہ کا واسطہ صرف رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

«مَنْ حَضَرَ بَيْتَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ»

”جو شخص رومہ نامی کنواں خریدے گا (جو کہ یہودی کی ملکیت تھا) تو اس کے لیے جنت ہوگی۔“ پھر وہ کنواں میں نے خریدا تھا۔

کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

«مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ»

”جو شخص جنگ جوک کا لشکر (مال دے کر) تیار کرے گا تو اسے جنت ملے گی؟“ پھر وہ لشکر بھی میں نے تیار کیا تھا۔

(راوی کہتا ہے کہ) لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باتوں کی تصدیق کی تھی۔

(الوصایا، باب اذا وقف ارضاً..... رقم: ۲۷۷۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن زید کو باندھ دیا کرتے تھے:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوفہ کی مسجد میں میں نے حضرت سعید بن زید سے سنا:

«لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمَوْثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ»

مخکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں تھے تب اسلام لانے کی وجہ سے مجھے باندھ دیا کرتے تھے۔“
پھر فرمایا:

”وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا ارْفَضَ لِلذِّیْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ“
”تو حضرت عثمان سے جو تم نے سلوک کیا ہے وہ اتنا بھیاںک ہے کہ اگر احد پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا تو ہٹ جاتا۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی:

جب لوگ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ جس وقت کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد بنائی انہوں نے کہا کہ تم نے (میرے بارتے میں) بہت کچھ کہا حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَتَّبِعُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ“
”جو شخص مسجد بنائے اور اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو تو اللہ اس کے لیے اسی کے مثل جنت میں مکان بنا دیتا ہے۔“

حضرت عثمان پر ایک حاسد کے اعتراضات:

حضرت عثمان بن مہوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مصری شخص حج پر آیا اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ قریشی لوگ ہیں اس نے پوچھا کہ ان کا سربراہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ان کے سربراہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اس شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں آپ سے کوئی بات پوچھنا چاہتا ہوں آپ اس کا جواب دیں آپ یہ بتائیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت عثمان بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں صحیح بات ہے اس نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔

اس نے پھر پوچھا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) بیعت رضوان میں بھی شامل نہیں تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔

اس شخص نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا (یعنی وہ خوش تھا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے شخص کی تصدیق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کرالی ہے) لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا کہ ذرا ادھر آؤ میں آپ کو ان چیزوں کی اصل حقیقت بتاتا ہوں۔

پھر انھوں نے فرمایا جہاں تک جنگ احد سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بھاگنے کا معاملہ ہے تو تو گواہ ہو جا کہ اللہ نے وہ قصور ان کو معاف فرمادیا تھا۔ اور جنگ بدر سے اس لیے پیچھے رہ گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی جو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں وہ بیمار تھیں نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان سے فرمایا تھا کہ تم گھر پر ان کی دیکھ بھال کرو آپ کو بدر کے مجاہدین کے برابر ثواب ملے گا اور مال غنیمت میں سے بھی آپ کو حصہ ملے گا (اس لیے وہ نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل میں پیچھے رہ گئے تھے)

باقی رہا بیعت رضوان میں ان کا پیچھے رہ جانا تو اس کا یہ جواب ہے کہ اگر مکہ کے علاقے میں جانے کے لیے حضرت عثمان سے زیادہ معزز و موزوں شخص کوئی ہوتا تو آپ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بجائے اس کو (مکہ والوں سے گفتگو کرنے کے لیے) بھیج دیتے (لیکن حضرت عثمان سے زیادہ موزوں شخص کوئی نہیں تھا اس لیے) آپ ﷺ نے حضرت عثمان کو بھیجا تھا اور بیعت رضوان تو حضرت عثمان کے مکہ چلے جانے کے بعد ہوئی تھی (اس کے باوجود جب صحابہ بیعت کر چکے تو) آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک اٹھایا اور فرمایا دیکھو یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر آپ ﷺ نے دایاں ہاتھ اپنے بائیں پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ (یعنی حضرت عثمان اگرچہ بیعت میں شریک نہیں تھے لیکن آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دے کر اپنے بائیں پر رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت لی) پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا کہ اپنے اعتراضات کے ساتھ یہ جوابات بھی لے جاؤ۔

بخاری، کتاب المناقب فضائل عثمان مرقم: ۳۶۹۹

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن کو بددعا دی:

حضرت سعد بن عبیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور حضرت عثمان کے بارے میں دریافت کیا (کہ وہ کیسے انسان تھے؟) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے اچھے کردار اور خوبیوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ شاید یہ باتیں تجھے ناگوار ہوں گی؟ اس نے کہا ہاں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

صحیح بخاری، لائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”أَرْعَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ“

”اللہ تجھے ذلیل کرے چلا جا میرے خلاف تو جو کچھ کر سکتا ہے جا کر لے۔“

بخاری، کتاب المناقب، فضائل علی رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۰۴

فضائل علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نبی ﷺ نے لعاب مبارک لگایا:

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خیبر کی جنگ کے موقع پر آنکھوں میں تکلیف تھی اور جنگ فتح نہیں ہو رہی تھی تو ایک دن) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ خیبر کو فتح کر دے گا (ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا) اب لوگ رات کو اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے کہ دیکھو کل کس کو جھنڈا ملا ہے صبح کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے ہر ایک کو امید تھی کہ جھنڈا اسے ملے گا (کیونکہ وہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتے تھے) لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ان کی تو آنکھیں خراب ہیں آپ ﷺ نے فرمایا انھیں بلا کر لاؤ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور ان کے لیے دعا بھی کی تو وہ بالکل تندرست ہو گئے ایسا لگا تھا کہ ان کو کوئی تکلیف ہی نہیں تھی آپ ﷺ نے جھنڈا انھیں پکڑا دیا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا رسول اللہ! کیا ان سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان نہ) ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چلتے جاؤ حتیٰ کہ ان کے ملائے میں پہنچ جاؤ پھر انھیں اسلام کی دعوت دو اور ان پر اللہ کے جو حقوق ہیں ان کے حلق انھیں آگاہ کرو اللہ کی قسم! اگر آپ کے ذریعے ایک شخص کو بھی اللہ ہدایت کر دے تو یہ آپ کے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے کہیں بہتر ہوگا (ایک روایت میں ہے کہ پھر اللہ نے ان کے ہاتھوں پر خیبر کو فتح کرادیا)

بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل علی، رقم: ۳۷۰۱-۳۷۰۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو تراب کا نام دیا گیا:

حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد کے پاس آیا اور کہا کہ مدینہ کا امیر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر کے پاس (غلط نام سے) ذکر کرتا ہے حضرت کہل نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ وہ حضرت علی کو ابوتراب (مٹی والا) کا نام دیتا ہے تو حضرت کہل یہ سن کر فہم دے دیے اور فرمایا اللہ کی قسم! ان کا یہ نام تو خود نبی کریم ﷺ نے رکھا تھا اور حضرت علی کو بھی یہ نام بہت ہی پسند تھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت کہل سے اس نام کا پس منظر پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے پاس گئے پھر وہ (ناراض ہو کر گھر سے) نکلے اور جا کر مسجد میں لیٹ گئے نبی ﷺ حضرت فاطمہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ فاطمہ! تمہارے بچے کے بیٹے (علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ انھوں نے فرمایا وہ مسجد میں ہیں آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کی کمر سے چادر ہٹ چکی تھی اور کمر پر مٹی لگی ہوئی تھی آپ ﷺ ان کی کمر سے مٹی بھی جھاڑتے جا رہے تھے اور دوہار فرمایا:

”اَجْلِسْ يَا اَبَا تُرَابٍ“

”اے ابوتراب (مٹی والے) اٹھ بیٹھو۔“

بخاری، کتاب المناقب فضائل علی رضی اللہ عنہ رقم: ۳۷۰۳

فضائل زبیر رضی اللہ عنہ

جنگ جمل میں زبیر کی اپنے بیٹے عبد اللہ کو وصیت:

حضرت عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن ہم کھڑے تھے اور سیدنا زبیر نے مجھے بلایا اور میں ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا تو مجھ سے کہنے لگے۔ بیٹا آج ظالم اور مظلوم دونوں طرح کے لوگ قتل ہوں گے لیکن میں مظلوم قتل ہوں گا اور میرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مجھ پر قرض ہے اور ہمارا قرض ہمارے تمام مال کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اے بیٹے ہمارا مال بیچ کر ہمارا قرض ادا کر دینا۔ اور انھوں نے مٹ مال کی وصیت فرمائی اور مٹ کے مٹ کی وصیت حضرت عبد اللہ بن زبیر کے بیٹوں کے لیے کی تھی۔

تیسرے حصے کی تین تہائیاں کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا اگر ہمارے قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارا کچھ مال بچ رہے تو اس کا تیسرا حصہ تمہاری اولاد کے لیے ہوگا۔

ہشام کا کہنا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر کے کچھ بیٹے حضرت زبیر کے چچوں کے برابر تھے یعنی

ضعیب عباد۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے اس دن نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔

پھر حضرت زبیر نے مجھے وصیت کے متعلق یوں وصیت کی اے بیٹے اگر تو قرض ادا کرنے سے عاجز آجائے تو میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ مولیٰ سے ان کی مراد کیا ہے؟ میں پوچھا ابا جان آپ کا مولیٰ کون ہے؟ انھوں نے فرمایا میرا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔
اللہ کی قسم مجھے ان کے قرض ادا کرنے میں کسی قسم کی پریشانی ہوتی تو میں کہتا:

”يَا مَوْلَى الرَّبِّبِ اَقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ“

”اے زبیر کے مولیٰ ان کا قرض ادا فرما دے پھر اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کی صورت نکال دیتا تھا۔“

حضرت زبیر شہید ہو گئے اور آپ نے نہ کوئی ذیہار چھوڑا اور نہ ہی کوئی درہم ہاں ان کی دو زمینیں تھیں ایک غابہ مقام کی زمین دوسری مدینہ میں موجود گیارہ گھر اور پھرے میں دو اور کوفہ میں اور ایک گھر مصر میں تھا۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر جو قرض تھا اس کی صورت یہ تھی کہ کوئی شخص ان کے پاس مال امانت کے طور پر رکھتا تھا، زبیر رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ امانت نہیں بلکہ قرض کے طور پر دے جاؤ کیونکہ مجھے اس کے خرچ ہونے کا اندیشہ ہے۔ ورنہ وہ کسی وقت میں کسی حکومتی عہدے پر یا جزیہ ٹیکس کی وصولی پر متعین نہیں رہے۔
تھے۔ ہاں وہ نبی ﷺ کے ساتھ یا حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے (دور خلافت میں) جہاد پر جایا کرتے تھے (وہاں سے انھیں مال غنیمت سے مال ملا کرتا تھا۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان پر کل قرض پانچ لاکھ تھا۔

حضرت حکیم بن حزام، عبد اللہ بن زبیر کو ملے اور پوچھا بھتیجے میرے بھائی (زبیر) پر کتنا قرض تھا؟ تو انھوں نے اسے چھپایا اور کہا ایک لاکھ، حکیم بن حزام نے فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا مال اس قرض کو ادا کر سکے گا۔

حضرت عبد اللہ نے فرمایا، اگر وہ قرض پانچ لاکھ ہو تو (پھر کیا ہوگا؟) انھوں نے فرمایا میں تو یہ کہوں گا کہ تم یہ قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاں اگر عاجز آ جاؤ تو پھر مجھ سے تعاون لے لینا۔

حضرت زبیر نے غابہ والی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی، حضرت عبداللہ بن زبیر نے وہ سولہ لاکھ کی بیچی۔ پھر فرمایا بھائی! جس نے حضرت زبیر سے اپنا حق لینا ہو تو وہ غابہ میں ہمارے پاس آجائے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت زبیر سے چار لاکھ لینے تھے انھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے فرمایا کہ اگر تم کہو تو میں یہ قرض چھوڑ دیتا ہوں لیکن عبداللہ بن زبیر نے فرمایا نہیں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ قرض کچھ دیر سے ادا کر دینا لیکن عبداللہ بن زبیر نے کہا ایسا بھی نہیں ہوگا تو حضرت عبداللہ بن جعفر نے کہا تو پھر زمین کا ٹکڑا مجھے دے دو تو حضرت ابن زبیر نے فرمایا یہاں سے وہاں تک کی زمین تمہاری ہے۔

حضرت زبیر نے غابہ کی زمین بیچ کر حضرت زبیر کا قرض ادا کر دیا لیکن ابھی اس زمین کے ساڑھے چار حصے باقی تھے پھر حضرت ابن زبیر حضرت معاویہ کے پاس گئے ان کے پاس حضرت عمرو بن عثمان اور منذر بن زبیر اور ابن زعمہ موجود تھے، حضرت معاویہ نے پوچھا کہ غابہ کی زمین کی کتنی قیمت لگائی گئی؟ فرمایا ہر حصہ ایک لاکھ کا فروخت ہوا، حضرت معاویہ نے پوچھا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ انھوں نے فرمایا، ابھی ساڑھے چار حصے باقی ہیں۔ منذر بن زبیر نے کہا ایک لاکھ کا حصہ میں لیتا ہوں۔

عمرو بن عثمان نے کہا ایک لاکھ کا حصہ میں نے لیا اور ابن زعمہ نے کہا کہ ایک لاکھ کا حصہ مجھے دے دو، حضرت معاویہ نے پوچھا باقی کتنے حصے بیچ گئے؟ تو ابن زبیر نے فرمایا، ڈیڑھ حصہ باقی ہے تو انھوں نے فرمایا کہ ڈیڑھ لاکھ کا حصہ مجھے دے دو۔ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ چھ لاکھ میں بیچا تھا۔ جب حضرت ابن زبیر قرض ادا کر چکے تو حضرت زبیر کے بیٹوں نے کہا ہماری میراث ہم میں تقسیم کر دو لیکن حضرت ابن زبیر نے فرمایا: اللہ کی قسم جب تک میں چار برس تک حج کے موقع پر یہ اعلان نہیں کر لیتا کہ جس نے حضرت زبیر سے قرض لینا ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کا قرض ادا کریں گے۔

پھر حضرت ابن زبیر ہر برس حج کے موقع پر اعلان کیا کرتے تھے چار برس بعد میراث تقسیم کر دی، حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ آئے تھے اور کل مال باون لاکھ ہوا

تھا۔ (فرض الخمس باب یرکۃ الغازی فی مالہ..... رقم: ۳۱۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے حواری تھے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غزوہ احزاب میں فرمایا میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا؟ تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بولے کہ میں (لاؤں گا) اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دوسری مرتبہ فرمایا کہ میرے پاس دشمن کی خبر کون لائے گا وہ پھر بولے کہ میں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الرَّسُولِ»

”ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔“

(فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب زبیر..... رقم: ۳۷۱۹)

صحابہ کرام نبی ﷺ کا استعمال شدہ نیزہ تمہر کا ابن زبیر سے لیتے رہے:

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص سے میرا مقابلہ ہوا اور وہ ہتھیاروں سے اس طرح لیس تھا کہ اس کی صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں اور اس کی کیت ابو ذات الکرش تھی۔ اس نے کہا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں،

«فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنْزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ»

”میں نے اس پر اپنے نیزے سے حملہ کیا، اس کی آنکھ پر (نیزہ) مارا تو وہ مر گیا۔“

(سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب وہ مر گیا تو میں نے اپنا پاؤں اس کی لاش پر رکھا اور دونوں ہاتھ لپے کر کے بہت مشکل سے نیزہ نکالا، اس کے دونوں کنارے میڑھے ہو گئے تھے، یہ نیزہ رسول اللہ نے مجھ سے مانگا تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دے دیا پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو میں نے اپنا نیزہ لے لیا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو انہیں دے دیا۔ پھر جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مانگا میں نے دے دیا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو میں نے لے لیا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مانگا تو میں نے انہیں دے دیا۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (اور ان) کی اولاد کے پاس رہا۔ آخر میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگ لیا اور وہ ان کے پاس رہا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

(المغازی۔ باب شہود الملائکۃ بدرًا کافہلی باب..... رقم: ۳۹۹۸)

اسماء کو نبی ﷺ نے سواری پر بٹھانا چاہا لیکن وہ شرمانے لگیں:

سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ جب مجھ سے حضرت زبیرؓ نے نکاح کیا تو ان کے پاس کچھ مال نہ تھا نہ زمین تھی نہ لوٹری غلام تھے اور سوائے پانی لانے والے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ کے کچھ نہ تھا۔ میں ان کے گھوڑے کو چراتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور ان کا ڈول سیتی تھی اور آٹا گوندھتی تھی اور میں روٹی پکانا نہ جانتی تھی اور میری روٹی انصاری پڑوسنیں پکا دیتی تھیں، وہ بڑی نیک بخت عورتیں تھیں اور میں زبیر کی اس زمین سے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی اس سے اپنے سر پر کھجوروں کی مٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی اور وہ جگہ مجھ سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں اپنے سر پر مٹھلیاں رکھے آ رہی تھی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے۔ آپ کے ساتھ چند اصحاب بھی تھے، آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کے واسطے اونٹ کو اُخ اُخ کہا لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیرؓ کی غیرت بھی مجھے یاد آئی کہ وہ بڑے غیرت مند ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پہچان گئے کہ مجھے شرم آ رہی ہے اس لیے آپ ﷺ چل دیئے میں نے زبیر سے آکر کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے تھے میرے سر پر مٹھلیوں کا بوجھ تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ تھے، آپ ﷺ نے مجھے بٹھانے کے لیے اونٹ کو بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کو میں جانتی ہوں۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا:

«وَاللّٰهُ لَيَحْمِلَنَّكَ النَّوْىَ كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكَ مَعَهُ»

”واللہ! مجھے تیرے سر پر مٹھلیاں لانا آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہو جانے سے زیادہ ناگوار تھا۔“
پھر سیدنا ابوبکرؓ نے میرے لئے ایک خادم بھیج دیا، وہ گھوڑے کی نگہبانی کرنے لگا گویا کہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔ (الحکاح: باب الغیرۃ، رقم: ۵۲۲۴)

فضائل بلالؓ رضی اللہ عنہ

حضرت بلالؓ نے امیہ بن خلف کو بدر میں قتل کیا:

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں، میں نے امیہ بن خلف سے ایک تحریری معاہدہ کیا کہ مکہ میں جو میرا مال اولاد وغیرہ ہیں وہ ان کی حفاظت کرے گا اور مدینہ میں جو اس کا مال و متاع ہے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کی حفاظت کروں گا جب میں نے اس میں رُحْن کا ذکر کیا یعنی عبد الرحمن کا لفظ لکھا تو اس نے کہا میں رحمان نہیں جانتا (کہ وہ کیا ہے) اس لیے تم اپنے زمانہ جاہلیت والے نام سے معاہدہ کرو چنانچہ میں نے عبد عمرو کے نام سے معاہدہ کر لیا۔

جب جنگ خیبر کا معرکہ ہوا میں پہاڑ کی طرف نکل گیا تاکہ میں (اپنے معاہدہ کے مطابق) اس کی حفاظت کروں اس وقت لوگ سوچے تھے لیکن حضرت بلال نے امیہ کو دیکھ لیا وہ انصار کی مجلس میں چلے گئے اور کہنے لگے وہ امیہ ہے:

«لَا تَجُوثُ اِنْ نَجَا اُمِيَّةٌ»

”کہ اگر امیہ بچ نکلا تو میں نے نجات نہ پائی۔“ (یعنی اس کا بچ کر نکل جانا میرے لیے موت کے برابر ہے) پھر انصار میں سے کچھ افراد ہمارے پیچھے آ گئے جب مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ وہ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے تو میں نے ان کے آگے امیہ کے بیٹے (علی) کو بھیج دیا تاکہ وہ انھیں معرُوف کر لے (اور ہم جائے پناہ کی طرف نکل جائیں)

لیکن انھوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا پھر وہ ہمارا پیچھا کرتے ہوئے پہنچ گئے اور امیہ ایک بھاری بھر کم فُصّ تھا جب انھوں نے ہمیں پالیا (یعنی امیہ کو مارنے لگے) تو میں نے امیہ کو کہا کہ تو بیٹہ جا وہ بیٹہ گیا تو میں نے اس پر اپنا جسم ڈال کر اس کو چھپانے کی کوشش کی لیکن انھوں نے میرے پیچھے سے اسے تلواریں مار مار کر قتل کر ڈالا اس دوران ان میں سے کسی ایک کی تلوار کا دھم مجھے بھی لگ گیا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف ہمیں وہ دھم دکھایا کرتے تھے، جہان کے پاؤں پر لگا تھا۔

(الوکالة - باب اذا وكل المسلم حربيا..... رقم: ۲۳۰۱)

فضائل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

تکبیر تحریرہ کے بعد کی مسنون دعا کے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سوال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر اور قرأت کے درمیان میں کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تکبیر اور قرأت کے

درمیان خاموشی کے دوران آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں:

«اَللّٰهُمَّ بَا عِدَّ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ حَظَاتِيْا..... الخ»

”اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسا فاصلہ کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کر دیا ہے، اے اللہ مجھے گناہوں سے پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال۔“

(الاذان۔ باب ما يقول بعد التكبير..... رقم: ۷۴۴)

دینی تعلیم کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حرص:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور اگر کتاب اللہ میں (یہ) دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر تلاوت کرنے لگے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنَّهٗ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ وَ يَلْعَنُهُمُ النَّاسُ ۚ وَ يَلْعَنُهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۚ ۝۱۵۹﴾ اِلٰى
قَوْلِهٖ..... الرَّجِيْمُ ۝۱۶۰﴾ (البقرہ: ۱۵۹-۱۶۰)

”جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں۔ اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے (فائدہ) کے لیے کتاب میں بیان کر دیا ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں..... رحم و کرم کرنے والا ہوں“

بے شک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کا شغل رہتا تھا اور انصاری بھائی اپنے مال کے کام میں مشغول رہتے تھے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھانا مل جانے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا اور میں ایسے اوقات میں حاضر رہتا تھا کہ دوسرے لوگ حاضر نہ ہوتے تھے اور وہ ہاتھ یاد کر لیتا تھا جو دوسرے لوگ نہیں یاد کرتے تھے۔ (العلم۔ باب حفظ العلم..... رقم: ۱۱۸)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت ساری حدیثیں سنتا ہوں مگر انہیں بھول جاتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ چنانچہ میں نے چادر پھیلائی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بنایا (اور ایک فرضی لپ اس چادر میں ڈال دی) پھر فرمایا (اس چادر کو) اپنے اوپر لپیٹ لو۔ چنانچہ میں نے لپیٹ لی فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نبی ﷺ کی سفارش کا مستحق شخص:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ!

«مَنْ أَسْعَدَ النَّاسَ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ»

قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ آپ ﷺ کی شفاعت کی سعادت حاصل کرنے والا کون ہو گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک مجھے یقین تھا کہ اے ابو ہریرہ! تم سے پہلے کوئی شخص یہ بات مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ اس وجہ سے کہ میں تمہاری حدیث (کے دریافت کرنے) کی حرص چانتا ہوں۔ (تو سن لو!) سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہو گا

«مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ»

”جو اپنے خالص دل سے یا اپنے خالص جی سے لا الہ الا اللہ کہہ دے۔“

(العلم۔ باب الحرص علی الحدیث..... رقم: ۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے غلام کو آزاد کر دیا:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کی نیت سے آرہے تھے اور ان کا غلام ان کے ساتھ تھا دونوں ایک دوسرے سے گم ہو گئے، جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا غلام بھی آن پہنچا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارا غلام آن پہنچا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ»

”میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب (مدینے میں پہنچے) تو کہہ رہے:

«يَا لَيْلَةً مِنْ طَوْلِهَا وَعَنَايِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَبٌ»

”اے رات تو اگرچہ لمبی اور مشکل رات ہے، لیکن اس نے دارالکفر سے نجات دی ہے۔“

(العتق۔ باب اذا قال لعبدہ..... رقم: ۲۵۳۰)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوک کے باعث بے ہوش ہو گئے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے سخت بھوک لگی تو میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ قرآن کی فلاں آیت مجھ کو پڑھ کر سناؤ۔ اور وہ آیت مجھ کو پڑھ کر سنائی، سمجھائی اور وہ اپنے گھر کو چل دیئے۔ میں وہاں سے (واپس) چلا۔ تھوڑی دور نہیں گیا تھا کہ بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا۔ جب ہوش آیا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ میرے سر ہانے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے کہا: «لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَوْ سَعْدَيْكَ» پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا پھر میری حالت کو پہچان گئے اور مجھے اپنے گھر پر لے گئے اور ایک دودھ کا پیالہ میرے لئے لانے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس میں سے پیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اور پیو۔ میں نے پھر پیا فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا حتیٰ کہ میرا مکمل پیٹ بھر گیا پھر میں سیدنا عمرؓ سے ملا اور اپنی بھوک اور ان کے پاس قرآنی آیت پوچھنے کے لیے آنے کا بیان کیا اور میں نے کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے (میری بھوک دور کرنے کے لئے) ایک ایسے شخص کو چنا جو تم سے زیادہ اس بات کے لائق تھا، اللہ کی قسم! جو آیت میں نے تم سے پڑھوائی چاہی تھی، وہ آیت مجھے تم سے زیادہ یاد تھی سیدنا عمر نے یہ سن کر فرمایا (اے ابو ہریرہ!) اللہ کی قسم! اگر میں اس وقت تمہیں اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتا تو مجھے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔

(الاطعمة۔ باب قول الله ﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ﴾ رقم: ۵۳۷۵)

فضائل حسن رضی اللہ عنہ

نبی ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت فرماتے تھے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ دن کے وقت گھر سے نکلے (میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا ہم خاموش خاموش چلے جا رہے تھے) نہ آپ ﷺ مجھ سے باتیں کر رہے تھے اور نہ میں آپ ﷺ سے باتیں کر رہا تھا، حتیٰ کہ آپ ﷺ بنی قبیحہ کے بازار میں تشریف لے گئے۔ پھر (جب واپس آئے تو) آپ سیدہ فاطمہؓ کے مکان کے صحن میں تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ بچہ کہاں ہے؟

مکر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن کو تھوڑی دیر روکے رکھا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ انہیں کچھ پہنا رہی ہیں یا غسل کروا رہی ہیں۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگا لیا اور بوسہ دیا اور دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ أَحِبَّهُ وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ»

”اے اللہ! تو اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس بھی محبت فرما۔“

(البیوع۔ باب ما ذکر فی الاسواق..... رقم: ۲۱۲۲)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سردار ہیں:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی ان کی طرف اور فرما رہے تھے:

«إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ»

”یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔“ (العناقب باب علامات النبوة..... رقم ۳۶۲۹)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دو جماعتوں کے درمیان صلح کیسے کرائی؟

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت حسن بن علی، حضرت معاویہ کے مقابلے میں پہاڑوں جیسا لشکر لے کر آئے تھے۔

حضرت عمرو بن عاص (جو کہ حضرت معاویہ کے مشیر خاص تھے انھوں) نے کہا میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے بالقابل کو قتل کیے بغیر نلنے والا نہیں ہے، حضرت معاویہ جو کہ حضرت عمرو سے بہتر تھے انھوں نے فرمایا، اے عمر اگر ایک لشکر دوسرے لشکر کو قتل کر ڈالتا ہے تو لوگوں کے معاملات اور ان عورتوں اور اولادوں کے معاملات کا ذمہ دار کون ہوگا؟

اس لیے حضرت معاویہ نے قریش کے قبیلہ بنو عبد شمس کے دو شخصوں، عبدالرحمن بن سرہ اور عبد اللہ بن عامر کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف یہ کہہ کر بھیجا کہ تم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے بات

چیت کرو اور صلح کی پیش کش کرو۔

وہ دونوں گئے اور حضرت حسن سے گفتگو کی اور صلح کی پیش کش سامنے رکھی لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا، ہم بنو عبدالمطلب ہیں اور ہم نے (خلافت کے ذریعے) یہ مال حاصل کیا (اور اسے خرچ کرتے ہیں) لیکن یہ گروہ خون خرابہ کرنے والے ہیں (یعنی روپیہ دیے بغیر ماننے والے نہیں ہیں)

ان دونوں نے کہا کہ آپ کی مطلوبہ رقم حضرت معاویہ آپ کو دے دیں گے اور وہ صلح کی پیش کش کر رہے ہیں۔

حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ دونوں نے کہا کہ ہم ذمہ دار ہیں، جس چیز کا مطالبہ بھی حضرت حسن نے کیا تو ان دونوں نے کہا کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں، چنانچہ حضرت حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی (یعنی خلافت حضرت معاویہ کو دے کر فتنے کو ختم کر دیا)

(الصلح۔ باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی..... رقم: ۲۷۰۴)

فضائل عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نقیب تھے:

حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں ان نقیبوں میں سے ہوں، جنہوں نے رسول معظم ﷺ سے بیعت کی تھی ہم نے آپ ﷺ سے ان باتوں پر بیعت کی تھی کہ:

”أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَزْنِي وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَتَّبِعَ وَلَا نَعْصِي بِالْجَنَّةِ“

”ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور زنا، چوری نہ کریں اور جس نفس کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق نہ قتل کریں اور نہ ڈاکہ زنی کریں اور نافرمانی نہ کریں۔ (ہم نے ان شرائط پر بیعت اس لیے کی کہ ہمیں) جنت ملے گی۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کسی چیز کو ہم کر بیٹھے تو اس کا معاملہ اللہ پر ہوگا۔“

(مناقب الانصار، باب وفود الانصار..... رقم: ۳۸۹۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فضائل مقدار رضی اللہ عنہ

حضرت مقدار کے جرات مندانہ کلمات:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (جنگ بدر کے موقع پر) حضرت مقدار نے ایک ایسی بات کہی تھی کہ اگر وہ بات کہنے والا میں ہوتا تو یہ میرے لیے تمام دنیا کائنات سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(واقعہ اس طرح ہوا کہ) نبی کریم ﷺ (بدر میں) مشرکین کے لیے بددعا فرما رہے تھے حضرت مقدار نے فرمایا، ہم موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں کہیں گے کہ انھوں نے کہا تھا:

﴿إِذْ هَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَغَايِلَا إِنَّا هَهُنَا قَاهِدُونَ﴾

”اے موسیٰ تو اور تیرا رب دونوں جا کر (اس بستی والوں سے) جنگ کر لو ہم تو یہاں بیٹھے

رہیں گے۔“ (المائدہ: ۲۴)

بلکہ ہم تو آپ ﷺ کے دائیں بائیں آگے پیچھے لڑیں گے جب حضرت مقدار نے یہ بات کی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

(المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿إِذْ تَسْتَفِينُونَ رَبُّكُمْ﴾، رقم: ۳۹۵۲)

فضائل حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت حذیفہ اور ان کے والد کی شہادت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ احد کے دن مشرکین کو شکست ہوئی تو ابلیس نے آواز دی اے اللہ کے بندو پیچھے (تعاقب کرنے والے کفار سے) بچو (حالانکہ پیچھے مسلمان تھے) اب ہوا یہ کہ مسلمان پیچھے کو حڑے اور حملہ کر دیا حضرت حذیفہ نے دیکھا کہ ان میں ان کے والد بھی تھے تو انھوں نے فرمایا: ﴿يَا عِبَادَ اللَّهِ أَيُّ أَبِي؟﴾ اے اللہ کے بندو! یہ میرے باپ (یمان) ہیں (انھیں قتل نہ کر دینا) لیکن مسلمانوں نے اسے (کافر سمجھ کر) قتل کر ڈالا۔ حذیفہ نے فرمایا: ﴿يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ﴾

”اللہ تمہیں بخش دے۔“ (تم نے میرے والد کو قتل کر دیا)

حضرت عروہ فرماتے ہیں:

«قَالَ اللَّهُ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ بَقِيَّةٌ خَيْرٌ حَتَّى لِحَقَّ بِاللَّهِ»

”اللہ کی قسم! حضرت حذیفہ میں پوری زندگی حتیٰ کہ موت تک ان میں بھلائی قائم رہی۔“

(المنقب: باب ذکر حذیفہ بن الیمان — رقم: ۳۸۲۴)

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سونے کا برتن اٹھا کر پھینک دیا:

حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے پانی پیش کیا جب حذیفہ نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا تو اسے پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے کئی بار تمہیں اس سے منع کیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ گویا انھوں نے فرمایا کہ میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے:

«لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيَنَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي انْبِيَةِ اللَّعْبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صَحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَنَا فِي الْآخِرَةِ»

”تم کسی قسم کا ریشم نہ پہنو اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں کھایا پیا کرو کیونکہ یہ (مذکورہ چیزیں) کفار کے لیے دنیا میں اور تمہارے لیے جنت میں ہوں گی۔“

(الامطعمۃ، باب الاکل فی اثناء مفوض، رقم: ۵۴۲۶)

فضائل ابن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا علم برتر تھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی مجلس مشاورت میں بدر میں شریک عمر رسیدہ صحابہ کرام کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس نوجوان کو بزرگوں کے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں (اس میں ان بزرگوں کی توہین ہے) آخر اس کی عمر کے ہمارے بھی تو بچے ہیں (ان کو کیوں نہیں بٹھایا جاتا؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ابن عباس کی علمی صلاحیت دیکھو اچھی طرح واقف ہو مجھ پر اعتراض کیوں؟

کی علمی صلاحیت دیکھو اچھی طرح واقف ہو مجھ پر اعتراض کیوں؟

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور بزرگ صحابہ کو بھی بلا لیا میں سمجھ گیا کہ آج مجھے بلانے کا مقصد میری (علمی صلاحیت) دکھانا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے پوچھا کہ:

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر: ۱-۳)

”جب اللہ کی نصرت اور فتح (مکہ کا واقعہ رونما) ہو جائے اور آپ ﷺ لوگوں کو گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوتا دیکھو تو اللہ کی حمد کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس سورت کے شان نزول کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ بعض صحابہ نے کہا کہ ہمیں اللہ کی حمد اور استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ نصرت اور فتح مل جائے۔

بعض نے کہا کہ اس کا شان نزول ہمیں معلوم ہی نہیں ہے اور بعض تو بولے بھی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے فرمایا اچھا تم کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ.....﴾ یہ اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کی وفات کی علامت تھی اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے یہ آپ ﷺ کی وفات کی علامت تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی نظریہ اور خیال ہے جو تمہارا ہے۔ (المغازی، باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح کا ذیل باب رقم ۴۲۹۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ نے معانقہ کیا؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (ایک مرتبہ) اپنے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ»

”اے اللہ! اس کو (اپنی) کتاب کا علم عنایت فرما۔“

(اس دعا کی برکت ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کے عظیم مفسر بنے۔)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شوق طلب علمی:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہا اور وہ میری خالہ ہیں میں بستر کی چوڑائی میں لیٹ گیا رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا اس کے طول میں لیٹ گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ سوئے رہے تقریباً جب آدھی رات کو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور نیند (کے آثار) کو مٹانے کے لیے اپنے چہرہ مبارک کو اپنے ہاتھ سے ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور آل عمران کی آخری دس آیات آپ ﷺ نے تلاوت فرمائیں پھر اس کے بعد ایک لکھی ہوئی مشک کی طرف (جا کر) آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور اس سے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر میں بھی اٹھا اور جس طرح نبی کریم ﷺ نے کیا تھا میں نے (بھی ویسا ہی) کیا اور آپ ﷺ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر اسے مروڑا اور مجھے داہنی جانب کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں نماز پڑھی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھا۔ پھر لیٹے رہے یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور دو رکعت ہلکی (سنت فجر) پڑھیں پھر آپ ﷺ (مسجد) تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

(الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحديث وغيره: ۱۸۳)

فضائل خواب رضی اللہ عنہما

حضرت خواب نے سونے کی انگلی اتار دی:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت خواب تشریف لائے فرمانے لگے اے ابو عبد الرحمن (ابن مسعود!) کیا یہ جوان آپ کی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں ان میں سے کسی کو پڑھنے کا کہتا ہوں خواب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں کہو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے پڑھنے کو کہا تو زیاد بن حدیر کے بھائی زید نے کہا کہ کیا آپ علقمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کو قرآن پڑھنے کا کہہ رہے ہیں حالانکہ وہ ہم سے بڑھ کر قرآن نہیں پڑھ سکتے۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان بیان کروں جو آپ ﷺ نے علقمہ اور تمہاری قوم کے متعلق فرمایا تھا (یعنی نبی ﷺ نے علقمہ کی قوم کی فضیلت بیان کی تھی) میں نے سورہ مریم کی پچاس آیات تلاوت کر دیں تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، سناؤ! کیسا پڑھا ہے؟ انھوں نے فرمایا، اچھا پڑھا ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جو میں پڑھتا ہوں وہ علقمہ بھی پڑھ سکتا ہے پھر وہ حضرت خباب کی طرف متوجہ ہوئے انھوں نے سونے کی انگلی پکڑ لی تو فرمایا:

«أَلَمْ يَأْنِ لِهَذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُلْقَى»

”کہ کیا اس انگلی کے اتار دینے کا وقت نہیں آیا؟“

تو حضرت خباب نے فرمایا:

«أَمَّا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَى بَعْدِ الْيَوْمِ»

”کہ آج کے بعد مجھے یہ انگلی پہننے نہیں دیکھو گے۔“

پھر انھوں نے انگلی اتار بیٹھی۔

فضائل جابر رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو نبی ﷺ تشریف لے گئے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بنو سلمہ میں بیمار تھا نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں پیدل چل کر میری عیادت کرنے کو تشریف لائے اس وقت میں بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا، اور اس سے وضو فرمایا، پھر مجھ پر پانی چھڑکا تو میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے میرے مال کے بارے میں کیا حکم دینا چاہیں گے؟ تو اللہ کریم نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِ كَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ

نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ.....﴾ (نساء: ۱۱)

”اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت فرماتا ہے مرد کو دو عورتوں کے حصے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے برابر (ورشہ طے گا) اگر دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو.....“

(التفسیر، باب یوصیکم اللہ فی اولادکم، رقم: ۴۵۷۷)

فضائل ابن زبیر رضی اللہ عنہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے حامی نہیں تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (جب کہ ان کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان حالات کشیدہ ہو گئے تو میں نے (دل میں) کہا ان کے باپ زبیر ہیں اور ان کی ماں اسماء ہیں اور ان کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کے نانا ابوبکر اور نبی ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا ان کی دادی ہیں (ایسے انسان سے مقابلہ بازی اچھی نہیں ہے)

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ (حضرت ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہو گیا) تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور عرض کی کیا آپ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑ کر حرم کو حلال کرنا چاہتے ہیں؟

تو انھوں نے فرمایا، اللہ کی پناہ حرم کو حلال کرنا تو اللہ پاک نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ کے مقدر میں لکھ دیا ہے لیکن میں اللہ کی قسم، حرم کو حلال نہیں کروں گا۔ لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ تم ابن زبیر کی بیعت کر لو تو میں نے کہا کہ ابن زبیر خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ ان کے والد زبیر نبی ﷺ کے حواری اور ان کے نانا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ اسماء ذات الصلا قین ہے اور ان کی خالہ حضرت عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما ان کی پھوپھی ہیں اور نبی ﷺ کی پھوپھی صفیہ ان کی دادی ہیں (یعنی وہ نسب کے اعتبار سے تو وہ اعلیٰ ہیں لیکن ان کے ذاتی فضائل بھی سنو!) اسلام میں پاک دامن پیر اور قرآن کے قاری ہیں، اللہ کی قسم اگر بنو امیہ والے مجھ سے سلہ جی کریں گے تو میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں اگر وہ مجھ پر حکومت کرتے ہیں تو وہ ہمارے برابر کے معزز لوگ ہیں لیکن حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنو اسد کے خاندان بنو قویت بنو اسامہ بنو حمید کو مجھ پر ترجیح دے دی ہے۔ جب کہ ابو العاص کے بیٹے (مروان بن عبد الملک کو ذکیح کو) وہ ذبیر ہے اور ذبیر قدی ہے جارہا ہے، لیکن ابن زبیر کے دم دہالی ہے۔

فضائل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام عرش پر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ»

”اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ پر قرآن کی تلاوت کروں۔“

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «اللَّهُ سَمَّانِي» کیا اللہ کریم نے میرا نام لے کر فرمایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں اللہ نے تمہارا نام لے کر (حکم فرمایا ہے) تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رونے لگے۔

(منال الانصار، باب مناقب ابی بن کعب، رقم: ۲۸۰۹، التفسیر ج۱۱ سورہ ﴿لَمْ يَكُنِ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ رقم: ۴۹۶۰، ۴۹۶۱)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ سورت ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ تھی (جس کے پڑھنے کا حکم اللہ رب العالمین نے دیا تھا) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«وَقَدْ ذَكَرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ»

”(سبحان اللہ) میرا تذکرہ رب العالمین کے ہاں ہوا پھر ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔“

فضائل ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پر مہربانی:

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حمص شہر میں تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف کی تلاوت فرمائی ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی تھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے رسول مكرم ﷺ پر تلاوت کی تھی، آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا: «أَحْسَنْتَ» تم نے ٹھیک پڑھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے (لیکن تو کہتا ہے غلط ہے؟)

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس شخص کے منہ سے شراب کی بدبو محسوس ہوئی تو فرمایا:

«أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ»

”تجھ سے دو غلط کام ظاہر ہو رہے ہیں ایک تو تو اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے دوسرا

شراب نوشی کرتا ہے۔“

پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے شراب نوشی کی حد لگائی۔

(فضائل القرآن، باب فقرہ من اصحاب رسول اللہ ﷺ مرقم: ۵۰۰۱)

ابن مسعود کو ایک سوال کا جواب سمجھ نہ آیا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا کہ آج میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اس کو کیا جواب دوں۔ اس نے کہا بتائیے ایک شخص جو زبردست مسلح اور صحیح تندرست ہے، وہ ہمارے امراء کے ساتھ جہاد میں جاتا ہے پھر وہ چند باتوں میں ہمیں ایسے احکام دیتا ہے کہ ہم انہیں نہیں کر سکتے میں نے اس سے کہا کہ اللہ کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تجھے کیا جواب دوں سوا اس کے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ ہمیں ہر کام میں ایک مرتبہ حکم دیتے تھے حتیٰ کہ ہم اس کو کر لیتے اور بے شک تم میں سے ہر شخص بہتری پر رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا رہے گا اور جب اس کے دل میں کسی بات کا شک پیدا ہو تو وہ کسی سے پوچھ لے۔ وہ اس کی تفسی کر دے گا اور عنقریب ایسے آدمی کو تم نہ پاؤ گے (کہ جن کے فیصلے سے تسلی ہو) قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس قدر دنیا گزر چکی ہے (اور جس قدر باقی ہے اس کی نسبت میں کہتا ہوں کہ دنیا ایک حوض کی طرح ہے کہ اس کا صاف صاف پانی پی لیا گیا اور میلا پانی رہ گیا ہے۔

فضائل ابو ذر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی مساوات:

حضرت معروڑ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام نے بھی ویسی ہی ایک چادر پہن رکھی تھی۔ میں نے کہا اگر آپ غلام والی چادر لے کر پہن لیں تو آپ کا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوٹ بن جائے گا اور غلام کو کوئی اور کپڑا پہنا دیتے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (میں ایسا اس لیے نہیں کرتا کہ) میرے اور ایک شخص کے درمیان اختلاف ہو گیا اس کی ماں عجمی تھی میں نے اس کی ماں کی توہین میں کوئی لفظ کہہ دیا تو اس نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ نے فلاں کو گالی دی ہے؟ میں نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ماں کی ہجک میں الفاظ کہے تھے؟ میں نے کہا، ہاں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّكَ امْرُؤٌ فَيْكَ جَاهِلِيَّةٌ کہہ آپ میں جاہلیت (زمانہ کفر والی عادت) موجود ہے میں نے عرض کی میرے بڑھاپے میں (جاہلیت موجود ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں وہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انھیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اگر کسی کو تم میں سے کسی کے ماتحت کر دیتا ہے۔ تَوَفَّلْتُ طَعْمَهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلَيْلِيَسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ.....))

جو خود کھائے اس میں سے اسے بھی کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اس سے اس کو بھی پہنائے اور اس سے وہ کام نہ کروائے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو اگر ایسا کام لینا پڑ جائے تو اس کا تعاون کرے۔

(الادب، باب ما ينهى من السباب واللعن، رقم: ۶۰۵۰)

فضائل سعد رضی اللہ عنہ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ با اعتماد صحابی:

فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مومنوں پر مسکے فرمایا تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے والد) عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں جب سعد رضی اللہ عنہ کوئی روایت نبی ﷺ سے بیان کریں تو پھر اس کی بابت (تصدیق کرنے کے لیے) کسی دوسرے سے نہ پوچھا کرو۔ (الوضوء، باب المسح على الخفين، رقم: ۲۰۲)

کوئی شخص کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی:

سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایات کیں تو امیر المؤمنین نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان شکایات کے پیش نظر معزول کر

دیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کا حاکم بنا دیا۔ ان لوگوں نے (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بہت سی شکایتیں کیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ وہ نماز بھی درست نہیں پڑھاتے تو امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا جب وہ آگئے تو فرمایا کہ اے ابو اسحاق! (سعد کی یہ کنیت ہے) یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز درست نہیں پڑھاتے تو انہوں نے کہا کہ سنو! میں اللہ کی قسم ان کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح نماز پڑھاتا تھا۔ پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا تھا اور آخری دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا اسْحَاقَ»

اے ابو اسحاق! تمہارے متعلق میرا ایسا ہی خیال تھا۔

(کہ آپ سنت کے مطابق نماز پڑھاتے ہوں گے) پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص یا ایک وفد کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا تا کہ وہ کوفہ والوں سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھیں (چنانچہ وہ گئے) اور انہوں نے کوئی مسجد نہیں چھوڑی کہ جس میں سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ پوچھا ہو تمام لوگ ان کی تعریف کرتے رہے۔ لیکن جب بنی عس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا اور اس کی کنیت ابو سعدہ تھی۔ اس نے کہا جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو (پھر سنو)

«فَإِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَتَعَدَّلُ فِي الْقَضِيَّةِ»

سعد رضی اللہ عنہ لشکر کے ساتھ (جہاد کو خود) نہیں جاتے تھے اور (مال قیمت کی) تقسیم میں انصاف نہیں کرتے تھے اور فیصلے میں انصاف (بھی) نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) کہنے لگے کہ میں بھی تین بددعا میں دیتا ہوں:

«اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً فَأَطْلُ عُمُرَهُ وَ أَطْلُ فَقْرَهُ وَ عَرَضُهُ بِالْفِتَنِ»

اے اللہ! اگر یہ بندہ جھوٹا ہو اور نمود نمائش کے لیے (اس وقت) کھڑا ہوا ہو تو اس کی عمر بڑھادے اور اس کی فقیری بڑھادے اور اس کو فتنے میں مبتلا کر دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور اس کے بعد جب اس سے (اس کا حال) پوچھا جاتا تھا تو کہتا:

«شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ»

”میں ایک بڑی عمر والا بوڑھا ہوں، فتنوں میں مبتلا ہوں۔“

مجھے سعد کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک (راوی حدیث) فرماتے ہیں میں نے اس کو اس حال میں دیکھا تھا کہ اس کے دونوں آبرو اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کے سبب سے جھکے پڑے تھے اور وہ راستوں میں لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان پر دست درازی کرتا تھا۔ یعنی اس کا اپنی توازن خراب ہو چکا تھا۔
(الاقان، باب وجوب القراءة للامام والمأموم..... رقم: ۷۵۵)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ پر پہرہ دیا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ (کسی سفر میں ایک رات کو) نہ سوئے تھے لہذا جب ہم پہنچے تو نیند غالب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی آج کی رات مجھ پر پہرہ دیتا۔ اتنے میں اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ ﷺ پر پہرہ دوں پھر نبی ﷺ سو گئے۔
(الجهاد، باب الحراسة في الغزو..... رقم: ۲۸۸۵)

فضائل عمار رضی اللہ عنہ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد (جوبی رضی اللہ عنہ) کی تعمیر کا تذکرہ فرمایا تو کہنے لگے کہ ہم ایک ایک ایٹھ اٹھارے تھے لیکن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ دو دواہنیں اٹھارے تھے تو انہیں نبی ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ ان (کے جسم) سے مٹی جماڑنے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

«وَبِحْ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ» ”وائے عمار رضی اللہ عنہ! مصیبت! انہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا، یہ ان کو جنت کی طرف بلائے ہوئے اور وہ ان کو دوزخ کی طرف بلائے ہوئے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمار کہا کرتے تھے:

«أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ»

”میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“ (الصلاة، باب الصلوة في بناء المسجد، رقم: ۴۴۷)

فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ خندق کے دن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اکل (ایک رگ کا نام ہے) میں زخم لگ گیا تو نبی ﷺ نے ان کے لیے ایک خیمہ مسجد میں نصب کر دیا تاکہ آپ ﷺ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں مسجد میں بنی غفار کا (بھی) خیمہ لگا ہوا تھا ان کی طرف خون بہہ کر آنے لگا تو ان لوگوں نے کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیا ہے؟ جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے؟ (تو کیا دیکھتے ہیں کہ) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے بالآخر وہ اسی سے شہید ہو گئے۔

(الصلاة، باب الخيمة في المنسجد..... رقم: ۴۶۳)

یہود نے سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کر لیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فریضہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعے سے نیچے اتر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس انھیں بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ گدھے پر بیٹھے ہوئے تشریف لائے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ نے انصار سے کہا کہ اپنے سردار یا اپنے بہتر شخص کو اتارو پھر آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ لوگ تمہارے فیصلے پر اتر رہے ہیں (تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جو کافر لڑائی کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتیں قیدی بنا لیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ» آپ نے وہی فیصلہ کیا جیسے اللہ کا حکم تھا۔ (المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب..... رقم: ۴۱۲۱)

فضائل اسید، عباد رضی اللہ عنہما

دو صحابہ کے ساتھ دو چراغ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے گئے۔ (ان میں سے ایک سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے میرے خیال میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدنا اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ تھے اور ان دونوں کے ساتھ (نور کے) دو چراغ تھے جو ان کے سامنے روشنی کے جا رہے تھے۔ پھر جب وہ دونوں علیحدہ ہو گئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔ (منائب الانصار، باب منقبۃ اسید بن خضیر۔ رقم: ۳۸۰۵)

فضائل ابن عمر رضی اللہ عنہما

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دین میں حرص:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، انہوں نے (کعبہ کا) (دروازہ) کھول دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ اندر گئے۔ اس کے بعد دروازہ بند کر لیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تھوڑی دیر رہے۔ اس کے بعد سب لوگ نکلے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کعبہ کی طرف جلدی سے بھاگا اور بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا (کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں کیا کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کس مقام میں؟ انہوں نے فرمایا کہ دونوں ستونوں کے درمیان میں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لیکن مجھ سے یہ بات روہی کہ ان سے پوچھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی نماز پڑھی تھی۔

(المصلاۃ باب المصلاۃ بین السوای، رقم: ۵۰۵)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تہجد کی نماز ہمیشہ پڑھی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو شخص کوئی خواب دیکھتا تھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تھا تو مجھے بھی چاہت ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں اور میں نوجوان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا چنانچہ میں نے (ایک دن) خواب میں دیکھا گویا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا ہے اور مجھے آگ کی طرف لے گئے تو وہ ایسی بچ دار بنی ہوئی، جیسے کنواں ہوتا ہے اور اس کے دو کبجے تھے اس میں کچھ لوگ ہیں جن کو میں نے پہچان لیا۔ میں کہنے لگا: **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ** کہ آگ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

پھر ہمیں ایک اور فرشتہ آکر ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ پھر یہ خواب میں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا (جو کہ میری ہمیشہ تھیں ان) سے بیان کیا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

«نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنْ اللَّيْلِ»

”عبداللہ کیا ہی اچھا آدمی ہے۔ کاش! تہجد پڑھتا ہوتا۔“

سالم کہتے ہیں: «وَكَانَ بَعْدَ لَا يَتَيَّمُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا»

”تو اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔“

(التعبير، باب الامن وذهاب الروع، في المنام، رقم: ۷۰۲۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سمجھداری:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے سوال کیا کہ ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں گرتے بناؤ وہ کونسا درخت ہے؟ صحابہ کرام جنگلی درختوں (کی سوچ میں) پڑ گئے لیکن مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (ابوبکر و عمر وغیرہ جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں) جواب دینے سے میں شرمایا اور جواب نہ دیا، پھر آپ ﷺ نے خود بتا دیا کہ وہ درخت کھجور کا ہے پھر مجلس کے اختتام پر جب میں نے اپنے والد گرامی کو بتایا کہ یہ جواب مجھے آتا تھا لیکن میں نے شرم کی۔ تو میرے والد بزرگوار، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذِبًا»

”اگر تم اللہ کے نبی ﷺ کی مجلس میں یہ جواب دے دیتے تو میرے لیے کثیر مال سے

”زیادہ بہتر ہوتا۔“ (العلم، باب الحياء في العلم، رقم: ۱۳۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا اور بھاگا ہوا غلام واپس مل گیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ نکلا، دشمن اسے پکڑ کر لے گئے۔ پھر مسلمانوں نے کافروں پر غلبہ پایا تو گھوڑا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں واپس کر دیا گیا اور ان کا ایک غلام (بھی) بھاگ گیا تھا وہ رزم میں (کافروں سے) جا ملا۔ مسلمان جب ان پر غالب ہوئے تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد وہ غلام سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو

واپس دلا دیا۔ محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیڑ مہمان:

(نافع روایت کرتے ہیں کہ) سیدنا ابن عمرؓ اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کرتے تھے جب تک کوئی مسکین شخص ان کے ساتھ کھانے میں نہیں شریک ہوتا تھا، ایک روز میں ایک مسکین کو بلا کر لایا۔ وہ ان کے ساتھ کھانے لگا اور اس نے بہت کھانا کھایا۔ سیدنا ابن عمرؓ نے اپنے خادم (نافع) سے کہا اب اس کو میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔

«إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعَى وَاحِدٍ وَ الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَعْصَارٍ»
 ”مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔“ (یعنی خوب پیٹ
 بھر کے کھانا کھاتا ہے) (الاطعمة، باب المؤمن يأكل في معى واحد.....رقم: ۵۳۹)

فضائل عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس کی دعا کا وسیلہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قضا زدہ ہوتے تو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بارش برسنے کی دعا مانگتے۔ کہتے:

«اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِنَا وَ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا»

اے اللہ (پہلے) ہم اپنے نبی ﷺ کے ذریعے سے دعائے استسقاء کیا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی ﷺ کے بچا کے ذریعے سے دعا کرتے ہیں لہذا (اب بھی) بارش برسا دے (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ پھر بارش برسنے لگتی تھی۔ (فضائل الصحابة، باب ذکر عباس.....رقم: ۳۷۱)

فضائل ابوقحادہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کیا:

حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جگہ حنین میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ گئے جب ہمارا مقابلہ

کفار سے ہوا تو (کچھ) مسلمان بھاگ اٹھے اس جنگ میں میں نے ایک کافر کو دیکھا جس نے ایک مسلمان کو قابو کر رکھا تھا میں بھاگا بھاگا اس کے پیچھے سے گیا اور اس کی گردن اور کندھے کے درمیان وار کیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور اس نے مجھے بھیچا میں نے اس سے موت کی بو پائی پھر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملا میں نے کہا کہ مسلمانوں کو کیا ہوا (کہ وہ منتشر ہو گئے ہیں؟) تو انھوں نے فرمایا اللہ کی مرضی ایسی ہے پھر شکست خوردہ صحابہ واپس پلٹ آئے (اور پھر سے مقابلہ ہوا تو کفار شکست کھا گئے) تو آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبَةٌ»

”جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کا اس کے پاس ثبوت ہوگا تو مقتول کا چھینا ہوا مال اسے ہی ملے گا۔“

میں کھڑا ہوا اور کہا میری کون گواہی دے گا؟ (کہ میں نے فلاں کافر کو قتل کیا ہے؟ جب کسی نے گواہی نہ دی تو) میں بیٹھ گیا میں نے دوبارہ اٹھ کر کہاں ہاں بھائی! میری گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا اور تیسری بار جب کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟» اے ابو قتادہ کیا بات ہے؟ میں نے آپ ﷺ کو سارا قصہ سنا دیا تو ایک مسلمان کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! اس کافر کا سامان میرے پاس ہے (وہ میرے پاس رہنے دیں اور) آپ ﷺ ابو قتادہ کو میری طرف سے راضی فرما دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَا هَا لِلَّهِ إِذَا لَا يُعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يُعْطِيكَ سَلْبَةً»

”اللہ کی قسم! اللہ کے رسول! اس اللہ کے شیر کا حصہ تھے کیسے دے دیں گے جس نے اللہ اور اس کے رسول (کے دین کی نصرت) کے لیے جہاد کیا؟“

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے پھر آپ ﷺ نے اس سے چھینا ہوا مال مجھے عطا فرمادیا (اس میں ایک زرو بھی تھی وہ) زرو میں نے بیچ کر بوسلمہ میں میں نے ایک باغ خریدا میرا وہ پہلا مال تھا جو میں نے مسلمان ہونے کے بعد بنایا تھا۔

(المطالع، باب قول الله تعالى: ﴿يَوْمَ تُحْشَرُ إِذْ تُخَالَفُكُمْ﴾، رقم: ۴۳۶۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فضائل ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا انتقال اور ام سلیم کے صبر کا مظاہرہ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا اور وہ فوت ہو گیا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ (اس وقت گھر پر نہیں تھے کسی کام سے) باہر گئے ہوئے تھے۔ جب ان کی بیوی (ام سلیم) نے دیکھا کہ وہ فوت ہو گیا ہے تو اس نے اسے غسل دے کر اور کفن پہنا کر گھر کے ایک گوشے میں لٹا دیا پھر جب رات کو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو پوچھا لڑکے کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ سکون میں ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ آرام ہی کر رہا ہوگا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں۔ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رات اپنی بیوی کے پاس گزاری پھر جب صبح ہوئی تو غسل کیا اور باہر جانے لگے تب ام سلیم نے انہیں بتایا کہ لڑکا تو انتقال کر چکا ہے۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ اور تمام واقعہ نبی ﷺ کو بتایا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُبَارِكَ لَهَا فِي لَيْلَتَيْهَا ؕ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اس رات میں برکت دے گا۔ سفیان کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا تھا:

«تَسْعَةُ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأُوا الْقُرْآنَ»

”میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے نو (۹) لڑکے دیکھے جو سب قاری قرآن تھے۔“

(الجنائز، باب من لم يظهر حزنه.....رقم: ۱۳۰۱)

ایک مثالی صدقہ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں تمام انصار میں سے زیادہ کھجوروں کے باغات سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے تھے۔ اور سب سے زیادہ پسند ان کو بیرحاء نامی باغ تھا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اس میں جو خوشگوار پانی تھا اس کو نوش فرماتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (سورۃ آل عمران: ۹۳) نازل ہوئی

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾

”تم لوگ ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے حتیٰ کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو اس میں سے خرچ کرو۔“

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ بزرگ و بڑا فرماتا ہے کہ تم لوگ ہرگز نیکی کو نہ پہنچو گے حتیٰ کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو اس میں سے خرچ کرو۔
 «وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُخَىٰ وَإِنَّهَا صَلَافَةٌ لِلَّهِ أَرْجُوا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا
 عِنْدَ اللَّهِ»

مجھے اپنے سب مالوں میں سے زیادہ محبوب ”بیرحاء“ ہے اور وہ (اب) اللہ کے لیے صدقہ ہے۔
 میں اس کے ثواب کی اللہ کے ہاں امید رکھتا ہوں۔ تو آپ اس کو جہاں مناسب سمجھیں صرف کیجئے۔ لیکن
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «بَيْعَ ذَلِكَ مَالٍ رَابِعٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ» واہ واہ یہ تو ایک مفید مال ہے، یہ تو
 ایک مفید مال ہے جو تم نے کہا وہ میں نے سن لیا ہے لیکن میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قربت
 داروں میں تقسیم کر دو۔ تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ
 انہوں نے اس کو اپنے قربت داروں میں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

(التفسیر: باب ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾.....، رقم: ۴۰۰۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فضیلت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد جب (غزوہ احد) میں شہید ہوئے تو میں بار
 بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور روتا تھا تو لوگ مجھے منع کرتے تھے۔ مگر نبی ﷺ مجھے منع نہ فرماتے
 تھے۔ پھر میری پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو:

«فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ»

”فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کیے رہے، یہاں تک کہ تم نے انہیں (میدان جنگ

سے) اٹھایا۔“ (المغازی-باب من قتل من المسلمین..... رقم: ۴۰۸۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب جنگ احد کا موقع آیا تو مجھے میرے والد (عبداللہ بن عمر) نے
 رات کو بلایا اور فرمایا:

«مَا أُرَانِي إِلَّا مُقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ہے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”دیکھو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جنگ میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے پہلے شہید ہوں گے میں ان میں سے پہلا ہوں گا۔“

اور نبی کریم ﷺ کے بعد میرے نزدیک تم سب سے زیادہ پیارے ہو مجھ پر قرض بھی ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔

چنانچہ جب صبح ہوئی تو واقعات میرے والد سب سے پہلے شہید تھے (جنگ کے انتقام پر) میں نے اپنے والد گرامی کو کسی دوسرے صحابہ کے ساتھ دفن کر دیا لیکن مجھے ان کا کسی دوسرے کے ساتھ دفن ہونا اچھا نہ لگا تو میں نے چھ ماہ بعد اپنے والد گرامی کو قبر سے نکال لیا (اور ان کو علیحدہ دفن کر دیا)

﴿فَإِذَا هُوَ كَيَوْمَ وَضَعْتُهُ هُنَيْئَةً غَيْرَ أَذِنِهِ﴾

”وہ اسی طرح تروتازہ تھے جیسے پہلے دن تھے (جب کہ انھیں دفن کیا گیا تھا) سوائے ان کے کان کے۔“ (کہ وہ بوسیدہ ہو گیا تھا) (الجنائز - باب هل يخرج الميت..... رقم ۱۳۵۰)

فضائل حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کیا ہوا وعدہ ایفاء کیا:

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے (ایک مرتبہ) کچھ (مال) مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے دیا۔ پھر فرمایا:

﴿إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصْرَةٌ حُلُوءَةٌ فَمَنْ أَخَذَهَا بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ.....﴾

”اے حکیم! یہ مال ایک میٹھی اور سرسبز شاداب چیز ہے جو شخص اس کو بغیر لالچ کے لیتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت کر دی جاتی ہے اور جو شخص اس کو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ شخص اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھائے اور سیر نہ ہو اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“

سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

﴿يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرُؤُا لَأَرْؤُا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَفَارِقِ الدُّنْيَا

”یا رسول اللہ ﷺ! قسم ہے اس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں

آپ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لوں گا۔ حتیٰ کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں گا“

(جب) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ کو وظیفہ لینے کے لیے (جو تمام اصحاب کے لیے مقرر ہوا تھا) بلاتے رہے مگر انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں انہیں بلایا تا کہ انہیں وظیفہ دیں مگر انہوں نے پھر بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا حق پیش کرتا ہوں مگر وہ اس مال غنیمت میں سے اپنا حق لینے سے خود انکار کرتے ہیں۔ الغرض سیدنا حکیم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہیں لیا حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔

(الزکاة، باب الاستعفاف عن المسئلة..... رقم: ۱۴۷۲)

فضائل عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

شادی کرنے میں سادگی:

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں ہجرت کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تو سعد بن ربیع نے (مجھ سے) کہا کہ میں تمام انصار کی نسبت زیادہ مالدار ہوں (لہذا) میں تمہیں اپنا نصف مال دے دوں گا اور تم میری دونوں بیویوں میں سے جس کو پسند کرو، میں اسے تمہارے ساتھ نکاح کے لیے طلاق دے دوں گا پھر جب وہ عدت پوری کر چکے تو تم اس سے نکاح کر لینا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ هَلْ مِنْ مُنَوِّقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ“

”مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے (تم یہ بتاؤ) یہاں کوئی بازار بھی ہے جس میں تجارت ہوتی ہو“

حضرت سعد بن ربیع نے فرمایا: ہاں قیقاع نامی ایک بازار موجود ہے (چنانچہ) صبح کو حضرت عبدالرحمن اس بازار میں گئے اور وہاں سے (نفع میں) کچھ بنیر اور گھی لے آئے پھر تو انہوں نے روزانہ جانا شروع کر دیا۔ ~~تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) آئے تو ان~~

(کے لباس) پر زردی کا نشان تھا) جو لوہن استعمال کرتی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے کہا ایک انصاری خاتون سے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو کتنا مہر دیا؟ انہوں نے عرض کی کہ ایک گھٹلی کے برابر سونایا یہ کہا کہ ایک سونے کی گھٹلی پھر ان سے نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿لَوْلَمْ وَ لَوْ بِشَاةٍ﴾ ویسہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہی ہو۔ (البیوع، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَ أَخْلَ اللَّهُ التَّبِيعَ﴾، رقم: ۲۰۴۸)

فضائل زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ٹانگ ٹوٹنے لگی:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے یہ آیت لکھوا رہے تھے ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں ہیں۔ اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں قدرت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ تابینا آدمی تھے تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر وحی اتارنا شروع کی۔

﴿فَاحْذِهِ عَلَى فَحِذِي فَتَقُلْتُ عَلَى حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرْضَ فَحِذِي﴾

اس وقت آپ ﷺ کی ران میری ران پر رکھی ہوئی تھی، تو وحی کے اثر سے آپ ﷺ کی ران ایسی بھاری ہو گئی کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران رگڑی جائے گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے وحی کی حالت دور ہوئی تو اللہ نے نازل فرمایا: ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرِّ﴾ یعنی سوائے ان لوگوں کے جو معذور ہیں (مثلاً نابینا، لنگرا، اپاہج وغیرہ) (الفسیر، باب لا يستوي القاعدون..... رقم: ۴۵۹۶)

فضائل سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ میں دوبار بیعت کی تھی:

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (بیعت رضوان میں) بیعت کی۔ اس کے بعد میں ایک درخت کے سایہ کی طرف چلا گیا۔ جب لوگوں کا جھوم کم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ کیا تم بیعت نہیں کرو گے؟ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی کرلو۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے دوبارہ بیعت کی۔ پوچھا گیا کہ ابو سلم (یہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس دن کس بات پر تم نے بیعت کی تھی تو انہوں نے فرمایا: موت پر۔“ (یعنی مرجائیں گے لیکن ہمیں گے نہیں)

(الجهاد، باب البيعة في الحرب..... رقم: ۲۹۶۰)

اکیلے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ڈاکوؤں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ سے غابہ کی طرف جا رہا تھا۔ جب میں غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا۔ میں نے کہا ارے! تو یہاں کیسے؟ اس نے کہا کہ نبی ﷺ کی اونٹیاں پکڑ لی گئی ہیں (میں ان کے تعاقب میں تھا) میں نے پوچھا کہ ان کو کس نے پکڑ لیا ہے؟ غلام نے کہا کہ غطفان اور غزارہ (کے لوگوں) نے تو میں نے تین مرتبہ اس کو در سے آواز لگائی کہ میں نے مدینہ بھر کو ستا دیا یا صبا حاہ یا صبا حاہ اس کے بعد میں دوڑا اور ڈاکوؤں کو پالیا اور وہ اونٹیاں پکڑے جا رہے تھے۔ میں نے انہیں تیر مارنا شروع کیے اور میں یہ کہتا جاتا تھا۔

أَنَا

أَيْنُ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

الرُّمُحُ

يَوْمَ

وَالْيَوْمَ

چنانچہ میں نے ان سے اونٹیاں چھڑا لیں، قلعے سے کہ وہ ان کا دودھ پئیں۔ پھر میں ان کو ہانکا ہوا لا رہا تھا کہ نبی ﷺ مجھے ملے، میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ لوگ پیاتے پیاتے آ رہے ہیں ان کے تعاقب میں فوج روانہ کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن اکوع! تم ان پر قابو پا چکے، اب جانے دو (درگزر کرو) وہ تو اپنی قوم میں بکھر چکے، وہاں ابن کی مہمانی غیبی ہو گی۔ پھر ہم لوٹے اور نبی ﷺ نے مجھے اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھالیا حتیٰ کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

(المغازی، باب غزوة ذات فرد..... رقم: ۴۱۹۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فضائل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

جنگ احد میں فرشتے اترے سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھے تھے:

قاریہ ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو شخص دیکھے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔ «مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ» میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد۔ (وہ جبریل اور میکائیل تھے) (المغازی، باب غزوة احد، رقم: ۴۰۵۴)

فضائل حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ حمص میں گیا۔ عبید اللہ نے کہا کہ ہم حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت حمزہ کی شہادت کا واقعہ پوچھنے نہ چلیں؟ میں نے کہا، چلو پوچھ لیتے ہیں، حضرت وحشی رضی اللہ عنہ حمص میں ہی رہائش پذیر تھے ہم نے ان کے متعلق لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ دیکھو اپنے محل کے سائے میں بیٹھے ہیں وہ مکہ کی طرح (موٹے تارے) تھے ہم ان کے پاس گئے اور ان کو جا کر سلام کیا انھوں نے ہمیں جواب دیا۔ عبید اللہ نے اپنے سر اور چہرے پر گچڑی لپیٹی ہوئی تھی وحشی رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ کی صرف آنکھیں اور پاؤں نظر آ رہے تھے۔ عبید اللہ نے کہا اے وحشی! تو نے مجھے پہچانا ہے؟ حضرت وحشی نے ان کی طرف نظر کی اور کہا میں اللہ کی قسم مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ عدی بن خیار (یعنی عبید اللہ کے باپ) نے ام قتال بنت ابوالعبس سے شادی کی تھی اس سے ایک بچہ کے میں پیدا ہوا تھا اس بچے کے لیے دودھ پلانے والی خاتون کی تلاش میں میں بچے کی ماں کے ساتھ نکلا تھا اس بچے کے پاؤں اس طرح تھے جس طرح کہ تمہارے ہیں (یعنی حضرت وحشی عبید اللہ کو پہچان گئے)

پھر عبید اللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور کہا کیا تم ہمیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال

مسئلہ کو مار کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدلہ اتار سکوں۔ چنانچہ میں (ان) لوگوں کے ساتھ (جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روئینہ کئے تھے) نکلا اور مسئلہ کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ مسئلہ ایک دیوار کے شکاف میں کھڑا تھا ایسا لگتا تھا، گویا کہ خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اور پریشان، پرانگندہ اور نکمرے بالوں والا تھا میں نے وہی نیزہ (جس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا) اس کی چھاتی کے درمیان مارا اور اس کے دونوں کندھوں کے آر پار کر دیا۔ پھر مسئلہ کی طرف ایک انصاری نے دوڑ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار مار کر اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔ (المغازی، باب قتل حمزہ..... رقم: ۴۷۲)

فضائل عامر رضی اللہ عنہ

حضرت عامر رضی اللہ عنہ افضل شہید ہوئے:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ خیبر میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے کسی نے سیدنا عامر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عامر! تو ہمیں اپنے شعر کیوں نہیں سنانا؟ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے وہ (اپنی سواری سے) اتر کر قوم کو شعر سنانے لگے اور یہ پڑھتے تھے،

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا نَصَلَقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا (یعنی تیری توفیق شامل حال نہ ہوتی) تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، اور نہ نماز پڑھتے، معاف کر جو تیری اطاعت میں ہم سے کوتاہی ہو جائے ہم تجھ پر قربان ہوں اور اگر ہم لڑیں تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور ہم پر سکینت نازل فرما، جب کوئی ہمیں ناحق کی طرف بلائے گا تو ہم انکار کر دیں گے۔ کفار نے شور غل مچا کر ہمارے خلاف مدد طلب کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے جو اونٹوں کو چلانے کے لئے شعر پڑھ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا یا نبی اللہ! یہ عامر رضی اللہ عنہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عامر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے تو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی! (عامر رضی اللہ عنہ کے واسطے جنت یا شہادت) واجب ہوگئی، اس سے آپ ﷺ نے ہمیں فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا (یعنی آپ ﷺ نے دعا میں جلدی کر دی)؟ خیر ہم خیر پہنچے اور خیبر والوں کا محاصرہ کر لیا اس وقت ہمیں سخت بھوک لگی تھی بالآخر اللہ نے خیبر پر مسلمانوں کو فتح دی، فتح کے روز مسلمانوں نے شام کو

آگ سلگائی (ہر ایک کھانا پکانے لگا) تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیسی آگ ہے اور تم کیا پکا رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی، گوشت۔ آپ ﷺ نے پوچھا گوشت کس جانور کا ہے؟ انہوں نے جواب دیا گدھوں کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: گوشت گراوہ اور ہانڈیاں توڑ دو۔ کسی نے عرض کی کہ کیا اگر گوشت گرا کر ہانڈیوں کو دھولیں تو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: چلو ایسا ہی کرلو۔ جب دشمنوں کے مقابل صف بندی ہوئی تھی تو سیدنا عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی، وہ ایک یہودی کی پنڈلی پر مارنے لگے تو وہ پلٹی اور اس کی نوک سیدنا عامرؓ کے ہی گھٹنے پر لگی اور سیدنا عامرؓ اسی زخم سے شہید ہو گئے (حضرت سلمہؓ) فرماتے ہیں کہ جب لوگ جنگ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے پریشان دیکھا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے عمل تباہ ہو گئے (کیونکہ انہوں نے خودکشی کی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«كَذَبَ مَنْ قَالَهُ وَإِنَّ لَهُ لَا تَجْرِيْنَ»

”جس نے یہ کہا ہے اس نے غلط کہا ہے، عامرؓ کو تو دو ہرا اجر ملے گا۔“

اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر اشارہ کیا اور یہ بھی فرمایا:

«إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قُلٌّ عَرَبِيٌّ مِّثْلَهُ»

”عامرؓ (جو) کوششی کرنے والا اور لڑنے والا تھا۔ کوئی بھی عربی زمین پر عامرؓ کی

طرح نہیں چلا، اس جیسے عربی بہت کم ہیں۔“

اور ایک روایت میں یوں ہے: کسی عربی نے مدینہ میں عامرؓ کی طرح نشوونما نہیں پائی۔

(المغازی، باب غزوة خیبر، رقم: ۴۱۹۶)

فضائل عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بچپن میں امامت کراتے تھے:

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک چشمہ پر رہتے تھے جو شارع (عام راستہ) تھا اور ہمارے پاس سے سوار گزرتے تھے، ہم ان سواروں سے پوچھتے تھے کہ لوگوں نے کیا کیا ہے اور (محمد) کون شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے؟ لوگ جواب دیتے تھے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے پاس وحی آتی ہے اور اللہ نے یہ یہ وحی نازل کی ہے، میں ان قرآنی آیات کو اچھی طرح یاد کر لیتا اور عرب مسلمان ہونے کے لیے فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) اور اس کی قوم (یعنی قریش) کو چھوڑ دو، اگر محمد (ﷺ) پر حجاب آگیا تو وہ سچا نبی ہوگا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم اسلام لانے میں جلدی کرنے لگی اور میرے والد محترم نے اپنی قوم سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ جب میرے والد مسلمان ہو کر آئے تو اپنی قوم سے کہا:

«جِئْتُكُمْ وَاللّٰهُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا»

”اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں۔“

آپ (ﷺ) نے فرمایا ہے: تم فلاں وقت یہ نماز اور فلاں وقت فلاں نماز پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو تو کوئی تم میں سے اذان کہے:

«وَلْيَكُومُكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا»

”جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ امامت کرائے۔“

قبیلہ دالموں نے غور کیا تو کسی کو مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ پایا کیونکہ میں قاطوں سے مل کر بہت زیادہ قرآن یاد کر چکا تھا چنانچہ سب نے مجھے امام بنالیا حالانکہ میں چھ یا سات سال کا تھا اور میں صرف ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا جب میں سجدہ کرتا تو وہ سکر جاتی تھی (یعنی میرا ستر کھل جاتا تھا) قبیلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری کا تنگ ہم سے کیوں نہیں چھپاتے؟ اسی لئے انہوں نے کپڑا خرید کر میرا کرتا بنایا۔

«فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرِحْتُ بِذَلِكَ الْقَمِيصِ»

”میں جتنا اس کرتے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے پہلے بھی خوش نہ ہوا تھا۔“

(المغازی، باب مقام النبی ﷺ، بمعہ زمن الفتح: ۴۳۰۲)

فضائل ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو سیدنا

ابو عامر رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا (جہاں پر قبیلہ ہوازن جمع تھا) سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کا دریدہ بن صمد سے مقابلہ ہوا، دریدہ ہارا گیا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ پھر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجھے بھی بھیجا تھا۔ اتفاق سے ان کے گھٹنے پر زخم آیا، ایک جسمی شخص نے ان کو تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ اے چچا! تمہیں کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ فلاں میرا قاتل ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ میں اس کی طرف گیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ میں اس کے پیچھے چارہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا (او بے حیا!) تجھے شرم نہیں آتی، تو ٹھہرتا کیوں نہیں پھر وہ ٹھہر گیا۔ میرے اور اس کے درمیان تلوار کے دو وار ہوئے، پھر میں نے اسے مار ڈالا۔ میں نے آکر ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا۔ وہ بولے کہ گھٹنے میں بیست یہ تیر تو نکال لے!۔ میں نے وہ تیر نکالا تو زخم سے پانی بہنے لگا پھر وہ بولے کہ اے بھتیجے! تو نبی ﷺ کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ آپ ﷺ میرے لئے استغفار کریں۔ پھر ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام بتا دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ جب میں جنگ سے لوٹا تو نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ کھجور کی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور پہلو مبارک میں رسی کے نشان پڑ چکے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے اپنا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے مغفرت کی دعا کرنے کی درخواست کی تھی تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي عَامِرٍ»

”اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر رضی اللہ عنہ کو بخش دے۔“

آپ ﷺ نے اتنے ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی بظلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر یوں دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ وَمِنَ النَّاسِ»

”اے اللہ! ابو عامر رضی اللہ عنہ کا قیامت کے روز بہت سی مخلوق نوع انسانی پر درجہ بلند کرنا۔“

میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ میرے لئے بھی دعائے مغفرت کیجیے آپ ﷺ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَادْخُلْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا»

”اے اللہ! عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) کے بھی گناہ معاف فرما دے اور قیامت کے

دن اچھی جگہ (جنت میں) داخل فرماتا۔“ (المغازی، باب غزوہ لوطان، رقم: ۴۳۲۳)

فضائل کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تبوک میں پیچھے رہ جانے کا دلچسپ واقعہ:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ کے ساتھ ان تمام لڑائیوں میں شریک رہا جو آپ ﷺ نے لڑیں، فقط ایک غزوہ تبوک میں شریک نہیں تھا۔ ہاں ایک غزوہ بدر میں بھی میں شریک نہیں تھا، لیکن اس میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں ہوا تھا۔

کیونکہ غزوہ بدر میں بنی نضیر قریش کا قائلہ لوٹنے کی نیت سے تشریف لے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو بغیر کسی طے شدہ منصوبے کے، اچانک آنے سامنے کر دیا (اور لڑائی ہو گئی) اور میں لیلۃ الحقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا مضبوط عہد و پیمان کیا تھا اور میں لیلۃ الحقبہ پر جنگ بدر کو ہرگز ترجیح نہ دوں گا اگرچہ لوگوں میں اس کی فضیلت زیادہ مشہور ہے۔ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کا واقعہ یوں تھا کہ میں ایسا تندرست و طاقتور اور مالدار کبھی نہ تھا (جیسا میں جنگ تبوک کے موقع پر تھا) جبکہ میں اس میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا اور اللہ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں جمع نہیں ہوئی تھیں لیکن اس غزوہ کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں موجود تھیں اور نبی ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اس کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ تور یہ کرتے تاکہ لوگ کوئی دوسرا مقام سمجھیں۔ لیکن جب اس لڑائی کا وقت آیا تو اتفاق سے سخت گرمی تھی اور دور دراز کے سفر کا سامنا تھا۔ جنگ و بیابان راستے کا سفر تھا اور دشمنوں کی تعداد کثیر تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو صاف صاف بتا دیا کہ ہم تبوک جانا چاہتے ہیں تاکہ وہ اچھی طرح لڑائی اور سفر کا سامان درست کر لیں اور رسول اللہ ﷺ نے صاف صاف اپنا ارادہ مسلمانوں سے بیان کر دیا اور رسول اللہ کے ساتھ مسلمان بکثرت تھے اور کہ کسی رجسٹر میں ان کے نام محفوظ نہیں ہو سکتے تھے۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو اس لڑائی میں غیر حاضر رہنا چاہتا مگر وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کا غیر حاضر رہنا نبی ﷺ کو اس وقت تک معلوم نہ ہوگا جب تک کہ اس کے بارے میں وحی نہ اترے۔ رسول اللہ نے یہ لڑائی اس وقت کی، جب درختوں کا پھل پک گیا تھا اور سخت گرمی تھی۔ خیر رسول اللہ ﷺ نے

اور آپ ﷺ کے ساتھ اور مسلمانوں نے اس لڑائی کا سامان تیار کرنا شروع کیا، میں بھی ہر صبح کو ان کے ساتھ جاتا کہ ان کے ساتھ سفر کا سامان تیار کروں لیکن خالی لوٹ آتا اور کچھ تیاری نہ کر پاتا، میں اپنے دل میں کہتا کہ میں تو کسی بھی وقت اپنا سامان تیار کر سکتا ہوں (جلدی کیا؟)۔ اسی طرح دن گزرتے رہے اور لوگوں نے محنت مشقت اٹھا کر اپنا اپنا سامان تیار کر لیا بالآخر نبی ﷺ اور مسلمان ایک صبح کو روانہ ہو گئے لیکن میں نے ابھی تک کوئی سامان تیار نہ کیا تھا تو میں نے کہا کہ میں ان کے بعد ایک دو روز میں سامان تیار کر لوں گا پھر ان سے راستہ میں جا ملوں گا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو دوسری صبح کو میں نے سامان تیار کرنا چاہا لیکن اس روز بھی کوئی چاری نہ کر سکا پھر تیسری صبح کو بھی ایسا ہی ہوا کہ کوئی تیاری نہ کر سکا۔

میرا مسلسل یہی حال رہا (کہ آج نکلتا ہوں کل نکلتا ہوں) اور ادھر سب لوگ جلدی جلدی سفر کرتے ہوئے دور نکل گئے۔ میرا کئی بار ارادہ ہوا کہ میں بھی کوچ کروں اور ان سے مل جاؤں اور کاش! میں ایسا کرتا مگر تقدیر میں نہ تھا پھر رسول اللہ ﷺ کے کوچ کر جانے کے بعد مدینہ میں جب میں گھر سے نکلا اور لوگوں سے ملتا تو میں منافقوں، معذور اور ضعیف و ناتواں آدمیوں سے ملتا (کیونکہ تندرست و صاحب ایمان لوگ جہاد کو چلے گئے تھے) اور مجھے اس سے رنج ہوتا تھا اور نبی ﷺ نے مجھے راستے میں کہیں نہ یاد کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ تبوک میں پہنچ گئے۔ تبوک پہنچ کر (ایک مرتبہ) لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے فرمایا: کہ کعب بن لہجہ نے کیا کیا؟ جو نہیں آیا۔ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کو اس کے اچھے لباس اور حسن و جمال پر غرور نے روک لیا ہے۔ یہ سن کر سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شخص! تو نے بہت برا کہا ہے، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم اس میں بہتری کے علاوہ اور کوئی بات نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ سیدنا کعب بن لہجہ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ خبر ملی کہ آپ ﷺ واپس آرہے ہیں تو میرا غم اور تازہ ہو گیا اور مجھے خیال ہوا کہ کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیے کہ جس سے آپ ﷺ کے غصے سے بچ جاؤں اور اس بات پر عزیزوں میں سے عقلمند لوگوں سے بھی مشورہ لیا۔ جب یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب آ گئے ہیں تو یہ سارے جموئے خیالات میرے دل سے جاتے رہے اور میں نے یقین کر لیا کہ میں جموٹ بولنے سے آپ ﷺ کے غصہ سے نہیں بچ سکوں گا تو میں نے بچ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے تھے۔ اس سے جب

آپ ﷺ فارغ ہو چکے تو اس وقت جو لوگ (جہاد سے) پیچھے رہ گئے تھے، انہوں نے آنا شروع کیا اور (جھوٹے) عذر (حیلہ بہانے) کرنے لگے اور قسمیں اٹھائیں، یہ لوگ تقریباً (۸۰) اسی سے کچھ زائد تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے جیلوں اور بہانوں کو تسلیم کر لیا اور ان سے بیعت لی اور اللہ سے ان کے لیے استغفار کیا اور ان کے دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ میں بھی حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا تو آپ ﷺ مسکرائے مگر جیسے غصہ میں کوئی آدمی مسکراتا ہے پھر فرمایا: اس طرف آؤ۔ میں سامنے جا کر بیٹھا تو فرمایا: تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے تم نے تو سواری بھی خرید لی تھی؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے پاس سواری موجود تھی، اللہ کی قسم! اس وقت اگر میں کسی دوسرے شخص کے سامنے بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصے سے بچ جاتا، کیونکہ میں ایک تیز طرار شخص ہوں مگر اللہ کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج میں جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو خوش کر لوں گا تو کل اللہ تعالیٰ (اصل حقیقت کھول کر) پھر آپ ﷺ کو مجھ پر ناراض کر دے گا اسی لیے میں آپ ﷺ کو سچ بات بتاؤں گا، اگرچہ اس وقت آپ ﷺ سچ بولنے کی وجہ سے مجھ پر غصہ کریں گے مگر آئندہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی مجھ کو امید تو رہے گی۔ اللہ کی قسم! مجھے کوئی مجبوری نہیں تھی، اللہ کی قسم! طاقت، قوت، دولت میں کوئی میرے برابر نہ تھا اور میں یہ سب چیزیں ہوتے ہوئے پیچھے رہ گیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا پھر مجھے حکم دیا: جاؤ جب تک تیرے بارے میں اللہ کوئی فیصلہ نہیں فرمادے گا۔ جب میں اٹھ کر چلا تو میرے ساتھ قبیلہ بنی سلہ کے چند آدمی بھی اٹھ کر میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم نے تم سے کوئی گناہ سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا اور منافقوں کی طرح اگر تم بھی کوئی بہانہ بنا لیتے تو رسول اللہ ﷺ کی دعا تمہارے گناہ کے لئے کافی ہوتی۔ اللہ کی قسم! وہ مسلسل مجھے لعنت طامت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی باتوں سے میرے دل میں آیا کہ نبی ﷺ کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اپنی پہلی بات کو جھٹکا کر کوئی بہانہ نکالوں، پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اور بھی کوئی شخص ہے جس نے میری طرح گناہ کا اقرار کیا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں دو آدمی ہیں جنہوں نے تیری طرح اقرار کیا ہے اور ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا ہے جو تجھ سے فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ دو شخص کون کون سے ہیں انہوں نے کہا: مرارہ بن ربیع العری اور ہلال بن امیہ وافق بن جہش انہوں نے ایسے دو نیک شخصوں کا نام لیا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکے تھے اور جن میں میرے لئے نمونہ تھا۔ جب انہوں نے ان دو شخصوں کا نام لیا تو (مجھے تسلی ہو گئی اور) میں چل دیا۔ رسول اللہ نے

چھپے رہ جانے والوں میں، خاص کر ہم تینوں سے دوسرے صحابہ کو بولنے سے منع فرمایا تو ہم سے سب لوگ بچنے لگے (کوئی بات تک نہ کرتا) اور بالکل ناواقف سے ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے زمین (آسمان) بدل گئے، وہ زمین ہی نہیں رہی (جس پر ہم رہتے تھے) اسی حالت میں پچاس راتیں گزریں۔ مرادہ اور ہلال چھ دنوں اپنے اپنے گھروں میں پڑے روتے رہے لیکن میں ایک جوان اور قوی آدمی تھا، میں باہر نکلا اور مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور بازاروں میں آتا جاتا تھا لیکن مجھ سے کوئی شخص بات نہ کرتا اور جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھتے تو میں جا کر سلام کرتا اور غور سے دیکھتا کہ میرے سلام کے جواب میں آپ ﷺ کے لب مبارک بولے ہیں یا نہیں؟ اور پھر آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھنے لگتا اور ترجمانی نظروں سے دیکھتا تو نماز کے وقت آپ ﷺ میری طرف دیکھتے رہتے لیکن (نماز کے بعد) جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو منہ پھیر لیتے۔ اسی طرح ایک مدت گزری اور لوگوں کی اجنبیت اور زیادہ بڑھ گئی تو ایک روز میں چلا اور ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پھلانگی، وہ میرے پچا زاد بھائی تھے اور ان سے مجھے بہت محبت تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا اللہ کی قسم! انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابو قتادہ! تجھے اللہ کی قسم! کیا آپ نہیں جانتے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کتنی محبت ہے؟ لیکن وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دے کر دوبارہ یہی کہا لیکن پھر بھی وہ خاموش رہے تیسری بار قسم دے کر یہی کہا تو انھوں نے یہ فرمایا: «اللَّهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ» اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ اس وقت میرے آنسو ٹپک پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر دیوار پھلانگ کر وہاں سے واپس چلا آیا۔ ایک مرتبہ جب میں بازار جا رہا تھا تو ملک شام کا ایک عیسائی کسان ملا جو مدینہ میں اثابج فروخت کرنے آیا تھا، وہ کہہ رہا تھا کہ لوگو! مجھے کعب بن لہب کا ہلاک (وہ کون ہے؟) لوگوں نے اسے بتلانے کے لیے میری طرف اشارہ کیا، جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے عسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، اس میں یہ لکھا تھا: اما بعد! ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیغمبر (محمد ﷺ) نے تم سے بدسلوکی کی ہے اور اللہ نے تمہیں ایسا ٹھٹھا نہیں بنایا اور نہ ہی بے کار (تم تو کام کے آدمی ہو) تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم بڑی محبت سے پیش آئیں گے، میں نے خط پڑھ کر خیال کیا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے امتحان ہے۔ میں نے اسی وقت اس خط کو آگ کے خور میں جھونک دیا (اور جلا دیا) ابھی پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزریں تھیں کہ نبی ﷺ کا بھیجا ہوا ایک آدمی آیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا اسے طلاق

دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں، اس سے الگ رہو، تعلقات زوجیت ادا نہ کرو، میرے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی حکم دیا گیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو جب تک کہ اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہ ہو۔ (وہ چلی گئی) سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ بہت ضعیف بوڑھے ہیں اور اس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، اگر میں اس کی خدمت کروں تو کیا آپ ﷺ اس کو برا سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں صرف تعلقات زوجیت قائم نہ کرنا۔ تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس روز سے یہ معاملہ ہوا ہے۔ سوائے رونے کے اور کچھ کرتا ہی نہیں مجھ سے میرے بعض عزیزوں نے کہا کہ اگر تم بھی اپنی بیوی کے بارے میں نبی ﷺ سے اجازت لے لیتے (کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے) تو مناسب ہوتا جیسے نبی ﷺ نے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اجازت دی (تمہیں بھی اجازت دے دیں گے) میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو کبھی رسول اللہ سے اس بات کی اجازت نہیں لوں گا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ نبی ﷺ کیا فرمائیں؟ (اجازت دین یا نہ دیں) اور میں تو جوان آدمی ہوں۔ اس کے بعد وہ راتیں اور گزریں اب پچاس راتیں پوری ہو گئیں، اس وقت سے جب سے آپ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے کی ممانعت فرمادی تھی، پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ اسی حالت میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بھی (سورہ توبہ: ۱۱۱ میں) کیا ہے کہ میں اپنی زندگی سے تنگ آ گیا اور زمین بھی اتنی کشادہ ہونے کے باوجود میرے اوپر جھک ہو گئی تھی۔ اسنے میں ایک پکارنے والے (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی جو سلع (ٹائی) پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہے تھے کہ کعب رضی اللہ عنہ بن مالک! خوش ہو جاؤ۔

یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ لب میری مشکل دور ہو گئی اور نبی ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد لوگوں کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا قصور معاف کر دیا ہے تو اب لوگ مبارک دینے کے لئے (جوق در جوق) میرے اور میرے دونوں ساتھیوں (سمرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے لگے۔ ایک شخص (سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) گھوڑا دوڑاتے ہوئے میرے پاس آئے اور اسلم قبیلے کا ایک شخص دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اور پہاڑ والے کی آواز مجھے گھوڑے والے کی آواز سے جلد پہنچی، جب یہ شخص جس کی بشارت دینے کی آواز مجھے پہنچی تھی میرے پاس آیا تو میں نے (خوشی میں) اپنے کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ واللہ! اس روز میرے پاس بھی دو کپڑے تھے اور میں نے ابو (قنازہ) سے دو کپڑے مانگ کر

پہنچے اور رسول اللہ کی طرف چلا۔ راستے میں لوگ جوق در جوق ملتے اور مجھے توبہ قبول ہو جانے کی مبارکباد دیتے اور کہتے کہ اللہ کی بخشش تم کو مبارک ہو، کہ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہیں لوگ آپ ﷺ کے گرد ہیں، مجھے دیکھتے ہی سیدنا طلحہ بن عبید اللہ! جلدی سے اٹھے اور مجھے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم! ان کے سوا مہاجرین میں سے اور کسی نے اٹھ کر مجھے مبارکباد نہیں دی اور میں ان کا یہ احسان کبھی بھولنے والا نہیں۔

« فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ أَبَشِرْ بِخَيْرِ نِعْمٍ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدْتُكَ أُمُّكَ »

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو (میں نے دیکھا کہ) آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے جھلک رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کعب تم کو اس دن کی بشارت ہو جو ان سب دنوں میں سب سے بہتر ہے، جب سے تمہاری ماں نے تم کو جنم دیا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ بشارت آپ ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ تو فرمایا: « لَا بَلَى مِنْ عِنْدِ اللَّهِ » نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور نبی ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو جاتا اور ہم لوگ اس کو پہچان لیتے جب میں آپ ﷺ کے سپاہیے بیٹھا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی قبولیت کے شکر یہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر کے اللہ اور اس کے رسول کو دے دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ مال خیرات کرو اور کچھ اپنے لئے رہنے دو، وہ تمہارے لئے بہتری کا ذریعہ ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں اپنا خیر کا حصہ اپنے لئے رہنے دیتا ہوں اور باقی خیرات کرتا ہوں۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرے بچ کی ہی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی اپنی توبہ کی خوشی میں تمہیں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ اور اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آزمائش میں بچ بولنے کی وجہ سے کسی مسلمان پر اتنا فضل کیا ہو جتنا مجھ پر کیا تھا۔ جب سے میں نے رسول اللہ سے اس معاملہ میں صحیح عرض کر دیا اس وقت سے آج کے دن تک میں نے کبھی قصداً جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سورۃ توبہ کی یہ آیات

« يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ثُمَّ تَقُولُوا هُوَ عِنْدَ اللَّهِ لَئِنْ أَرْسَلْنَا بِهِ آيَاتًا لَقُودِلَا » (سورۃ توبہ: ۱۱۹) پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ..... وَكُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

”اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مہاجرین و انصار کے حال پر توجہ فرمائی..... اسے ایمان والوں! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔ اللہ کی قسم میں تو اسلام لانے کے بعد سے اللہ تعالیٰ کا کوئی احسان اپنے اوپر اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا کہ اس نے مجھے رسول اللہ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دی اور جھوٹ سے بچایا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے لوگوں (منافقوں) کی طرح جنہوں نے جھوٹ بولا، میں بھی تباہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل کی تو ان جھوٹوں کے لئے ایسا برا لفظ اتارا کہ ویسا برا لفظ کسی کے لئے نہیں اتارا۔ فرمایا:

﴿سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ..... إِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (سورۃ التوبہ: ۹۵-۹۶)

”اب جب تم لوٹ کر آئے تو یہ لوگ اللہ کی (جھوٹی قسمیں کھائیں گے)..... بیشک اللہ تعالیٰ فاسقین لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔“

سیدنا کعب بن علقمہؓ نے فرمایا کہ ہم تینوں آدمیوں کا حکم ان لوگوں کے حکم سے ملتوی رکھا گیا جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں اور رسول اللہ ﷺ نے قبول کر لیا اور ان سے تجدید بیعت کی اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت چاہی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بارے میں تاخیر کی یہاں تک کہ اللہ نے حکم کیا۔ اسی لئے اللہ نے (قرآن میں) یہ فرمایا:

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ (سورۃ التوبہ: ۱۱۸)

”اور ان تین شخصوں کو (معاف کیا) جو (جنگ سے) پیچھے رہ گئے۔“

اور اس آیت میں پیچھے رہ جانے والوں سے یہی مراد ہے کہ ہمارے بارے میں تاخیر کی گئی اور ہم تاخیر میں ڈال دیئے گئے۔ یہ مراد نہیں کہ جہاد میں پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہنے جنہوں نے قسمیں کھا کر عذر بیان کئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے۔

(المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، رقم: ۴۴۱۸)

فضائل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دین اور علم کے حصول میں مثال تھے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جحد اتری، جب یہ آیت ﴿وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾ اور دوسروں کے لئے بھی نبی ﷺ رسول ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے..... نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ پوچھا اور ہمارے اندر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا ”اگر ایمان شریا (ستارے) کے پاس بھی ہوتا (یعنی بہت ہی دور ہوتا) تو بھی ان (اہل فارس) میں ایک شخص یا کچھ لوگ (راوی کا شک) اس کو حاصل کر لیتے۔ (اس سے مراد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگرد نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ سلمان فارسی اور ان جیسے حق کے متلاشی لوگ ہیں) (التفسیر، باب سورۃ الجمعة مرقم: ۴۸۹۷)

فضائل زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی کی بدزبانی اور زید بن ارقم کی تصدیق اللہ نے کی:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک غزوہ میں تھا کہ میں نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم رسول اللہ کے ساتھیوں کو خرچ و خیرات وغیرہ نہ دو یہاں تک کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (یعنی ہم انہیں نکال دیں گے) میں نے یہ بات اپنے چچا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے نبی ﷺ سے ذکر کر دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے بلوایا، میں نے جو بات تھی وہ کہہ دی، پھر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا (ان سے پوچھا) انہوں نے قسم اٹھائی کہ ہم نے ایسا کہا ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے مجھے جھوٹا کہا اور اس کی تصدیق کی۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا، میرے چچا نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ نے تجھے جھوٹا کہا اور تجھے بدنام کیا؟ اس وقت نبی ﷺ پر

یہ سورہ اتری ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ﴾ ”جب آپ کے پاس یہ منافق آتے ہیں“ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے مجھے بلوا بھیجا پھر پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ“

”اے زید، اللہ نے تجھے سچا کہہ دیا ہے۔“ (التفسیر، سورۃ الجمعة، رقم: ۴۹۰۰)

فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے شادی اور سادگی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی تب میں چھ سال کی تھی۔ جب ہم (ہجرت کر کے) مدینہ میں آئے تو ہم بنو حارث بن خزرج میں آکر رہائش پذیر ہو گئے وہاں مجھے بخار ہو گیا جس سے میرے سر کے بال جھڑ گئے پھر پیشانی کے بال اگ چکے تھے ایک دن میری ام رومان میرے پاس اس وقت آئیں جب کہ میں لکڑی پر جھولے لے رہی تھی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ امی نے مجھے آواز دی میں اس کے پاس گئی مجھے معلوم نہیں تھا کہ کس لیے مجھے بلاتی ہیں۔ امی جان نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر مجھے جا کھڑا کیا میرا سانس پھولا ہوا تھا جب کچھ میرا سانس قدرے سنبھلا تو امی نے میرا چہرہ دھویا پھر کمرے میں لے گئی وہاں انصاری خواتین موجود تھیں انھوں نے مجھے خیر و برکت کی دعا دی اور امی نے مجھے انصاری خواتین کے سپرد کر دیا انھوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا اور چاشت کا وقت تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے سامنے اچانک آ گئے انصاری خواتین نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا اس وقت میری عمر ۹ سال تھی۔

(منہاج الانصار، باب تزویج النبی ﷺ عائشہ، رقم: ۳۸۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خواب میں تو مجھے دو (ایک روایت میں تین) بار دکھائی گئی میں نے تجھے ریشمی کپڑے میں دیکھا (جبریل) فرماتے کہ یہ آپ کی (ہونے والی) بیوی ہے:

”فَاكْشِفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ“

”میں جب ریشمی کپڑے کو کھولا تھا تو اس میں تو (یعنی تیری تصویر) ہوتی تھی۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو میں کہتا:

«إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمِضْهُ»

”اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ میری بیوی بنادے گا۔“ (حوالہ مذکور: رقم: ۳۸۹۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اور ان کی پاکیزگی کا اعلان:

ام المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے پھر ان میں سے جس کے نام قرعہ نکل آتا تو اسی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک جہادی سفر میں ہم لوگوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو میرے نام پر قرعہ نکلا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ حکم حجاب کے نزول کے بعد کا ہے۔ میں اس سفر میں ہودج (پردے والی ڈولی) کے اندر بٹھادی جاتی تھی اور ہودج سمیت اتار لی جاتی تھی۔ چنانچہ ہم چلتے رہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے رات کے وقت رواغی کا حکم دے دیا۔ جب لوگوں میں رواغی کے لیے منادی ہوئی تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور (قضائے حاجت کے لیے) چلی گئی حتیٰ کہ میں لشکر سے ایک طرف چلی گئی پھر جب حاجت سے فارغ ہوئی تو (اونٹ کے) کباوے کے پاس آگئی جب میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو اچانک معلوم ہوا کہ ظفار کے کالے لگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئے تھی، گر گیا ہے لہذا میں اپنے ہار کو تلاش کرتی ہوئی واپس گئی اور اس کے ڈھونڈنے میں مجھے دیر ہوگئی اور جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے وہ آئے اور انہوں نے میرا ہودج اٹھایا اور میرے اونٹ پر جس پر میں سوار ہوتی تھی رکھ دیا۔ وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں ہودج میں ہی ہوں (کیونکہ) اس دور میں عورتیں عموماً ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم پر زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا اور وہ غذا بھی بہت کم کھایا کرتی تھیں۔ لہذا جب لوگوں نے اس ہودج کو اٹھایا تو اس کو معمول کے موافق سمجھ کر اٹھالیا کیونکہ میں اس وقت کم سن (دلی پتلی) لڑکی تھی۔ پھر وہ اونٹ کو اٹھا کر چل دیے لشکر کے نکل جانے کے بعد میں نے اپنا ہار پالیا تو جہاں قافلہ آرا ہوا تھا واپس آئی مگر وہاں کوئی نہ تھا تب میں اس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں پر پڑاؤ کیا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ جب لوگ مجھ کو (قافلہ میں) نہ پائیں گے تو اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے اسی حالت میں میں بیٹھی ہوئی تھی میری آنکھیں نیند کے سبب مجھ کو بخاری معلوم ہونے لگیں اور نیند مجھ پر غالب آگئی۔ صفوان بن معطل سلمیٰ ذکوانی رضی اللہ عنہما لشکر کے پیچھے تھے وہ صبح کو میری

منزل پر پہنچے اور وہ دور سے ایک سوتے ہوئے انسان کو دیکھ کر میرے پاس آئے کیونکہ انہوں نے مجھے پردے کے حکم سے پہلے دیکھا ہوا تھا لہذا مجھ کو پہچان لیا اور اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں ان کی اناللہ کی آواز سن کر بیدار ہو گئی پھر انہوں نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں کو موڑ دیا (تا کہ میں بغیر کسی کی مدد کے خود سوار ہو سکوں) لہذا میں اونٹ پر سوار ہو گئی۔ وہ اونٹ کو ہانکتے ہوئے پیدل چلے اور قافلہ میں اس وقت پہنچے جب دو پہر کو لوگ آرام کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گئے یعنی میرے اوپر صفوان کے ساتھ تہمت لگائی اور جس شخص نے یہ طوفان اٹھایا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک مہینے تک بیمار رہی اور لوگ بہتان والی بات کو پھیلاتے رہے اور مجھے اپنی بیماری میں بارہا یہ خیال آتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ میں نبی ﷺ کی وہ مہربانی نہیں دیکھتی جو میں اپنی بیماری کے وقت سے پہلے دیکھا کرتی تھی۔ اب صرف یہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور سلام کرتے اس کے بعد کہتے کہ: تم کیسی ہو؟ اور مجھے اس بارے میں کسی بات کا علم نہ تھا کہ اصل وجہ کیا ہے؟ میں بہت کمزور ہو چکی تھی (ایک رات) میں اور مصلح کی والدہ مناصح جہاں ہمارے قضاہ حاجت کی جگہ تھی وہاں گئیں اور ہم صرف رات ہی کو وہاں پر قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور یہ واقعہ ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء بنائے جانے سے پہلے کا ہے اور ہم پرانے دور کے عربوں کی طرح جنگل میں یا باہر دور جا کر قضائے حاجت کیا کرتی تھیں میں اور مصلح کی ماں جو ابوہریرہ کی بیٹی تھیں جاری تھیں کہ اتفاقاً وہ اپنی چادر میں پھنس کر گر پڑیں تو کہنے لگیں: **فَتَعَسَّ مِصْطَبِعٌ** کہ مصلح ہلاک ہو جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ برا کلمہ منہ سے نکالا ہے کیا تم ایسے شخص کو برا بھلا کہتی ہو جو بدری صحابی ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ اے بی بی! کیا تم نے نہیں سنا کہ ان لوگوں نے کیا طوفان اٹھایا ہوا ہے؟ پھر انہوں نے مجھ پر تہمت لگانے والوں کی ساری باتوں پر مطلع کر دیا۔ تو پھر تو اس بہتان کو سن کر میری بیماری زیادہ شدید ہو گئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے سلام کیا اور فرمایا: تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں۔ میرا اس سے مقصد یہ تھا کہ اپنے والدین کے ہاں جا کر اس خبر کی تحقیق کر سکوں گی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ میں نے اپنی ماں سے وہ سب باتیں بیان کیں جو لوگ پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا

«يَا بُنَيَّةُ هَوْنِي عَلَى نَفْسِكَ الشَّيْءُ فَقَالَ اللَّهُ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ وَضِيئَةً

عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَّاءُ إِلَّا أَكْثَرُنَ عَلَيْهَا ۝

اے بیٹی! تم پریشان نہ ہو۔ اللہ کی قسم! عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حسین عورت کسی شخص کے پاس ایسی ہو کہ وہ مرد اس کو محبوب رکھتا ہو۔ اور اس عورت کی سونکیں بھی ہوں تو اس کی سونکیں اس کی برائیاں بیان کرتی ہیں۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ! لوگ تو اس موضوع پر بہت باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے وہ رات صبح تک اس طرح گزاری کہ میرے آنسو نہ تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (امیر المؤمنین سیدنا) علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا کیوں کہ اس بارے میں وحی نہیں اتر رہی تھی تو آپ ﷺ ان سے میرے بارے میں مشورہ کر رہے تھے تو سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں اور اللہ کی قسم! ہم ان میں سوائے اچھائی کے کچھ نہیں جانتے۔ مگر (امیر المؤمنین سیدنا) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہر گز شک نہیں کیا ان کے علاوہ بھی بہت عورتیں ہیں (یعنی آپ ﷺ اگر مطمئن نہیں ہیں تو کسی اور عورت سے شادی کر لیں) اور آپ ﷺ لوٹ دی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے دریافت کریں، وہ (ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا) کے کردار کے بارے میں (آپ ﷺ سے سچ کچھ بیان کر دے گی تو رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا کیا تم نے (ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا) کے مزاج میں) کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک دلائے؟ انہوں نے جواب دیا:

«لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ»

”خیر قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے ان میں کبھی کوئی بھی ایسی بات نہیں دیکھی۔“

جس کی وجہ سے میں ان پر (شک کروں یا ان پر) عیب لگا سکوں بات اتنی ہے کہ وہ ایک کم سن لڑکی ہیں (اپنے گھر کی کلی طور پر خبر گیری نہیں رکھتی حتیٰ کہ) آنا گوندھ کر (اس کو ویسا ہی گوندھا ہوا چھوڑ کر) سو جاتی ہیں بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ (یعنی وہ تو بھولی بھالی لڑکی ہے) رسول اللہ ﷺ اسی دن (خطبے کے لیے) کھڑے ہو گئے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے مقابلے میں (جس نے بہتان باندھا تھا) نصرت طلب کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے مقابلے میں جس کے سبب ہے مجھ کو اپنے گھر والوں کے بارے میں اذیت پہنچی ہے، کون میری مذکور کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں میں اچھائی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا دوسرا انھوں نے ایک ایسے شخص کی بات کی ہے جس میں میں خیر ہی دیکھتا ہوں

مستحکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور میرے گھر میں وہ جب بھی آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے ہیں۔ تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم! ہم اس شخص کے مقابلے میں آپ ﷺ کی مدد کریں گے۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوتا تو فوراً ہم اس کی گردن مار دیتے اور اب چونکہ وہ قبیلہ خزرج میں سے ہے لہذا آپ ﷺ ہم کو اس بارے میں جو کچھ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ اس کے بعد سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اس سے پہلے وہ اچھے آدمی تھے مگر ان کی قومی حیثیت نے برا بیعت کیا اور انہوں نے (سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے) کہا کہ اللہ کی قسم تم غلط کہتے ہو تم نہ تو اس کو قتل کر سکو گے اور نہ ہی تم میں اس کی جرأت ہی ہے۔ پھر سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (جو قبیلہ اوس سے تھے) کھڑے ہوئے اور انہوں نے (سیدنا سعد بن عبادہ سے) فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم غلط کہتے ہو، ہم ضرور اسے قتل کر دیں گے، تم منافق ہو کیونکہ منافقوں کی پاسداری کر رہے ہو۔ پھر تو اوس اور خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے۔ آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان کو خاموش کرایا حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس روز بھی روتی ہی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی۔ پھر صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے اور میں دو راتوں اور ایک دن سے مسلسل رو رہی تھی اور برابر آنسو جاری تھے میں خیال کرتی تھی کہ رونے سے میرا کلیجہ شق ہو جائے گا۔ ابھی وہ دونوں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ اچانک ایک انصاری خاتون نے (میرے پاس آنے کی) اجازت طلب کی میں نے اسے اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم رو رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے مجھ پر بہتان لگایا گیا تھا، اس دن سے آپ ﷺ میرے پاس بیٹھے ہی نہ تھے اور آپ ﷺ پر ایک مہینہ تک میرے بارے میں کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا، اس کے بعد فرمایا: اے عائشہ مجھ کو تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تم (اس جہت سے) بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو بری فرما دے گا اور اگر تم واقعی کسی گناہ میں ملوث ہو چکی ہو تو:

« فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَ تُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ »

تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو اس لیے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لیتا ہے۔ اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو مکمل کر

چکے تو میرے آنسو (بالکل) ختم گئے۔ میں نے اپنے والد (امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے عرض کی کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے جواب دیجئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے جواب دے دو مگر انہوں نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا جواب دوں؟ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں کس لڑکی تھی، قرآن بھی زیادہ نہیں پڑھی ہوئی تھی میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں نے وہ بات سنی ہے جو لوگ اڑا رہے ہیں اور وہ آپ کے دلوں میں جم گئی ہے اور آپ لوگوں نے تقریباً اس کی تصدیق کی ہے اب اگر میں تم سے کہوں گی کہ میں (اس الزام سے) بری ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بے شک میں بری ہوں تو آپ لوگ مجھے سچا نہ سمجھیں گے اور اگر میں اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں (اس تہمت سے) پاک ہوں تو یقیناً آپ لوگ مجھے سچا سمجھیں گے۔ اللہ کی قسم! میری اور آپ کی مثال یوسف علیہ السلام اور ان کے والد کی طرح ہے کہ جب ان کے والد بزرگ نے کہا تھا۔

﴿فَصَبْرٌ جَمِیلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۝﴾ (یوسف: ۱۸)

”مبرا ہی بہتر ہے اور ان تکلیف دہ باتوں پر اللہ ہی سے مدد کی طلب ہے۔“

اس کے بعد میں نے اپنا رخ اپنے بستر کی طرف کر لیا اور میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بری فرما دے گا۔ مگر اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال قطعاً نہیں تھا کہ میرے اس معاملے میں آسمانوں سے وحی نازل ہو گی میں تو اپنے دل میں اپنے آپ کو اس قابل ہی نہیں سمجھتی تھی کہ قرآن مجید میں میرے اس معاملے کا ذکر ہو گا بلکہ میں تو یہ سمجھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سوتے میں کوئی خواب دیکھیں گے اور وہ خواب میری براءت کر دے گا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ اپنے مقام سے ہٹے بھی نہیں تھے اور نہ گھر کے لوگوں میں سے کوئی شخص باہر نکلا تھا کہ اسی جگہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ پر وہی حالت طاری ہو گئی جو وحی کے وقت طاری ہوا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ سردی کے دنوں میں آپ ﷺ (کی پیشانی مبارکہ) سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے اور سب سے پہلے جو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا وہ یہ تھا، فَاِنَّا عَاثِمَةُ الْاَحْمَدِیُّ اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّكَ اللّٰهُ اے عائشہ! تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت کا اعلان فرما دیا۔ میری والدہ نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (شکر ادا کرنے کے لیے) کھڑی ہو جاؤ میں نے کہا: اَن لَّا اُن مَّکْتَبَہ

«لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ»

”نہیں اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور نہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر ادا کروں گی۔“

اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَافَوْا بِالْأَفْكَ غَضَبَةٌ مِنْكُمْ﴾ (سورۃ نور: ۱۱)

”جو لوگ یہ بہت بڑا بہتان پاندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔“

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری براءت میں نازل فرمائیں تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو پہلے مسطح بن اثاثہ کو قربات کی وجہ سے کچھ امداد کے طور پر دیا کرتے تھے۔ یہ قسم کھائی کہ مسطح کو اس کے بعد کہ انہوں نے (ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ طاہرہ کی نسبت ایسا کچھ کہا ہے اب کچھ بھی نہ دوں گا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿وَلَا يَأْتِلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(سورۃ نور: ۲۲)

”تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قربات داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہیں کھالینی چاہیے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں معاف فرما دے؟ اللہ غلطیوں کو معاف فرمانے والا بڑا مہربان ہے۔“

انہوں نے مسطح کو دوبارہ وہی دینا شروع کر دیا جو ان کو دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے معاملہ کی نسبت دریافت فرمایا تھا: اے زینب! عائشہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کان اور آنکھ کو جھوٹ سے بچاتی ہوں اللہ کی قسم! میں (ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) میں سوائے اچھائی کے اور کچھ نہیں جانتی۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا میری مذمات میں تھیں مگر اللہ نے ان کو بوجہ ان کی پرہیزگاری کے، میری بدگوئی سے بچالیا۔

(الشہادات، باب تعدیل النساء بعضہن بعضاً، رقم: ۲۶۶۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور غشی کا دورہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان فرماتی ہیں کہ ایک دن میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئی اس نے کہا، اللہ تعالیٰ فلاں فلاں کو جاہ کرے میں نے کہا کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ میرا (رضاء) بیٹا بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے (حضرت عائشہ پر تہمت کی) باتیں کی ہیں ام رومان نے کہا کہ وہ بات کیسی ہے؟ تو اس نے تفصیل بتائی۔

حضرت عائشہ نے اس خاتون سے پوچھا کہ کیا اس بات کا علم نبی ﷺ کو بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں پوچھا کہ اس بات کا علم حضرت ابوبکر کو بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ یہ سنتا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غشی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو حضرت عائشہ کو کچکی کے ساتھ بخار آچکا تھا میں نے عائشہ پر کپڑا ڈال کر ڈھانپ دیا اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے آپ ﷺ نے پوچھا اے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اے سردی والا بخار ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا شاید اس بات کی وجہ سے ہے جو (تہمت کی بات) چل رہی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر حضرت عائشہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم اٹھا کر بھی (اپنی پاکیزگی بیان کروں) تو تم میری بات نہیں مانو گے اور اگر میں اصل حقیقت بیان کروں تو تم نہیں مانو گے۔ اللہ کی قسم میری اور تمہاری مثال حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں کی سی ہے کہ یعقوب نے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ﴾

تم جو باتیں کرتے ہو اس پر میرا تو اللہ ہی مددگار ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر نازل فرما (کر میری پاک دامنی کا اعلان فرمادیا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کا یا دوسرے کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی بلکہ میں تو اللہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ (المغازی، باب حدیث الافک، رقم: ۴۱۴۳)

مروان نے عبد الرحمن بن ابی بکر کو گرفتار کرنا چاہا لیکن.....:

حضرت یوسف بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز کا گورنر بنا دیا تو اس نے خطبہ میں اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے بیٹے یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی

جائے، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر اسے کوئی ایسی بات کہی (جو اس کو ناگوار گزری تو) اس نے حکم دیا کہ اسے گرفتار کر لو لیکن وہ بھاگ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے جس کی وجہ سے وہ اسے گرفتار نہ کر سکے تو مروان نے کہا کہ یہ آیت عبدالرحمن بن ابوبکر کے متعلق نازل ہوئی تھی:

﴿وَالَّذِي قَالَ لِيَا إِلَهُيهِ أَفِ لَكُمَا أَتَعِدَانِيَنِ أَنْ أُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَّتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَ هُمَا يُسْتَعْيِفُنِي اللَّهُ وَيَلْتَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ.....﴾

(الاحقاف: ۱۷)

”اور جس نے اپنے والدین سے کہا کہ میں تم سے نکل آ گیا تم مجھ سے یہی کہتے رہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کئی امتیں گزر چکی ہیں (ان میں سے کوئی زندہ ہو کر نہیں آیا تو میں کیسے زندہ ہوگا؟) وہ دونوں اللہ پاک سے فریادیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں تیری بربادی ہو تو ایمان لے آ بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ نے ہمارے بارے میں کوئی ایسی چیز نازل نہیں فرمائی ہاں اللہ تعالیٰ نے میرا عذر قرآن مقدس میں ضرور نازل فرمایا تھا۔

(التفسیر: باب وَالَّذِي قَالَ لِيَا إِلَهُيهِ أَفِ لَكُمَا..... رقم: ۴۸۲۷)

عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی:

حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ جب نبی کائنات (سفر پر) نکلتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قرعہ عائشہ اور حصہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چلتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کرتے رہے۔

حصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا عائشہ! آج رات آپ میرے اونٹ پر سوار نہیں ہو جاتیں اور میں آپ کے اونٹ پر سوار ہو جاؤں گی؟ آپ (میرا اونٹ) دیکھو اور میں (آپ کا اونٹ) دیکھوں گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے پھر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے اور اس پر حصہ سوار تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سلام کہا اور ایک طرف چلے گئے۔ جب عائشہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو جب لوگوں نے پڑاؤ کیا تو عائشہ نے اپنے پاؤں اؤخر گھاس میں داخل کر دیے (جہاں سانپ بچھو ہوا کرتے تھے) کہنے لگیں:

«يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا لَوْ حَيَّةٌ تَلَدُّ عُنِي وَلَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا»

”اے رب العزت مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے (اور میرا خاتمہ

کر دے) کیونکہ میں اللہ کے رسول کو کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں پاتی۔“

(النکاح: باب القرعة بين النسله اذا اراد سفره، ۵۲۱۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دینی رغبت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ حُوسِبَ عَذِبٌ» (قیامت میں) جس کا حساب لیا گیا، اسے (ضرور) عذاب کیا جائے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (یہ سن کر) میں نے کہا کہ کیا اللہ پاک یہ نہیں فرماتا ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ عقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ (الانشقاق: ۸) (معلوم ہوا کہ آسان حساب کے بعد عذاب ہونا ضروری نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا ذَلِكَ الْغَرَضُ وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكُ»

”یہ (حساب جس کا ذکر اس آیت میں ہے درحقیقت حساب نہیں بلکہ اعمال کا) صرف

پیش ہونا ہے لیکن جس شخص سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی تو وہ (یقیناً) ہلاک ہوگا۔“

(التفسیر: ... ﴿إِذَا الشَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ رقم: ۴۹۳۹)

آیت تنہیم کا نزول عائشہ کی برکت:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم بیداء یا ذات الحش (مقام) پر پہنچے تو میرا ہار نوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ نے اس کو ڈھونڈنے کے لیے قیام کیا اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے اور اس مقام پر کہیں پانی نہ تھا (اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا) لہذا لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ کہ رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں کو روک لیا اور لوگ ایسے مقام پر ہیں جہاں پانی نہیں ہے؟ اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوئے اور جو اللہ نے چاہا وہ انہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کچھ میں چم کے مارنے لگے، رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ سو رہے تھے اس لیے میں درد کی شدت کے باوجود حرکت بھی نہ کر سکتی تھی پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ اٹھ بیٹھے جبکہ آپ بغیر پانی والے (مقام) پر تھے چنانچہ اللہ بزرگ و برتر نے آیت تہیم نازل فرمائی لوگوں نے تہیم کیا (اور نماز ادا کی) حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَا هِيَ بِأَزَلٍ بِرَكَّتْكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ»

”اے آل ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔“

(یعنی تہیم والی سہولت کے علاوہ کئی سہولتیں صحابہ کو ابو بکر کی اولاد کی وجہ سے مل چکی تھیں) عائشہ کہتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار ہوا کرتی تھی، اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔
(فتیمم، باب: رقم: ۳۳۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبریل کا سلام:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام تم کو سلام کہتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

«وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ»

”آپ ﷺ وہ چیز دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔“

(فضائل صحابہ، باب فضل عائشہ: رقم ۳۷۶۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی جہادی کھیل دکھایا کرتے تھے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں موجود تھیں جو بعات کی لڑائی کا قصہ گا رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ لیے رہے اور اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ شیطانی آوازیں نبی ﷺ کے پاس؟ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو۔ پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا اور حبشی لوگ ڈھالوں اور برجمیوں سے کھیل رہے تھے۔ یا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا خود رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں! تو آپ ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار کے ساتھ لگ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ۔ (میں دیکھتی رہی) جب میں آستا

گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر جا بیٹے۔

(العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید، رقم: ۹۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسئلے کی تردید کی:

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میت پر اس کے عزیزوں کے رونے کے سبب سے عذاب ہوتا ہے۔ تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: **لَا تُحْمَرُ اللَّهُ عُمَرُ** اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کے حال پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ مومن کو اس کے عزیزوں کے رونے کے سبب سے عذاب کیا جاتا ہے بلکہ رسول اللہ نے تو یہ فرمایا تھا:

«إِنَّ اللَّهَ لَا يُزِيدُ الْكَافِرَ غَاً أَنَا يَبْكُ أَهْلَهُ عَلَيْهِ»

”اللہ تعالیٰ کافر پر اس کے عزیزوں کے رونے کے باعث عذاب زیادہ کرتا ہے۔“

اور اس کے بعد فرمانے لگیں کہ تمہیں قرآن (کی یہ آیت) کافی ہے۔

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (الانعام: ۱۶۴)

”کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت (کی قبر) پر ہوا جس کے مرنے پر اس کے عزیز واقارب رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ اس (کے فراق) پر رو رہے ہیں حالانکہ اس پر اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

(الجنائز، باب قول النبی ﷺ يعذب الميت رقم: ۱۲۸۸، ۱۲۸۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ازواج مطہرات کا جھگڑا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے دو گروہ تھے ایک گروہ وہ تھا جس میں ام المؤمنین عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور دوسرا گروہ وہ تھا جس میں ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ ﷺ کی باقی بیویاں تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبت عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) سے ہے۔ جب ان میں سے کسی کے پاس کوئی ہدیہ ہوتا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو دینا چاہتا تھا تو وہ اس کو روک دیتا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ

کے گھر میں ہوتے تھے تو ہدیہ پہنچانے والا اپنے ہدیہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس ام المؤمنین عائشہ کے گھر میں پہنچاتا۔ اس پر ام المؤمنین ام سلمہ کے گروہ نے (اس بارے میں) چادر خیال کیا اور ام المؤمنین ام سلمہ ﷺ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کرو کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دینا چاہے تو آپ ﷺ چاہے اپنی کسی بیوی کے پاس ہوں وہ دے دیا کرے۔ ام المؤمنین ام سلمہ ﷺ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا جب ازواج مطہرات نے ام المؤمنین ام سلمہ سے جواب دریافت کیا تو انہوں نے کہا آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے ان سے کہا کہ تم پھر سے کہو۔ جب آپ ﷺ ام سلمہ ﷺ کے پاس (ان کی باری کے دن) گئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی مگر آپ ﷺ نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ ازواج مطہرات نے پھر ان سے پوچھا کہ کوئی جواب ملا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے ان سے کہا کہ تم پھر آپ ﷺ سے کہنا تاکہ آپ ﷺ کوئی جواب دیں۔ چنانچہ جب ان کی باری تھی تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَا تُؤْذِنُنِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَ إِنَّا فِي تَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةُ »

تم مجھے عائشہ کے بارے میں نہ سناؤ، اس لیے کہ میں جس بیوی کے پاس بھی ہوتا ہوں تو مجھ پر عائشہ کے علاوہ کسی کی چادر میں بھی وحی نہیں آتی۔“

ام المؤمنین ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جاتو تَوْبِ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَذَاكَ لَا مِسْأَلَةَ لَكَ مِنْهُ (رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی) کو بلایا اور ابن کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ ﷺ کی بیویاں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں انصاف کرنے کے لیے آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« يَا بَنِيَّ إِلَّا تُحِبُّنَّ مَا أُحِبُّ »

”اے بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟“

انہوں نے کہا کہ ہاں! (میں یقیناً اس سے محبت کرتی ہوں) چنانچہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ان کے پاس لوٹ کر گئیں اور ان کو اس بات سے آگاہ کیا تو ازواج مطہرات نے ان سے کہا کہ تم پھر نبی ﷺ کے

پاس جلا کر انہوں نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔ پھر ازواج مطہرات نے ام المؤمنین زینب بنت جحش ؓ کو بھیجا تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور انہوں نے سخت گفتگو کی اور کہا کہ آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ ابن ابوقحافہ کی بیٹی (ام المؤمنین عائشہ) کے بارے میں انصاف کیجئے اور انہوں نے اپنی آواز بلند کر لی حتیٰ کہ انہوں نے میری موجودگی میں مجھے سخت برا بھلا کہا تو رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھنے لگے کہ میں (کچھ) کہتی ہوں یا نہیں؟ (راوی کہتا ہے کہ) ام المؤمنین عائشہ ؓ نے جواب دینا شروع کیا حتیٰ کہ ام المؤمنین زینب ؓ کو خاموش کرا دیا۔ پھر نبی ﷺ نے ام المؤمنین عائشہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

«إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ»

”ایسا آخر کیوں نہ ہوتا وہ ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں۔“

(الہیة و فضلہا، باب من اھدی الی صاحبہ..... رقم: ۲۵۸۱)

ازواج مطہرات نے ورثہ مانگنا چھوڑ دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے سیدنا عثمان ؓ کو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے پاس اپنا آٹھواں حصہ مال غنیمت میں سے مانگنے کو بھیجا۔ تو میں نے ان کو منع کیا اور کہا تمہیں اللہ کا ڈر نہیں ہے؟ کیا تمہیں نبی ﷺ کا یہ فرمان معلوم نہیں ہے: «لَا تُورَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةً» کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ترکہ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے صرف آل محمد ؓ اس مال میں سے کھا سکتے ہیں تو پھر تمام ازواج النبی ؓ میرے کہنے سے (ورثہ طلب یہ کرنے سے) رک گئیں۔ (المغازی، باب حدیث بنی النضیر..... رقم: ۴۰۳۴)

سیدہ عائشہ قسم کھاتے وقت بعض اوقات آپ ﷺ کا نام چھوڑ دیتی تھیں:

ام المؤمنین عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور اس طرح جب ناراض ہوتی ہو تو مجھے علم ہو جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کہ آپ ﷺ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت یہ) کہتی ہو ”محمد کے رب کی قسم“ اور جب مجھ سے غصہ ہوتی ہو تو کہتی ہو ”ابراہیم کے رب کی قسم“ ام المؤمنین عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«أَجِلُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا إِسْمَكَ»

”جی ہاں (ٹھیک ہے) یا رسول اللہ، اللہ کی قسم! میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں

(ورنہ آپ ﷺ کی محبت نہیں چھوڑتی)“ (النکاح، باب غیرۃ النساء، رقم: ۵۲۲۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرض الموت میں تعریف کی:

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں تھیں اور ان کی حالت تشویشناک تھی، حضرت ابن عباس نے ان کے پاس داخل ہونے کے لیے اجازت چاہی تو (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ تامل کیا اور) فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری تعریف کرنے سے نہیں رہیں گے لیکن وہاں موجود لوگوں نے کہا ام المؤمنین وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور معزز ترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں (انھیں اجازت دے دو!) بالآخر انھوں نے اجازت دی وہ اندر آئے اور فرمانے لگے آپ کا کیا حال ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بِخَيْرٍ إِنَّ أَتَقِيْتُ لَأُكْرِمَنَّ عَنِّي أَمْرٌ تَقْوَىٰ ہے تو سب بہتر ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمانے لگے آپ اچھی ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا نبی مکرم کی بیوی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے آپ کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور (جب آپ پر تہمت لگی) تو اللہ کریم نے آپ کا عذر (قرآن کی شکل میں) نازل فرمایا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد ابن زبیر اندر آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے انھوں نے میری تعریف کی:

«وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسِيًا مُنْسِيًا»

”(اس لیے) میں چاہتی ہوں کہ میں بھولی بھولی اور کھٹا کھٹا ہوتی۔“

فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی محبت اور اللہ کے سلام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا کرتی تھی اتنی کسی عورت پر نہیں آیا کرتی تھی حالانکہ ان کی وفات آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری شادی سے تین سال قبل ہو چکی تھی (مجھے ان پر غیرت اس لیے آتی تھی) کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کا عموماً ذکر فرمایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ

کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں گول موتی سے بنائے ہوئے محل کی خوشخبری دے دیں اور نبی کریم ﷺ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو گوشت ان کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ میں آپ ﷺ سے بعض اوقات کہتی:

«كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةً إِلَّا خَدِيجَةً»

”ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت تھی ہی نہیں۔“

تب آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے،

«إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ»

”وہ تو ایسی اور ایسی تھی اور اس سے میری اولاد بھی ہوئی تھی۔“

(فضائل الصحابة، باب تزويج النبي ﷺ خديجة..... رقم: ۳۸۱۸)

ایک روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا، یا رسول اللہ! یہ خدیجہ برتن میں سالن یا کھانے پینے کی کوئی چیز لاری ہے:

«فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَأَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنْنِي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ»

”جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پیش کرنا

اور اسے جنت میں ایک گھر کی بشارت بھی دینا جو موتی کا بنا ہوا ہے جس میں نہ تو شور ہوگا

اور نہ ہی تھکان ہوگی۔“ (حوالہ مذکور، رقم: ۳۸۲۰)

ایک روایت میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمسرہ

حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس کی آواز کو پہچان لیا اور

آپ خوشی سے لرز گئے اور فرمایا، اے اللہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن حالہ مجھے اس پر فخر آئی تو میں نے کہہ

دیا: آپ تو قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی کا ذکر کرتے رہتے ہیں جس کے مسوڑھے سرخ تھے جو

فوت ہو چکی ہے حالانکہ اللہ نے آپ ﷺ کو اس سے اچھی بیویاں عطا فرمادی ہیں۔

(حوالہ مذکور، رقم: ۴۸۲۱)

ایک روایت میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”خَيْرُ نِسَاءِ هَا مَرِيَمَ وَ خَيْرُ نِسَاءِ هَا خَدِيجَةُ“

”پہلے زمانہ کی عورتوں میں سے حضرت مریم علیہا السلام بہتر تھیں اور اس امت کی خواتین میں

سے بہتر حضرت خدیجہ علیہا السلام ہیں۔“ (حوالہ مذکور، رقم: ۳۸۱۵)

فضائل ام المومنین زینب علیہا السلام

حضرت زینب علیہا السلام بہت صدقہ کیا کرتی تھیں:

ام المومنین عائشہ صدیقہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی کسی بیوی نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ (آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہم میں سے) سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ہاتھ تم سب میں سے لمبا ہوگا۔ تو انہوں نے ایک بانس کا ٹکڑا لے کر ہاتھ ٹاپنے شروع کیے تو سودہ علیہا السلام کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ (مگر جب سب سے پہلے ام المومنین زینب بنت جحش علیہا السلام کی وفات ہوئی) تو ہم نے جان لیا کہ ان کا ہاتھ صدقہ نے لمبا کر دیا تھا (اور ہاتھ کے بڑے ہونے سے مراد کثرت صدقہ تھی چنانچہ) وہ نبی ﷺ کے ساتھ ہم سب سے پہلے ملیں اور وہ صدقہ دینے کو بہت پسند کیا کرتی تھیں۔ (الزکاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، رقم: ۱۱۶۰)

حضرت زینب علیہا السلام کا نکاح عرش پر:

حضرت انس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت زید علیہ السلام بن حارثہ اپنی بیوی زینب علیہا السلام بنت جحش کی شکایت لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے (کہ وہ مجھے پریشان کرتی ہے اس لیے میں اسے اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا میں اسے طلاق دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے انھیں نصیحت کی جِئَاتِي اللَّهَ وَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ ۚ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق مت دو۔“

حضرت انس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کے نبی اللہ کے قرآن میں سے کسی بات کو چھپاتے تو آپ ﷺ ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ﴾ جس چیز کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا آپ اسے لوگوں سے ڈرتے ہوئے چھپا رہے تھے۔“ (الاحزاب: ۳۷) یہ آیت چھپا لیتے۔

حضرت زینب علیہا السلام کی دوسری بیویوں پر فخر کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«رَوَّجَكُنْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَوَّجَنِي اللَّهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ»

”کہ تمہاری شادیاں نبی ﷺ سے تمہارے گھر والوں نے کیں جب کہ میرا نکاح ساتوں

آسمانوں کے اوپر سے اللہ نے کرو یا تھا۔“

(التوحید، باب وکان عرشہ علی الماء..... رقم: ۷۴۲۰)

فضائل ام سلیم رضی اللہ عنہا

حق بات پوچھنے میں شرمانا نہیں چاہیے:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا (یہ تو بتائیے کہ) کیا کوئی عورت محترم ہو جائے تو اس پر غسل (فرض ہوتا) ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا ہاں جبکہ وہ پانی (یعنی پلیدی اپنے کپڑے یا شرمگاہ پر) دیکھے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (مارے شرم کے) اپنا منہ چھپا لیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا تَرَبَّتْ يَذَاكَ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّيْبَةُ»

”ہاں تمہارا اپنا ہاتھ خاک آلودہ ہو جائے (اگر عورت کی منی خارج نہیں ہوتی) تو بچہ اس

کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟“ (العلم، باب الحياء في العلم، رقم: ۱۳۰)

فضائل اسماء رضی اللہ عنہا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات العطا قین کا لقب ملا:

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا جب کہ آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے آپ ﷺ کے کھانے اور پانی کے ظرف کے لیے کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے میں ان دونوں چیزوں کو باندھ دیتی تو میں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اپنے کمر بند کے سوا اور کوئی چیز نہیں ملتی جس سے میں اس کو باندھ دوں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے کمر بند کے دو حصے کو لے لو، ایک اس کے پانی کے ظرف کو اور

دوسرے سے دسترخوان کو باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اسی وجہ سے میرا نام ذات اعلیٰ قہن رکھا گیا۔
(المجہاد، باب حمل الزاد فی الغزو..... رقم: ۲۹۷۹)

صحابی رضی اللہ عنہ نے جنت کے شوق میں کھجوریں پھینک دیں:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے احد کے دن نبی ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں آج اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کہاں (جاؤں گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (تو) جنت میں (جائے گا)۔
«فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ»

”اس نے اپنے ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں اور لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔“

(المغازی، باب غزوی احد، رقم: ۴۰۴۶)

فضائل اہل بدر، اہل حدیبیہ و انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم

آپ ﷺ کی مرض الموت میں انصار کے لیے وصیت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ایک روز) نبی ﷺ منبر پر چڑھے اور وہ آخری مجلس تھی جس میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ ایک بڑی چادر اپنے شانوں پر ڈالے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک نیالے رنگ کی ایک پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میرے قریب آ جاؤ چنانچہ لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: انا بعد! دیکھو یہ قبیلہ انصار کے لوگ کم ہوتے جائیں گے اور دوسرے لوگ بڑھتے جائیں گے۔

«فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا لَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ يَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ»

”لہذا جو شخص امت میں سے کسی چیز کا مالک ہو اور وہ اختیار رکھتا ہو کہ اس کے ذریعے کسی کو ضرر یا کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ انصار میں سے نیکو کار کی (نیکی) کو قبول کرے اور ان میں خطا کار (کی خطا) سے درگزر کرے۔“

(منابع الانصار، باب قول النبی ﷺ لقلوب من محسنہم..... رقم: ۳۸۰۰)

انصار نے مہاجرین پر سب کچھ نبھا کر دیا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین و اسباب والے تھے مہاجرین کو انصار نے اپنے مال تقسیم کر دیے۔ اس شرط پر کہ وہ انہیں ہر سال نصف پھل دے دیا کریں اور جملہ محنت از اول تا آخر وہی کریں اور ان کی ماں یعنی انس کی ماں اُمّ سلیم وہ عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں بھی تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کے چند درخت دے دیئے تھے۔ وہ آپ ﷺ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی اُمّ ایمن کو جو اسامہ بن زید کی ماں تھیں دے دیئے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب غزوہ خیبر سے فارغ ہو کر مدینہ کی طرف لوٹے تو مہاجرین نے ان کی دی ہوئی چیزیں واپس کر دیں یعنی وہ پھل کے باغ و درخت جو انہوں نے مہاجرین کو دیئے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ان کے درخت واپس کر دیئے اور ام ایمن کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے عوض میں اپنے باغ سے کچھ درخت دے دیئے تھے۔

(الہبۃ وفضلہا..... باب فضل المنیحة، رقم: ۳۶۳۰)

انصار کو مہاجرین سے محبت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چاہا کہ بحرین میں انصار کو جاگیر الاٹ کر دیں تو انصار نے کہا کہ (ہم تب تک نہیں لیں گے) جب تک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی ویسی ہی زمینیں الاٹ نہ ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: معتریب تم لوگ میرے بعد اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہوئے دیکھو گے۔ اس وقت تم صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھے آن لو۔ (الحزبۃ والمواذع..... رقم: ۳۱۶۳)

بدری صحابہ اور بدری فرشتے افضل ہیں:

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بدری صحابی فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا:

«مَا تَعْلَمُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَبِكُمْ»

”آپ ﷺ بدریوں کو اپنے درمیان کیسا سمجھتے ہیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: «مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ» سب مسلمانوں میں سے افضل (سمجھتا ہوں) یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہی تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

«وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ»

”اسی طرح جو فرشتے جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے (وہ بھی تمام فرشتوں میں افضل ہیں)“

(المغازی، باب شہود الملائكة بدراً، رقم: ۳۹۹۶)

آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں پہنچے:

سیدنا مسور بن غزمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ ایک ہزار سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے، جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالا اور ان کا کوہان چتر کر نشان دار کر دیا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور آپ ﷺ نے بنی خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ کیا (کہ قریش کے متعلق معلومات لائے) اور آپ ﷺ آگے بڑھتے رہے۔ جب آپ ﷺ غدیر الاضطرار مقام میں پہنچے تو جاسوس نے آپ ﷺ کے پاس آکر بتایا کہ قریش نے آپ ﷺ سے لڑنے کے لئے فوجیں اکٹھی کر رکھی ہیں اور یہ فوجیں مختلف قبیلوں سے لی گئی ہیں۔ وہ سب آپ ﷺ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے اور کعبہ تک نہیں جانے دیں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے لوگو! مجھے مشورہ دو (کہ کیا کرنا چاہیے) تمہاری کیا رائے ہے کہ میں کافروں کے اہل و عیال کو غارت کر دوں جو کہ ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں؟ اگر وہ ہمارا مقابلہ کریں گے تو اللہ بڑا بزرگ و غالب ہے، اس نے مشرکین کی کمک کو کاٹ کر رکھ دیا ہے اور اگر وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکے تو ہم انہیں بھگا دیں گے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم تو صرف بیت اللہ کا قصد کر کے آئے ہیں، ہم کسی کو مارنا یا لوٹنا نہیں چاہتے، آپ چلیں تو سبھی اگر کوئی ہمیں روکے گا تو ہم لڑیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام پر چلو۔ (المغازی، باب غزوة الحديبية، رقم: ۴۱۷۸)

حبشہ کی ہجرت کرنے والوں کی دو ہجرتیں ہوئیں:

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم یمن میں تھے تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نکتہ سے ہجرت کر کے آنے کی خبر پہنچی تو ہم آپ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے، میں اور میرے دو بھائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور ابو رہم تھے، میں ان سے چھوٹا تھا اور ترین ۵۳ آدمی میری قوم کے ہمارے ساتھ آئے تھے، خیر ہم سب جہاز میں سوار ہوئے، اتفاق سے یہ جہاز جش کے ملک میں نجاشی بادشاہ کے پاس جا پہنچا وہاں ہمیں سیدنا جعفر بن ابی طالب ملے، ہم نے ان کے پاس قیام کیا، پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور ہم نبی ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے اور دوسرے لوگ ہم سے کہنے لگے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے ہیں اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ آئی تھیں۔ ام المومنین حصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان بنیں اور انہوں نے بھی نجاشی کے ملک میں مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی تھی، سیدنا عمرؓ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ام المومنین حصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو جش کے ملک میں گئی تھیں اور مسند رکاسر کر کے آئی ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا بولیں جی ہاں میں وہی ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے لہذا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سے زیادہ ہمارا حق ہے۔ یہ سن کر انہیں غصہ آگیا اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، آپ ﷺ تم میں سے بھوکے پیاسے کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے جبکہ ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں رہتے تھے جو جش میں واقع ہے اور ہماری یہ سب تکالیف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں تھیں۔ اللہ کی قسم! مجھ پر کھانا پینا حرام ہے جب تک رسول اللہ ﷺ سے تمہاری بات کا ذکر نہ کر لوں ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہمیں ہر وقت خوف رہتا تھا۔

میں نبی کریم ﷺ کو جا کر بتاؤں گی اور ان سے پوچھوں گی:

”وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ“

”اللہ کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی نہ میں غلط بیانی کروں گی اور نہ میں مبالغہ آمیزی کروں گی۔“

جب نبی ﷺ تشریف لائے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یا نبی اللہ! عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ تو وہ بولیں کہ میں نے انہیں اس طرح اس طرح جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم کشتی والوں کی تو دو ہجرتیں ہیں۔

(کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، رقم: ۴۲۳۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اُحد کے شہداء کی تدفین میں قرآن کی وجہ سے فضیلت:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اُحد کے شہیدوں میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں رکھتے اور دریافت فرماتے:

«أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخَذَ الْقُرْآنَ»

”ان میں سے قرآن کا زیادہ عالم کون تھا؟“

جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ ﷺ قبر میں پہلے اس کو رکھتے تھے اور فرماتے تھے:

«أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ»

”قیامت کے دن میں ان لوگوں (کے مومن ہونے) کا گواہ ہوں۔“

اور آپ ﷺ نے ان کو ان کے خون کے ساتھ ہی دفن کرنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کو نہ غسل دیا گیا نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (فتحناظر، باب من يقدم في المجد، رقم: ۱۳۴۷)

اہل یمن کی فضیلت

یمن والوں نے آپ کی بشارت قبول کی:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی قسیم کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بنی قسیم (کے لوگو) خوش ہو جاؤ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہمیں بشارت دی ہے اب (کچھ مال بھی) ہمیں دیجئے تب رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ ﷺ کے پاس یمن کے لوگ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہل یمن! تم بشارت کو قبول کرو کیونکہ اس کو بنی قسیم (کے لوگوں) نے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ پھر نبی ﷺ مخلوق کی ابتدا اور عرش کی باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے (مجھ سے) کہا کہ اے عمران! تمہاری اونٹنی کھل گئی ہے اس کو جا کر پکڑو۔ میں اٹھ کر چلا گیا مگر میرے دل میں یہ

حسرت رہ گئی کہ کاش میں نہ اٹھتا۔

(کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى ﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ﴾.....رقم: ۳۱۹۰)

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ پہلے اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا اور لوح محفوظ میں اس نے ہر چیز لکھ دی تھی اور اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا..... ایک شخص نے مجھے آواز دی کہ اے ابن حنین! تمہاری اونٹنی کل گئی تو میں چلا گیا مگر وہ اونٹنی اب سراب (یعنی وہ ریت جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے) سے آگے جا چکی تھی مگر اللہ کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ کاش! میں اس اونٹنی کو چھوڑ دیتا اور وہاں سے نہ اٹھتا۔ (حوالہ مذکور، رقم: ۳۱۹۱)



اتباع نبوی ﷺ

نبی ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے آپ ﷺ کی اطاعت میں کامیابی ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر معاملے میں آپ ﷺ کی اطاعت کر کے ہمارے لیے بہترین نمونہ قائم کر دیا۔ واقعات درج ذیل ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حکم الہی پر شراب بہادی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شراب پلائے جا رہا تھا اور وہ شراب کچی پختہ کھجور کی تھی۔ نبی ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا وہ منادی کر رہا تھا:

«أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ حُرْمَتٌ»

”لوگو! شراب حرام ہو چکی ہے۔“

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ اور شراب گرا دو میں نے جا کر شراب بہادی، شراب مہینے کی گلیوں میں بہہ رہی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ کتنے لوگ اس حالت میں فوت ہوئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی (توان کا کیا بنے گا؟) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَازٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (المائدة: ۹۳)

”ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک اعمال کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں بخسے وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ تقویٰ اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک عمل کرتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔“

(التفسیر۔ باب ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا...﴾ رقم: ۴۶۲۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشرکین کی منعقد کردہ بازاروں میں تجارت کرنے میں حرج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عکاظ مجہ ذوالحجاز زمانہ جاہلیت کی منڈیاں تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان منڈیوں میں حج کے موسم میں تجارت کرنے کو گناہ تصور کیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رِّبِّكُمْ﴾ (البقرة: ۱۶۸)

”تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ (الحج۔ باب التجارة إمام البيهقي رقم: ۱۷۷۰)

صفا مروہ کی سعی حج کا رکن ہے:

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ان دونوں میں کم سن تھا۔

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾

”بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر جب کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان کا طواف نہ کرے۔“

(اہل بات یہ ہے کہ) کہ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی تھی کہ وہ (احرام میں) منات بت کا نام پکارا کرتے تھے یہ بت قدید کے برابر رکھا ہوا تھا اور یہ لوگ صفا مروہ کی دوڑ کو اچھا نہیں سمجھا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو انھوں نے اس کے متعلق رسول کریم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو حب اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ (البقرة: ۱۵۸)

(المغازی باب قدوم الإشرعین و اهل الیمن: ۴۳۹۱)

قبا والوں نے نماز میں قبلہ بدل لیا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رضی اللہ عنہ (جب ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے نضیال میں، جو انصار سے تھے ان کے ہاں رہائش اختیار کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے (مدینہ آنے کے بعد) سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی مگر آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ (جب قبلہ تبدیل ہو گیا) سب سے پہلی نماز جو آپ رضی اللہ عنہ نے

(کعبہ کی طرف منہ کر کے) پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ نماز میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک شخص چلا گیا اور کسی مسجد کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ وہ لوگ (بیت المقدس کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا:

”لَا شَهِدَ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَكَّةَ“
 ”میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے۔“

(یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہود اور (جملہ) اہل کتاب بہت خوش ہوتے تھے مگر جب آپ ﷺ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ انہیں بہت ناگوار گزرا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کے دور میں وفات پائی یا کچھ لوگ اس دوران شہید ہو گئے تو صحابہ نے قبلہ تبدیل ہونے کے بعد کہا کہ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے وفات پا گئے تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (البقرة: ۱۴۳)
 ”اللہ تمہارے ایمان (یعنی نماز) کو ضائع نہیں کرے گا۔“

(الایمان، باب الصلاة من الايمان، رقم: ۴۰)

نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور وہ اریس کے کنویں میں گر گئی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا گھیرہ ہتھیلی کی طرف رکھا اور اس کا نقش محمد رسول اللہ تھا آپ ﷺ کی انگوٹھی کو دیکھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں، جب آپ ﷺ نے صحابہ کو انگوٹھیاں پہنے دیکھا تو اپنی انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: ”لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا“ کہ میں ہر کبھی بھی (سونے کی انگوٹھی) نہیں پہنوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وہ انگوٹھی نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر عمر نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنی تھی پھر وہ انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اریس (نامی) کنویں میں گر گئی تھی (جو کافی علاثر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے بعد بھی نہ مل سکی) (اللباس، باب خاتم الفضة، رقم: ۵۸۶۶)

رضاعی بہن سے نکاح نہیں ہوتا:

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، اس کے بعد ایک عورت نے آکر کہا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ (یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں ان میں نکاح درست نہیں ہو سکتا ہے) لیکن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے اس سے پہلے کبھی مجھے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ پھر عقبہ رضی اللہ عنہ (مکہ سے) سوار ہو کر رسول اللہ کے پاس مدینہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اب) کس طرح تم اس سے ازدواجی تعلق قائم رکھ سکتے ہو چنانچہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا (اور اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔

(العلم، باب الرحلة فی المسئلة..... رقم: ۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نمونے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (ابن جریج نے) کہا کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ (طواف میں) سوائے دونوں یمانی (رکنوں) کے اور کسی رکن کو تم ہاتھ نہیں لگاتے اور میں نے تمہیں دیکھا کہ تم سستی جوتیاں پہنتے ہو اور میں نے دیکھا کہ تم زردی سے (اپنے بالوں کو یا لباس کو) رنگ لیتے ہو اور میں نے تمہیں دیکھا کہ جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو اور لوگ جب (ذی الحجہ کا) چاند دیکھتے ہیں (اسی وقت سے) احرام باندھ لیتے ہیں لیکن تم جب تک آٹھ ذوالحجہ کا دن نہیں آجاتا احرام نہیں باندھتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (بے شک میں) یہ کام کرتا ہوں جہاں تک (طواف میں) یمانی ارکان کو ہاتھ لگانے کی بات ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں یمانی (رکنوں) کے سوا اور کسی رکن کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا۔ اسی طرح سستی جوتوں کا مسئلہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتے پہنتے ہوئے دیکھا تھا جن پر بال نہیں ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جوتے میں حضور فرماتے تھے (یعنی پیر دھوتے تھے، مسح نہیں کرتے تھے) لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ ایسے جوتے پہنوں، اسی طرح زرد خضاب کا مسئلہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ زرد رنگ ہی استعمال کروں اور اس طرح احرام باندھتا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت احرام باندھتے ہوئے دیکھا تھا جب کہ

آپ ﷺ کی سواری کھڑی ہوتی تھی یعنی آٹھویں تاریخ کو۔

(الوضوء، باب غسل الرجلین فی التعلین.....رقم: ۱۶۶)

نبی ﷺ کے عبادت کیے ہوئے مقامات پر عبادت کرتے تھے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (بھی) عمرہ یا حج ادا فرماتے تو (مقام) ذوالکلیدہ میں بھی اترتے تھے اور جب کسی غزوہ سے لوٹتے اور اس راستہ سے ہو (کر آتے) یا حج یا عمرہ میں ہوتے تو وادی کے اندر اتر جاتے۔ پھر جب وادی کے گہراؤ سے اوپر جاتے تو اونٹ کو اس بلحا میں بٹھلا دیتے جو وادی کے کنارے پر بجانب مشرق ہے، پھر آخر رات میں وہیں آرام فرماتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی (یہ مقام جہاں آپ ﷺ آرام فرماتے) اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھروں سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلے پر ہے جس کے اوپر مسجد ہے بلکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کے اندر کچھ ٹیلے (ریت کے) تھے رسول اللہ ﷺ وہیں نماز پڑھتے تھے، پھر اس بلحا میں سیلاب بہہ کر آیا یہاں تک کہ وہ مقام جہاں سیدنا عبداللہ نماز پڑھتے تھے دفن ہو گیا۔

(الصلاة، باب المساجد التي علی طرق المدينة.....رقم: ۴۸۴)

سواری کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی سواری کو چوڑائی میں بٹھا دیتے تھے اور اس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تھے (عبداللہ راوی نے نافع راوی سے پوچھا) کہ جب سواریاں چرنے کے لیے چلی جاتیں (تو پھر آپ کیا کرتے تھے؟) فرمایا کہ آپ ﷺ پالان کو لے لیتے تھے پھر اس کے پچھلے حصے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے:

”وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْعَلُهُ“

”ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔“ (الصلاة، باب الصلاة فی الرحلة.....رقم: ۵۰۷)

جو کلمات نبی ﷺ نے سکھائے وہی کلمات قبول ہوں گے:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز کی طرح وضو کر لیا کرو۔ پھر اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاؤ پھر اس کے بعد کہو:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِيْ
اِلَيْكَ وَ اَلْبَسْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَ رَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَ لَا مُنْجَا
مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ؕ»

”اے اللہ! میں نے تجھ سے امیدوار اور خائف ہو کر اپنا چہرہ تیری جناب میں جھکا دیا۔
اور اپنا (ہر) کام تیرے سپرد کر دیا اور میں نے تجھے اپنا پشتی بان و پناہ دہندہ بنا لیا اور
(میں یقین رکھتا ہوں کہ) تجھ سے (یعنی تیرے غضب سے) سوا تیری بارگاہ کے کوئی پناہ
و نجات کی جگہ نہیں ہے۔ اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے
اور تیرے اس نبی پر (بھی) جسے تو نے ہدایت خلق کے لیے بھیجا ہے۔“

اگر تم اپنی اس رات میں مر جاؤ گے تو ایمان پر (مرد گے) اور ان کلمات کو تمام اذکار کے بعد پڑھو
جو تم کرنا چاہتے ہو سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو نبی ﷺ کے سامنے دہرایا پھر جب
میں «اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ» پر پہنچا تو میں نے کہہ دیا «وَ بِرَسُولِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ» (یعنی) اور
تیرے رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا، تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ «وَ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ» ہی کہو
کہ اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا ہوں جسے تو نے ہدایت خلق کے لیے بھیجا ہے۔

(الوضوء، باب فضل من بات على الوضوء، رقم: ۲۴۷)

سانپ مارنے کا حکم:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا، سانپ
(جہاں دیکھو) مار ڈالو اور (سفید) دھاری والے اور دم کئے سانپ کو زندہ نہ چھوڑو کیونکہ یہ آنکھ کی پیناکی ختم
کر دیتے ہیں اور حمل والی عورت کا حمل گرا دیتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سانپ کو
مارنے کے لیے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ سیدنا ابولہبہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ اسے مت مارو۔ تو میں
نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر اس کے
بعد آپ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرما دیا تھا۔ (زہری نے کہا) کہ ایسے سانپ العوامر
(کہلاتے) ہیں۔ (وہ سانپ چونکہ گھر میں رہتے ہیں اسی وجہ سے انہیں عوامر کہا گیا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اتباع نبوی ﷺ کا حکم دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے عمرہ کے لیے کعبہ کا طواف تو کر لیا لیکن صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کر سکا آیا وہ اپنی عورت کے پاس آئے (یا نہیں؟) تو انہوں نے کہا تھا کہ نبی ﷺ (مدینہ سے) تشریف لائے تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا (یعنی کعبہ کے گرد سات چکر لگائے) اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور صفا مروہ کے درمیان (سعی) فرمائی تھی اور رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے۔

(الصلاة، باب قوله تعالى ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾، رقم: ۳۹۵)

نبی ﷺ والی جگہ پر سواری بٹھائی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے میدان میں اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھی تھی (نافع فرماتے ہیں کہ) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (الحج، باب ذات عرق لاهل العراق کا ذیلی عنوان، رقم: ۱۵۳۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمان نبوی پر اعتماد کرتے ہوئے اونٹ واپس نہ کیے:

سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی سے کچھ بیمار اونٹ خریدے۔ اس آدمی کا اس کاروبار میں ایک شراکت دار بھی تھا اس کا وہ شریک سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بطور معذرت کے کہا کہ میرے شریک نے بیمار اونٹ آپ کے ہاتھ فروخت کر دیے ہیں۔ اس نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اچھا تم ان کو واپس لے جاؤ۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ انہیں چھوڑ جاؤ۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں کیونکہ (آپ ﷺ نے فرمایا ہے)

«لَا عُدْوَى.....»

”ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا۔“ (البیوع، باب شراء الابل الھبم..... رقم: ۲۰۹۹)

ابن عمر رضی اللہ عنہما حج میں نبی کے نقش قدم پر:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے تو اپنی اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرماتے پھر وہ سوار ہو جاتے جب اونٹنی کھڑی ہو جاتی تو قبلے کی طرف متوجہ ہوتے پھر تلبیہ (لبیک لبیک) کہنا شروع کر دیتے اور حرم میں پہنچ کر تلبیہ پکارتے رک جاتے تھے، ذی طوی مقام میں صبح ہونے تک رات کو آرام کرتے، پھر جب نماز پڑھ لیتے تو غسل فرماتے اور فرماتے تھے:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ»

”رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔“ (الحج، باب الإحلال مستقبل القبلة، رقم: ۱۵۵۳)

دین میں اگر مگر جائز نہیں:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ اسے چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔ اس شخص نے کہا اچھا بتائیے اگر رش زیادہ ہو جائے (یا) اگر لوگ مجھ پر غالب آجائیں تو میں کس طرح حجر اسود کو بوسہ دوں؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ»

”اپنی اگر عمر کو یمن میں رکھو۔“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کو بوسہ دیتے ہوئے اور اس کو چومتے ہوئے دیکھا تھا۔

(الحج، باب تقبيل الحجر، رقم: ۱۶۱۰)

کمزور کو ہاتھ سے پکڑ کر ارکان حج ادا کرو:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے نبی ﷺ کا گزر ایک شخص پر ہوا جس نے اپنا ہاتھ تسمہ سے یا رسی سے یا کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کو اس کے ذریعے کھینچ رہا تھا تو نبی ﷺ نے اس رسی کو اپنے ہاتھ سے توڑ دیا پھر فرمایا: «قَدْ بَيَّهَ» اسے اس کے ہاتھ سے پکڑ کر لے چل۔ (الحج، باب الكلام في الطواف، رقم: ۱۶۲۰)

امیر کی اطاعت کا حکم:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عبد العزیز بن رفیع نے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ کو نبی ﷺ سے یاد ہو دیتے بتاؤ کہ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز میں آٹھویں ذوالحجہ کے دن کہاں پڑھی تھی تو

انہوں نے فرمایا: ”مٹی میں“ اس نے دوبارہ پوچھا کہ کوچ کے دن (یعنی ہار ہوئی تاریخ کو) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ تو انہوں نے کہا ”طلح میں“ پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ویسا ہی کرو جس طرح تمہارے (بیچ پر مامور) تمہارے امیر لوگ کریں۔ (الحج، باب ابن بصلی الظهر يوم الترویة، رقم: ۱۶۵۳)

خليفة نے حجاج کو وصیت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرنا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرفہ کے دن نوالہ قناب کے بعد حجاج کے خیمے کے قریب آکر بلند آواز دی تو حجاج باہر نکل آیا اور اس کے جسم پر کسم سے رگی ہوئی ایک چادر تھی۔ حجاج نے (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے عرض کی کہ اے ابو عبدالرحمن کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر تو سنت (کی پیروی کرنا) چاہتا ہے تو (حقے وقف کے لیے ابھی سے) چلنا چاہیے۔ حجاج نے عرض کی کیا اسی وقت؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں پھر چلوں گا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اتر پڑے (اور انتظار کرتے رہے) حتیٰ کہ حجاج نکلا پھر وہ میرے اور میرے والد محترم (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے حجاج سے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھنا اور نماز جلدی پڑھنا۔ تو حجاج عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف (مشاورتی نظر سے) دیکھنے لگا تو عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ سالم صحیح فرماتے ہیں۔ (الحج، باب التهجیر بالرواح يوم عرفہ: ۱۶۶۰)

غسل کے لیے ایک صاع پانی کافی ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے غسل کے بارے میں پوچھا (کہ کتنے پانی سے کیا جائے) تو انہوں نے فرمایا کہ ایک صاع (پانی) حقے کافی ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک صاع پانی کافی نہیں ہوتا۔ تو جابر نے فرمایا کہ (ایک صاع پانی) اس شخص کو کافی ہو جاتا تھا جس کے ہال تجھ سے زیادہ گھنے تھے اور تجھ سے بہتر بھی تھا۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ) پھر جابر رضی اللہ عنہ نے صرف ایک کپڑا پہن کر (نماز میں) ہماری امامت کی۔ (الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوہ: ۲۵۲)

کعب بن عبد اللہ نے نبی ﷺ کے کہنے پر قرض معاف کر دیا:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا شکا کیا اتنے میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے سن لیا اور آپ گھر

میں تھے تو آپ ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور آواز دی۔ اے کعب! انہوں نے عرض کی بیک یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اشارے سے فرمایا: تم اپنے قرض سے نصف کم کر دو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ» یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نصف چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے (ابن حذر سے) فرمایا: «فَقُمْ فَأَقِضْهُ» (اٹھو اور باقی نصف ادا کر دو۔) (العلاقہ، باب القاضی والملازمة فی المسجد: ۴۵۷)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کے جواب کے خلاف جواب دیا:

حضرت ہزیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیٹی اور پوتی اور بہن (کے وراثتی حصوں) کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدھا بیٹی کے لئے اور آدھا بہن کے لئے ہے اور تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو وہ بھی میرے ہی جیسا جواب دیں گے۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ کا جواب بھی ان سے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: «لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذْنُ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَهَنِّدِينَ»

”اگر میں بھی یہی جواب دوں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہرگز ہدایت والوں میں سے نہیں ہوں گا۔“ میں اس مسئلہ میں وہی جواب دوں گا جو نبی ﷺ نے دیا تھا۔ بیٹی کے لئے آدھا اور پوتی کے لئے چھٹا یہ دو تہائیاں ہوں گی اور باقی ایک تہائی بہن کے لئے ہے (سائل کہتا ہے) کہ پھر ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور ہم نے ان سے ابن مسعود کا فتویٰ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: «لَا تَسْأَلُونَنِي مَا دَامَ هَذَا الْجَبَرُ فَيُكْمَلُ»

”جب تک یہ عالم (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) تم میں زندہ ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھنا۔“

(الفرائض، باب میراث ابنة ابن مع ابنة: ۶۷۳۶)

ابوسعید نے نماز سے آگے گزرنے والے کو دھکا دیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے اسنے میں ایک جوان آیا جو (قبیلہ) بنی ابی معیط سے تھا۔ اسے گزرنے کے لئے اور کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اس نے یہ چاہا کہ ان کے آگے سے ہی گزر جائے تو سیدنا ابوسعید نے اس کے سینے میں دھکا دیا۔ جوان نے ان کی طرف نظر کی اور پھر جب اسے دوسرا کوئی راستہ نظر نہ آیا تو اس نے دوبارہ آگے سے گزرنے کی کوشش کی، لیکن حضرت



ابوسعید رضی اللہ عنہ نے پہلے سے زیادہ زور دار دھکا دیا جس سے اسے تکلیف ہوئی اور وہ مروان کے پاس چلا گیا اور ابوسعید سے جو معاملہ ہوا تھا اس کی مروان سے شکایت کی اور اس کے پیچھے پیچھے ابوسعید رضی اللہ عنہ (بھی) مروان کے پاس چلے گئے تو مروان نے کہا کہ اے ابوسعید! تمہارا اور تمہارے بھائی کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يُجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ »

”جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو جو اسے لوگوں سے سترے کا کام دے رہی ہو پھر کوئی شخص اس کے سامنے سے گزرتا چاہے تو اسے چاہیے کہ اسے ہٹا دے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے اس لیے کہ وہ شیطان ہی ہے۔“

(الصلاة باب ير المصلي من مر بين يديه: ۵۰۹)

عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث طے پر مجوس سے جزیہ لیا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے ایک سال قبل اہل بصرہ کی طرف ایک خط لکھا کہ اگر کسی مجوسی (پارسی) نے اپنی محرم عورت کو اپنی بیوی بنایا ہوا ہو تو ان دونوں کو جدا کر دو اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس بات کی شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (مقام) ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

(الحزبة والهدنة، باب الجزية والوادعة: ۳۱۵۶)

غصے والے شخص کو اعوذ باللہ پڑھنے کی ترغیب:

سیدنا سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور دو آدمی باہم گالی گلوچ کر رہے تھے۔ ایک کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسی دعا جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص پڑھے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ اگر یہ کہہ دے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے اس لیے تو اعوذ باللہ پڑھ! اس نے کہا کیا مجھے جنون ہے؟ (جو میں شیطان سے پناہ مانگوں؟) (شاید یہ شخص جاہل منور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھایا منافق اس لیے یہ بات نہ مانی (ابنہ الخلق، باب صفة ابلیس و جنودہ: ۳۲۸۲)

حی علی الصلوة کی بجائے الصلوة فی الحال:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ بارش والے دن میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا اور مؤذن کو جب وہ حی علی الصلوة پر پہنچا یہ حکم دیا کہ وہ کہے الصلوة فی الحال (اپنی اپنی منزل جگہ پر نماز ادا کرلو) تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے گویا کہ انہوں نے (اس کو) برا سمجھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«كَأَنَّكُمْ أَتَّكَّرْتُمْ هَذَا إِنَّ هَذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي»

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس کو برا (غلط) سمجھا ہے حالانکہ ایسا تو انھوں نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی ﷺ (اور جمعہ واجب ہے لیکن مجھے اچھا نہ لگا کہ تمہیں حرج میں ڈالوں کہ تم مٹی کو گھٹنوں تک روندتے آؤ) (الجمعة، باب الرخصة ان لم يحضر الجمعة في السطر: ۹۰۱)

نماز اتباع نبوی کے بغیر برباد ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) مسجد میں تشریف لے گئے اس میں ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، اس کے بعد نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے (سلام کا) جواب دیا اور فرمایا:

«إِزْجَعْ فَضْلِي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»

”جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“

وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسا کہ اس نے (پہلے) پڑھی تھی، پھر واپس آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا: جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب آپ اس نے عرض کی:

«وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِمْنِي»

”قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز ادا

نہیں کر سکتا۔ لہذا آپ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو گھبراؤ (ان کے بعد جو تمہیں قرآن سے

یاد ہوا اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو حتیٰ کہ رکوع میں اطمینان سے رہو پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ
پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے میں اطمینان کرو۔ پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز
میں اسی طرح کرو۔ (الاذان، باب امر النبی ﷺ للذی لا ینتم رکوعہ بالاعادة: ۷۹۳)

نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ پیش کرتے ہیں:

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں کہا:

«أَحْفَظُكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”مجھے تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد ہے میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب
آپ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھائے اور جب آپ ﷺ
نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جمائے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیا اور جس وقت آپ ﷺ نے
اپنا سر (رکوع سے) اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر چلی گئی اور جب
آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے نہ ان کو بچھایا اور نہ سمیٹا اور اپنے پاؤں کی انگلیاں
آپ ﷺ نے قبلہ رخ کر لی تھیں پھر جس وقت آپ ﷺ دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے
اور اپنے پاؤں کو آپ ﷺ نے کھڑا کر لیا پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں
پاؤں کو آگے کر دیا اور اپنے پاؤں کو کھڑا کر لیا اور اپنی سرین پر بیٹھ گئے۔

(الاذان، باب سنة الجلوس في التشهد: ۸۲۸)

سلام کے بعد بائیں طرف سے بھی گھوم سکتا ہے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ.....»

”تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں خواہ خواہ شیطان کا حصہ نہ بنائے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس پر ضروری
ہے کہ (نماز کے بعد) صرف اپنی دائیں طرف سے گھومے گا کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو اکثر اپنی بائیں
طرف سے گھومتے دیکھا تھا۔ (الاذان باب الانقيل والانصراف عن اليمن والشمال: ۸۵۲)

صحابہ نے آپ ﷺ کی اتباع میں پیاز نہ کھایا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے۔ یا یہ فرمایا: ہماری مسجد سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اور ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس ایک ہڈیا لائی گئی جس میں چند بزیلیں (پکی ہوئی) تھیں تو آپ ﷺ نے اس میں کچھ بھر پائی تو دریافت فرمایا: اس میں کیا ہے؟ تو جتنی بزیں اس میں تھیں وہ سب آپ ﷺ کو بتا دی گئیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے فلاں صحابی رضی اللہ عنہ کے قریب کر دو۔ پھر جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا کہ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ بزیں کھانا پسند نہیں کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِئْتُ مَنْ لَا تَنَاجِي»

”تم کھا لو کیونکہ میں اس سے سرگوشیاں کرتا ہوں جس سے تم سرگوشیاں نہیں کرتے۔“

(الاذان، باب ما جاد فی حقہم فشیء والنضل والکراث ۸۵۰۱)

آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقے کا حکم دیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ نبی ﷺ کے ساتھ (عید گاہ) میں حاضر ہوئے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! اگر میری قربت آپ ﷺ سے نہ ہوتی تو میں حاضر نہ ہو سکتا (کیونکہ میں چھوٹا تھا) آپ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن ملت کے مکان کے پاس ہے پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا:

«فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلَيَّ حَلْفَهَا تَلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ»

کوئی عورت اپنا ہاتھ اپنی انگلی کی طرف بڑھانے لگی اور کوئی اپنی ہالی کی طرف اور کوئی کسی زینچ کی طرف اور اس کو اتار اتار کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈالنے لگیں، پھر آپ ﷺ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے آئے۔ (الاذان، باب وضوء الصبيان ۸۶۳۰)

ریشمی لباس ممنوع ہے:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی عورت فروخت ہوتے دیکھا تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کاش آپ ﷺ اس کو خرید لیتے۔ اہل اس کو جہنم محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے دن اور قاصدوں کے آنے کے مواقع پر پہن لیا کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»

”یہ لباس تو وہی شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

اس کے بعد (کہیں سے) اسی قسم کے کئی ریشمی جوڑے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو آپ ﷺ نے عربی خطاب ﷺ کو اس میں سے ایک ریشمی جوڑا دے دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے مجھے یہ دے دیا حالانکہ آپ ﷺ حلہ عطارہ کے ہارے میں کچھ ارشاد فرما چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَمْ أَكُنْ كُفَّهَا لِيَلْبَسَهَا»

”میں نے آپ ﷺ کو یہ جوڑا اس لیے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو۔ (بلکہ کئی دوسری جگہ لگا سکتے ہو) تو عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

(الجمعة، باب یلبس احسن ما یجد: ۸۸۶)

اذان کا جواب دینا مسنون ہے:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان کی۔ تو جب اس نے کہا: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ» معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ» پھر مؤذن نے کہا: «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: «وَأَنَا» مؤذن نے کہا: «أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ» تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: «وَأَنَا» پھر اذان ختم ہو چکی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذَا

الْمَجْلِسِ حِينَ أَقْبَلَ الْمُؤَذِّنُ يَقُولُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّي مَقَالَتِي»

”اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی مقام (یعنی منبر پر) سنا تھا جب مؤذن نے

اذان دی تو آپ ﷺ وہی فرماتے جاتے تھے جو تم نے مجھ سے سنا ہے۔“

(الجمعة، باب یحبب الامام علی المنبر: ۹۱۴)

قربانی عید کی نماز کے بعد ہے.....!!

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہمارے

سامنے خطبہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ.....»

”جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کی تو اس نے یقیناً (ہمارے)

طریقے کو پایا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔“

ابو ہریرہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ سیکھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے اور میں نے چاہا کہ میری بکری سب سے پہلی بکری ہو جو میرے گھر میں ذبح ہو اس لیے میں نے اپنی بکری ذبح کر ڈالی اور نماز پر آنے سے پہلے کچھ ناشتہ بھی کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بکری گوشت کی بکری ہے (قربانی کی نہیں ہے) تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ ہے تو کیا وہ مجھے کفایت نہیں کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ»

”ہاں لیکن آپ کے بعد کسی کو یہ کفایت نہ کرے گا۔“ (العیدین، باب الاكل يوم النجوة ص ۹۶)

مروان نے عید کا خطبہ پہلے دیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نماز (عید) ادا کرتے تھے۔ نماز مکمل ہو جانے کے بعد آپ ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھ جاتے آپ ﷺ انہیں نصیحتیں فرماتے اور احکام دیتے۔ اس کے بعد اگر کوئی لشکر روانہ کرنے کا پروگرام ہوتا تھا تو اس کو تیار کرتے یا کوئی دوسرا حکم کرنا چاہتے تو حکم نامہ جاری فرماتے پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو چلے) جاتے۔ سیدنا ابوسعید فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ اسی (دستور) پر عمل کرتے رہے حتیٰ کہ میں مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں نکلا اور وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا سب ہم عید گاہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جس کو کثیر بن صلت نے تیار کیا تھا اور مروان (عید) نماز پڑھنے سے پہلے اس پر چڑھنے لگا میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر پیچھے کو کھینچا لیکن۔

اس نے مجھ سے چمڑا لیا اور منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا اور میں نے اس سے کہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ کی قسم! تم لوگوں نے (سنت نبوی کو) بدل ڈالا تو اس پر اس نے جواب دیا:

«يَا أَيُّهَا سَعِيدُ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ»

”اے ابوسعید! وہ بات ختم ہو چکی ہے جو تم جانتے ہو۔“

میں نے کہا:

«مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنِّي لَا أَعْلَمُ»

”جو کچھ میں جانتا ہوں اللہ کی قسم! وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔“

تو اس نے کہا:

«إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ»

”لوگ نماز کے بعد خطبہ سننے کے لیے نہیں بیٹھتے۔ اس لیے میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔“

(العبدین، باب الخروج إلى المصلى بغیر منبر: ۹۵۶)

آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا کافر نے نہ کیا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مکہ میں موعۃ جمعہ پڑھی اور اس میں سجدہ

کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ سب لوگوں نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے (امیہ بن خلف کے) اس نے

اللہ کے سامنے سجدہ کرنے سے جکیر کیا اور اس نے ایک مٹی کنکریاں یا مٹی لے لی اور اسے اپنی

پیشانی تک اٹھایا اور کہا:

«يَكْفِينِي هَذَا»

”مجھے یہی کافی ہے۔“

تو میں نے اس کو اس کے بعد (بدر کے دن) دیکھا کہ بحالت کفر قتل کر دیا گیا تھا۔

(ابواب سجود القرآن باب ما جاء في سجود القرآن و سنتها: ۱۰۶۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سجدہ تلاوت کیا:

ابو سلمہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے سورۃ

﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا تو انھوں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں

نے فرمایا:

«لَوْ لَمْ أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجِدَ لَمْ أَسْجُدْ»
 "اگر میں نے نبی ﷺ کو سجدہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں سجدہ نہ کرتا۔"

(سجود القرآن، باب سجدة اذا السماء انشقت: ۱۰۷۴)

عثمان رضی اللہ عنہ نے قصر نماز ترک کر دی تو ان پر اعتراض ہوا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہا گیا کہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ہم لوگوں کو (قصر نماز کے بجائے) چار رکعت نماز پڑھائی ہے تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے: «إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» کہا پھر انہوں نے فرمایا

«صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِمَنَى رَكْعَتَيْنِ.....»

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔"

پھر فرمایا: اے کاش! بجائے ان چار رکعتوں کے میرے حصے میں دو ہی دو مقبول رکعتیں آجائیں۔ جو نبی ﷺ اور امیر المؤمنین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پڑھا کرتے تھے۔ (تو وہ بہتر ہیں)

(ابواب التقصير، باب الصلاة بمَنَى: ۱۰۷۳)

نبی ﷺ نے علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو تہجد پڑھنے کا حکم دیا:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک رات امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم تہجد کیوں نہیں پڑھتے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! ہماری جائیں تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ جب انھوں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ (کچھ ناراض سے) واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا اور آپ ﷺ جاتے ہوئے اچنی دان پر ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

”انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔“

(التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل..... ۱۱۲۷)

ایک عورت کا عبادت میں تکلف:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا ایک رسی دوستوں کے درمیان لٹک رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ رسی ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی لٹکائی ہوئی ہے جب وہ نماز میں کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو اس رسی سے لٹک جاتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا حُلُوَّةَ لِيُضَلَّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَةً فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَتَعُدَّ»

”ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ یہ رسی کھول دو تم اپنی طبیعت کے ہوشیار رہنے تک نماز پڑھا

کرو۔ پھر جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔“ (التہجد، باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ: ۱۱۵۰)

عصر کے بعد نفل نہیں ہیں:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز عصر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھنے سے منع کرتے ہوئے سنا تھا پھر ایک موقع پر میں نے آپ ﷺ کو نماز عصر کے بعد (دو رکعت) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس (اس وقت) انصار کے قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں (بیٹھی ہوئی) تھیں (اس لیے میں خود نہ جاسکی) تو میں نے ایک لونڈی کو آپ ﷺ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ تو آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ ﷺ سے عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے عرض کرتی ہیں کہ آپ نے ان دو رکعتوں سے تو منع فرمایا ہوا ہے لیکن آپ ﷺ خود پڑھ رہے ہیں؟ اگر رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے تیری طرف اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جانا۔ وہ لونڈی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ آپ ﷺ سے پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوامیہ کی بیٹی! قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے اور میں ظہر کے بعد کی دو

رکعتیں نہ پڑھ سکا تو وہ دو رکعتیں میں نے اب پڑھی ہیں۔

(المغلزی، باب وفد عبد القیس، رقم: ۴۳۸۰)

آپ ﷺ سعد بن عبادہ کی مرض کی شدت کے باعث روئے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کسی مرض میں مبتلا ہو گئے تو نبی ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو انہیں ان کے گھر بستر پر لیٹا ہوا پایا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ انتقال کر گئے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر رونے لگے) جب لوگوں نے نبی ﷺ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا.....»

”اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے پر عذاب نہیں کرتا اور نہ دل کے رنج پر اور آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور میت پر اس کے اقرباء کے فوجہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب کیا جاتا ہے۔“ اس (زبان) کی وجہ سے عذاب کرتا ہے یا رحم کرتا ہے۔

(الحنابلہ، باب البكاء عند الموت ۵۵: ۱۳)

ایک جنتی صحابی:

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ اگر میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ (الْمَكْتُوبَةَ) تُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَقْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ»

”تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز پڑھا کر اور فرض زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر۔ اعرابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم نے جس نے تمہارے ساتھ میری جان ہے محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ میں اس سے زیادہ (عبادت) نہیں کروں گا پھر جب وہ چل دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِ مَنْ لَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا»

”جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھے تو وہ اس

شخص کو دیکھ لے۔“ (الزکاة، باب وجوب الزکاة: ۱۳۹۷)

خاوند پر صدقہ کیا جاسکتا ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف

لے جاتے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیتے

ہوئے فرمایا اے لوگو صدقہ کرو پھر آپ ﷺ خواتین کے پاس گئے انھیں فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ»

”اے خواتین کی جماعت تم صدقہ کرو کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو پڑا ہوا دیکھا

ہے (اس لیے صدقہ کر کے اپنے کو جہنم سے آزاد کراؤ۔“

خواتین نے آپ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! ہمارے جہنم میں زیادہ جانے کا کیا سبب ہے؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تُكْفِرْنَ اللَّغْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، تم بد دعائیں زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی

نافرمانی کرتی ہو (عورت میں یہ بات ہوتی ہے کہ) اس کا دین اور عقل ناقص ہوتا ہے لیکن ذہین و فطین مرد

کے عقل و شعور کو مات دے جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

جب آپ ﷺ اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے تو سیدہ زینبؓ جو کہ سیدنا امین مسعود رضی اللہ

کی بیوی ہیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگنے لگیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ

یا رسول اللہ! زینب (آئی) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ تو عرض کی گئی کہ سیدنا امین مسعود رضی اللہ

کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا ان کو اجازت دے دو ان کو اجازت دے دی گئی (جب وہ آئیں تو)

انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے آج (ہم عورتوں کو) صدقہ دینے کا حکم دیا ہے اور میرے

پاس کچھ زیور ہیں میں چاہتی ہوں کہ اسے خیرات کر دوں مگر امین مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میری اولاد

اس صدقے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”صَدَقَ اَبْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكَ وَ لَوْلَا اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَيْهِمْ“

”ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے تمہارا شوہر اور تمہارے بچے تمہارے صدقے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اس لیے تم انہیں صدقہ دے سکتی ہو۔“

(الزكاة، باب الزكاة، علی الاقارب: ۱۴۲۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کی بیان کردہ حدیث پر اعتراض کر دیا:

سیدنا ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے میری قوم کی طرف یمن بھیجا تھا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ بطحاء میں تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے) دریافت کیا کہ تم نے کونسا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے نبی ﷺ کے احرام جیسا احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں کعبہ کا طواف کروں چنانچہ میں نے کعبہ اور صفا مروہ کا طواف کیا پھر آپ ﷺ نے مجھے (احرام کھولنے کا) حکم دیا چنانچہ میں نے احرام کھول دیا۔ پھر میں اپنی قوم کی کسی خاتون کے پاس گیا اس نے مجھے سنگھمی کی یا فرمایا کہ میرا سر دھویا پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غلیفہ ہوئے (اور یہ حدیث میں ہے ان سے بیان کی تو) انہوں نے فرمایا کہ (یہ حدیث ہم نہیں چاہتے کہ کہی ہے) اگر ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو وہ ہمیں (حج و عمرہ کے) پورا کرنے کا حکم دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (سورة بقرہ: ۱۹۴)

”اور حج و عمرہ کو پورا کرو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے“

”وَ اِنْ نَاخِذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى اَلْهَدٰى“

”اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو آپ ﷺ نے بھی احرام نہیں کھولا تھا حتیٰ

کہ آپ ﷺ نے قربانی کر لی تھی (لہذا ہم آپ کی بات پر یقین کیسے کریں؟)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ اسلامی (الصحیح، باب من اهل من ومن النبي ﷺ كاهلال النسي: ۱۵۵۹)

کفار حج کے ایام میں عمرہ ناجائز جانتے تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ذو جہالت میں) لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا تمام دنیا کی برائیوں سے بڑھ کر ہے اور وہ لوگ باہر عمرہ کو ماہِ صفر قرار دے لیتے تھے اور کہتے تھے:

«إِذَا بَوَّأَ الذَّبِيرُ - وَ عَفَا الْأَثْرُ - وَ انْسَلَخَ صَفْوُ حُلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ»

جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم (جو سفر حج میں اس پر کھولا ہوا ہونے سے ہو جاتا ہے) اچھا ہو جائے اور نشان بالکل مٹ جائے اور صفر گزر جائے تو اس وقت عمرہ حلال ہو جاتا ہے اس شخص کے لیے جو عمرہ کرنا چاہے۔ لیکن جب نبی ﷺ اور صحابہؓ ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس احرام کو (توڑ کر اس کی بجائے) عمرہ (کا احرام) کر لیں تو یہ بات ان لوگوں کو بری معلوم ہوئی اور وہ لوگ کہنے لگے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ حِلُّ مُحَلَّةٍ

”یا رسول اللہ ﷺ! احرام سے باہر ہونے کے کون سے کام کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا

سب کام کرو۔“ (الحج، باب التمتع والقرآن والافراد بالحج..... ۱۵۶۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حج تمتع کرنے کا حکم دیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے حج تمتع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے حج تمتع کرنے کا حکم دیا پھر میں نے ان سے قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا قربانی میں اونٹ گائے یا بکری ہونی چاہیے یا پھر قربانی کے جانور میں حصہ ڈالنا چاہیے لیکن لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا (میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کے مطابق حج تمتع کر لیا پھر) میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا تھا: «حَجٌّ مَبْرُورٌ وَ مُنْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ» کہ تمہارا حج بھی عمدہ ہے اور عمرہ بھی مقبول ہے۔ تو میں نے یہ خواب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے تو قبول کیوں نہ ہو؟

(الحج، باب قوله تعالى ﴿فَمَنْ تَعَتَّقَ بِالْعُمْرَةِ﴾..... رقم: ۱۶۸۸)

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا:

سیدنا اسماء بن زید رضی اللہ عنہ نے جبہ النوداع میں اجاتے وقت عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کہ میں اپنے کس گھر میں تشریف فرما ہوں گے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عقیل نے کوئی جائیداد یا سکا مات (ہمارے لیے) چھوڑے ہی کب ہیں؟ اور عقیل اور طالب ابو طالب کے وارث ہوئے تھے، نہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ ان کی کس چیز کے وارث ہوئے تھے اور نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (اس وقت تک) کافر تھے۔ (الحج: باب ترویث مدینہ مکہ..... ۱۵۸۸)

عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو مسجد میں جانے سے نہیں روکتے تھے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی بیوی صبح اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں جایا کرتی تھیں ان سے کہا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیرت کھانے والے شخص ہیں تو پھر آپ مسجد میں کیوں جاتی ہیں تو انھوں نے پوچھا کہ پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کرتے تو لوگوں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے منع نہیں کرتے:

«لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ»

”اللہ کی بندویں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو“

(الجمعة، باب هل علی من لم يشهد الجمعة کذا ذیلی باب: ۹۰۰)

عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا:

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

«إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَبٌ لَا تَصُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ»

”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بھی بوسہ دیتا۔“

بوسہ نہ دیتا۔“ (الحج، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، رقم: ۱۵۹۷)

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زمین کا فیصلہ کیا:

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ان کا دربان یرفا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت عثمان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر، سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) باہر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں آپ انھیں اجازت دیتے ہیں؟

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انھیں اجازت ہے وہ اندر آئے اور سلام کیا اور بیٹھ گیا اور یرفا تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما آئے ہیں انھیں اجازت ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں انھیں اجازت ہے وہ بھی آئے اور سلام کیا اور وہ بھی بیٹھ گئے جہاں عباس اور علی رضی اللہ عنہما کا بنو نظیر کے مال میں اختلاف تھا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو فے کے طور پر دیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المومنین ہمارا فیصلہ کر دیجیے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا امیر المومنین! ان دونوں کا فیصلہ کر کے ان کو ایک دوسرے سے راضی کر دیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کہ تمہیں اس بات کا علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

﴿لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ﴾

ہمارا (انبیاء کا) ترکہ ورثے میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے؟

سب صحابہ نے کہا واقعی آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا پھر عمر رضی اللہ عنہ، عباس، علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے علم میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے؟ تو دونوں نے اقرار کیا کہ واقعی آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب میں تمہیں حقیقت حال بتاتا ہوں کہ مال فے میں سے کچھ مال ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی کو عطا کیا تھا، اس میں سے کسی اور کو کچھ بھی نہیں دیا، پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِجَابٍ وَلَا لَكِنَّ اللَّهَ يَسْلُطُ رُسُلَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (الحشر: ۶)

”ان کا جو مال اللہ نے اپنے رسول کو فے کے طور پر دیا جس پر نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

اللہ کی قسم! وہ مال اللہ کے رسول نے تمھیں دے دیا اور تمھارے کاموں میں خرچ کر دیا اس سے یہ مال بچ گیا آپ ﷺ اس میں سے اپنے اہل کا سال کا خرچ نکالتے تھے بقیہ دوسرے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ کیا معاملہ ایسا نہیں ہے؟ سب نے اقرار کیا پھر حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم بتاؤ بات اسی طرح ہے؟ دونوں نے اقرار کیا پھر فرمانے لگے پھر جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا وارث و متولی میں ہوں پھر وہ مال ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تحویل میں لے لیا اور اس میں نبی ﷺ والا طریقہ اختیار کیا اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر اس سلسلے میں سچے نیکو کار مخلص اور حق کے پیرو کار تھے۔ پھر ان کی وفات ہوئی تو ابوبکر کا متولی میں بن گیا اور وہ مال دو برس تک میں نے اپنی تحویل میں رکھا میں نے اس میں رسول مکرم ﷺ اور ابوبکر والا طرز عمل اختیار کیے رکھا اللہ گواہ ہے کہ میں بھی اس سلسلے میں سچا نیکو کار مخلص اور حق کا پیرو تھا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور اس سلسلے میں مجھ سے بات کی۔ اے عباس رضی اللہ عنہ آپ اپنے بھتیجے (رسول کریم ﷺ) کا حصہ مانگنے آئے تھے اور علی رضی اللہ عنہ اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ لینے آئے تھے جو ان کے والد (محمد ﷺ) کی طرف سے انھیں ملنا تھا تو میں نے تمھیں کہا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا نَوْرَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً»

”ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے جب میں نے وہ مال تمھیں دینا چاہا۔“

تو میں نے تم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ مال میں تمھاری تحویل میں دے دیتا ہوں لیکن اس وعدے پر کہ تم اسے اسی طرح صرف کرو گے جیسے رسول کریم ﷺ اور ابوبکر اور میں صرف کیا کرتے تھے تو تم نے کہا کہ ٹھیک ہے وہ مال ہمارے حوالے کر دو، چنانچہ میں نے اس شرط پر وہ مال تمھاری تحویل میں کر دیا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ میں تمھیں قسم دیتا ہوں تم یہ بتاؤ کہ کیا میں نے وہ مال ان کی تحویل میں اس شرط

اور وعدے پر دیا تھا یا نہیں؟
مزمین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہوں نے کہا آپ نے واقعی اس شرط پر ان کے حوالے کر دیا تھا پھر آپ ﷺ حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے وہ جائیداد تمہیں اس شرط پر دی تھی؟ تو انہوں نے اقرار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس فیصلے کے علاوہ کوئی دوسرا فیصلہ چاہتے ہو؟

« فَوَاللّٰهِ الَّذِیْ بِاَذْنِہِ تَقُوْمُ السَّمَاوٰتُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِیْ فِیْہَا قَضَاءٌ غَیْرَ ذَٰلِکَ »

”مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے حکم کے ساتھ زمین و آسمان قائم ہیں میں اس مال میں اس فیصلے کے علاوہ فیصلہ نہیں کر سکتا اگر تم سے یہ مال نہیں سنبھالا جاتا تو پھر یہ مال میرے حوالے کر دو میں اس سلسلے میں تمہاری کفایت کروں گا۔“

(المغازی، باب حلیث بنی النضیر..... ۴۰۳۳)

کعبہ کے طواف میں دوڑ لگانے کی حکمت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جب (حج کرنے کے لیے مکہ) تشریف لائے تو مشرکوں نے (آپ ﷺ کے آنے سے پہلے) کہا کہ اب ہمارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے جس کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے (اس بات کی اطلاع پا کر) نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ تین چکروں میں دوڑ لگائیں اور دونوں یمنی رکنوں کے درمیان معمولی چال سے چلیں اور تمام چکروں میں دوڑ نہ لگانے سے آپ ﷺ کا یہ مقصود تھا کہ لوگوں پر سہولت ہو۔ اس کے علاوہ لار کوئی وجہ نہ تھی۔ (الحج، باب کیف کان بدہ الرمل: ۱۶۰۲)

عمر رضی اللہ عنہ نے رمل کو ختم کر دینا چاہا:

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رمل سے کیا فائدہ تھا؟ بات صرف یہ تھی کہ ہم نے مشرکوں کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کیا تھا اور (اب) اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ (اب اسے چھوڑ دینا چاہیے) پھر فرمایا

« شَيْءٌ صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتَرُكَهُ »

”جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے ہم نہیں چاہتے کہ اس کو ترک کر دیں۔“

(الحج، باب فرمل، فی الحج، والعمرة: ۱۶۰۵)

اسماء چاند غروب ہوتے وقت مزدلفہ سے روانہ ہوئیں:

حضرت عبد اللہ بن کیسان فرماتے ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا مزدلفہ کی رات میں مزدلفہ کے پاس اتریں اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئیں پھر تھوڑی دیر نماز پڑھ کر پوچھا کہ اے بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، پھر وہ دوبارہ نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئیں پھر پوچھا کہ بیٹا چاند غروب ہو گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو کہنے لگیں چلو اب چلیں۔ چنانچہ ہم چل دیئے۔ حتیٰ کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے منیٰ میں پہنچ کر کنکریاں ماریں پھر صبح کی نماز اپنے منزل پر آ کر پڑھی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ ہم نے جلد بازی کی ہے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

« يَا بَنِيَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آذَنَ لِلظُّعَمَى »

”اے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لیے (اس بات کی) اجازت پہلے ہی سے

دے رکھی ہے۔“ (الحج، باب من قدم ضعفة اهل بليل ۱۶۷۹)

مزدلفہ سے روانگی کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمنا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مزدلفہ میں پہنچے تو ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چلی جائیں اور وہ ایک بھاری بھر کم بدن خاتون تھیں تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے چل دیں لیکن ہم لوگ ٹھہرے رہے، حتیٰ کہ صبح ہو گئی پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے (مگر مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں تمنا کرتی تھی کہ) کاش! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لی ہوتی جس طرح کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے لے لی تھی تو مجھے ہر خوشی کی بات سے زیادہ پسند ہوتا۔

مزدلفہ کی طرف اندھیرے میں روانگی:

عبد الرحمن بن یزید فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ گیا پھر (وہاں)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مغرب اور عشاء) دو نمازیں الگ الگ ایک اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا۔ اس کے بعد جیسے ہی صبح کا آغاز ہوا تو فوراً فجر کی نماز پڑھ لی۔ اس وقت اتنا اندھیرا تھا کوئی تو کہتا تھا کہ فجر ہو گئی اور کوئی کہتا تھا کہ ابھی فجر ہی نہیں ہوئی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اس مقام یعنی مزدلفہ میں اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مزدلفہ میں نہ آئیں اور فجر کی نماز صبح صبح اسی وقت پڑھیں۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے۔ حتیٰ کہ خوب سفیدی پھیل گئی۔ اس کے بعد فرمایا:

«لَوْ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَاضَ الْآنَ أَصَابَ الشُّفَّةَ»

”اگر امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ اب مٹی کی طرف چل دیتے تو سنت کے موافق کرتے۔“

(امیر المؤمنین نے کوچ کر دیا تو راوی عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ) میں نہیں جانتا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رواگئی پہلے تھی۔ پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ برابر تلمیذ کہتے رہے حتیٰ کہ قربانی کے دن جمرۃ العقبہ کو نکلیاں ماریں۔ (اس وقت تلبیہ موقوف کر دیا)

(الحج، باب من یصلی الفجر یجمع: ۱۶۸۳)

قربانی کے جانور پر سواری کرنے کا حکم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے جانور کو ہانک رہا تھا (سوار نہیں ہو رہا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو قربانی کا جانور ہے (اس پر کیسے سوار ہو سکتا ہوں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی پڑ سوار ہو جا۔ اس نے پھر کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ تو پھر دوسری یا تیسری بار پر آپ ﷺ نے فرمایا:

«ارْكَبْهَا وَيْلَكَ»

”میری قربانی ہو، اس پر سوار ہو جا۔“ (الحج، باب ركوب قبلان: ۱۶۸۹)

بیت کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ حمید کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کی کہ میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی مگر حج نہ کر پائی مر گئی۔ لہذا کیا میں اس کی طرف

سے حج کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «حُجَّجِي عَنْهَا» ہاں تم اس کی طرف سے حج کرلو۔ (پھر فرمایا کہ) جتاؤ اگر تمہاری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی کہ نہیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ادا کرتی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَاللَّهِ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ»

”اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کا

قرض ادا کیا جائے۔“ (الایمان والنبور، باب من مات وعلیہ نذر: ۶۶۹۹)

آیت کے مفہوم میں صحابی رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو گئی:

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت:

﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ (بقرة: ۱۸۷)

”یہاں تک کہ سیاہ دھاگے سے سفید دھاری تمہارے لیے واضح ہو جائے۔“ نازل ہوئی تو میں نے ایک سیاہ رسی اور ایک سفید رسی لے لی اور ان دونوں کو اپنے نچلے کے نیچے رکھ لیا اور رات کو (اٹھ اٹھ کر ان کو) دیکھتا رہا مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہوا تو صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (سیاہ دھاگہ) تو رات کی سیاہی اور (سفید دھاگہ) صبح کی سفیدی ہے۔ (نہ کہ دھاگے کا سفید و سیاہ ہونا)

(التفسیر، باب قوله تعالى ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ﴾ رقم: ۴۵۱۰)

روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے:

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے (جب شام ہو گئی) تو آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: اترو اور میرے لیے سقو گھولو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ابھی سورج موجود ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اترو اور میرے لیے سقو گھول دو۔ اس نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ابھی تو سورج موجود ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اترو اور میرے لیے سقو گھول دو۔ تو وہ اونٹ سے اترا اور آپ ﷺ کے لیے سقو گھول دیا۔ پھر آپ ﷺ نے پینا لوزا پینے ہاتھ سے اس (مشرق کی) طرف اشارہ کیا اور فرمایا: جب تم ہر اس کو دیکھو کہ اس طرف بے آگہی ہے تو روزہ دار

روزہ افطار کرنے لے۔ (فصوم، باب تعجیم الافطار: ۱۹۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبادت میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کا تکلف:

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا سلمان اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔ اس وجہ سے (ایک دن) حضرت سلمان ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو گئے تو انہوں نے اُم درداء کو بہت خستہ حالت میں پایا اور ان سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ وہ بولیں کہ تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ (تو میں زریب و زینت کس لیے کروں؟) اتنے میں حضرت ابو درداء بھی آگئے اور انہوں نے سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کیا اور (سلمان رضی اللہ عنہ سے) کہا کہ تم کھاؤ میں تو روزہ دار ہوں۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے جب تک میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ بالآخر ابو درداء نے (روزہ توڑ دیا اور سلمان کے ساتھ) کھانا کھایا۔ پھر جب رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے لگے تو۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی سو جاؤ چنانچہ وہ سو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھنے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب اخیر رات ہوئی تو سلمان نے کہا اٹھو! چنانچہ دونوں نے نماز (تہجد) پڑھی۔ پھر ابو درداء سے سلمان نے فرمایا:

”إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ لِهَٰلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا
فَاعْظِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ“

”بے شک تمہارے رب کا تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بھئی کا۔“

یعنی تم پر حق ہے۔ تم ہر حق والے کا حق ادا کرو۔“

پھر حضرت ابو درداء نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے یہ تمام (واقعہ) بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”صَدَقَ سَلْمَانٌ“ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ (ﷺ)

(الصوم، باب من اقسام علی اخیہ لیفطر فی التطوع..... ۱۹۶۸)

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے:

ام المؤمنین جو یہ بہت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ روزہ سے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟ تو انہوں نے پھر عرض کی کہ نہیں: تو

آپ ﷺ نے فرمایا: «فَافْطِرِي» (اگر نہیں) تو تم آج کا روزہ بھی نہ رکھو۔

(المصوم، باب صوم يوم الجمعة..... ۱۹۸۶)

رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں قریش عاشورہ (یعنی دس محرم) کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ تب بھی آپ ﷺ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا:

«فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ»

”اس کے بعد جس کا جی چاہا اس نے عاشورہ کا روزہ رکھ لیا اور جس نے چاہا اس نے نہ

رکھا۔“ (المصوم، باب صوم يوم عاشوراء: ۲۰۰۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم عاشورے کا روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک بابرکت دن ہے یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی۔ لہذا موسیٰ علیہ السلام اس دن (شکرانے کا) روزہ رکھتے تھے۔ (ہم ان کی اتباع میں روزہ رکھ رہے ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: «إِنَّا أَحَقُّ بِمُؤَسَّسِي مَنَاسِكُمْ» میں تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام (کی اتباع) کا حق دار ہوں پھر آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (المصوم، باب صوم يوم عاشوراء: ۲۰۰۶)

حرامی بچے کا مستحق زانی نہیں ہوتا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ زعمہ کی لوٹری کا لڑکا میرا ہی ہے لہذا تم اس کو اپنے قبضے میں لے لیتا۔ پھر جب فتح مکہ کا موقع آیا تو سیدنا سعد بن ابی وقاص نے اسے جا کر لے لیا اور فرمایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے، مجھے میرے بھائی نے اس ہارے میں وصیت کی تھی۔ چنانچہ عبد بن زعمہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوٹری کا بیٹا ہے۔ پھر وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے تو سیدنا سعد بن زعمہ دلائل سے گزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابی وقاص نے فرمایا، یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے مجھے میرے بھائی نے اس کے متعلق وصیت کی تھی (اور) عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ میرے باپ کی لوطی کا بیٹا ہے۔ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ! وہ لڑکا تم کو ہی ملے گا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَلَوْلَدٌ لِلْفَرَّاشِ وَاللَّعَايِرِ الْحَجَرُ»

”بچہ اسی کا ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوا ہو (یعنی بچہ چٹنے والی خاتون جس کے نکاح میں ہوگی بچہ اسی کا ہوگا) اور زنا کرنے والے کو رجم کیا جائے گا۔“

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی بیوی ام المؤمنین سوہبت رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم اس سے پردہ کرو۔ کیونکہ آپ ﷺ نے (اس بچہ) میں کچھ مشابہت عقبہ کی بھی دیکھی تھی (راوی کا بیان ہے) ”فَمَا رَأَاهَا“ ام المؤمنین سوہبت رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے پھر کبھی نہیں دیکھا حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل سے جا ملیں۔
(البیوع، باب تفسیر المشبهات: ۲۰۵۳)

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے ثبوت مانگ لیا:

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے (ملاقات کے لیے) اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی (کیونکہ اس وقت) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (کسی کام میں) مشغول تھے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ لوٹ گئے۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی تھی ان کو اجازت دے دو تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا (اور پوچھا کہ تم کیوں لوٹ گئے تھے؟) انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اسی بات کا حکم دیا جاتا تھا۔ (یعنی اللہ کے نبی ﷺ کا یہی حکم ہے کہ اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس پر کوئی گواہ پیش کرو لہذا وہ انصار کی مجلس میں آئے اور ان سے پوچھا تو انصار نے کہا کہ اس بات کی کوئی گواہی تو سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ دے سکتے ہیں جو ہم سب سے چھوٹے ہیں چنانچہ وہ انہی کو لے گئے (اور انہوں نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا) تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم پوشیدہ رہ گیا کیونکہ میں بازاروں میں تجارت کے لیے سفر کرنے میں مشغول ہو گیا تھا۔
(البیوع، باب الخروج فی التجارة: ۲۰۶۲)

صحابی رضی اللہ عنہ کدو سے محبت کیا کرتا تھا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھلانے کے لیے بلایا جو اس نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا تو میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کھانے پر گیا تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے روٹی اور شوربا جس میں لمبا کدو اور سوکھا ہوا گوشت تھا رکھ دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ پیالے میں ادھر ادھر سے کدو کو ڈھونڈ رہے تھے لہذا میں اس دن سے کدو کو اچھا سمجھتا ہوں۔ (الاطعمۃ، باب فہرق: ۵۴۳۶)

نبی ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اونٹ تحفے میں دے دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک تہ مزاج اونٹ پر سوار تھا، وہ اونٹ میرے قابو میں نہ آتا تھا اور سب لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹتے تھے اور پیچھے کر دیتے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھ جاتا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پھر اسے ڈانٹ کر پیچھے کر دیتے تھے تو نبی ﷺ نے سیدنا عمر سے فرمایا: تم یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کرو۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ ہی کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ نہیں) تم اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ چنانچہ انہوں نے وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کو فروخت کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے عبد اللہ وہ اونٹ تمہارا ہی ہے تم اس کے ساتھ جو چاہو سو کرو۔ (یعنی آپ ﷺ نے اونٹ ان کو بطور تحفہ دے دیا) (البیوع، باب اذا اشتری شیئاً فزہب: ۲۱۱۵)

دینار کو دینار کے بدلے بیچنا جائز ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اشرفی کو اشرفی کے عوض اور درہم کو درہم کے بدلے (برابر برابر فروخت کرنا جائز ہے) ان سے کہا گیا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ تو اس کے قائل نہیں ہیں (یعنی وہ تو کسی بیشی میں فروخت کرنے کے بھی قائل ہیں) تو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ مسئلہ نبی ﷺ سے سنا ہے یا کتاب اللہ میں دیکھا ہے؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں کہتا اور تم نبی ﷺ کی حدیث مجھ سے زیادہ جانتے

ہو۔ البتہ مجھے تو سیدنا اسامہؓ نے یہ خبر دی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے سود تو ادھار ہی میں ہوتا ہے۔
(البیوع، باب بیع الدینار بالدينار نسلاً: ۲۱۷۸)

اتباع نبوی کرتے ہوئے صحابی ﷺ نے مکان سے دامن بچ دیے:

سیدنا ابورافعؓ نبی ﷺ کے غلام سے روایت ہے کہ وہ فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اے سعد! مجھ سے میرے وہ دونوں مکان جو آپ کے محلے میں ہیں خرید لیجئے۔ سیدنا سعدؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو انہیں نہیں خریدوں گا۔ اس پر سیدنا مسورؓ (جن کو ابورافعؓ نے ہی کہا تھا کہ وہ اس معاملے میں میری مدد کریں) نے کہا کہ اللہ کی قسم! وہ تمہیں خریدنا ہو گئے۔ تو سعدؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا۔ اور وہ بھی قسط وار۔ سیدنا ابورافعؓ نے کہا کہ مجھے تو پانچ سو اشرفیاں ان دونوں کے عوض ملتی ہیں اور اگر میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے تو میں آپ کو چار ہزار درہم میں نہ دیتا۔ کیونکہ مجھ کو پانچ سو اشرفیاں ان دونوں کے عوض مل رہی ہیں۔ پھر وہ دونوں مکان انہوں نے سیدنا سعدؓ کو دے دیئے۔ (الشفعة، باب عرض الشفعة علی صاحبها.....: ۲۲۵۸)

عورت کا ذبیحہ حلال ہے:

سیدنا کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس کچھ بکریاں تھیں جو سلع (نامی پہاڑ) پر چرا کرتی تھیں تو ہماری ایک لونڈی نے ہماری کسی بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اس نے ایک پتھر کو توڑ کر اس بکری کو اس سے ذبح کر دیا تو سیدنا کعبؓ نے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ جب تک میں نبی ﷺ سے نہ پوچھ لوں یا (یہ کہا کہ) نبی ﷺ کے پاس کوئی آدمی بھیجتا ہوں کہ (اس بارے میں) پوچھ کر آئے۔ چنانچہ انہوں نے خود نبی ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا یا کوئی قاصد بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا تھا۔ (الوکالة، باب اذا ابصر الراعی.....: ۲۳۰۴)

یہود کو جزیرۃ العرب اور خیبر سے نکال دیا گیا:

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے

نکال دیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ پایا تو وہاں سے آپ ﷺ نے یہود کو نکال دینے کا ارادہ کیا اور جس وقت آپ نے خیبر پر غلبہ پایا تھا تو اسی وقت سے ہی وہاں کی زمین اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کی ملکیت ہو گئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے وہاں سے یہود کے نکال دینے کا ارادہ کیا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کو وہیں رہنے دیں اس شرط پر کہ وہ وہاں کام کریں گے اور مسلمانوں کو نصف پھل آم دینی دیا کریں گے۔ جب ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہم اس شرط پر کہ تم کو جب تک چاہیں گے رکھیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں رہتے رہے حتیٰ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو (مقام) حواء اور اریحاء کی طرف نکال دیا۔ (والمزارعة، باب اذا قال رب الارض..... ۲۳۳۸)

زمین کے متعلق نبی ﷺ کا فیصلہ صحابی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لیا:

سیدنا رافع بن خدیج بن رافع رضی اللہ عنہ اپنے چچا سیدنا طلحہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے کام سے ہمیں معص فرمایا کہ جس سے ہمیں بہت آسانی ہوتی تھی جس نے کہا کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا، تم اپنی کھیتیوں کو کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم ان کو چوتھائی (پیداوار) پر اور (بکلی) کھجور اور بھجور کے چند وزن پر کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو خود ان کی زراعت کرو یا لاکسی سے (زراعت کرو) لویا ان کو اپنے پاس روک رکھو۔ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو ارشاد ہوا ہم نے سنا اور دل سے قبول کیا۔ (المحرو والمزارعة باب ما كان من اصحاب النبی ﷺ نواصبی تغضہم..... ۲۳۳۹)

اونٹوں کو تقسیم کرنے سے پہلے ذبح کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا:

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی پھر انہیں کچھ اونٹ اور بکریاں مل گئیں، نبی ﷺ پیچھے تھے لوگوں نے جلدی کی اور (بکریوں اور اونٹوں کو) ذبح کر ڈالا اور دیکھیں چڑھا دیں۔ پھر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ دیکھیں الٹ دی جائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی تقسیم فرمائی تو دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ انہیں اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا، لوگ اس کے پیچھے دوڑے، اس نے انہیں تھکا دیا اور لوگوں کے پاس گھوڑے کم تھے۔ ایک شخص نے ایک حیرا لایا تو اللہ نے اس کو روک دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں میں بھی بعض جنگلی

جانوروں کی طرح وحشی ہوتے ہیں۔ ان میں سے جو جانور غالباً آجائے اس کے ساتھ تم ایسا ہی کرو۔ میں نے کہا کہ ہمیں کل دشمن کے آجانے کا خوف ہے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم کانٹے سے ذبح کر لیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا جو چیز خون نکال دے اور (وقت ذبح) اس پر اللہ کا نام لے لیا جائے اسے تم کھا لو۔ البتہ وہ دانت اور ناخن سے ذبح کیا ہوا نہ ہو۔ میں تم سے اس کی حقیقت بیان کیے دیتا ہوں دانت تو آپ بڑی ہے (اوپر بڑی) سے ذبح کرنا (درست نہیں) اور ناخن جیش (کے کافروں) کا آلہ ذبح ہیں (اس سے ذبح کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت ہوگی) (الشركة، باب فسمۃ الغنم: ۲۴۸۸)

جو غلام آزاد کرے گا ولاء بھی اس کا ہی ہوگا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنی کتابت (غلام یا لونڈی پر وہ رقم جو اسے آزاد ہونے کے لیے ادا کرنا پڑتی ہے) کے سلسلے میں مدد لینے آئیں اور (ابھی تک) انہوں نے اپنی کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا تو میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے مالکوں کے پاس لوٹ جاؤ، اگر وہ چاہیں کہ میں تمہاری کتابت کا روپیہ تمہاری طرف سے ادا کر دوں اور تمہاری ولاء (حق وراثت) مجھے ملے تو میں ادا کر دوں گی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر اپنے مالکوں سے کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ ثواب کی نیت رکھتی ہوں تو آزاد کریں ورنہ ولاء تمہاری ہمیں ہی ملے گی۔ ام المؤمنین عائشہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تم خرید کر آزاد کر دو ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا:

« مَا بَالُ زِمَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا سَكَانَ مِنْ

شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةً شَرْطٍ »

”ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں؟ یاد رکھو!

جو شخص ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے تو وہ شرط اس کے لیے نافذ نہ

ہوگی اگرچہ وہ سو مرتبہ شرط لگائے اللہ کی شرط بہت سچی اور مضبوط ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

احد کے دن مسلمانوں سے نبی ﷺ کی نافرمانی اور ان کا نقصان:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے احد کے دن پہاڑ (کے خطرے والے مقام) پر پچاس افراد کو کھڑا کیا اور ان پر عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا اگر تم ہمیں اس حالت میں دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت کھا رہے ہیں (یعنی ہمیں شکست ہو جائے اور ہم شہید ہو جائیں) تب بھی تم اپنے اس مقام کو نہ چھوڑنا جب تک میں تمہیں واپس نہ بلا لوں اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے کافروں کو بھگا دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تب بھی تم اپنی جگہوں پر رہنا اسی طرح اگر تم دیکھو کہ کفار ہم پر غالب آ گئے ہیں تب بھی تم نے ہماری مدد نہیں کرنی (بلکہ اپنے مورچوں پر قائم رہنا) چنانچہ ہم نے کافروں کو شکست دی۔ تو اللہ کی قسم میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے پازسیوں پٹلیاں کھولے بھاگی جا رہی تھیں۔

سیدنا عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے فرمایا کہ اے لوگو! غنیمت کا مال، غنیمت کا مال۔ (تمہارے ساتھی غالب آ گئے۔ اب کیا تم انتظار کر رہے ہو؟) سیدنا عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھول گئے ہو؟ کہ تم اپنی جگہوں پر قائم رہنا ان صحابہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم لوگوں کے پاس جائیں گے اور مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ لوگ وہاں گئے اور ان کی پوزیشن بدل گئی تو کفار بھاگتے ہوئے مقابلے کے لیے آ گئے اور لڑائی پھر سے ہونے لگی۔ نبی ﷺ کے ساتھ بارہ آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا تھا۔ کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کیے اور نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ ستر قیدی اور ستر قتل ہوئے تھے اب ابوسفیان نے تین مرتبہ کہا کہ کیا محمد ﷺ لوگوں میں زندہ ہیں؟ لیکن نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرمایا: اس کے بعد ابوسفیان نے تین مرتبہ کہا کہ کیا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ابوقحافہ کے بیٹے لوگوں میں زندہ ہیں؟ اور اس کے بعد اس نے کہا کہ کیا لوگوں میں خطاب کے بیٹے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) زندہ ہیں؟ تین مرتبہ (یہی کہا) اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ کہ یہ لوگ تو قتل ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو کنٹرول نہ کر سکے اور فرمایا:

«كَذَبْتُ وَاللَّهِ يَا عَلُوًّا لِلَّهِ وَاللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ عَذَّبْتُ لَأَحْيَا كُلَّهُمْ وَقَدْ

بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوءُكَ»

ترجمہ: لالہ! ان کے عذاب میں متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن جن لوگوں کا تو نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی تیرا ہر آدمی آنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج بدر کے دن کا بدلہ چکا دیا گیا اور لڑائی تو مش ڈول کے ہوتی ہے (کہ کبھی فتح اور کبھی شکست) اور تم لوگوں میں سے کچھ اشخاص کا مسئلہ کیا ہوا پاؤ گے مگر میں نے اس بات کا حکم تو نہیں دیا لیکن مجھے یہ بات ناگوار بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نعرہ لگانے لگا:

«أَعْلُ هُبْلُ - أَعْلُ هُبْلُ»

”اے ہبل! (بت) بلند ہو جا، اے ہبل بلند ہو جا۔“

تو نبی ﷺ نے فرمایا: اب تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو:

«اللَّهُ أَعْلَىٰ وَ أَجَلُ»

”اللہ سب سے بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔“

پھر ابوسفیان نے کہا:

«إِنَّا لَنَأَعُزُّ وَ لَا نَعُزُّ لَكُمْ»

”ہمارا تو عزی ہے لیکن تمہارا عزی نہیں ہے۔“

تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

«اللَّهُ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلَىٰ لَكُمْ»

”اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔“

(الجهاد، باب ما يكره من النزاع والاختلاف في الحرب..... ۳۰۳۹)

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈیوں کو چھوڑنے کا حکم دے دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں حنین کے قیدیوں میں سے پائی تھیں اور ان کو مکہ میں کسی گھر میں رکھا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو مفت میں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا تو وہ گلیوں میں دوڑ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدی آزاد کر دیے (یہ اس

وجہ سے ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«إِذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ»

”جاؤ تم بھی ان دونوں لونڈیوں کو چھوڑ دو۔“ (یہ لونڈیاں جس میں سے ان کو ملی تھیں)۔

(فرض الخمس، باب ما كان النسيء يعطى المولودة قلوبهم..... ۳۱۴۴)

لشکر کے امیر نے آگ میں داخل ہونے کا حکم دے دیا:

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ایک انصاری کو بنایا اور سب کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا (راستے میں) اسے غصہ آیا تو کہنے لگا کیا نبی ﷺ نے تمہیں میری فرمانبرداری کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں ضرور دیا تھا۔ انصاری نے کہا کہ تم لکڑیاں جمع کرو، انہوں نے جمع کر دیں، پھر کہا کہ آگ جلاؤ، انہوں نے آگ جلائی، پھر اس نے کہا کہ تم سب اس میں کود جاؤ، بعض نے آگ میں گھسنے کا ارادہ کیا اور بعض ایک دوسرے کو روکنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آگ (دوزخ) سے تو بھاگ کر نبی ﷺ کے پاس آئے ہیں (اب اس میں کیوں داخل ہو جائیں؟) یونہی سب جھڑتے رہے حتیٰ کہ آگ بجھ گئی اور اس (انصاری) کا غصہ بھی جاتا رہا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا:

«لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ»

”اگر وہ اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس آگ میں سے نہ نکلتے کیونکہ

اطاعت کرنا اچھے کاموں میں لازم ہے۔“ (گناہ کے کام میں امیر کی فرمانبرداری جائز

نہیں) (المغازی، باب سرية عبد الله بن حذافة..... ۴۳۴۰)

طائف میں آپ ﷺ کی مرضی نہ مانی تو نقصان اٹھایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے طائف کا محاصرہ کر لیا لیکن دشمن کا کچھ بھی نہ بگڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلے جائیں گے۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات ناگوار گزری تو کہنے لگے کہ کیا طائف فتح کئے بغیر لوٹ جائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أَعْذُوا عَلَيَّ الْقِتَالِ» اچھا چلو صبح جہاد کرنا ہے چنانچہ صبح جنگ ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

« إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنِّي شَاءَ اللَّهُ »

”ہم ان شاء اللہ کل لوٹ جائیں گے۔“

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات اچھی لگی تو آپ ﷺ نے ان کی آمادگی دیکھی تو مسکرا دیے۔

(المغازی، باب غزوة طائف..... ۴۳۲۵)

اعرابی نے نبی ﷺ کی بشارت قبول نہ کی:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہجرانہ مقام پر تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے اور میں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس موجود تھے اسے میں ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا نہیں کرتے؟

آپ ﷺ نے فرمایا تو بشارت قبول کر لے (یعنی خوش ہو جا تیرا کام ہو جائے گا) اس نے کہا آپ تو بس یہی کہتے رہتے ہیں کہ خوش ہو جائیں (بات فنی نظر نہیں آتی) تو آپ ﷺ ایسے لگتا تھا کہ غصے میں ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

«رَدَّ الْبَشْرَى فَأَقْبَلَا لِنْتَنَا»

”اس نے تو بشارت کو قبول نہیں کیا تم ہی بشارت قبول کر لو۔“

انہوں نے عرض کی کہ ہم نے قبول کر لی پھر آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ آپ ﷺ نے اسی میں اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا اور اسی میں کلی بھی کی پھر آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:

«إِشْرَبْنَا مِنْهُ وَافْرَعْنَا عَلَىٰ وَجْهِهِ كَمَا وَنُحَوِّرُ كَمَا وَابْشِرَا»

”یہ پانی پی لو اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور خوش ہو جاؤ چنانچہ پیالہ انہوں نے لیا اور ویسا ہی کیا۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پردے کے پیچھے سے آواز دی:

«أَفْضِلَا لِأَمَتِكُمَا»

”اپنی ماں کے لئے (یعنی مجھے) بھی کچھ دے دینا۔“

چنانچہ انہوں نے انہیں بھی بچا کر دے دیا۔ (المغازی، باب غزوة الطائف: ۴۳۲۸)

تلاوت اور روزوں میں میانہ روی عبادت میں صحابی کا تکلف:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد (سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کر دیا تھا اور وہ اپنی بہو سے (اکثر اوقات) اس کے شوہر کا حال پوچھتے رہتے، وہ جواب دیتی ہاں وہ اچھا اور نیک آدمی ہے مگر جب سے میں آئی ہوں میرے تو بچھونے پر کبھی قدم بھی نہیں رکھا اور نہ میرے قریب آیا ہے۔ جب ایک عرصہ گزر گیا تو (میرے والد نے) نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو روزے کس طرح رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ (رکھتا ہوں) پھر فرمایا: تو قرآن کتنے عرصے میں مکمل کرتا ہے؟ میں نے کہا ہر رات۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور مہینے میں قرآن مکمل کیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ طاقت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو: ایک ہفتہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ دو دن افطار کیا کرو اور ایک دن روزہ رکھا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! سب روزوں سے افضل روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ رکھا کرو یعنی ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کیا کرو اور سات راتوں میں قرآن مکمل کیا کرو (سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں)

”فَلْيَتَنَبَّيْ قِبَلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

”کاش! میں رسول اللہ کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا

ہوں۔“ (مجھ میں پہلے والی طاقت نہیں رہی)

وہ قرآن کا ساتواں حصہ (ایک منزل) اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دن میں سنا دیا کرتے تھے، جو منزل رات کو پڑھنا ہوتی وہ دن میں دہرا لیتے تاکہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے اور جب کمزور ہو جاتے اور طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز تک مسلسل روزہ نہ رکھتے پھر (وہ دن) شکر کر کے اتنے روزے رکھ لیتے، انہیں یہ برا معلوم ہوتا کہ کہیں کوئی عمل ایسا نہ جائے جو وہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کیا کرتے تھے۔ (فضائل القرآن، باب فی کم یقرأ القرآن مرقم: ۵۰۵۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تین افراد نے نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بیویوں کے گھروں میں تین آدمی آپ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے۔ جب انھیں بتایا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت بہت کم خیال کی (یعنی اپنے لئے اسے کم اور ناکافی سمجھا) پھر انہوں نے کہا:

«وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ»

”ہمیں نبی ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔“

ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں نکاح نہیں کروں گا (یعنی دنیاوی مسائل سے بے نیاز ہو کر عبادت ہی میں لگے رہیں گے) جب رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ سن لو! «أَنَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَ أَتْقَاكُمْ» میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ حقوق اللہ کی پابندی کرنے والا ہوں مگر پھر بھی میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور (رات کو) نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں:

«فَمَنْ رَغِبَ عَنْ مَسْنَبِي فَلَيْسَ مِنِّي»

”(خبردار) جو میرے طریقے سے منہ پھیرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔“

(النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ۵۰۶۳)

منہ بولا بیٹا اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہو گیا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدالمطلب نے جو کہ غزوہ بدر میں شامل تھے۔ جیسے نبی ﷺ نے زید کو بیٹا بنالیا تھا۔ انہوں نے سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا کر اس سے اپنی بہتیبی ہندہ دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا۔ سالم ایک انصاری عورت کا غلام تھا۔ زمانہ جاہلیت کا قاعدہ تھا اگر کوئی کسی کو بیٹا بناتا تو لوگ اسے اس کی طرف منسوب کر کے پکارتے تھے اور اس کے مرنے کے بعد وہ وارث بھی ہوتا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿ اَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ﴾ (احزاب: ۵)

”منہ بولے (لے پاک) بیٹوں کو ان کے اصلی باپ کا بیٹا کہہ کر پکارو۔۔۔“

تو وہ سب اپنے حقیقی باپوں کے نام سے پکارے جانے لگے اور اگر اس کا باپ معلوم نہ ہوتا تو مولیٰ اور دینی بھائی کہا جانے لگا۔ ابوحنیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو قریشی عامری نے، نبی ﷺ سے آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا بیٹا بنا چکے تھے اب اللہ نے جو حکم بھیجا ہے وہ آپ ﷺ کو معلوم ہے (مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟) پھر پوری حدیث بیان کی۔ (النکاح، باب الاکفہ فی الدین ۵۰۸۸)

اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کر دیا:

سیدنا معطل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا، اس نے میری بہن کو طلاق دے دی، جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے اس کا تجھ سے نکاح کر دیا تھا اور اسے تیری بیوی بنادیا اور تیری تعظیم کی تھی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی، اب تو پھر نکاح کا پیغام دیتا ہے؟ تو اللہ کی قسم! اب وہ لوٹ کر حیرے پاس نہیں آئے گی۔ وہ شخص کچھ برا نہ تھا (نیک بخت تھا) اور میری بہن بھی اس کی طرف رجوع کرنے پر راضی تھی، اور میں نے ان کے درمیان دخل اندازی کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ عِلْفٌ فَلَا تَعْضِلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ

أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمَا بِالْمَعْرُوفِ ﴾ (البقرہ: ۲۳۲)

”تم عورتوں کو طلاق دے دو تو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو تم ان کو ان کے پہلے

خاوند سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ جبکہ وہ معروف طریقے کے مطابق آپس میں راضی ہوں“

میں نے کہا یا رسول اللہ! اب (اللہ کا حکم اتر آیا تو) میں ضرور مانوں گا (اور اس سے نکاح کروں

گا) پھر انھوں نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔ (النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی، رقم: ۵۱۳۰)

مغیث رضی اللہ عنہ، بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے رو رہے تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا جس کا نام مغیث تھا گویا کہ میں اب

اسے دیکھ رہا ہوں وہ (بیچارہ) اس کے پیچھے روتا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو داڑھی پر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں تو رسول اللہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! کیا آپ کو مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے عداوت پر تعجب نہیں آتا؟ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: «لَوْ رَاجَعْتُهُ» اے بریرہ! تو اس کے پاس چلی جا (تو اچھا ہے) اس نے کہا «يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَأْمُرُنِي» یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے یہ حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔ تو اس پر (بریرہ) نے جواب دیا: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ» کہ پھر مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔

(الطلاق، باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة: ۵۲۸۳)

عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو تلبینہ کھلاتی تھیں:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جاتا اور عورتیں اکٹھی ہوتیں اور باقی عورتیں اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتیں اور صرف گھروالے اور قریب کی عورتیں رہ جاتیں تو تلبینہ کی ہڈیا پکواتیں پھر شریہ بنایا جاتا اور تلبینہ پر شریہ ڈال دیا جاتا۔ پھر کبھی تھیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

«التَّلْبِينَةُ مُجَمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزَنِ»

”تلبینہ مریض کے دل کو آرام دیتا ہے اور غم کو قدرے دور کرتا ہے۔“

(الاطعمة، باب التلبينة، ۵۴۱۷)

کنکریاں پھینکنے والے صحابی سے بایکاث:

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دو اگلیوں سے کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ (اس طرح) مت پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا «لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عِلْوٌ لِكَيْفَهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ»

”اس سے (کیا فائدہ کہ اس سے) نہ تو کوئی شکار ہی ہوتا ہے اور نہ دُشمن ہی زخمی ہوتا ہے البتہ (یہ کنکری) کسی کا دانت توڑ دیتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے لہٰذا یعنی سوائے نقصان کے کوئی نفع نہیں ہے) اس کے بعد انہوں نے اسے پھر اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث تجھ

سے بیان کی تھی کہ آپ ﷺ نے اس طرح نکل کر پھینکنے سے منع فرمایا تھا لیکن تو پھر بھی وہی حرکت کر رہا ہے؟
 «لَا أَكَلِمُكَ كَذًا وَكَذًا»
 ”اب میں تجھ سے اتنی مدت تک کلام نہ کروں گا۔“

(الصید والذبائح، باب الخذف والبنفۃ، ۵: ۱۷۹)

حوض کوثر سے دور کئے گئے لوگ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حوض پر میں کھڑا ہوا ہوں گا۔ ایک گروہ آئے گا، جب میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے فرشتہ نمودار ہوگا (ان لوگوں سے کہے گا) کہ چلو۔ میں کہوں گا کہ ان کو کدھر لے چلے ہو؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف اللہ کی قسم (اور کہاں؟) میں کہوں گا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد (دین سے) اٹنے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا)۔ پھر (ان کے بعد) ایک اور گروہ آئے گا اور جب میں ان کو پہچان لوں گا (کہ میری امت کے لوگ ہیں) تو میرے اور ان کے درمیان ایک فرشتہ ظاہر ہوگا اور کہے گا کہ چلو میں کہوں گا کہ ان کو کہاں لے جاؤ گے؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف میں کہوں گا کیوں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد دین سے اٹنے پاؤں پھر گئے تھے (اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا تھا)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر ان میں سے بہت ہی تھوڑے (لوگ) بچیں گے۔ (الرفاق، باب الحوض: ۶۵۸۷)

ایک روایت میں ہے کہ میں ویسے کہوں گا جیسے اللہ کے نیک بندے (یٰسٰی طہ) کہیں گے:

«وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَتَى الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ»

”اے اللہ میں جب تک ان میں رہا تب تک تو گواہ تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دے دی تب تو ہی ان پر نگران تھا۔“

(التفسیر باب ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ ۴۶۲۵)



فضائل اعمال

جنت نیک اعمال کرنے پر اور جہنم برے اعمال کرنے پر ملتی ہے۔ جنت میں وہ لوگ جائیں گے جو نیک اعمال کرتے ہوں گے جیسا کہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ.....﴾ (البقرة: ۲۵)

”آپ ان لوگوں کو نہروں والی جنت کی بشارت سنائیں جو ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔“

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾
 ”(جنتیوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ پیو یہ سب کچھ ان اعمال کے بدلے میں ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے“ (الحاقة: ۲۴)

اور جہنمی جہنم میں اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جائیں گے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (التحریم: ۷)

”اے کافرو! آج (قیامت کے دن) معافیاں نہ مانگو آج تو تمہیں تمہاری کی ہوئی (بد اعمالیوں کا) بدلہ (جہنم کی شکل میں) دیا جائے گا۔“

اس لیے ہمیں نیک اعمال کرنے چاہئیں اور بد اعمالیوں سے بچنا چاہیے ذیل میں ہم چند نیک عمل اور چند بد اعمالیوں کا ذکر احادیث کی روشنی میں کرتے ہیں تاکہ محنت کرنے والے محنت کریں۔



نیک اعمال

اللہ کو زیادہ محبوب وہ دین (کا کام) ہے جو ہمیشہ جاری رہے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے تو (دیکھ کر) میرے پاس کوئی عورت (بیٹھی) تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز (کی کثرت) کا حال مشہور ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ قَوْلَ اللَّهِ لَا يَمَلُ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا»

”خبردار! تم وہ اعمال کیا کرو جن کی (ہمیشہ کرنے کی) تم کو طاقت ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا حتیٰ کہ تم خود عبادت کرنے سے تھک جاؤ۔“

پھر فرمایا:

«كَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ»

”اللہ کے نزدیک (سب سے) زیادہ محبوب وہ دین (کام) ہوتا ہے جس پر اس کا کرنے والا ہمیشگی کرے۔“ (الایمان، باب أحب الدين إلى الله ما دأوم عليه ۴۳)

مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، وہ مر گئی تو نبی ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ تو (رات کو) انتقال کر گئی تھی تو فرمایا: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟

«ذُكِرْنِي عَلَى قَبْرِهَا»

”(اچھا اب) مجھے اس کی قبر بتا دو۔“

چنانچہ لوگوں نے بتا دی۔ تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

(الصلاة - باب كنس المسجد رقم: ۴۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا اجر:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کسی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں کانٹوں کی ایک شاخ (پڑی ہوئی) دیکھی تو اس کو ہٹا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب اسے یہ دیا کہ اس کو معاف کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے افراد ہوتے ہیں جو طاعون میں مرے اور جو پیٹ کے مرض میں مرے اور جو ڈوب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔ (الاذان۔ باب فضل التہجیر الی الظہر..... رقم: ۶۵۲)

دینی مجلس میں بیٹھنے کی فضیلت:

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تین اشخاص آئے تو (ان میں سے) دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے جبکہ ایک چلا گیا (ابو واقد رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ وہ دونوں (کچھ دیر) رسول اللہ کے پاس کھڑے رہے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی تو وہ وہاں جا کر بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے (جہاں مجلس ختم ہوتی تھی) بیٹھ گیا اور تیسرا تو واپس ہی چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (بات سے) فراغت پائی تو (صحابہ سے مخاطب ہو کر) فرمایا کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟

”أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ وَ أَمَّا الْآخَرُ فَأَسْتَحْيِي فَأَسْتَحْيِي
اللَّهُ فَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ“

”ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے (بھی) اس سے حیا کی اور تیسرے نے منہ پھیرا (اور چلا گیا) تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ پھیر لیا۔“ (العلم۔ باب من قعد حیث..... رقم: ۴۴)

فرائض کو ادا کرنے کی فضیلت:

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجد کا ایک شخص جس کا سر گرد آلود اور بکھرے بالوں والا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے۔ مگر یہ نہ سمجھ پارہے تھے کہ

وہ کیا کہتا ہے؟ حتیٰ کہ جب قریب آیا تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھ رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ وہ شخص بولا کہ کیا ان کے علاوہ (بھی کوئی) نماز میرے اوپر (فرض) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! ہاں اگر تو اپنی خوشی سے (نفل) پڑھے۔ تو ٹھیک ہے (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے (رکھے فرض ہیں) اس نے عرض کی کہ کیا ان کے علاوہ (اور روزے بھی) میرے اوپر فرض ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں؟ مگر یہ اور بات کہ تو اپنی خوشی سے رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا، اس نے کہا کہ میرے اوپر اس کے علاوہ (اور کوئی صدقہ بھی فرض ہے)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، مگر یہ اور بات کہ تو اپنی خوشی سے دے۔ پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اللہ کی قسم! میں ان (مذکورہ فرائض) میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا (بلکہ ایسے ہی ادا کروں گا جیسے آپ ﷺ نے بتا دیا ہے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

‘اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ’

”اگر اس نے اپنی بات سچ کر دکھائی تو کامیاب ہو گیا۔“

(الایمان، باب لزکوۃ من الاسلام: ۴۶)

خمس (مال غنیمت کے پانچواں حصہ) ادا کرنا ایمان کا جزو ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (قبیلہ) عبد القیس کے لوگ جب نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا کہ: کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا کہ (ہم) ربیعہ (کے خاندان) سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا آنا مبارک ہو، تم ذلیل ہوئے اور نہ شرمسار۔ پھر ان لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم حرمت والے مینے کے علاوہ (کسی اور وقت میں) آپ ﷺ کے پاس نہیں آسکتے (کیوں کہ) ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان کفار کا قبیلہ مضر رہتا ہے۔ (ان سے ہمیں خطرہ ہوتا ہے) لہذا آپ ﷺ ہمیں کوئی جامع بات بتا دیجئے تاکہ ہم اپنے پیچھے والوں کو (بھی اس کی اطلاع کریں اور ہم خود بھی اس (پر عمل کرنے) سے جنت میں داخل ہو جائیں ان لوگوں نے آپ ﷺ سے پینے کی چیزوں کے متعلق (بھی) پوچھا کہ (کوئی حلال ہیں اور کوئی حرام؟) تو آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا:

(۱) نبی ﷺ نے ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم فرمایا آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (ان کو) نماز پڑھنے کا۔ زکوٰۃ دینے کا رمضان کے روزے رکھنے کا اور اس بات کا (حکم دیا) کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ (بیت المال میں) دے دیا کرو اور آپ ﷺ نے انہیں چار قسم کے برتنوں میں پانی یا کوئی اور چیز پینے سے منع کیا:

❖ سبز لاکھی کے برتن سے

❖ کدو کے توبے سے

❖ کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے

❖ روغنی برتن سے

اور آپ ﷺ نے فرمایا ان باتوں کو یاد کرو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی تبلیغ بھی جا کر کرنا۔

(الایمان، باب اداء الخمس من الایمان، ۵۳)

با وضو ہو کر مسجد میں جانے سے ہر قدم پر گناہ معاف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

« صَلَاةٌ أَحَدِكُمْ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُؤْفِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وَ عَشْرَيْنَ دَرَجَةً »

”تم میں سے کسی شخص کی نماز جو مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھی گئی ہو وہ گھر میں یا بازار

میں پڑھی ہوئی نماز کے مقابلے میں تیس (۳۳) درجے زیادہ بلند مرتبہ رکھتی ہے۔“

اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ کوئی شخص بہترین وضو کرے پھر وہ مسجد میں چلا جائے اور اس کی نیت

صرف نماز کی ہو گھر سے اسے نماز ہی اٹھا کر لے جاتی ہو تو ہر قدم پر ایک درجہ اور ہر قدم پر ایک گناہ

معاف ہوگا اور جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے گا اور اس دوران اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور وہ کسی

کو تکلیف بھی نہیں دے گا تب تک فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے:

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ رَحِمَهُ»

”اے اللہ اس پر رحمت بھیج اور اس پر رحم فرما دے۔“ (الاخان، باب فضل صلاة الجماعة: ۶۷)

جمعہ کے دن ایک مبارک گھڑی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جب کوئی مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس میں وہ اللہ سے جو سوال کرتا ہے وہ اللہ اسے عطا فرما دیتے ہیں اور وہ گھڑی بالکل مختصر ہوتی ہے۔

سوتے وقت تسبیحات پڑھنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں جب کہ چکی چلا چلا کر ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ چکے تھے اس کی شکایت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو غلام آئے تھے ان میں سے ایک غلام کا مطالبہ کیا لیکن ان کی ملاقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہو سکی اس لیے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پیغام دے کر واپس گھر آ گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اس وقت ہم (آرام کرنے کی نیت سے) اپنے بستروں پر تھے ہم اٹھنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ پر رہو پھر آپ میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان آ کر بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی خدمت میں نے اپنے سینے پر پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا أَذِلُّكُمْ عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟»

”جو (غلام) تم نے مجھ سے مانگا ہے اس سے بہتر چیز نہ میں تمہیں دوں؟“

پھر فرمایا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کے لیے جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

«فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ خَادِمٍ»

”یہ عمل خادم سے بہتر ہے۔“ (فیوض الغنی، باب ما ذکر من داع لیسی) (۳۱۱۳)

مسلمان کو دنیاوی تکلیف پر اجر ملتا ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کائنات کے پاس میں مرض الموت میں آیا اس وقت آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ کو سخت بخار ہے اس لیے آپ کو اجر بھی تو دو گنا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں پھر فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى إِلَّا حَاقَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا نَحَاثُ وَرَقُ الشَّجَرِ »

”جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گرا تا ہے جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔“

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے دو مردوں کے بخار کے برابر بخار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحْطُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا »

”جب کسی مسلمان کو کاٹنا چھ جائے یا اس سے کم یا زیادہ تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے چلے جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے (موسم خزاں میں) گرتے ہیں۔“

(المرضى، باب شدة المرض، ۵۶۴۷)

مومن کی زندگی تکالیف سے گزرتی ہے:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ مومن کی مثال لہلہاتے کھیت کی طرح ہے جسے ہوا بھکا تی اور سیدھا کرتی رہتی ہے:

« وَامْتَلِ الْمَنَافِقِ كَالْأُزْرَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ أَنْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً »

”اور منافق کی مثال شمشاد کے درخت کی طرح ہے جو ہمیشہ سیدھا رہتا ہے (نہیں جھکتا) حتیٰ کہ یلخت جڑوں سے اکھیڑ پھینکا جاتا ہے۔ (یعنی مومن پر ہر وقت آزمائش اور منافق پر تکالیف نہیں آتیں حتیٰ کہ موت کا فرشتہ آ کر اسے عذاب میں

گرفتار کر لیتا ہے۔) (المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض: ۵۶۴۳)

آنکھوں کے چھین جانے پر (مومن کو) جنت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ پاک فرماتے ہیں:

((اِذَا ابْتُلِيَ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ))

”جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری (آنکھوں کو چھین لینے سے) آزماتا ہوں پھر وہ صبر سے کام لیتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت عطا کر دیتا ہوں۔“

(المرضی، باب فضل من ذهب بصره: ۵۶۵۳)

یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی کرنے پر جنت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا »

”میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔“ (آپ ﷺ نے اپنی

دوا لگایاں ملا کر اشارہ فرمایا۔) (الادب باب فضل من يُؤوِّلُ يَتِيمًا: ۶۰۰۵)

ایک روایت میں حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمُسْلِمِينَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ »

”کہ بیواؤں اور مسکین کی کفالت کرنے والا فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی طرح ہے

یا (فرمایا) وہ اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے۔“

(الادب باب الساعي على الارملة: ۶۰۰۶)

صدقہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ وَمِنْ فُرْدِ مَوْضِعَاتٍ بِهَا مِثْلُ مَنْ لَمْ يَلَنْ مَكْتَبَهُ »

”ہر مسلمان پر صدقہ کرنا (لازم) ہے۔“

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اگر وہ صدقہ کرنے کی کوئی چیز نہ پائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور لوگوں کو قلعہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔

صحابہ نے عرض کی اگر اس کی اس میں طاقت نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «فَلْيُعِينْ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفِ» پھر کسی مظلوم یا پریشان حال حاجت مند کی مدد کرے۔

صحابہ ﷺ نے عرض کی اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَلْيُعْطِ سِلْكَ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ»

”پھر وہ برائی سے رک جائے یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔“

(الادب، باب کل معروف صدقة: ۶۰۲۲)

نزی اللہ کو پسند ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چند یہودی لوگوں نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور انھوں نے آکر کہا: «الْشَّامُ عَلَيْكُمْ» کہ تم پر موت ہو تو میں نے کہا: «عَلَيْكُمْ الشَّامُ وَالْغَنَةُ» ”موت اور لعنت تم پر ہی ہو۔“

نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ»

”کہ اللہ تعالیٰ نزی کرنے والا ہے اور وہ تمام معاملات میں نزی کو ہی پسند فرماتا ہے۔“

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے نہیں سنا، انھوں نے کیا کہا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا میں نے انھیں وَعَلَيْكُمْ کہہ کر جواب دیا ہے یعنی جو کچھ تم نے ہمیں کہا وہ تم پر ہو۔

(الاستبذان، باب كيف الرد على أهل الذمة: ۶۲۵۷)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے کہا گیا، یا رسول اللہ (یہ اس طرح سلام کرتے ہیں) ہم

انھیں قل نہ کر ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ»

”جب اہل کتاب (یہودی نصرانی) سلام کہیں تو تم انھیں «وَعَلَيْكُمْ» کہہ دیا کرو۔“

(الاستبذان، باب كيف الرد على أهل الذمة بالسلام: ۶۲۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اچھے اخلاق والا انسان بہتر انسان ہوتا ہے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ فضول گفتگو نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

«إِنَّ مِنْ أَخْبَرِكُمْ أَحْسَنُكُمْ خُلُقًا»

”تم میں سے بہتر وہ شخص ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے تم میں سے اچھا ہوگا۔“

(الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا..... ۶۰۲۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «يُسَّ أَنْوَ الْعَشِيرَةِ وَ يُسَّ ابْنُ الْعَشِيرَةِ» کہ یہ خاندان کا بدترین شخص ہے، لیکن جب وہ آکر آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تو آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے گفتگو کی جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے پہلے تو اس کے بارے میں ایسے ایسے لفظ کہے تھے، لیکن پھر آپ ﷺ نے اس سے ہنستے چہرے سے باتیں کیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ مَتَى عَاهَدْتَنِي فَحَاشَا»

”اے عائشہ! تو نے مجھے کب بد اخلاق پایا ہے؟“

پھر فرمایا:

«إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ»

”قیامت کے دن اللہ کے ہاں لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لیے اسے لوگ چھوڑ جائیں۔“

(الادب، باب ما يجوز من اغتياب اهل الفساد والرهب: ۶۰۵۴)

اعوذ باللہ پڑھنے سے غصہ کا فور ہو جاتا ہے:

حضرت سلیمان بن مرد ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو شخصوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا ایک کو بہت غصہ آ گیا حتیٰ کہ اس کی رگیں پھول گئیں اور اس کا رنگ بدل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الذِّئْبُ يَجِدُ»

”کہ میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ چلا جائے گا (وہ کلمہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے) ایک شخص اس کے پاس گیا اور اس نے نبی ﷺ کا فرمان بتایا اور کہا اعوذ باللہ پڑھ لے (تیرا غصہ چلا جائے گا) اس نے کہا: اَتُرَى بِنِیْ بَنَاسٍ اُتَجَنُّونَ اَنَا؟ کہ مجھے کوئی تیاری ہے؟ کیا میں دیوانہ ہوں (کہ اعوذ باللہ پڑھوں) جاتو اپنا کام کر۔ (الادب، باب ما ینبی من السباب واللعن: ۶۰۴۸)

نابالغ بچوں کا فوت ہو جانا والدین کے لیے اجر کا باعث:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ (آپ ﷺ کے فرامین سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ ﷺ ہمارے (وعظ و نصیحت) لیے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو کسی دن کا وقت دے دیا۔ چنانچہ اس دن آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت فرمائی اور (ان کے مناسب حال عبادت کا) انہیں حکم دیا، آپ نے ان سے جو خطاب فرمایا تھا اس میں سے ایک یہ بات بھی تھی:

«مَا مِنْكُمُ امْرَأَةٌ تَقْدِمُ ثَلَاثَةَ مِنْ وَلَدِهَا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ»

”جو عورت تم سے اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی (یعنی اس کے تین بچے اس کے سامنے مرجائیں گے) تو وہ اس کے لیے (دوزخ کی) آگ سے آڑ بن جائیں گے۔“

ایک عورت نے کہا اور (اگر کسی کے دو بچے فوت ہو گئے؟ تو آپ نے فرمایا: اور دو) (کا بھی یہی حکم ہے) اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ تین بچے (ایسے ہوں) جو ابھی بلوغت (کی عمر) کو نہ پہنچے ہوں۔

”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کی فضیلت:

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمَدَهُ تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا:

«رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ»

آپ ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: بولنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا میں تھا تو آپ ﷺ

نے فرمایا:

«رَأَيْتُ بِضْعَةَ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَنَدَّرُونَ بِهَا أَنَّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ»

میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو اترتے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے
کر رہا تھا کہ ان مبارک کلمات کو دوسرے سے پہلے وہ لکھ لے۔“

(الاذان، باب فضل اللهم ربنا و لك الحمد کا ذہلی باب: ۷۹۹)

محرم کی میت کی فضیلت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص عرفات میں وقوف کر رہا تھا کہ اچانک اپنی سواری
سے گر پڑا اور اس کی سواری نے اسے کچل ڈالا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو غسل دو چاہے صرف پانی سے
اور ہیری کے پانی سے ہو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دے دو اور اس کے جسم میں خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر
نہ ڈھانپنا۔ «فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثَلَاثِي» قیامت کے دن یہ اسی طرح (بحالت احرام) لبیک کہتا ہو
اٹھایا جائے گا۔ (الجنائز، باب کیف یكفن المحرم: ۱۶۶۸)

نیک عمل کرنے کی کوشش کی جائے تقدیر پر بھروسہ نہ کیا جائے:

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع کے قبرستان میں تھے، اسے
میں نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے اور
آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ اس سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا: تم میں سے ہر
شخص کے لیے اس کا مقام جنت یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ گنہگار ہے یا پرہیزگار
کا؟ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اسی بات پر اعتماد کر کے عمل کو چھوڑ دین کیونکہ
جس کا نام پرہیزگاروں میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کرے گا اور جس کا نام گنہگاروں میں لکھا ہے وہ ضرور
برائی کرے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسَّرُوْنَ
لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ»

(تعمیل کرتے رہو کیونکہ) جنت کا نام پرہیزگاروں میں ہے ان کو نیک کام کرنے کی توفیق دے گا
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جائے گی اور جو گنہگار ہیں ان کو برائی کرنے کی توفیق ملے گی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَأَمَّا مَنْ آتَىٰ وَ اتَّقَىٰ ۖ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۖ فَسَنِيْسِرُهُ لِّلْیَسْرَىٰ ۖ﴾

”جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور دین اسلام کو سچ مانا اس کو

ہم آسانی کے گھر (یعنی جنت میں پہنچنے کی) توفیق دیں گے۔“ (سورۃ والیل: ۵-۷)

(الجنائز، باب موعظۃ المحدث عند القبر..... (۱۳۶۲)

نیک نام شخص کو جنت ملتی ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تعریف کی تو نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر لوگ دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی برائی بیان کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا چیز واجب ہو گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت اور جس کی تم لوگوں نے برائی بیان کی اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی۔

« أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ »

”تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔“ (الشہادات، باب تعدیل کم یحوز: ۲۶۴۲)

لڑکی کی پرورش کی فضیلت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت سوال کرتی ہوئی آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں تو اس کو میرے پاس لے کر ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا بس میں نے وہی اسے دے دی۔ اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ جب نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو اس کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ »

”جس شخص کو لڑکیاں دے کر آزمایا گیا تو وہ لڑکیاں اس کے لیے دوزخ سے نجات کا

سامان بن جاتی ہیں۔“ (الزکاة باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ..... (۱۴۱۸)

صدقے سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (گزشتہ دور میں) ایک شخص نے اپنے دل میں کہا کہ (آج رات) میں صدقہ کروں گا پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور (لا علمی میں) ایک چور کو دے دیا تو صبح لوگوں نے باتیں کیں کہ (دیکھو آج رات) ایک چور کو خیرات دے دی گئی ہے تو اس شخص نے کہا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے میں (ایک غیر مستحق کو صدقہ دے آیا ہوں اچھا) میں آج رات پھر صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس نے (نادانستگی میں) ایک زانیہ کو دے دیا تو صبح کو لوگوں نے کہا کہ دیکھو جی آج رات تو ایک زانیہ کو خیرات دے دی گئی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے میرا صدقہ تو زانی کے ہاتھ لگ گیا، اچھا میں (آج ضرور کسی مستحق پر) صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ صدقہ لے کر نکلا اور (نادانستگی میں) اس نے وہ صدقہ ایک مالدار کو دے دیا تو لوگوں نے صبح کو کہا کہ دیکھو آج رات مالدار کو خیرات دے دی گئی۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے۔ میں اپنا مال (لا علمی میں) چور، فاحشہ اور مالدار کو دے آیا۔ تو اس کے پاس کوئی (اللہ کا فرستادہ آیا اور اس سے کہا کہ تو رنجیدہ مت ہو، تجھے تیری خیرات کا ثواب ملے گا اور جن لوگوں کو تو نے دیا ہے انہیں بھی فائدہ ہوگا) ممکن ہے چور کو تیرا خیرات دینا اس کے حق میں یہ فائدہ دے کہ شاید وہ چوری سے باز آ جائے اور ممکن ہے کہ زانیہ حرکت زنا سے رُک جائے اور باقی رہا مالدار ہو سکتا ہے کہ وہ فصاحت حاصل کرے اور جو کچھ اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے وہ اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے لگ جائے۔ (الزکاة، باب اِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ..... ۱۴۲۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اعتراض:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص کعبہ کی طرف قربانی کا جانور روانہ کرے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جائیں گی جو حج کرنے والے پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ اس کی قربانی نہ کر دی جائے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے بار خود اپنے ہاتھ سے

بٹے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے جانوروں کو وہ ہار پہنائے پھر ان جانوروں کو میرے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ روانہ کیا

« فَلَمْ يَخْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ »
 ”مگر کوئی چیز جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال فرمائی تھی وہ جانوروں کی قربانی تک حرام نہیں ہوئی تھی۔“ (الحج، باب من قلد الفلاند ہدیہ: ۱۷۰۰)

چھینک دینے والے کو کب جواب دیا جائے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو اشخاص کو چھینک آئی ایک کو تو آپ ﷺ نے جواب میں یرحمک اللہ کہا لیکن دوسرے کو کچھ نہ فرمایا: آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے اسے تو یرحمک اللہ فرمایا اور اسے نہ فرمایا (اس کی کیا وجہ؟) تو نبی ﷺ نے جواب دیا: اس نے الحمد للہ کہا تھا (اس لیے میں نے اسے یرحمک اللہ کہا ہے) لیکن اس نے نہیں کہا تھا۔
 (الادب، باب لا تُسَمِّتُ العاطس اذا لم یحمد اللہ: ۶۲۲۵)

فرشتے ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 « إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطَّرِيقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ »
 اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے مل گئے) پھر فرمایا:

« فَيُحْفَوْنَهُمْ بِأَجْنَحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا »

یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک (تہ بہ تہ پہنچ جاتے ہیں)۔ پھر فرمایا: (ذکر کی مجلس درخواست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے) « مَا يَقُولُ عِبَادِي » کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ یہ کہتے ہیں کہ (اے اللہ!) تیری تسبیح و تکبیر اور حمد و ثناء کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے کہ (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے کہیں زیادہ آپ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے۔ (نبی ﷺ نے) فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے فرشتو!) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اس کی طلب کرتے ہیں؟) فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے جب ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے اور زیادہ بچتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَإِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ﴾

(اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کر دیا ہے۔“

پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُمْ الْجُلُوسَةُ لَا يَشْفَعِي جَلِيسُهُمْ﴾

”وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم قریبی بھی حرم نہیں رہتا۔“

(الدعوات: باب فضل ذکر اللہ عزوجل: ۶۴۰۸)

ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں اور انبیاء گزرنے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی، کسی کے ساتھ دو آدمی، کسی کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ تھے اور کسی نبی کے ساتھ تو کوئی بھی (امتی) نہ تھا پھر ایک بہت بڑی جماعت میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ یہ کس کی امت ہے؟ انکیا یہ میری امت ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ



موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے (پھر) کہا گیا کہ تم آسمان کے کنارے میں دیکھو (میں نے دیکھا تو) «فَإِذَا سَوَاءٌ يَمْلَأُ الْأَفْقَ» کہ ایک بڑی جماعت نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا ہے پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کنارے بھی دیکھو، میں نے دیکھا کہ واقعی بہت بڑی جماعت آسمان کے کنارے کو بھرے ہوئے تھی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے (اس قدر) فرما کر رسول اللہ ﷺ (حجرہ میں) تشریف لے گئے اور ہم لوگوں سے یہ ظاہر نہ فرمایا: کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ (اس پر) لوگوں نے تبصرہ کرنا شروع کیا۔ کہنے لگے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کی، اس لئے وہ لوگ ہم ہوں گے ورنہ ہماری اولاد ہوگی جو اسلام (کے دور) میں پیدا ہوئے ہیں کیونکہ ہم دور جاہلیت کی پیدائش ہیں (اور گناہوں میں ملوث ہوئے) وغیرہ وغیرہ۔ نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

« هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْفُونَ وَلَا يَنْطَرِفُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَ عَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ »

وہ تو وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں اور نہ کسی شے میں بدقالی سمجھتے ہیں اور نہ (علاج کے لئے آگ سے) داغ لگواتے ہیں بلکہ اپنے اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

سیدنا عکاشہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں! (تم ان میں سے ہی ہو) پھر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ »

”بس عکاشہ (دعا کرانے میں) تم سے سبقت لے گئے ہیں۔“

(الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفاً..... ۶۵۴۱)

توبہ سے کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے بہت قتل کئے تھے اور زنا بھی کثرت سے کیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے، آپ ہمیں یہ بتلائیں کہ جو ہم نے گناہ کئے ہیں وہ (اسلام لانے سے) معاف

ہو جائیں گے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ (الفرقان: ۶۸)

”اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ نے منع کیا ہوا اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔“

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرِفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾ (الزمر: ۵۳)

”(اے پیغمبر! میری طرف سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر (گناہ کر کے) ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔“ (توبہ کر لو تمام گناہ

معاف ہو جائیں گے) (التفسیر، سورہ زمر، باب قوله يا عبادي اسرفوا..... ۴۸۱۰)

حج میں بال مندوانا افضل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُخَلِّقِيْنَ»

”اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کو معاف کر دے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا بال کتروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمائیے! آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کو معاف فرما دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، بال کتروانے والوں کو بھی۔ تو آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا: بال کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما دے۔

(الحج، باب الحلق، والتقصير عند الاحلال ۱۷۲۸)

جنت کی نہر میں غوطہ لگایا اور خوبصورت بن گئے:

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آج رات کو دو فرشتے میرے پاس آئے انہوں نے منہ سے مجھے جگایا اور ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے جاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ وہاں

چند آدمی ایسے ملے کہ ان کا آدھا بدن تو ایسا خوبصورت تھا کہ تو نے کبھی دیکھا نہ ہوگا اور آدھا بدن ایسا بدصورت کہ تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس نہر میں داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہو گئے اور پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ بہت اچھی شکل و صورت والے ہو چکے تھے۔ ان دونوں فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن (یعنی کا باغ) ہے اور یہ آپ کی جگہ ہے:

﴿فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا نَّتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ﴾

”وہ لوگ جو آدھے تو خوبصورت بدن کے تھے اور آدھے بدصورت بدن کے، وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے عمل کیے تھے، اللہ نے ان سے درگزر کیا اور انہیں معاف کر دیا (تو وہ خوبصورت بدن ہو گئے)“

(التفسیر، سورۃ توبہ باب قولہ ﴿وَالْآخِرُونَ الْعَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ.....﴾: ۴۶۷۴)

نیکیاں برائی کو مٹا دیتی ہیں:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی (اجنبی) عورت کو بوسہ دے دیا پھر وہ پشیمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو اللہ بزرگ و بڑتر نے یہ آیت نازل فرمادی۔

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (مرد)

”نماز کو دن کے دونوں طرفوں میں اور کچھ رات گئے قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اس شخص نے عرض کی اللہ کے رسول! کیا یہ میرے ہی لیے خاص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ﴾

”نہیں بلکہ! میری تمام امت کے لیے ہے۔“

(التفسیر سورہ ہود، باب قولہ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.....﴾: رقم: ۴۶۸۷)

قیامت میں ایماندار اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے:

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ آپ ﷺ نے چاند کی

طرف نظر کی اور فرمایا کہ:

«إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَصَافُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ
اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلِ غُرُوبِهَا
فَاعْمَلُوا»

تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اس کو دیکھنے میں وقت، تکلیف یا
مشکل محسوس نہ کرو گے۔ لہذا اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ سورج کے طلوع و غروب سے پہلے کی نماز (عصر اور صبح)
پر (شیطان سے) مغلوب نہ ہو تو کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾

”سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پائیزگی بیان کرو۔“

(مواظیت الصلاة، باب فضل صلاة العصر: ۵۵۴)

ایک شہید جس نے عمل تھوڑا کیا اجر زیادہ پایا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آیا
اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں جاؤں یا (پہلے) اسلام قبول کروں؟ تو آپ ﷺ
نے فرمایا، پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو۔ چنانچہ (اس نے ایسا ہی کیا اور جہاد میں) وہ شہید ہو گیا تو
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَمِلَ قَلِيلًا وَ أَجِرَ كَثِيرًا»

”اس نے عمل تو بہت کم کیا لیکن ثواب بہت بڑے لے گیا ہے۔“

(الجهاد باب عمل صالح قبل القتال: ۲۸۰۸)

جہاد تمام عبادتوں سے بلند عبادت ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی:

«ذُلْنِي عَلَى عَمَلٍ يُعَدِّلُ الْجِهَادَ»

”مجھے کوئی ایسی عبادت بتائیے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو نبی ﷺ نے فرمایا: "لَا أَجِدُہ" میں تو ایسی عبادت نہیں پاتا (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ جب مجاہد (جہاد کے لیے نکلے تو تو اپنی مسجد میں (نماز پڑھنے) کھڑا ہو جائے اور سستی نہ کرے اور برابر روزہ رکھنا شروع کر دے اور ترک نہ کرے؟ اس نے عرض کی کہ بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟ (یعنی جہاد کے برابر اگر کوئی عمل ہو سکتا ہے تو وہ بھی ہے لیکن یہ ناممکن ہے)

(الجہاد باب فضل الجہاد: ۲۷۵)

جنت الفردوس عظیم جنت ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے، اللہ کے ذمہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کرے (یا نہ کرے) بلکہ جس سرزمین میں پیدا ہوا ہو اس میں بیٹھا رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگوں کو اس بات کی خوشخبری نہ دے دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ ذَرَجَةٍ أَهْلِهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“

”جنت میں (مخصوص) سو درجے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لیے تیار کیے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔“

پھر فرمایا: جب تم اللہ سے دعا مانگو تو اس سے فردوس طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا افضل اور اعلیٰ درجہ ہے۔ مجھے خیال ہے کہ نبی ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا: اس (جنت الفردوس کے) اوپر رب کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (الجہاد باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ: ۲۷۹۰)

رمضان میں عمرہ کی فضیلت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنے حج سے واپس آئے تو ام سنان انصاریہ سے فرمایا: تم حج پر کیوں نہ گئیں؟ انہوں نے عرض کی میرے شوہر کے پاس دو اونٹ پانی بھرنے والے تھے، ایک پر تو وہ خود حج کرنے چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین کو سیراب کرتا تھا (اس لیے میں نہ جا سکی) تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اِعْتَمِرْ بِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ»

”اچھا تم عمرہ کر لینا اس لیے کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر

ہے۔“ (جزء الصيد، باب حج النساء: ۱۸۶۳)

اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنا افضل ہے:

ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا اور نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر آزاد کر دی۔ پھر جب ان کی باری کا دن آیا جس میں آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو انہوں نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی تم آزاد کر چکی ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم وہ لونڈی اپنے نکھیاں والوں کو دے دیتیں تو اس میں تم کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا۔

(الہبة وفضلہا، باب ہبة المرأة لغير زوجها.....: ۲۵۹۲)



برے اور ممنوع کام

چند ممنوع کام:

سیدنا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو بچے لگایا کرتا تھا۔ اس کے بچنے لگانے کے اوزار کو توڑ دیا تو میں نے ان سے (اس کا سبب) پوچھا تو انہوں نے کہا:

”نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَعْنِ الدِّمِ وَتَعْنِ الْكَلْبِ وَكَسَبِ الْأَمَةِ وَتَعْنِ الْوَأَشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.....“

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داغ لگانے والی اور داغ لگوانے والی (یعنی بازو وغیرہ پر سرے یا نسل کے ساتھ نام لکھنا، لکھوانا یا پھول وغیرہ بنانا، بنوانا) اور سود لینے اور سود دینے سے بھی منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔“ (البیوع، باب تمن الدیم والکل، ۲۲۳۸)

سودی کاروبار ممنوع ہے:

سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہیں سواشرفیوں کی ریزگاری کی ضرورت پڑی تو (وہ کہتے ہیں) مجھے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ نے بلوایا اور ہم دونوں نے اس معاملہ پر گفتگو کی حتیٰ کہ وہ راضی ہو گئے اور سونے کی اشرفیاں اپنے ہاتھ میں لے کر اٹنے پلٹے گئے اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اتنا انتظار کرو کہ میرا خراجچی (مقام) غابہ سے آجائے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس گفتگو کو سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ (اے مالک بن انس) تمہیں اللہ کی قسم! تم طلحہ کو نہ چھوڑنا جب تک کہ ان سے ریزگاری نہ لے لو (کیونکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سونے کو سونے کے بدلے فروخت کرنا سود ہے مگر اس صورت میں کہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو۔ (البیوع، باب بیع الشعر بالشعر، ۲۱۷۴)

جاندار کی تصویر بنانا منع ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے

ابوالعباس رضی اللہ عنہ (یہ ان کی کنیت تھی) میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میری روزی میرے ہاتھ کی کارگیری پر ہے اور میں تصویریں بنایا کرتا ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھ سے وہی بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اور وہ یہ کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِعٍ فِيهَا أَبَدًا »

جو شخص تصویر بنائے گا تو اللہ اس کو عذاب کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ اس میں جان ڈال دے لیکن وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔

یہ سن کر اس شخص نے بہت شندے سانس لیے اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ سیدنا ابن عباس نے کہا کہ تیری خرابی ہو۔ اگر تو ضروری اس کام کو کرنا چاہتا ہے تو درخت کی یا ان چیزوں کی تصویر بنالیا کر جن میں جان نہیں ہوتی۔ (البیہق، باب بیع التصاویر التي ليس فيها روح..... ۲۲۲۵)

شوہر کی ناشکری (بھی کفر ہے) لیکن کفر کفر میں فرق ہوتا ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا (ایک مرتبہ) مجھے دوزخ دکھائی گئی تو اس میں میں نے زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ کیوں کہ وہ کفر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرُونَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ »

(یہاں کفر کا معنی ناشکری ہے) شوہر کی ناشکری کرتی ہیں؟ اور احسان نہیں مانتیں۔ (وہ یوں کہ) اگر تو کسی عورت کے ساتھ عرصہ دراز تک احسان کرتا رہے اور اس کے بعد کوئی (ناگوار) بات تجھ سے وہ دیکھے گی تو (فورا) کہہ دے گی کہ میں نے تو کبھی تجھ سے نیکی دیکھی ہی نہیں۔ (الایمان، باب کفران العشير..... ۲۹)

مدینہ میں بدعت کبیرہ گناہ ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ (کے متعلق کچھ مفسدین کا خیال تھا کہ ان کے پاس خاص راز کی باتیں موجود ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہوں نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جو نبی ﷺ سے منقول ہے دوسری کوئی مخفی چیز نہیں ہے (اس صحیفے میں یہ مضمون بھی ہے) مدینہ عار (نامی پہاڑ) سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے۔

”مَنْ أَحَدَّثَ فِيهَا حَدَّثًا أَوْ (وَيْ) مُحَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ“

جو شخص یہاں بدعت ایجاد کرے، اس پر عمل کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ اس کی نہ کوئی نقلی عبادت قبول ہوگی اور نہ کوئی فرض عبادت اور فرمایا: تم مسلمانوں میں سے کسی ایک کا بھی عہد کافی ہے پھر جو کوئی کسی بھی مسلمان کا عہد توڑے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ اس کی نہ کوئی نقلی عبادت مقبول ہوگی اور نہ ہی کوئی فرض عبادت اور جو کوئی (غلام) اپنے مالک کو چھوڑ کر، بغیر اس کی اجازت کے کسی دوسرے کو مالک بنائے تو اس پر بھی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔ نہ اس کی کوئی نقلی عبادت مقبول ہوگی نہ کوئی فرض عبادت۔ (فضائل المدینہ، باب حرم المدینہ: ۱۸۷۰)

تصویر والے گھر میں فرشتے نہیں جاتے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں پھر جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو باہر دروازے پر گھڑے ہو گئے گھر میں داخل نہ ہوئے (تو عائشہ رضی اللہ عنہا قرماتی ہیں) جب میں نے (آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں ناراضگی کے آثار دیکھے تو میں نے کہا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ اتُّوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ“

”یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔“

میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے یہ آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُعَذَّبُونَ“

ان تصویروں کے بنانے والوں پر قیامت کے روز عذاب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان کو زندہ کرو (لیکن ایسا نہ کر سکتے پر انہیں عذاب ہوگا) اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ هَذِهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ“
 ”جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے نہیں جاتے۔“

(اللباس، باب من لم يدخل بيتا فيه صورة: ۵۹۶۱)

ردی کھجور ایک من عمدہ کھجور نصف من سے سودا نہ کیا جائے:

سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ ”حبیب“ (نامی عمدہ قسم کی) کھجوریں آپ ﷺ کے پاس لایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کی نہیں واللہ! یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان کھجوروں کا ایک صاع گھٹیا کھجوروں کے دو صاع کے عوض اور پھر ان کھجوروں کے دو صاع دوسری کھجوروں کے تین صاع کے عوض خریدتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَا تَفْعَلْ بَيْعَ الْجَمْعِ بِالذَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَغِ بِالذَّرَاهِمِ حَبِيبًا“

”اس طرح نہ کیا کرو تم ان ردی کھجوروں کو درہم کے عوض فروخت کر دیا کرو اور پھر

درہموں سے عمدہ کھجور خرید لیا کرو۔“ (المغازی، باب استعمال النبی ﷺ علی اهل خيبر: ۴۲۴۴)

آپ ﷺ نے مقروض کا جنازہ نہ پڑھایا:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے کوئی ورثہ بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کی گئی ہاں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ (جس سے اس کا قرض اتارا جاسکے)؟ لوگوں نے عرض کی ہاں تین اشرفیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر قرض بھی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں تین دینار قرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) تو سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ اس کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ (الحالات، باب اذا احال دين الميت..... ۲۲۸۹)

جھوٹی قسم کھانے والے ہلاک ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ خَلَفَ بِعَمِينٍ صَبْرٍ لِّيقْطَعَ بِهَا مَالُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لِّقِيَةِ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ»

”جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا حق مارتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ.....﴾ (آل عمران: ۷۷)

”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔“

تو اتنے میں سیدنا اھعث رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے فرمایا جو آیت کہ ابو عبد الرحمن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں، یہ آیت تو میرے ہی حق میں نازل ہوئی تھی، میرے بچے کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (اس نے کنویں کو اپنی ملکیت بتایا جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا مقدمہ پیش ہوا) تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم اپنے گواہ پیش کرو (تا کہ معلوم ہو کہ یہ کنواں تمہارا ہے؟) میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس گواہ تو نہیں ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس (دوسرے بڑیق) سے قسم لی جائے گی میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ تو فوراً قسم کھالے گا۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق کے لیے مذکورہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(التفسیر، باب ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم... ۴۵۴۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شراب نوشی کا نقصان:

(امیر المؤمنین) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے بدر کے دن مالِ غنیمت میں سے ایک اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزید دے دی تو میں نے ایک دن ایک انصاری کے دروازہ پر ان دونوں اونٹیوں کو بٹھایا اور میں یہ چاہتا تھا کہ ان پر اؤخر (گھاس) لگا دوں لاؤں اور اسے بیچوں اور اس وقت میرے ساتھ بنی قیہقاع کا ایک سار بھی تھا، اور اس سے سیدہ فاطمہؓ الزہراءؓ کے دلیمہ کے سلسلے میں بندوبست کرنا چاہتا تھا اور (سیدنا) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس وقت اسی (انصاری کے) مکان کے اندر شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی تھی وہ یہ گارہی تھی: اَلَا يَا حَمَزُ لِلشَّرَفِ النَّوَى اَھو حمزہ! فرہ تازہ جو اس اونٹنیوں بیٹھی ہیں اور وہ تلوار لے کر ان دونوں اونٹنیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے ان کے کوہان کاٹ دیئے اور ان کے پیٹ چاک کر دیئے۔ پھر ان کے کلیجے نکال لیے۔ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ ایک ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں (روتا ہوا) گیا اور آپ ﷺ کے پاس (اس وقت سیدنا) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو میں نے یہ واقعہ آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے چنانچہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے اور آپ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان پر بہت غصہ کیا تو انہوں نے (اسی نشہ کی حالت میں) اپنی نظر اٹھائی اور کہنے لگے:

”وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عُجَيْلٌ لَّائِي“

”تم لوگ میرے باپ کے غلام ہو۔“

پھر رسول اللہ ﷺ پچھلے پاؤں وہاں سے تشریف لے آئے اور یہ واقعہ شراب (اور موسیقی) کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔ (فرض الخمس، باب فرض الخمس: ۳۰۹۱)

ریشی پردہ آپ ﷺ کو پسند نہ آیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے گھر پر گئے اور اس میں داخل نہ ہوئے (بلکہ باہر ہی سے واپس تشریف لے گئے) جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو سیدہ فاطمہؓ نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس باب میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میر



نے دروازے پر ایک ریشمی پردہ دیکھا (اس لیے واپس چلا آیا) آپ ﷺ نے فرمایا: «عَالِي وَ لِلدُّنْيَا»
 بھلا ہم کو دنیا سے کیا مطلب؟ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر واپس گئے اور ان سے ساری بات بیان کی تو۔
 سیدہ فاطمہ الزہراء نے کہا کہ آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے جو حکم دیں گے (وہی ہوگا)
 نبی ﷺ نے فرمایا:

«تُرْسِلُ بِهِ إِلَى فُلَانٍ أَهْلِي نَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ»
 ”یہ پردہ فلاں حاجت مند لوگوں کو دے دیں۔“

کسی کی بے جا تعریف نہ کی جائے:

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی (بے جا)
 تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «وَيُبْحَكَ فَطَعْتُ عَنْقُ صَاحِبِكَ» تیری خرابی ہو تو نے (تعریف
 کر کے) اپنے ساتھی کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ کئی مرتبہ
 آپ ﷺ نے یہی فرمایا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةً فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ كَذَا وَ كَذَا.....»

”تم میں سے جو شخص لازماً اپنے بھائی کی تعریف کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے کہ
 فلاں شخص کو میں ایسا سمجھتا ہوں لیکن اس کی اندرونی حالت کا حساب لینے والا اللہ تعالیٰ
 ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کی پاکیزگی نہیں بیان کرتا اور میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں
 (بشرطیکہ وہ اس میں وہ خوبیاں جانتا ہو)۔“ (الادب، باب ما یکرہ من التمداح: ۶۰۶)

نبی ﷺ نے زانی جوڑے کا فیصلہ فرمایا تھا:

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد جونی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک اعرابی شخص رسول اللہ ﷺ کے
 پاس حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے
 لیے کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئے اس کے بعد فریق ثانی نے کہا جو کہ اس نے ذلیلہ سمجھا رکھا تھا کہ ہاں آپ ﷺ
 ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئے اور مجھے پہلازت دیجئے (کہ میں اپنا حال عرض کروں) رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم اپنا بیان دو۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اس نے اس کی بیوی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے زنا کیا اور مجھے لوگوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر رجم واجب ہے میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی (اس شخص کو) دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی واجب ہے لیکن اس کی بیوی پر رجم واجب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قُضِيَّتْ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کیے دیتا ہوں۔“

لونڈی اور بکریاں تجھے واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے پر سو درے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا

«وَأَعِدُّنَا أَنْفُسُ إِلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَأَرْجُحُهَا»

اور اے انہیں! تم اس شخص کی عورت کے پاس جاؤ اگر وہ بدکاری کا اقرار کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے اقرار کر لیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور وہ سنگسار کر دی گئی۔ (الشروط، باب الشروط التي لا تحل في الحدود: ۲۶۶۵)

چاندی کا گلاس گم ہو گیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سہم کا ایک شخص حضرت حمیم داری اور عدی بن بداء رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کو نکلا۔ پھر وہ ایسی سرزمین میں فوت ہو گیا کہ وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب حمیم اور عدی رضی اللہ عنہما ان کا ترکہ لائے تو چاندی کا ایک گلاس جس میں سنہری نقش تھے گم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو قسم دی (کہ وہ تمہارے پاس نہیں ہے) اور انہوں نے قسم کھائی۔ اس کے بعد وہ گلاس مکہ میں جن کے پاس سے ملا انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو حمیم اور عدی سے خرید لیا ہے۔ پھر دو شخص میت کے درمیان میں سے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ ہماری شہادت بہ نسبت ان دونوں کی شہادت کے زیادہ قابل قبول ہے ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ پیالہ ہمارے (مرنے والے) عزیز کا ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ لِذَلِكَ حُضْرًا... الخ﴾

”اے مسلمانوں! جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو وہیت کے وقت دو انصاف والے تم

میں سے یا تمہارے غیروں میں سے گواہ ہونے چاہئیں..... آخر تک۔“

(المائدہ: ۶، ۹۰، الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ﴾، رقم: ۲۷۸۰)

نبی ﷺ نے صحابی کو جہاد کی بیوی کے ساتھ حج پر روانہ فرمایا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ جہاد میں نہ بیٹھے اور نہ کوئی عورت بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے سفر کرے۔ تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلاں فلاں جہاد میں شریک ہونے کے لیے میرا نام لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لیے جارہی ہے تو میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذْهَبْ فَاصْحُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ»

”تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج ادا کرو۔“

(الجہاد، باب مَنِ امْتَحَبَ فِي خَيْشٍ فَمُخِرَجٌ لِمَرَاتِهِ خَاصَّةً.....: ۳۰۰۶)

خیانت کی وجہ سے جہنم ملی:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامان پر ایک شخص متعین تھا، اس کا نام ”کرکرہ“ تھا وہ مر گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے پھر لوگ اس کی وجہ معلوم کرنے لگے تو انہوں نے (اس کے مال میں مال غنیمت کی) ایک چادر پائی جس کو اس نے خیانت کر کے لے لیا تھا۔

(الجہاد، باب القليل من الغلول: ۳۰۷۴)

پہلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پہلے نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور وہ اس سے زفاف کرنا چاہتا ہو اور ابھی تک اس نے زفاف نہ کیا ہو اور نہ وہ شخص جس نے ابھی گھر بنایا ہو اور اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور نہ وہ شخص جس نے بکریاں اور اونٹیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے چننے کا منتظر ہو۔ الغرض انہوں نے جہاد کیا۔ وہ اسی ہستی کے قریب نماز عصر کے وقت یا اس کے قریب پہنچے، تو انہوں نے سورج سے کہا «إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ» کہ تو بھی (اللہ کا) محکوم ہے اور میں (بھی اس کا) محکوم

ہوں۔ پھر دعا کی ﴿اَللّٰهُمَّ اَحْبِسْهَا عَلَيْنَا﴾ اے اللہ! اس کو ہمارے سامنے (غروب ہونے سے) روک رکھ۔ چنانچہ سورج روک لیا گیا حتیٰ کہ اللہ نے ان کو فتح دی، پھر انہوں نے مال غنیمت کو جمع کیا۔ آسمان سے آگ آئی تاکہ اس مال کو کھا جائے مگر اس نے نہ کھایا اس نبی نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے (کسی نے مال غنیمت میں سے) چوری کی ہے۔ لہذا ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ تو ایک شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چپک گیا تو نبی نے کہا ”وہ چوری کرنے والا تمہیں میں سے ہے لہذا تمہارے قبیلے کے سب لوگ مجھ سے بیعت کریں۔ نبی نے فرمایا کہ چوری تم ہی نے کی ہے پھر وہ گائے کے سر جیسا سونے کا سر لے آئے اور نبی کے سامنے اس کو رکھ دیا۔ تب آگ آئی اور اس نے کھا لیا۔ (مال غنیمت) مجاہدین کے لئے حلال نہیں تھا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجِيزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا»

”پھر اللہ نے ہماری کمزوری اور ہماری عاجزی دیکھی، اس لیے ہمارے لیے مال غنیمت

حلال کر دیا۔“ (فرض الخمس، باب قول النبی ﷺ أحلت لكم الغنائم: ۳۱۲۴)

ہجڑے کا گھر میں داخل ہونا ممنوع کر دیا:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک ہجڑا بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ عبد اللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا: اے عبد اللہ! اگر کل اللہ تعالیٰ طائف فتح کرادے تو غیلان کی بیٹی کو لے لینا کیونکہ (وہ اس قدر موٹی ہے کہ) جب وہ سامنے آتی ہے تو (اس کے پیٹ میں) چار بل پڑتے ہیں اور پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ۔ (یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا)

«لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ»

”یہ ہجڑے آئندہ تمہارے پاس (اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا!) ہرگز نہ آنے پائیں۔“

(المغازی، باب غزوة الطائف: ۴۳۲۴)

چند کبیرہ گناہ:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”مُحْكَمٌ دَلَالٌ سِے مَزِينٌ مَتْنُوْعٌ وَمَنْفَرْدٌ مَوْضُوْعَاتٌ پَرِ مُشْتَمَلٌ مِلْتِ اَنْ لَّا لَنْ مَكْتَبِہ

﴿أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدَاءَ وَهُوَ خَلَقَكَ﴾

”یہ کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس (اللہ) نے تجھے پیدا کیا ہے۔“

میں نے پوچھا اس کے بعد پھر کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ﴾

اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرنا کہ اس کو کھانا پڑے گا۔ (یہیں سے قبیل پلاننگ کا رد ہوتا ہے) میں

نے پوچھا پھر اس کے بعد کونسا گناہ ہے؟ فرمایا:

﴿أَنْ تَزْنِيَ حَبِيلَةَ جَارِكَ﴾

”اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا۔“

(التفسیر، سورة البقرة، باب قوله تعالى: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَثَدًا﴾..... رقم: ۴۴۷۷)

اصل فتنہ شرک ہے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ یہ جو آج کل فتنے اور لڑائی ہو رہی ہے، اس کے بارے

میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ تو کیا جانے کہ فتنہ کسے کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ

مشرکوں سے لڑتے تھے اور مشرکوں کے پاس کوئی مسلمان جاتا تو فتنہ میں پڑ جاتا اور وہ تمہاری طرح ملک

(بادشاہت) کے لئے نہ لڑتے تھے (بلکہ محض دین پر لڑتے تھے)۔

(الفتن، باب قول النبی ﷺ الفتن من قبل المشرق: ۷۰۹۵)

رشتہ داری توڑنے والے کو اللہ توڑ دیتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو پیدا کرنے

سے فارغ ہوا تو رحم (رشتہ داری مجسم ہو کر) کھڑی ہو گئی اور اپنے پروردگار کا دامن قہام لیا۔ اللہ نے فرمایا:

کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اس کو

توڑ دوں گا؟ اس نے کہا ”جی ہاں“ (ایسا ہی کیجیے) اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کی تائید میں یہ آیت پڑھو:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَ تَقْطِعُوا

أَرْحَامَكُمْ﴾ (محمد: ۲۲)

”اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کرو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔“ اس (آیت) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(التفسیر، سورہ محمد، باب وَتَقَطُّعُوا أَرْحَامَكُمْ..... ﴿۴۸۳۰﴾)

نوحہ نہ کرنے پر بیعت کی:

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور یہ آیت

﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ.....﴾

”وہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں گی اور چوری اور بدکاری نہ کریں گی.....“

یہ آیت طلاق کی اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے بیعت کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میرا تعاون کیا تھا، میں اس کا بدلہ دے لوں (پھر بیعت کروں گی)؟ نبی ﷺ نے اس پر اسے کچھ نہ فرمایا: پھر وہ گئی اور (نوحہ کر کے) لوٹ آئی اور آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی (وہ عورت خود ام عطیہ تھیں)

(التفسیر، سورہ ممتحنہ، باب إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَتَابِعَنَّكَ: ﴿۴۸۹۲﴾)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض کے دوران طلاق دے دی:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ حائضہ تھی (میرے والد) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں کہو کہ اس سے رجوع کر لیں پھر اسے پاک ہونے تک اپنے پاس رکھیں۔ پھر جب اسے ایام حیض آئیں اور وہ پاک ہو جائے اس وقت چاہیں اسے رکھیں اور چاہیں تو اس سے ہم بستری سے پہلے طلاق دے دیں۔ یہ ہے وقت عدت جس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ.....﴾ ”عورتوں کو ان کی عدت کے لیے وقت طلاق دی جائے۔“

(التفسیر سورہ الطلاق، باب: ﴿۴۹۰۸﴾)

کسی کے ماں باپ کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«مِنْ الْكِبَائِرِ شَتَمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ»

”سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔“

لوگوں نے عرض کی کہ بھلا اپنے ماں باپ کو گالی کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَاهُ وَ يَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ»

ہاں وہ اس طرح کہ کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے اور وہ شخص (جس کو گالی دی گئی ہو جواب

میں) اس (گالی دینے والے) کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اس کے بدلے میں

اس کی ماں کو گالی دے۔ (یہ اپنے ماں باپ کو گالی دینے کی ایک صورت ہی تو ہے)

(الادب باب لا يسب الرجل والديه: ۵۹۷۳)

کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے:

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا اور ایک شخص نے اس کی

بہت تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَيَحْكُ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ»

”تیری خرابی ہو تو نے (اس کی تعریف کر کے) اس کی گردن اڑادی۔“

اور یہی جملہ آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا: (پھر فرمایا)

«إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةً فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ كَذًا وَ كَذًا.....»

”اگر تم میں سے کوئی شخص خواہ مخواہ کسی کی تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں اس کو ایسا

سمجھتا ہوں، اگرچہ اس کے گمان میں وہ شخص واقعی ہی ایسا ہی ہے اور اس (کے اچھے یا

برے ہونے) کو اللہ ہی جانتا ہے اور یوں بھی نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔“

(الادب، باب ما يكره من التمداح)

غلط نذر پوری کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص کو

کھڑے ہوئے دیکھ کر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ (دن بھر) کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ میں آئے گا اور نہ (کسی سے) بات کرے گا بلکہ (اسی حالت میں) روزہ پورا کرے گا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ بیٹھ جائے اور سایہ میں آجائے اور بات چیت کرے اور (اسی طرح سے) روزہ پورا کرے۔

گھر میں کتے کی وجہ سے نیکیاں تباہ:

حضرت سفیان بن ابی زہیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کتا رکھتا ہے جو نہ تو کھیتی کی حفاظت کے لیے ہے اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لیے ہے ﴿نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ قَبْرًا﴾ تو اس کے اعمال (نیکیوں) کا قیراط (احد پہاڑ کے برابر نیکیاں) کم ہو جاتا ہے۔ راوی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے خود نبی ﷺ سے یہ ارشاد سنا تھا؟ تو انھوں نے فرمایا: إِيَّايَ وَ رَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ ہاں اس مسجد کے رب کی قسم!

ایک روایت میں ﴿كَلَبٌ مَاشِيَةٌ أَوْ صَيْدٌ﴾ کے لفظ ہیں یعنی جانوروں کی حفاظت کے لیے اور (حلال جانوروں کے) شکار کے لیے رکھا ہوا کتا رکھنا جائز ہے۔

(الحديث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحديث: ۲۳۲۲، ۲۳۲۳)

تین برے کام:

حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُرَكِّبُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی طرف نہ تو (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

① جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی موجود ہے لیکن وہ مسافر کو نہ دے۔

② جو شخص کسی خلیفہ سے بیعت دنیاوی مفاد کے پیش نظر کرتا ہے اگر وہ اسے کچھ دے تو راضی ہو جائے اگر نہ دے تو ناراض ہو جائے۔

③ جو شخص عصر کے بعد اپنا سامان تجارت کے لیے رکھے ہوئے ہو اور کہے اللہ کی قسم مجھے تو اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اتنے اتنے پیسے ملتے ہیں، خریدار اس کی بات کو سچ مان لیتا ہے (حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (آل عمران: ۷۷)

”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) قیامت کے دن دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“ (المسافات، باب اثم من منع ابن السبيل من العاد: ۲۳۵۸)

صدقات میں خیانت کرنے والا قیامت میں ذلیل:

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسد قبیلے کے ایک شخص کو عامل بنا دیا اسے ابن تہیہ کہا جاتا تھا جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا فلاں فلاں چیز تہاری ہے اور فلاں فلاں چیز مجھے تھے میں ملی ہے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھ گیا ہوتا پھر میں دیکھتا کہ اسے تحائف ملتے ہیں یا نہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ.....»

”مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس (زکاۃ و صدقات کے مال) سے جو چیز لے گا اسے قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا۔ اگر اونٹ یا گائے یا بکری لی ہوگی تو وہ اپنی مخصوص آواز کو نکالتے ہوں گے۔“

پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ ہم نے آپ ﷺ کی بظلوں کو دیکھا، آپ ﷺ نے تین بار فرمایا:

«اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ»

”اے اللہ کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے؟“

(الاحکام، باب محاسبۃ الامام عثمان، ۷۱۹۷)

گناہ گاروں کی نحوست سے نیک لوگ تباہ:

حضرت لعنان بن بشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی حدود میں کوتاہی کرنے والوں کی مثال اس قوم کی طرح ہے جنہوں نے کشتی میں قرعہ اندازی کی کچھ لوگ اوپر والی منزل میں ہو گئے اور کچھ نچلی منزل میں بیچے والے لوگ پانی لینے کے لیے اوپر والے لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں اس سے نیچے والوں کو (آتے جاتے) تکلیف ہوتی ہے جس کی وجہ سے نیچے والے ایک شخص نے کھاڑا لیا اور کشتی کے نیچے سے سوراخ نکالنے لگا اوپر والے اس کے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ تمہیں میرے آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر میرا گزارہ بھی نہیں ہے (اس لیے میں نیچے سے پانی نکالتا ہوں)

نبی ﷺ نے فرمایا:

”فَإِنْ أَخْلَوْا عَلَى يَدَيْهِ اتَّجَوْهُ وَ نَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَ أَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ“

”کہ اگر اوپر والے اس کے ہاتھوں کو روک لیں گے تو اسے بھی نجات دیں گے اور خود بھی نجات سے ہمکنار ہوں گے اگر اسے روک نہ سکے تو اسے بھی ہلاکت میں ڈال دیں گے اور خود بھی ہلاک ہو جائیں گے۔“ (الشہادات، باب الفرعۃ فی المشكلات: ۲۶۸۶)

سات تباہ کن کبیرہ گناہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کا نکات سید ولد آدم ﷺ نے فرمایا:

”اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ“

سات تباہ کن گناہوں سے بچ کر رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ گناہ کون سے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

① اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

۴۱۰ جادو کرنا۔

۴۱۱ ناحق کسی کو قتل کر ڈالنا۔

۴۱۲ سوو کھانا۔

۴۱۳ یتیم کا مال (ظلم سے) کھانا۔

۴۱۴ کفار سے مقابلے کے دن بھاگ کھڑا ہونا۔

۴۱۵ مومن خواتین جو پاک دامن ہوں ان پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

(الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ﴾ رقم: ۲۷۶۶)

دوسروں کو تبلیغ اور خود عمل نہ کرنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں جموٹک دیا جائے گا اس کی آنتیں جہنم میں جا کر پیٹ سے باہر نکلیں گی پھر وہ اپنی آنتوں کے ارد گرد اس طرح گھومے گا جیسے بدھا بچے کے ارد گرد گھومتا ہے جہنمی لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں! کیا تو (دنیا میں) نیکی کا حکم اور برائیوں سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ تو وہ کہے گا ہاں ٹھیک ہے میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا، لیکن خود میں نیکی نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائیوں سے منع کرتا تھا، لیکن خود میں برائی کیا کرتا تھا۔

(الفتن، باب الفتنۃ الّتی یشعج..... ۷۰۹۸)

خودکشی کا انجام جہنم:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، گذشتہ دور کے ایک شخص کو زخم لگ گیا اس نے بے صبری سے کام لیا اور چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے نہ بند ہونے والا خون جاری ہو گیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی تو اللہ جلّ جلالہ نے فرمایا:

﴿بَاذِرْنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾

”کہ میرے بندے نے اپنی جان کو مار ڈالنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے اس لیے میں

نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔“ (احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل..... ۳۴۶۳)

اپنی نسبت کسی غیر قوم کی طرف کرنے والا جہنمی:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص اپنی نسبت اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف کرتا ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس طرح جو شخص اپنی نسبت کسی غیر قوم کی طرف کرتا ہے تو

﴿فَلْيَسْبُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾

”وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔“ (المغازی، باب غزوة طائف: ۱۳۲۶)

تکبر سے اپنا کپڑا الزکاتے والا زمین دوز ہو گیا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص اکڑا کر اپنی چادر کھینٹا ہوا چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔

﴿وَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾

”وہ قیامت تک زمین میں دھنسا چلا جائے گا۔“ (الباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء: ۵۷۹۰)

اللہ نے نبی ﷺ سے فضول سوال کرنے سے منع کر دیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کچھ لوگ بطور مذاق سوال کیا کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ آپ ﷺ بتائیں میرے باپ کا کیا نام ہے کسی شخص کی اونٹنی گم ہو جاتی تھی تو وہ کہتا تھا کہ میری اونٹنی کہاں گئی ہے؟

تو اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلَ الْقُرْآنُ تُبَدَّ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾ (المائدة: ۱۰۱)

”اے ایمان والو! تم ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تمہیں بری لگیں اگر تم ایسی باتیں قرآن کے نازل ہونے کے وقت پوچھو گے تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے

(جہیں سابقہ نطفی) معاف فرمادی ہے (آئندہ احتیاط رکھنا) اور اللہ پاک بخشے والا حوصلہ

والا ہے۔“ (التفسیر المائدۃ، باب قولہ ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَفْعَالِنَا﴾..... ۴۶۲۲)

غیر اللہ کے نام پر اوٹھنیاں چھوڑنے والا جہنم میں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ محمد عربی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا تو اس کے شعلے ایک دوسرے کو کھائے جا رہے تھے:

﴿وَرَأَيْتُ عَجْرًا يَجْرُ قُضْبَةً وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَبَبَ الْعَبْوَابَ﴾

”کہ میں نے جہنم میں عمرو کو دیکھا وہ اپنی آنتیں تھمیت رہا تھا عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے غیر اللہ کے نام پر اوٹھنیاں چھوڑی تھیں۔“

(التفسیر المائدۃ، باب ﴿وَمَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ﴾..... ۴۶۲۳)

السلام میں خاصی ہونا ممنوع ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جوان آدمی ہوں اور مجھے بدکاری کا خدشہ ہے اور میرے پاس شادی کرنے کی ہمت بھی نہیں ہے آپ ﷺ میری بات سن کر خاموش ہو گئے میں نے دوبارہ آپ ﷺ سے عرض کی تب بھی آپ ﷺ خاموش رہے میں نے تیسری بار کہا تب بھی آپ ﷺ خاموش رہے میں نے چوتھی بار ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَا فِي فَأَخْصَصْ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرَّ﴾

”اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (تقدیر کا) قلم تیرا مقدمہ لکھ کر اب خشک ہو چکا ہے (یعنی اب کوئی تبدیلی

نہیں ہوگی اب تم خاصی ہو جاؤ یا اس خیال کو ترک کر دو) اب وہی ہوگا جو لکھا جا چکا ہے)

(النکاح، باب ما یکرہ من التبتل..... ۵۰۷۶)

جاہلیت کے زمانہ کے نکاح:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چار قسم کے نکاح ہوا کرتے تھے:

① جو نکاح آج لوگوں میں مروج ہے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی زیر سرپرستی، بیٹی وغیرہ کے نکاح کا پیغام بھیجتا تھا پھر وہ اس کا حق مہر مقرر کرتا اور نکاح کر دیتا تھا۔

⑤ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا تھا کہ جب تو اپنے حیض سے پاک ہو جائے تو تو فلاں شخص کو پیغام بھیج کر بلا لینا اور اس سے ہمبستری کرانا اس دوران خاوند اپنی بیوی سے علیحدہ رہتا حتیٰ کہ اس شخص کا حمل واضح ہو جاتا جب اس کا حمل ظاہر ہو جاتا اگر وہ چاہتا تھا تو تب خاوند اپنی بیوی سے میل ملاپ کیا کرتا تھا۔ اس سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اولاد عمدہ ہو اس نکاح کو نکاح الاستبضاع کا نام دیتے تھے۔

⑥ دس سے کم افراد جمع ہو کر ایک عورت سے جماع کرتے جب وہ حاملہ ہو جاتی اور پھر وضع حمل ہوتا تو کچھ دن بعد عورت ان تمام افراد کو بلا بھیجتی ان میں سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا تھا (کیونکہ یہ ان کے معاشرے کی رسم تھی جو معیوب نہیں تھی) جب تمام افراد جمع ہو جاتے تھے تو وہ ان سے کہتی کہ تم جانتے ہو جو تم پہلے کر چکے ہو اب میرا بیٹا پیدا ہو چکا ہے وہ جس کا چاہتی اس کا نام لے کر کہتی تھی اے فلاں! یہ تیرا بیٹا ہے پھر وہ بچہ اس مرد کا سمجھا جاتا تھا وہ شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

⑦ ایک عورت پر بہت سے لوگ واقع ہوتے تھے وہ کسی کو منع نہیں کرتی تھی اور وہ طوائف، رنڈیاں، بدکار ہوتی تھیں وہ اپنے دروازوں پر علامت کے طور پر جھنڈیاں گاڑ دیتی تھیں۔ جو چاہتا ان کے پاس چلا جایا کرتا۔ جب کوئی رنڈی حاملہ ہو جاتی اور حمل وضع ہو جاتا تو ان تمام (بدکاری کرنے والوں) کو بلا لیا جاتا پھر ایک قیافہ شناس کو لایا جاتا قیافہ شناس جس کے ساتھ بچے کو مشابہ پاتا تو اس کا لڑکا سمجھا جاتا تھا اور مرد بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔

«فَلَمَّا بَعَثَ مُحَمَّدٌ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كَهْلَهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمِ»

”جب محمد ﷺ سچا دین لے کر دنیا میں بھیجے گئے تب آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام نکاح ختم کر دیے صرف لوگوں میں موجودہ مروج نکاح کو باقی رکھا۔“

(النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی: ۵۱۲۷)

بدکاری کی سزا رحم:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلم قبیلے کا (مازنامی) شخص نبی ﷺ کے پاس مسجد نبوی میں آگیا اس نے کہا کہ مجھ سے بدکاری سرزد ہو گئی ہے (میرا فیصلہ کیجیے) آپ ﷺ نے اپنا چہرہ اس سے پھیر لیا لیکن وہ دوسری طرف سے آگیا الغرض اس نے اپنے متعلق چار گواہیاں دیں آپ ﷺ نے اس سے

پوچھا: «هَلْ بَلَكَ جُنُونٌ» کیا تیرا دماغی توازن درست ہے کیا تو نے شادی بھی کی ہے؟ اس نے کہا ہاں تو آپ ﷺ نے اسے عید گاہ میں لے جا کر رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

«فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكَ بِالْمَحَرَّةِ»

”کہ جب اسے پتھروں سے تکلیف ہوئی تو بھاگ دوڑا بالآخر اسے حرہ میں جا کر پکڑ لیا گیا اور اسے مار ڈالا گیا۔“

آپ ﷺ نے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

(الحدود، باب الرجم، بالمصلى، ۶۸۲۰)

بچے کے متعلق بدگمانی کرنا درست نہیں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میرے ہاں ایک کالے رنگ کا بچہ ہوا ہے (مجھے شبہ ہے کہ وہ حرامی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے اونٹ بھی ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے کہا سرخ رنگ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں کوئی غیا لے رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب اونٹ سرخ رنگ ہیں تو غیا لے رنگ کا) کہاں سے آگیا؟ تو اس نے کہا شاید اسے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ»

”شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو؟“

(الطلاق، باب اذا غرض بنفى الولد، ۵۳۰۵)

گیارہ عورتوں نے اپنے خاوندوں کا حال سنایا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یمن کی) گیارہ عورتوں نے ایک جگہ جمع ہو کر باہم عہد بیان کیا کہ اپنے اپنے خاوند کا حال بیان کرو اور کچھ نہ چھپاؤ۔

①..... پہلی عورت بولی: میرا خاوند اونٹ کا گوشت ہے (جو) پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہونہ راستہ آسان ہے کہ چوٹی پر چڑھ جائے نہ وہ گوشت ہی ایسا فرہ ہے کہ اس کے لانے کی خاطر مصیبت اٹھائی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- ⑦..... دوسری نے کہا کہ میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک کروں؟ میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کر سکوں گی، اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے چھپے عیب سب بیان کر سکتی ہوں۔
- ⑧..... تیسری بولی کہ میرا خاوند لمبا تر نکا ہے۔ اگر کوئی بات کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو لگی چھوڑی جاؤں۔
- ⑨..... چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تھامہ کی رات کی طرح (معتدل ہے) نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا نہ زیادہ خوف نہ زیادہ غم۔
- ⑩..... پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتے کی مثال ہے اور جب باہر جائے تو شیر اور (اب شریف المرآج) کہ جو چیز چھوڑ گیا اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں۔
- ⑪..... چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر (ایسا پیٹو) ہے کہ اگر کھائے تو سب کھا جائے اور اگر پیے تو سب چٹ کر جائے اور جب سوئے تو اکیلا ہی پڑا رہے۔ میرے پیٹ کی طرف کبھی ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا۔ نہ کبھی دکھ سکھ دریافت کرتا ہے۔
- ⑫..... ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر نامرد یا شریر یا احمق ہے، ہر عیب اس کی ذات میں موجود ہے (اگر بات کرے تو) سر پھوڑ دے یا زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔
- ⑬..... آٹھویں نے کہا کہ میرے شوہر کا چھوٹا ایسا ہے جیسے خرگوش کا چھوٹا یعنی (نازک بدن ہے) اس کی خوشبو زعفران سی ہے۔
- ⑭..... نویں بولی: میرا شوہر اونچی عمارت والا (شریف) لمبے پر تلے والا اور بہت بخشنے والا ہے، اس کا گھر مجلس مشاورت کے قریب ہے (ذی رائے شخص ہے)۔
- ⑮..... دسویں نے کہا کہ میرے شوہر کا نام مالک ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں اس کے گھر پر بہت سارے اونٹ ہوتے ہیں اور چراگاہ میں (چرنے کو) کم چلتے ہیں اور جب باجے کی آواز سنتے ہیں تو وہ یقین کر لیتے ہیں کہ اب وہ (مہمانوں کی خاطر) ذبح ہونے والے ہیں۔
- ⑯..... گیارہویں نے کہا کہ میرا شوہر ابو ذریع تھا اور اس کا کیا کہنا کہ میرے کانوں کو زیور سے جو جھل کر دیا اور میرے بازوؤں کو چربی سے پر کر دیا اور مجھے اس قدر خوش رکھا کہ میں خود پر ناز کرنے لگی۔ خوب کھلا کر مونا کیا میں بھی اپنے آپ کو بڑی خوب موٹی سمجھنے لگی۔ میری طرف میرا خاندان اس نے ایسا پایا جو بالکل چند بکریوں والا تھا (میں غریب تھی) پھر اسے خوشحال خاندان میں لایا کہ جو

گھوڑوں کی آواز والے اور کباوہ کی آواز والے (یعنی ان کے یہاں گھوڑے اونٹ سب) تھے میں بولتی تو میری عیب چینی کوئی نہ کرتا اور سوتی تو صبح کر دیتی اور پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی۔ ابو زرع کی ماں یعنی میری ساس، تو وہ بھی بہت لائق عورت تھی کہ اس کے گھر بڑے بڑے اور اس کا گھر کشادہ، ابو زرع کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا اس کا بستر نکوار کی میان کی طرح کہ چار مہینے کی بکری کا ایک بازو اس کا پیٹ بھر دے۔ ابو زرع کی بیٹی، تو وہ بھی سبحان اللہ! اپنے والدین کی فرمانبردار (موٹی) (فرہ ایسی ہے کہ اپنی چادر کو بھر دے (صورت و سیرت ایسی کہ) اپنی پردوں کے لئے غیظ و غضب کا باعث۔ ابو زرع کی باندی تو وہ بھی قلیل تعریف، ہماری باتوں کو مشہور نہیں کرتی۔ گھر کا بھید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے۔ کھانا تک نہیں چراتی، گھر میں کوڑا کرکٹ نہیں چھوڑتی۔ ہمیشہ جھاڑ پھونک کر صاف ستھرا رکھتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ابو زرع باہر نکلا ایسے وقت جب کہ دودھ بھری مشکوں کا مکن نکالا جا رہا تھا باہر نکل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت جس کے ساتھ چیتے کے سے دو بچے ہیں جو اس کے زیر بغل دو اٹاروں (پستانوں) سے کھیل رہے ہیں۔ اسے دیکھ کر اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد پھر میں نے ایک شریف شخص سے نکاح کیا جو تیز گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور ہاتھ میں خطی نیزہ رکھتا ہے۔ اس نے بھی بہت سی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے سونپھیل میں سے ایک ایک جوڑا ہر مویشی کا دیا اور کہا کہ اسے ام زرع خود کھا اور اپنے عزیز واقارب کو بھی کھلا (یعنی احسان کرنے کی اجازت دی) ام زرع کہتی ہے کہ اگر میں یہ سب کچھ جو اس نے مجھے دیا اکٹھا بھی کروں تو ابو زرع کے ایک چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ تمام قصہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جُئْتُ لَكَ بِكَائِي ذُرْعٍ لَأَمْ ذُرْعٌ“ (ہکاح۔ باب حسن المعاشرة مع الاهل، رقم: ۵۱۸۹)
 ”میں بھی تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لئے تھا۔“

خود کشی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”مَنْ تَرَكَّى مِنْ حَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.....“
 ”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

”جو شخص اپنے کو پہاڑ سے گرا کر قتل کر ڈالتا ہے تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اپنے آپ کو گراتا (اور مارتا) رہے گا اسی طرح جو شخص زہر پی کر (خودکشی کر لیتا) ہے تو اس کے ہاتھ میں زہر تھا دیا جائے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ زہر پیتا رہے گا اور جو شخص اپنے کو لوہے سے مار ڈالتا ہے تو وہ لوہا جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔“

(الطب، باب شرب السم..... ۵۷۷۸)

خون اور کتے کی قیمت، رعدی کی کمالی، سود خور، نشتر لگانے لگوانے والی اور نوٹو گرافر:

حضرت ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

”نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَعْنِ الدِّمِّ وَثَعْنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَيْغِيِّ“

”کہ نبی ﷺ نے خون اور کتے کی قیمت سے اور بدکارہ کی مزدوری سے منع فرمایا تھا اور سود کھانے کھلانے والے پر اور گودوانے والی اور گودنے والی عورت پر اور نوٹو گرافر پر لعنت کی تھی۔“ (البیاس، باب من لعن المصور ۵۹۶۲۰)

کوئی کسی کو گناہوں اور کفر کی طرف منسوب نہ کرے:

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی کو مٹنا ہوں کی تہمت نہ لگائے:

”وَلَا يَزِمُهُ بِالْكَفْرِ إِلَّا اِنْ تَدَنَّكَ عَلَيْهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ“

”اور کوئی کسی پر کفر کی تہمت بھی نہ لگائے کیونکہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہوگا تو وہ تہمت اسی کی طرف پلٹ آئے گی۔“ (الادب، باب ما ينهى من المناب واللعن: ۶۰۴۵)

روزہ دار غلط کاموں اور باتوں سے پرہیز کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ ۱

”جو شخص فضول گفتگو اور غلط اعمال اور جہالت کے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے رکھے (لہذا روزے میں پورا احتیاط لازم ہے)

(الصوم، باب من لم يدع قول الزور..... ۱۹۰۳)

بدگمانی جاسوسی چڑھتی کی بیع حسد، بغض ممنوع ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا.....»

”تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی انتہائی جھوٹی بات ہے اور تم لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ لگو اور نہ جاسوسی کرو چڑھتی کی بیع نہ کرو اور حسد بغض بائیکاٹ نہ کرو۔“

﴿ وَ كُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ﴾

”بلکہ تم اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔“

(الادب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابير: ۶۴، ۶۵)



فضائل اذکار

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ لَمْ يَذْكُرْ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرْ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْعَمِيَّتِ»

”اللہ کا ذکر کرنے والا زندہ شخص کی طرح اور ذکر نہ کرنے والا مردہ شخص کی طرح ہوتا

ہے۔“ (الدعوات، باب فضل ذکر اللہ ۶۴۰۷)

سید الاستغفار کی فضیلت:

حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام استغفار کے

کلمات کا سرور یہ دعا ہے:

«اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ

وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ

وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ»

”اے اللہ تو ہی میرا رب ہے مجھے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا فرمایا اور

میں تیرا بندہ ہوں اور میں حتی الوسع تیرے عہد اور وعدے پر ہوں میں اپنے کچے

(عمل) کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں اقرار کرتا ہوں کہ تیرے مجھ پر

انعامات ہیں اور اپنے گناہوں کا بھی اقراری ہوں اس لیے تو مجھے بخش دے کیونکہ

گناہوں کو تو ہی بخشتا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا، کہ جب کوئی شخص شام کو یہ کلمات کہے گا (اور صبح سے پہلے) مر گیا تو جنت

میں جائے گا اس طرح جب صبح کو یہ کلمات پڑھے اور شام تک فوت ہو گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔

(الدعوات باب فضل سید الاستغفار: ۶۳۰۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دس غلام آزاد کرنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے ملک اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

جو شخص یہ دعا دن میں سو بار پڑھے گا تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا اجر اور سونکیاں ملتی ہیں اور سو برائیاں مٹ جاتی ہیں اور اس پورے دن میں شیطان سے محفوظ ہو جائے گا اور قیامت سے اس شخص سے افضل صرف وہی ہوگا جو اس سے بڑھ کر یہ وظیفہ پڑھے گا۔ (الدعوات، باب فضل التہلیل ۶۴۰۳)

جب تک گناہ ہوں گے سب معاف ہو جائیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ»

”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر تو آسان ہیں لیکن (قیامت والے) ترازو میں بوجھل اور رب تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں وہ کلمات یہ ہیں:

«سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ - سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ»

”اللہ کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتا ہوں اللہ عظمت والے کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔“ (الدعوات، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ﴾ ۷۵۶۳)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص دن میں سو بار کہے گا:

«سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ»

”میں اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بھی بیان کرتا ہوں۔“

«حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَ مِثْلُ زَبَدِ الْبَحْرِ»

”اس کے گناہ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح (بے شمار) ہوں تو وہ سب معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (الدعوات، باب فضل التَّسْبِيح: ۶۴۰۵)

جنت کا داخلہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں:

«مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

”جو شخص انھیں یاد کر لے گا (یعنی ان کے معانی و مفہوم پر عقیدہ رکھے گا) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (الشروط، باب ما يجوز من الاشتراط..... ۲۷۳۶)

بچہ شیطانی اثرات سے محفوظ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس جائے اور کہے:

«بِسْمِ اللَّهِ جَنَّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنَّبِ الشَّيْطَانُ مَا رَزَقْتَنَا»

”میں اللہ کے نام سے یہ عمل کرتا ہوں (اے اللہ) ہم سے شیطان کو دور کر دے اور جو تو نے ہمیں رزق عطا فرمایا ہے اس سے شیطان کو دور رکھنا۔“

۔ اگر اس ملاقات میں بچہ مقدر میں ہوگا تو: «لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا» تو شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا (یعنی اولاد بے عیب اور نقائص سے پاک پیدا ہوگی)

(الدعوات، باب ما يقول إذا أتى أهله: ۶۳۸۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش نصیب ہوگی:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کلمات پڑھے گا تو اسے میری سفارش ضرور حاصل ہوگی:

«اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اِيتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا اِلَى الَّذِي وَعَدْتُهُ»

”اے اللہ اس کامل نیکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد کو وسیلہ (جنت کا اعلیٰ مقام)

اور فضیلت عطا فرما دے اور اسے اس مقام محمود پر بیج دینا جس کا تو نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔“ (الاذان، باب الدعاء عند النداء: ۶۱۴)

”ربنا لك الحمد“ کی فضیلت:

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو فرمایا ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا:

”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ“

آپ ﷺ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: بولنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا میں تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”رَأَيْتُ بِضْعَةَ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَنَدَّرُونَ بِهَا إِلَيْهِمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ“
میں نے تم سے زیادہ فرشتوں کو اترتے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کوشش کر رہا تھا کہ وہی ان مبارک کلمات کو دوسرے سے پہلے لکھ لے۔“

(الاذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد کا ذیلی باب: ۷۹۹)

دروود کے بعد کی دعا:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے
”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ
الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْمَأْثِمِ وَالْمَغْرَمِ“

”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور دجال کے فساد سے تیری پناہ مانگتا ہوں
اور زندگی اور موت کی خرابی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔
ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ ﷺ قرض سے بہت پناہ مانگتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو
آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الرِّجْلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَّبَ وَإِذَا وَعْدَ أَخْلَفَ“

”جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو جب وہ بات کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔“

نوٹ: (قرض سے نجات کے لیے یہ دعا بہترین نسخہ ہے۔)

(الاذان، باب الدعاء قبل السلام: ۸۳۲)

درود کے بعد کی دوسری دعا جس سے گناہ مٹ جائیں:

امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیے جسے میں اپنی نماز میں پڑھوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ (دعا) پڑھا کرو

« اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ »

”اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں لہذا تو مجھے اپنی رحمت سے معاف کر دے اور مجھ پر مہربانی کر بے شک تو معاف کرنے والا مہربان ہے۔“

نوٹ: (گناہوں کی معافی کے لیے یہ دعا التیحات میں پڑھنا بہت مفید ثابت ہوگی۔)

(الاذان، باب الدعاء قبل السلام، ۸۳۴)

نماز کے بعد تسبیحات:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ غریب لوگ آئے اور انہوں نے کہا:

« ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنُوْرِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِاللَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ »

زیادہ دولت مند لوگ بڑے بڑے درجے اور دائمی عیش (یعنی جنت) حاصل کر رہے ہیں، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں (غرض جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ اس میں شریک ہیں لیکن) ان کے پاس مال و دولت ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں (وہ نیکیاں ہی نیکیاں لے گئے لیکن ہم پیچھے رہ گئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اَلَا اَحَدْتُكُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِ اَذْرَکُمْ مِنْ سَبَقِکُمْ وَلَمْ یَلْزِکُمْ اَحَدٌ بَعْدَکُمْ »

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا میں تم سے ایک ایسی بات نہ بیان کروں کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو جو لوگ تم سے (نیکیوں میں) آگے نکل گئے ہوں گے تم ان کو پالو گے لیکن تمہیں تمہارے سے کم درجہ والا نہیں پاسکے گا اور تم ان تمام لوگوں میں سے بہتر ہو جاؤ گے سوائے اس کے جو تم جیسا عمل کرے گا۔ تم ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہم سے بعض نے کہا کہ ہم ۳۳ مرتبہ تسبیح پڑھیں گے اور ۳۳ مرتبہ تحمید اور ۳۳ مرتبہ تکبیر پڑھیں گے تو میں نے پھر آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر یہ سب ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ (الافان، باب الذکر بعد الصلاة، ۸۴۳)

لاحول ولا قوۃ عظیم ورد ہے:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی تو راستے میں لوگ بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے پکار پکار کر اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کہنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا

«ارْبَعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْتُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمًّا وَلَا غَائِبًا»

اپنے نفسوں پر نرمی کرو اور آہستہ ذکر کرو کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے کو اور جو بہت نزدیک ہے تم تو اسے پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے (اور اس وقت) میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے سنا پھر فرمایا:

«أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ كَلِمَةٍ مِّنْ كُنْزٍ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ»

اے عبداللہ بن قیس (یہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری کا اصل نام ہے) میں نے کہا بلکہ یا رسول اللہ! (کہ اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟“

میں نے عرض کی کہ ضرور یا رسول اللہ ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تو آپ ﷺ نے (فرمایا وہ کلمہ) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ہے۔

(الدعوات، باب قول لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۶۴۰۹)



اسلام کی آسانیاں اور خوبیاں

اسلام سچا دین ہے وہ انسانوں کی ضروریات اور مجبوریاں جانتا ہے وہ آسانیاں دیتا ہے اور پلیدی سے نفرت اور پاکیزگی کی دعوت دیتا ہے اور مفید چیزوں کی ترغیب اور نقصان دہ کاموں سے منع کرتا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

پہلے روزہ دار پر پابندیاں تھیں بعد میں اٹھالیں:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر باقی رات میں کچھ نہ کھاتا اور نہ (اگلے) دن میں حتیٰ کہ پھر شام ہو جاتی اور سیدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا کوئی چیز کھانے کو ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں ہاں میں جاتی ہوں کوئی چیز لے کر آتی ہوں۔ صورت حال یہ تھی کہ حضرت قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ تمام دن محنت کرتے رہے تھے اس لیے۔ ان پر نیند غالب آگئی (اور وہ سو گئے پھر) جب ان کی بیوی (کھانا لے کر) آئیں اور ان کو (سوتا ہوا) دیکھا تو کہنے لگیں کہ تمہاری خرابی آگئی۔ دوسرے دن جب دوپہر کا وقت ہوا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ نبی ﷺ سے ذکر کیا گیا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَاءِكُمْ.....﴾

تمہارے لیے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔ صحابہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اسی آیت کے یہ الفاظ بھی نازل ہوئے تھے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْلِ﴾

”کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تم کو سفید دھوا کہ (یعنی فجر کی سفیدی) رات کی سیاہ دھاری سے نمایاں

نظر آئے۔ اس کے بعد رات تک سو اور کھاؤ“ پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(الصوم۔ باب قول اللہ ﴿أَجِلْ لَكُمْ لَيْلَةً﴾ (رقم: ۱۹۱۵)

بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا:

ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا ایک چھوٹا بچہ لے کر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی گود میں بٹھالیا۔ تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، تو آپ ﷺ نے پانی منگوا لیا اور اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔
(الوضوء۔ باب ہول العیان رقم: ۲۲۳)

نبی ﷺ کی مسجد میں پیشاب کرنے والے سے خوش اخلاقی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آکر پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لینا چاہا (یعنی مارنا چاہا) لیکن ان سے نبی ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو:

«فَإِنَّمَا بُعِثْتُ مَسِيرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ»

”اس لیے کہ تم لوگ آسانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو اور سختی کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔“

(الوضوء۔ باب صب الماء على البول رقم: ۲۲۰)

آپ ﷺ نے حج تمتع کا حکم دیا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا جب کہ آپ ﷺ اپنے ساتھ قربانی لے گئے تھے اور سب صحابہ نے حج افراد کا احرام باندھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم لوگ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام سے باہر کھول لو اور بال کتراؤ ڈالو پھر ظہر پڑھو حتیٰ کہ جب آٹھویں تاریخ ہو تو تم لوگ صبح کو احرام باندھ لینا اور جس احرام کے ساتھ تم آئے ہو اس کو تمتع بنا لینا۔ تو صحابہ نے عرض کی کہ ہم اس کو تمتع بنا لیں حالانکہ ہم حج کی نیت کر چکے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِفْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ فَلَوْ لَا آتَى مُقْتِ الْهَدْيِ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي

أَمَرْتُكُمْ.....»

”جو کچھ میں تم کو حکم دے رہا ہوں وہی کرو اگر میں بھی قربانی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جس طرح تم کو حکم دیتا ہوں۔“

لیکن اب میں احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ قربانی نہ کر لوں چنانچہ صحابہ نے آپ ﷺ کی بات

مان لی۔ (الحج۔ باب التمتع والقرآن..... رقم: ۱۵۶۸)

سفر میں مغرب وعشاء جمع کرنا:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ سے چلے یہاں تک کہ جب گھائی میں پہنچے تو (سواری سے) اتر کر پیشاب کیا پھر وضوء کیا، مگر وضوء مہلے والا نہ کیا، تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ نماز کا وقت قریب آگیا ہے تو آپ ﷺ اترے اور اچھا وضوء کیا پھر نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنے مقام پر بٹھا دیا پھر عشاء کی نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ نے (نماز) پڑھی اور دونوں کے درمیان میں کوئی (نفل) نماز نہ پڑھی۔ (الوضوء، باب اسباغ الوضوء: ۱۳۹)

استنجاء کرتے وقت ہڈی گویر استعمال نہ کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ قضاء حاجت کے لیے نکلے تھے اور آپ ﷺ (کی عادت تھی کہ) ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے، تو میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پتھر تلاش کر دو میں اس سے پاکی حاصل کر لوں۔ یا اسی کی مثل (کوئی اور لفظ) فرمایا اور ہڈی میرے پاس نہ لانا اور نہ گویر۔ چنانچہ میں اپنے کپڑے کے دامن میں پتھر (رکھ کر) آپ ﷺ کے پاس لے گیا اور ان کو میں نے آپ ﷺ کے پہلو میں رکھ دیا اور میں آپ ﷺ کے پاس سے ہٹ آیا جب آپ ﷺ قضاے حاجت کر چکے تو پتھر استعمال کیے۔

(الوضوء، باب الاستنجاء بالحجارة: ۱۵۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پاخانہ کے لیے تشریف لے گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں تین پتھر آپ ﷺ کے پاس لے آؤں۔ دو پتھر تو میں نے پائے اور تیسرے کو تلاش کیا مگر نہ پایا، تو میں (خٹک) گویر آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے دونوں پتھر لیے اور گویر چھینک دیا اور فرمایا

کہ "هَذَا رُكُوسٌ" یہ پلید ہے۔ (الوضوء، باب لا یستنجی بزوجت: ۱۵۶)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو تیمم کی تعلیم دی:

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو یاد نہیں کہ ہم اور آپ سفر میں تھے اور جہنمی ہو گئے تو آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں (مٹی میں) الٹ پلٹ گیا اور نماز پڑھ لی، پھر میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: تجھے اتنا ہی کافی تھا۔ (پھر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونک دیا پھر ان سے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لیا۔ (التیمم، باب التیمم هل ینفخ فیہما: ۳۳۸)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے کسی سفر میں لگا تو ایک رات کو اپنی کسی ضرورت سے میں آپ کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور میرے (جسم) پر ایک کپڑا تھا، میں نے اس کو لپیٹ لیا اور آپ ﷺ کے پہلو میں (کھڑے ہو کر) نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا اے جابر! رات کو کیسے آتا ہوا؟ میں نے آپ ﷺ کو اپنی ضرورت بتائی پھر جب میں فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ کپڑا لپیٹنے کا انداز جو میں نے دیکھا کیسا انداز تھا؟ میں نے کہا ایک کپڑا تھا۔ اس لیے میں نے اس طرح لپیٹ لیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ“

”اگر کپڑا بڑا ہو تو اسے لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کی تہ بند باندھ لیا کرو۔“

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، وہ بچوں کی طرح اپنی چادروں کو اپنے شانوں پر باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا جاتا تھا کہ جب تک مرد سیدھے نہ بیٹھ جائیں اپنے سروں کو نہ اٹھانا۔ (کیونکہ مردوں کے پاس ایک کپڑا ہونے کی وجہ سے بے پردگی کا ڈر ہوتا تھا) (الصلاة، باب اذا كان الثوب ضيقًا: ۳۶۱)

ایک شخص دوسرے کو وضو کر اسکتا ہے اور موزوں پر مسح جائز ہے:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا تو آپ ﷺ

صحیح بخاری کے صحیح اور منتخب واقعات کا مجموعہ

نے فرمایا: اے مغیرہ! پانی کا برتن اٹھا لو تو میں نے اٹھا لیا۔ تو آپ ﷺ چلے۔ حتیٰ کہ مجھ سے اوچھل ہو گئے اور آپ ﷺ نے قضاء حاجت کی اور (اس وقت) آپ ﷺ (کے جسم اطہر) پر جبہ شامیہ تھا۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس کی آستین سے نکالنے لگے لیکن وہ تنگ ہونے کے باعث نہ نکل سکا اس لیے آپ ﷺ اپنے ہاتھ کو اس کے نیچے سے نکالا، پھر میں نے آپ کے اعضائے وضوء پر پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے نماز والا وضو فرمایا اور آپ نے موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

(الصلاة، باب الصلاة في الحجة الشامية، ۳۶۳)

اسلام پاکیزگی کا دین ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں (جو حجۃ الوداع سے پہلے کیا گیا تھا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں سب کے امیر تھے) قربانی کے دن منادی کرنے والوں کے ساتھ بھیجا تھا کہ ہم منیٰ میں یہ اعلان کریں:

«أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ»

”آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی تنگے ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے) پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ سورت برأت کا اعلان کریں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن ہمارے ساتھ منیٰ کے لوگوں میں اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ (ہو کر) طواف کرے۔ (التفسير، التوبة، باب وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ..... ۴۶۵۶)

تکلیف دہ نذر نہ پوری کی جائے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چلا کر لے جایا جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ اس نے پیدل جانے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَعْنِي»

”اللہ تعالیٰ اس کی جان کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے۔ پھر اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار

ہو کر چلے۔“ (جزء الصید، باب من نذر المشی الى الکعبة: ۱۸۶۵)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری بہن نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور مجھ سے کہا کہ میں اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کروں۔ میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔ (جزء الصید، باب من نذر المشی الى الکعبة: ۱۸۶۶)

حق مہر میں قرآن کی سورتیں:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے (نکاح کے لیے) نبی ﷺ کو اپنا آپ پیش کیا (لیکن نبی ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا تو) ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس کا مجھ سے نکاح کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تیرے پاس (حق مہر میں دینے کے لیے) کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا کر ڈھونڈو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے، وہ جا کر لے آؤ وہ واپس آیا اور کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی لیکن یہ تہبند ہے آدھا اس کو وے دوں گا، سیدنا سہل فرماتے ہیں کہ اس کے پاس اوپر لینے کے لئے چادر بھی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تیری تہبند کو کیا کریں اگر تو پہنے گا تو عورت پر اس میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی اور اگر عورت پہنے گی تو تجھ پر کوئی چیز نہیں ہوگی۔ وہ بیچارہ (ماپوس ہو کر) بیٹھ گیا۔ بڑی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا (جانے لگا) تو نبی ﷺ نے اسے (جاتے) دیکھ کر خود بلایا اور فرمایا تجھے قرآن کی کون کون سی سورتیں یاد ہیں؟ اس نے کئی سورتیں گن کر کہا کہ فلاں فلاں سورت یاد ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿أَمْلَكُنَا كَهَذَا بِنَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ قرآن مجید (جو تمہیں یاد ہے اس) کے عوض ہم نے آپ کو اس عورت کا مالک بنا دیا۔ (یعنی ان سورتوں کی تعلیم تم اس عورت کو دے گے اور یہی تمہارا حق مہر ہے)۔ (النکاح، باب عرض المرأة نفسها۔۔۔ ۵۱۰۰ھ)



فضائل مومن

جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیتا ہے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اس کا خون مال عزت سب کچھ محفوظ ہو جاتا ہے اگر اس نے کلمہ سچے دل سے نہیں پڑھا تب بھی وہ مسلمان سمجھا جائے گا اس کی نیت کا معاملہ اللہ پر ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آج وہ مخلص نہیں کل اللہ تعالیٰ اسے اخلاص کی دولت عطا فرمادے۔ اور جو صحیح معنی میں مومن بن جاتا ہے اس کا مقام اللہ کے ہاں دنیا کائنات کی ہر چیز سے بلند و بالا ہوتا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن پاک ہوتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (مدینہ کی کسی گلی میں مجھے) رسول اللہ ﷺ مل گئے اور میں جنبی تھا، آپ ﷺ بیٹھ گئے تو میں آپ ﷺ سے کئی کترا کر نکل گیا اور جا کر غسل کیا، پھر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تم کہاں (چلے گئے) تھے۔ میں نے کہا کہ میں جنبی تھا اور ناپاکی کی حالت میں میں نے آپ کے پاس بیٹھنا بڑا جانا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«سُبْحَانَ اللَّهِ إِنِّي الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ»

”سبحان اللہ! مومن (کسی حال میں) نجس نہیں ہوتا۔“

(الغسل، باب الجنب یخرج و یغتسل فی السوق وغیرہ: ۲۸۵)

کلمہ گو کو منافق کہنے سے منع فرما دیا:

سیدنا محمود بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ان انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور میں اپنی قوم کا امام ہوں۔ جس

وقت بارش ہوتی ہے تو وہ وادی بویجر سے ملتا ہے اور ان کے درختوں میں سے پھرتے ہیں۔“

ان کی مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے نہیں جاسکتا۔ تو یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اسی مقام کو جائے نماز بنالوں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انشاء اللہ (ایسا ہی) کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما (دوسرے دن) سورج چڑھے تشریف لائے۔ اور (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی تو میں نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور (ابھی) بیٹھے بھی نہیں تھے کہ فرمایا: تم اپنے گھر میں کس مقام پر چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ تو میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ (وہاں نماز پڑھانے کے لیے) کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہا۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی، اس کے بعد سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ جانے لگے لیکن ہم نے آپ ﷺ کو خزیرہ (گوشت اور آٹا ملا کر بنایا ہوا کھانا) کھانے کے لیے روک لیا جو آپ ﷺ کے لیے ہم نے تیار کیا تھا۔ پھر محلے والوں میں سے کئی لوگ گھر میں جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دیشن یا یہ کہا کہ ابن دشن کہاں ہے؟ تو ان میں سے کسی نے کہا کہ وہ تو منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَا تَقُلْ ذَاكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ“
 ”ایسا نہ کہو کیا تم نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اللہ کی محبت و رضاء حاصل کرنے کے لیے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہے؟“

اس شخص نے عرض کیا:

”اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ“

”بہتر تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔“

بظاہر تو ہم نے اس کی توجہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے ساتھ دیکھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلٰی النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ يَتَنَعٰی بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ“
 ”اللہ بزرگ و برتر نے اس شخص پر آگ حرام کر دی ہے جو اللہ ﷻ کا رخ کرے اور اللہ کے ذریعے اللہ

تعالیٰ کی رضا مندی کا طالب ہے۔“ (الصلاة، باب المساجد، فی فیوت: ۴۲۵)

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ گو کو قتل کر ڈالا نبی ﷺ بہت ناراض ہوئے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا، صبح کے وقت ہم نے اس قوم پر حملہ کیا اور ان کو شکست فاش دی، میں اور ایک انصاری کفار کے ایک شخص سے بچہ آزما تھے جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ۔ انصاری رک گیا لیکن میں نے اسے نیچے کا وار کر کے مار ڈالا۔ جب ہم مدینہ آئے اور نبی ﷺ کو معلوم تو آپ ﷺ نے کہا:

«يَا أَسَامَةُ اقْتُلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»

”اے اسامہ! کیا تو نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالا؟ میں نے عرض کی کہ وہ تو بچے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھ رہا تھا (سچے دل سے نہیں پڑھ رہا تھا) تو آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے (کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے مار ڈالا؟) حتیٰ کہ میں نے یہ خواہش کی:

«إِنِّي لَم أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ»

”کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا (بلکہ اس کے بعد لاتا تا کہ میرا یہ گناہ

معاف ہو جاتا) (الذہبیات، باب وَمَنْ أَخْبَأَ..... ۶۸۷۲)

کلمہ گو کو قتل نہ کیا جائے:

سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ جو کہ بنی زہرہ کے حلیف اور غزوہ بدر میں شریک تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں (جنگ میں) ایک کافر سے ملوں اور ہم دونوں ایک دوسرے سے لڑائی کرنے لگ جائیں۔ اور کافر میرے ہاتھ پر تلوار مار کر کاٹ ڈالے، (جب میں اس پر غلبہ پالوں تو) وہ ایک درخت کی پناہ لے کر کہے کہ میں اللہ کا تابع فرمان (مسلمان) ہو گیا تو کیا میں اس کے یوں کہنے کے بعد اسے قتل نہ کر ڈالوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں اسے قتل نہ کرو۔ میں نے کہا:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِخْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ.....»

”یا رسول اللہ! اس نے تو میرا ایک ہاتھ (بھی) کاٹ ڈالا اور کاٹنے کے بعد کہنے لگا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں مسلمان ہو گیا۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقْتُلُوهُ فَإِنَّ قَتْلَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ»

”اس کو قتل نہ کرو ورنہ اسے وہ درجہ حاصل ہو جائے گا جو تجھے اس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تیرا وہ حال ہو جائے گا جو اسلام کا کلمہ پڑھنے سے پہلے اس (کافر) کا تھا۔“

مسلمانوں کی عزت بہت بلند ہے؟

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص اس کی تکیل پکڑے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر) فرمایا: یہ کونسا دن ہے؟ تو ہم چپ رہے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ اس کے (اصلی) نام کے سوا کوئی اور (نام اس کا) رکھیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے خیال کیا کہ شاید کہ آپ ﷺ اس کا نام بدلنا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی ہاں (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا، سنو!:

«فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا»

تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں آپس میں ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن میں، تمہارے اس مہینے میں، تمہارے اس شہر میں حرام (کبھے جاتے) ہیں، پھر فرمایا:

«لِيُتْلَغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبُ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُلْغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ»

”(جو لوگ یہاں) حاضر (ہیں وہ) ان کو یہ خبر پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں اس لیے کہ شاید مجھ سے سننے والا شخص ایسے شخص کو یہ حدیث پہنچائے جو اس سے کہیں زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔“ (العلم۔ باب قول النبی ﷺ رب مبلغ..... رقم: ۶۷)

سلام کہنے والا مسلمان ہوتا ہے اسے قتل نہ کیا جائے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (عامر بن اضبط نامی) ایک شخص اپنی بکریوں میں کھڑا تھا اور وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے تو انہیں دیکھ کر اس نے کہا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» لیکن انہوں نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی بکریاں اپنے قبضے میں لے لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.....﴾

”اور جو شخص تمہیں سلام کہے تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں (کافر) ہے (تم ایسا کر کے) دنیا کا سامان چاہتے ہو۔“

(التفسیر سورة النساء، باب ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾..... (۴۵۹۱))



فضائل امت محمدیہ ﷺ

امت محمدیہ ﷺ کو وسوسے معاف ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسَّوَسَتْ بِهِ صُلُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلِّمْ»

”اللہ پاک نے میری امت کے وساوس معاف فرمادیے (کہ برائی کا خیال آنے پر گناہ نہیں ملتا) جب تک وہ برائی کرنے کے لیے یا بری بات زبان سے کہہ نہ دے۔“

(العنق، باب الخطاء والنسيان..... ۲۵۲۸)

امت محمدیہ ﷺ کثرت سے جنت میں داخل ہوگی:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے ابن آدم! وہ کہیں گے:

«لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ»

”میں حاضر ہوں اور مستعد ہوں، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔“

پھر اللہ فرمائے گا: «أَخْرِجْ بَنَاتِ النَّارِ» کہ دوزخ کا لشکر نکال (یعنی دوزخی لوگوں کو نکال باہر کر) وہ پوچھیں گے کہ کتنے لوگوں کو نکالوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت (مارے خوف کے) بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کیفیت کا ذکر اس طرح فرمایا:

﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ

بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ (الحج: ۲)

ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ جیسے وہ مست بے ہوش ہیں حالانکہ ان کو نشہ نہ

ہوگا۔ بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا (جس کی وجہ سے یہ کیفیت ہوگی) صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہزار میں سے ایک (جنتی) ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَبَشِّرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ تَأْخُوجٍ وَمِنْ تَأْخُوجٍ أَلْفًا»

”خوش ہو جاؤ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یا جوج ماجوج میں سے ہزار آدمی ہوں گے۔“

پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم تمام جنتی لوگوں کی ایک چوتھائی ہو گے۔ ہم نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنتی لوگوں کے تہائی حصہ ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنتی لوگوں کے نصف کے برابر ہو گے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم (تمام دنیا کے) لوگوں میں ایسے ہو جیسے سفید تل کی کھال میں ایک کالا بال یا کالے تل کی کھال میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔ (یعنی ان کے مقابلے میں تمہاری تعداد معمولی ہے)

اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت میں سے کئی لوگ ہائیں (دوزخ کی) طرف کھینچ لیے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں، یہ تو میرے ساتھی ہیں، تو کہا جائے گا: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَغْقَابِهِمْ مُنْذُ فَازَتْهُمْ کہ یہ لوگ جب آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اسلام سے پھر گئے تھے تو اس وقت میں وہی کہوں گا جو نیک بندے (جیسی علیہ السلام) نے کہا تھا

﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ الْحَكِيمُ﴾

”اور میں جب تک ان میں رہا ان پر گواہ رہا (ان کا حال دیکھتا رہا)..... تو زبردست ہے،

حکمت والا ہے۔“ (المائدہ: ۱۱۷، ۱۱۸)

(التفسیر سورۃ الحج، باب قولہ ﴿وَنَرَى الْإِنْسَانَ شُكَّارًا﴾: ۴۷۴۱)

امت محمدیہ ﷺ کا عمل کم اور مزدوری زیادہ ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: تمہاری بقاء (کی مدت) ان امتوں کی نسبت جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں، ایسی ہی ہے جیسے نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک تورات والوں کو تو ریت دی گئی اور انہوں نے کام کیا، حتیٰ کہ دن آدھا ہو گیا، وہ تھک گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور انہیں ایک ایک قیراط دے دیا گیا۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی اور انہوں نے عصر کی نماز تک کام کیا، پھر وہ تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دے دیا گیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں کو قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط دیے گئے تو دونوں اہل کتاب نے کہا کہ اے ہمارے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا حالانکہ ہم نے کام زیادہ کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہاری مزدوری میں کوئی کمی کی؟ وہ بولے نہیں تو اللہ نے فرمایا:

«فَهُوَ فَضْلِي أَوْتِيَهُ مَنْ أَشَاءُ»

”یہ تو میری رحمت ہے جسے میں چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ (تمہیں اعتراض کا حق نہیں ہے)

(مواقیت الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر..... ۵۵۷)



فضائلِ حرمین

حرمین سے مراد مکہ اور مدینہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی فضیلت سے نوازا ہے مکہ حضرت ابراہیم کا آباد کردہ شہر ہے اور مدینہ محمد عربی ﷺ کا شہر ہے اور نبی ﷺ کی ولادت مکہ میں اور وفات مدینہ میں ہوئی اور یہ دونوں قرآن کے نازل ہونے کے مرکز ہیں یہاں دین اسلام کی بہت قربانیاں پیش ہوئیں۔ مکہ اور مدینہ کے چند فضائل درج ذیل ہیں۔

مدینہ سے غلط لوگ نکل جایا کرتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے اسلام کی بیعت کی پھر اسے بخار چڑھ گیا تو اس نے نبی ﷺ سے کہا میری بیعت واپس کرو، آپ ﷺ نے انکار کیا لیکن وہ دوبارہ آگیا پھر تیسری بار آیا لیکن آپ ہر بار انکار فرماتے تھے پھر وہ مدینہ سے باہر نکل گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تُنْفِيْ خَبَرَهَا وَتَنْصَعُ طَبِيبَهَا»

”مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو (لوہے کے) زنگ کو نکال باہر کرتی ہے اور (لوہے کو) خالص

کر دیتی ہے۔“ (فضائل المدینة، باب المدینة تنفی الخبث: ۱۸۸۳)

مکہ میں جنگ کرنا حرام ہے:

سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا تھا، جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا تھا اور اس کو میرے دل نے یاد رکھا اور جب آپ ﷺ نے وہ خطبہ ارشاد فرمایا تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا:

«إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ.....»

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ۔

”مکہ (میں جنگ و جدل وغیرہ) کو اللہ پاک نے نہ کہ لوگوں نے حرام کیا ہے اس لیے جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ تو اس کو جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ (یہ جائز ہے کہ) وہاں کوئی درخت کاٹے پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں لڑنے کو بطور جواز بیان کرے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دے دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی بھر وہاں جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ پھر آج اس کی حرمت (وہی ہی ہو گئی ہے جیسے کل تھی پھر فرمایا:

«وَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ»

”حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو (یہ باتیں) پہنچا دے۔“

(المغازی، باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح کا ذیلی باب: ۴۲۹۵)

مکہ مکرمہ کی حرمت کا اعلان رحمت دو عالم ﷺ کرتے ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قبل (ہاتھیوں کے لشکر) کو یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ قتل کو روک لیا اور رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو ان (کفار مکہ) پر غالب کر دیا۔ سنو! مکہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا۔ سنو! وہ میرے لیے بھی ایک گھڑی بھر حلال ہوا تھا، (اب) وہ پہلے کی طرح حرام ہے اس کا کاٹنا نہ توڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس میں گری ہوئی چیز سوائے اعلان کرنے والے کے کوئی نہ اٹھائے (یعنی جو اس کے اصل مالک کو ڈھونڈے اور اس کے حوالے کرے) اور جس کسی کا کوئی (عزیز) قتل کیا جائے تو اسے (ان) دو صورتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا اس کو دیت دلائی جائے یا قصاص لے کر دیا جائے اتنے میں ایک شخص اہل یمن میں سے آگیا اور اس نے کہا (یا رسول اللہ ﷺ!) اذخر (گھاس) کے سوا (اور چیزوں کے کاٹنے کی ممانعت فرمائیے اور اذخر کی ممانعت نہ فرمائیے) اس لیے کہ اس کو ہم اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کیا کرتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا (ہاں) اذخر کے سوا (دوسری اشیاء کاٹنے کی ممانعت ہے) (الذہات، باب من قتل لہ قتیل ۶۸۸۰)

مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَا بُتَيِ الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي»

”مدینہ کے دونوں پتھر پلے کناروں کے درمیان جو زمین ہے وہ میری زبان کے ذریعے
حرم ٹھہرائی گئی ہے۔“

پھر نبی ﷺ قبیلہ بنی حارثہ کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ حرم
سے باہر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا اور فرمایا نہیں! تم حرم کے اندر ہی ہو۔

(فضائل المدینہ، باب حرم المدینہ، ۱۸۶۹)



فضائل قرآن

قرآن ایک عظیم کتاب:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف تشریف لے گئے اور (اس وقت) شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کی درمیان رکاوٹ پڑ چکی تھی اور ان پر شعلے پھینکے جاتے تھے۔ شیاطین اپنی قوم کے پاس لوٹ آئے۔ قوم نے کہا تمہیں کیا ہوا ہے؟ (اب کی مرتبہ کوئی خبر نہیں لائے) تو شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے اور اب ہم پر شعلے برسائے جاتے ہیں۔ قوم نے کہا کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کسی عظیم واقعہ نے رکاوٹ ڈال دی ہے۔ لہذا روئے زمین پر مشرق و مغرب میں سفر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے؟۔ چنانچہ وہ لوگ اس حلاش میں نکلے تو جو شیاطین (ان میں سے) تمہارے کی طرف آئے تھے ان کا گزر نبی ﷺ کے پاس سے ہوا اور آپ ﷺ (اس وقت مقام) نخلہ میں تھے اور آپ ﷺ عکاظ کے بازار جا رہے تھے آپ ﷺ (اس وقت) اپنے اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن کو سنا تو اس کو سننے لگے کہنے لگے:

«هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمْعَاءِ»

”یہی قرآن ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے۔“

جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے۔

اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور (اب) ہم ہرگز اپنے رب کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ پر (سورۃ جن کی) یہ آیات نازل فرمائیں:

عَجَبًا ﴿۱﴾ (سورۃ جن: ۱)

”(اے نبی!) کہہ دیجیے میری طرف وحی کی گئی ہے کھوں کے ایک گروہ نے (قرآن) سنا تو انہوں نے کہا بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔“

اس سورت میں آپ ﷺ سے جنوں کی گفتگو بیان کی گئی ہے۔ (التفسیر سورۃ الجن، باب ۴۹۲۱)

سورہ بقرہ فرشتے سننے کے لئے اترے:

سیدنا اسید بن حنظلہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے قریب بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا جب وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا ٹھہر گیا، انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر بدکنے لگا وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا وہ پھر پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، پھر وہ رک گئے (اور تلاوت چھوڑ دی) کیونکہ ان کا بیٹا بچی گھوڑے کے قریب (لیٹا ہوا) تھا انہیں اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اسے کہیں کچل نہ ڈالے۔ جب اسے وہاں سے ہٹا لیا اور آسمان کی طرف نگاہ کی تو آسمان کے نیچے کوئی چیز تھی (جس کی وجہ سے انہیں) آسمان دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے صبح کو نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حنظلہ! تو پڑھتا رہتا، اے ابن حنظلہ! تو پڑھتا رہتا۔ وہ بولے کہ یا رسول اللہ! بچی گھوڑے کے قریب لیٹا ہوا تھا، مجھے خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا بچی کو کچل نہ دے اسی لیے میں نے قراءت چھوڑی اور بچی کی طرف چلا گیا پھر میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو ایک عجیب سی چھتری نما بادل جس میں بہت سے چراغ روشن تھے۔ مجھے دکھائی دی، پھر میں باہر نکل آیا پھر وہ میری نظر سے غائب ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَتَذَرِي مَا ذَاكَ﴾ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا؟ میں نے کہ ”جی نہیں“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے تیری آوازیں کر تیرے پاس آ گئے تھے،

﴿وَلَوْ قَرَأْتَ لَا صَبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تُتَوَارَى مِنْهُمْ﴾

”اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت دوسرے لوگ بھی انہیں (کھلم کھلا) دیکھ لیتے اور وہ

ان کی نظر سے غائب نہ ہوتے۔“ (فضائل القرآن، باب نزول المسكينة، والملائكة—۵۰۱۸)

قرآن پڑھنے کے آداب

قرآن کو آرام سے پڑھا جائے:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن مسعودؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج رات کو مفصل (کی تمام سورتیں) ایک رکعت میں پڑھی ہیں تو ابن مسعودؓ نے فرمایا

« هَذَا كَهَذَا الشَّعِيرِ »

”تو نے اس قدر جلد پڑھا جیسے شعر جلد پڑھا جاتا ہے؟“

میں ان سورتوں کو چانتا ہوں جنہیں نبی ﷺ ایک ساتھ پڑھ لیا کرتے تھے پھر انہوں نے میں مفصل کی سورتیں ذکر کیں (کہ ان میں سے) دو سورتیں ہر رکعت میں (رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے)

(الاقان، باب الجمع بین السورتین۔۔۔ ۷۷۵)



قرآن پڑھنے کا دنیاوی فائدہ

صحابہ رضی اللہ عنہم نے فاتحہ سے دم کیا تو مریض صحت یاب ہو گیا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ کسی سفر میں گئے انھوں نے عرب کے کسی قبیلہ میں جا کر پڑاؤ کیا اور ان سے مہمان نوازی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا پھر اتفاق سے اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر کسی نے کہا کہ تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جاؤ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ابے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! اللہ کی قسم! جھاڑ پھونک تو کرتا ہوں۔ مگر اللہ کی قسم ہم نے تم سے مہمانی طلب کی لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی نہ کی اس لیے میں دم نہیں کھوؤں گا۔ ہاں اگر تم ہمارے لیے کچھ اجرت مقرر کرو (تو پھر دم کروں گا جب) ان لوگوں نے کچھ بکریوں پر صحابہ رضا مند کر لیا تو میں گیا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو فوراً ہی وہ شخص تندرست ہو گیا۔ گویا اس کے بندھن کھول دیئے گئے ہیں۔ اور وہ اٹھ کر چلنے لگا ایسا معلوم ہوا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ (حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی وہ اجرت جس پر ان کو راضی کیا تھا دے دی تو بعض لوگوں نے کہا کہ (اس کو) تقسیم کر لو مگر جنہوں نے دم کیا تھا انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو۔ حتیٰ کہ ہم نبی ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کریں۔ پھر دیکھیں کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا اور جو کچھ ملا ہے وہ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگا لو۔

(الاجارۃ، باب ما یعطی فی الرقیۃ..... ۲۲۷۶)

آیات اور سورتوں کے فضائل

شیطان آیہ الکرسی کا فائدہ بتا کر سچی بات کر گیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فطرانے کی حفاظت کا حکم کیا ہوا تھا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور وہ اس میں سے لینے لگا تو میں نے اس کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ واللہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا۔ اس نے کہا:

«دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِيَالٍ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ»

”مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور مجھ پر میری اولاد کا بڑا بوجھ ہے اور مجھے سخت ضرورت ہے۔“

میں نے اس کو چھوڑ دیا مگر جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«يَا أَبَاهُ زَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ»

”اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے آج رات کو کیا کیا؟“

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی سخت ضرورت اور اولاد کا ذکر کیا تو میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ میں دوسری رات اس کا منتظر رہا وہ پھر آیا اور غلہ سے مٹھیاں بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں اب کی بار تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا وہ کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج ہوں اور مجھ پر میری اولاد کا بڑا بوجھ ہے۔ آئندہ میں کبھی نہ آؤں گا۔ میں نے اس پر رحم کھایا اور اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے سخت ضرورت اور اولاد کا ذکر کیا تو میں نے اس پر رحم کھا کر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہوشیار رہو۔ اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ پھر بھی آئے گا۔ میں نے تیسری رات اس کا انتظار کیا وہ اپنے وقت پر آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو میں تجھے ضرور رسول

اللہ ﷻ کے پاس لے چلوں گا کیونکہ یہ تیسری بار ہے تو ہر بار کہتا ہے کہ میں اب نہیں آؤں گا لیکن پھر بھی آجاتا ہے اس نے کہا اب کی بار مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں چند کلمات ایسے سکھاؤں گا جن سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا میں نے کہا وہ کونسے کلمات ہیں؟ کہنے لگا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ.....﴾ «فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ

اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَغْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ»

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نگہبان (فرشتہ) تمہارے پاس رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس سے یہ تحفہ لے کر چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے قیدی کا گزشتہ رات کیا بنا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے کہا کہ میں تمہیں چند کلمات ایسے سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کہ اس نے مجھ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے) جاؤ تو تم آیہ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اور اس نے مجھ سے کہا کہ (اس کے پڑھ لینے سے) صبح تک اللہ کی طرف سے ایک نگہبان تمہارے پاس رہے گا اور شیطان تمہارے پاس نہ آئے گا (کیونکہ صحابہ نیکی پر بڑے حریص تھے اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیہ الکرسی کا تحفہ لے کر اسے چھوڑ دیا تھا) تو نبی ﷺ نے فرمایا: سنو!

﴿أَعَاذُكَ اللَّهُ فَذَكَرَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ﴾

”اس نے اس مرتبہ تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت جھوٹا تھا۔“

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ (الروکاة، باب اذا وكل رجلًا..... ۲۴۱۱)

سورة فاتحه عظیم سورت ہے:

سیدنا ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، میں نماز پڑھ کر گیا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا (اس وجہ سے دیر ہوگئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ نے تمہیں فرمایا: مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿إِسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾

”تم اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو بجالاؤ، جبکہ رسول تم کو حیات بخش چیز کی طرف

بلا رہے ہوں۔ (الانفال: ۲۴)

پھر مجھ سے فرمایا: ﴿أَلَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ﴾ ”مہاجر سے باہر جانے سے پہلے قرآن کی ایک ایسی سورت نہ بتاؤں جو (اجر و ثواب میں) ساری سورتوں سے بڑھ کر ہے؟ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ ”جب (مہاجر سے) باہر آنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ میں تم کو ایک ایسی سورت بتاؤں گا جو قرآن کی تمام سورتوں سے بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيْتَهُ﴾

”وہ سورۃ الحمد اللہ رب العالمین ہے اس میں سات آیتیں ہیں جو (ہر رکعت میں) بار بار دہرائی جاتی ہیں اور یہی سورۃ وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔“

(التفسیر، سورۃ الفاتحہ، باب ما جاء فی فاتحۃ الكتاب: ۴۴۷۴)

قل هو اللہ احد تہائی قرآن ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

﴿أَبْعِجْزُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَقْرَأَ تِلْكَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ﴾

”کہ تم اس سے عاجز ہو کہ ہر رات تہائی قرآن پڑھا کر وہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کون

کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ تِلْكَ الْقُرْآنُ﴾

”سورہ اخلاص تہائی قرآن (کے برابر) ہے۔“

(فضائل القرآن، باب فضائل قل هو اللہ احد..... رقم: ۵۰۱۵)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کسی کو تہجد میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ بار بار پڑھتے ہوئے سنا، وہ صبح کو رسول اللہ کے پاس آیا اور اس کا ذکر کیا اور یہ شخص ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کو (بوجہ قلت الفاظ کے ثواب میں) قلیل جانتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ»

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایہ سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد..... ۵۰۱۳)

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کی محبت جنت کی ضمانت:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ وہ شخص جب نماز پڑھاتا تھا تو فاتحہ کے بعد کسی سورت کی قراءت کرنے کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پر قرأت مکمل کرتا تھا جب یہ لوگ واپس آئے تو نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا تھا؟ لوگوں نے ان سے پوچھا تو اس نے کہا:

«لَإِنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَقْرَأَهَا»

”میں اس لئے اس کو زیادہ پڑھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور میں اس کے پڑھنے کو محبوب جانتا ہوں۔“

نبی ﷺ نے فرمایا:

«أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ»

”اس سے کہہ دو کہ اللہ بھی اس کو محبوب رکھتا ہے۔“

(التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي ﷺ امته..... ۷۳۷۵)



فضائل انبیاء

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام (ایک دن) بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑا عالم تو میں ہی ہوں۔ اللہ ان پر ناراض ہوا کہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف کیوں نہ کی؟ پھر اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے، وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے اسے میرے رب! میری ان سے کس طرح ملاقات ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ مچھلی کو زنبیل میں رکھو (اور مجمع البحرین کی طرف چل پڑو) پھر (جس مقام پر) اس مچھلی کو غائب پاؤ تو سمجھ لینا کہ وہ بندہ وہیں ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور اپنے ساتھ اپنے خادم حضرت یوشع بن نون کو بھی لے لیا۔ اور ان دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں لی۔ حتیٰ کہ وہ ایک پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں نے اپنے سر (زبین پر) رکھ لیے اور سو گئے تو (میں) مچھلی زنبیل سے نکل گئی اور دریا میں راستہ بنا کر چلی گئی اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے داخل ہونے کی جگہ پر پانی کو روک لیا یعنی سوراخ بنا دیا جب وہ بیدار ہوئے تو یوشع بن نون (جن کو مچھلی کا سمندر میں داخل ہونا معلوم ہو گیا تھا) وہ موسیٰ کو بتانا بھول گئے پھر دونوں بقیہ رات اور ایک دن چلتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ (یعنی مچھلی والا کھانا) اس سفر سے ہم بہت تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام جب تک کہ اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے، جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت تک ان کو تھکان نہیں ہوئی تھی۔ تب خادم نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تب (مچھلی نکل گئی تھی) لیکن شیطان نے مجھے بھلا دیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تو جگہ تھی جسے ہم تلاش کر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔ پھر جب اس پتھر تک پہنچ گئے (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک آدمی کپڑا لپیٹے سویا ہوا تھا (اور وہی خضر علیہ السلام تھے) موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک

میں سلام کہاں سے آیا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں (یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں) میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔
 خضر علیہ السلام نے کہا بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں اس امید پر
 تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو (راہ) ہدایت تمہیں سکھائی گئی ہے، مجھے بھی سکھا دو گے؟ انہوں نے کہا
 لیکن تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہیں کر سکو گے پھر فرمایا:

”إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمْنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَ أَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ
 عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ“

”اے موسیٰ علیہ السلام! میں اللہ کے علم میں سے ایک ایسے علم پر (مطلع) ہوں جو خاص اللہ نے
 مجھے عطا کیا ہے تم اسے نہیں جانتے اور تم ایک ایسے علم پر (مطلع) ہو جو اللہ نے خاص
 تمہیں تعلیم دیا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔“
 موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾ (الکہف)

”اے اللہ! میں تجھے صبر کرنے والا پاؤں گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔“

(خضر علیہ السلام راضی ہو گئے) پھر وہ دونوں دریا کے کنارے چلے جا رہے تھے (اور) ان کے پاس کشتی
 کشتی نہ تھی۔ اسنے میں ایک کشتی ان کے پاس (اسے جو کر) گزری تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ
 ہمیں بٹھا لو۔ انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور انہیں کرایہ کے بغیر ہی سوار کر لیا۔ پھر (اسی اثناء
 میں) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اس نے ایک یاد دہانچیں دریا میں ماریں۔ خضر علیہ السلام نے
 فرمایا: کہ اے موسیٰ!

”مَا عَلَّمْتُكَ وَ عِلْمِي وَ عِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مَقْدَارُ مَا عَيَّنَّ
 هَذَا الْعَصْفُورُ مَنَاقِرَهُ“

میرے اور تمہارے اور دوسری مخلوق کے علم بنے اللہ کے علم سے صرف اس چڑیا کی چونچ کے بقدر کم
 کیا ہے۔ پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ لکھ کر ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ان لوگوں نے
 ہمیں بغیر کرایہ (لے لیے) سوار کیا لیکن آپ نے ان کی کشتی توڑ ڈالی تاکہ اس پر سوار لوگ فرق ہو جائیں؟
 خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں بھول گیا تھا اس لیے مجھے معاف کیجئے اور میرے معاملے میں مجھ پر غصی نہ کیجئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہو گئی۔ پھر وہ دونوں (کشتی سے اتر کر) چلے تو ایک لڑکا ملا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اس کا سراپہ سے پکڑ لیا اور اس کو مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بے گناہ جان کو بے وجہ تم نے قتل کر دیا؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا، کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہ کر سکو گے؟ ابن (عیینہ راوی حدیث) نے کہا ہے کہ (پہلی بار کی نسبت) اس بار میں زیادہ تاکید تھی۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس پہنچے۔ وہاں کے رہتے والوں سے انہوں نے کھانا مانگا لیکن ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے (صاف) انکار کر دیا۔ انھوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو کہ گرنے ہی والی تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس کو سہارا دیا اور اس کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ (اب پھر) موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے۔ خضر علیہ السلام بولے کہ (بس اس مرطے پر) ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا (اس قسم بیان فرما کر) فرمایا: رَحِمَ اللّٰهُ مُوسٰیؑ کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم کرے ہم یہ چاہتے تھے کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کے مزید حالات ہمارے لیے بیان کیے جاتے۔ (العلم، باب ما يستحب للعالم اذا مشى..... ۱۲۲)

موسیٰ علیہ السلام کو ننگے ہو کر نہ نہانے پر بنی اسرائیل کا طعنہ:

سیدنا ابو یزید علیہ السلام نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے ہو کر غسل کیا کرتے تھے، اور اس حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا کرتے تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا واللہ! موسیٰ علیہ السلام کو ہمارے ساتھ غسل کرنے سے بے بات مانع ہے کہ ان کے خضیوں میں کوئی مرض ہے۔ اتفاق سے ایک دن موسیٰ علیہ السلام (علیحدگی میں) غسل کرنے لگے اور اپنا لباس پتھر پر رکھ دیا وہ پتھر ان کا لباس لے کر بھاگا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے:

«يَا حَبْرُ ثَوْبِي يَا حَبْرُ ثَوْبِي يَا حَبْرُ»

”اے پتھر! میرے کپڑے دے دے اے پتھر! میرے کپڑے دے دے۔“

حتیٰ کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا اور کہا کہ واللہ! موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی بیماری نہیں ہے

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

”وَاللّٰهُ اِنَّهُ لَلَّذِيْ بِالْحَجَرِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ“

”اللہ کی قسم (موسیٰ علیہ السلام کی) مار سے (اس) پتھر پر چھ یا سات نشان (اب تک باقی) ہیں۔“

(الفصل، باب من اغتسل عریقاً..... ۲۷۸)

موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کو پتھر رسید کر دیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا جب وہ روح قبض کرنے کے لیے آیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ایک ایسا ٹھانچہ مارا جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی اور وہ اپنے رب کے پاس واپس گیا اور عرض کی کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ دوبارہ سے عثایت فرمائی اور حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر جا اور ان سے کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ ایک تیل کی پیٹھ پر رکھیں، جس قدر بال ان کے ہاتھ کے چپے آئیں گے، اتنے ہی سال کی زندگی انہیں عطا کر دی جائے گی۔ (چنانچہ فرشتہ آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو پیغام باری سنایا) تو انہوں نے فرمایا: اے رب! (جب وہ سب برس گزر جائیں) گے تو پھر کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آئے گی۔ انہوں نے فرمایا تو پھر ابھی کئی موت آجائے پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں بائیس چھریاں کی مقدار بیت المقدس کے قریب کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرما کر مزید فرمایا

”فَلَاؤُكُمْ ثُمَّ لَا رَيْتُكُمْ قَبْرَةً لِّىْ جَانِبِ الطَّرِيقِ تَلَحُّثُ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ“

”اگر میں اس مقام پر ہوتا تو تمہیں موسیٰ علیہ السلام کی قبر راستے کی جانب سرخ ٹیلے کے پاس

دکھا دیتا۔“ (الجنائز، باب من احب المدفن)

موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی تواضع پسندی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دو آدمیوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ ایک ان میں

سے مسلمان تھا اور دوسرا یہودی۔ مسلمان نے کہا

”وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ“

”اس (اللہ) کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام جہاں کے لوگوں پر منتخب کیا ہے۔“

یہودی نے کہا: «وَالَّذِي اضْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَلَمِينَ» اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان کے لوگوں پر منتخب کیا ہے مسلمان نے یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ وہ یہودی نبی علیہ السلام کے پاس گیا اور اس مسلمان کا واقعہ بیان کیا تو نبی علیہ السلام نے اس مسلمان کو بلوایا اور اس سے بھی واقعہ پوچھا، اس نے (کل واقعہ) بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

«لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفَيِّقُ فَإِذَا مُوسَى بِأَطْلُسِ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَذْرَى أَكَانَ.....»

”تم لوگ مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے ان کے ساتھ میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا اور مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے تھے مگر انہیں مجھ سے پہلے ہوش آگیا یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (بے ہوش ہونے سے) مستثنیٰ کر لیا ہے۔“

(الخصیومات، باب ما يذكر في الاشخاص..... ۲۴۱۱)

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک دن حضرت ایوب علیہ السلام پر ہند ہوا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں تو ایوب علیہ السلام ان کو اپنے کپڑے میں سینے لگے تو انہیں اللہ پاک نے آواز دی:

«يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتَكَ عَمَّا تَزِي»

”اے ایوب: کیا میں نے تمہیں اس (سونے کی ٹڈیوں) سے جو تم دیکھ رہے ہو بے نیاز نہیں کر دیا؟“

انہوں نے کہا ہاں! تیری بزرگی کی قسم (تو نے مجھے بے شک بے نیاز کر دیا ہے) لیکن میں تیری برکت (کے حصول) سے بے پرواہ و بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ (الفصل، باب من اغتسل عریئاً..... ۲۷۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ پر اعتماد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جا رہا تھا تب ان کی آخری گفتگو یہ تھی:

”حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ“

”مجھے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔“

(التفسیر۔ باب قوله الذین قال لهم الناس..... رقم: ۴۵۶۳)

ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (ساری عمر) جھوٹ نہیں بولا سوائے تین دفعہ کے۔ دو جھوٹ تو خالص اللہ کے لیے تھے ایک تو ان کا (بطور توریہ) یہ کہنا کہ ”میں بیمار ہوں“ دوسرا یہ کہنا کہ ”میں نے بیہوش نہیں ہوا“، بلکہ اس بڑے بت نے توڑے ہیں اور تیسرا یہ کہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ (ان کی بیوی) دونوں (ایک سفر میں) جا رہے تھے کہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے تو اس (بادشاہ) سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص آیا ہے اور اس کے ساتھ ایک جہت ہی خوبصورت عورت ہے تو اس (بادشاہ) نے ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا: (کہ یہ تمہاری کیا لگتی ہے) تو انہوں نے کہا: میری بہن ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس آئے اور فرمایا اے سارہ اس زمین پر تیرے اور میرے سوا کوئی بھی مومن نہیں ہے اور بادشاہ نے مجھ سے تیرے بارے میں پوچھا ہے اور میں نے اسے کہا کہ سارہ میری ہمیشہ ہے اس لیے میری بات کو بادشاہ کے پاس جا کر غلط ثابت نہ کرتا جب حضرت سارہ بادشاہ کے پاس آئیں تو اس نے بد نیتی سے انہیں پکڑنا چاہا تو (حضرت سارہ کی بددعا سے) اسے مرگی کا دورہ پڑ گیا، بادشاہ نے حضرت سارہ سے کہا: اَذِیْعَنِی اللہ لَیْ وَ لَا أَضْرِبُہُ لَکَ تَمِیْرَی لَیْے دعا کرو (میں تمہارے ساتھ ہوں) تو میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہ علیہ السلام نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا اور اس نے پھر سے ان پر وضعت و ملازمت کی تو ان کی دعا سے

پھر وہی کیفیت طاری ہو گئی اس نے پھر سے کہا کہ میرے لیے دعا کرو میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا انھوں نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا اب اس نے اپنے دربانوں سے کہا کہ تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ کسی جن کو لے کر آئے ہو پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت سارہ علیہا السلام کو خدمت کیلئے ہاجرہ دے دو، حضرت سارہ ہاجرہ کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ کیا ہوا؟ تو حضرت سارہ علیہا السلام نے فرمایا:

«رَبِّ اللّٰهِ سَيِّدُ الْكَافِرِ اَوْ الْفَاجِرِ فَيُنْخَرِهْ»

”اللہ نے کافریا (فرمایا فاجر کی تدبیر کو ناکام بنا دیا اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ بھی ساتھ دے دی۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«فَتَلَّكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ»

”اے عرب کے لوگو! یہ ہے تمہاری (پاک دامن) ماں۔“

(احادیث الانبیاء: باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهٖمَ خَلِيْلًا﴾..... ۳۳۵۸)

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل کو عرب کے جنگل میں چھوڑ دیا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حورون میں سے سب سے پہلے ام اسماعیل سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے کمر بند باندھا تھا، ان کی غرض یہ تھی کہ سارہ علیہا السلام ان کا سراغ نہ پائیں، پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو (مکہ میں) لے آئے اور ہاجرہ علیہا السلام (اس وقت) اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور انہیں بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا جو اس مقام پر تھا جہاں آب زم زم ہے مسجد کی بلند جانب میں اور ان دونوں مکہ میں کوئی انسان نہ رہتا تھا اور نہ وہاں پانی تھا، پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہاں بٹھایا اور چمڑے کا ایک تھیلہ کھجوروں کا (بھرا ہوا) اور پانی سے بھرا ہوا ایک چھوٹا ٹھیکڑہ دیا، جب واپس جانے لگے تو ام اسماعیل ان کے پیچھے چلیں اور کہنے لگیں کہ ابراہیم ہمیں اہل جنگل میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو کہ جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی اور چیز؟ ہاجرہ علیہا السلام نے بار بار پکار کر یہی کہا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے انہیں مڑ کر نہیں دیکھا تو ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ ایسا کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں، انہوں نے جواب دیا اَذْنُ لَا يُضَيِّعُنَا اللّٰهُ پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آئیں اور امیر الہیم ﷺ چل دیئے حتیٰ کہ جب پہاڑی (شعبہ) پر پہنچے جہاں سے وہ (ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو) دکھائی نہ دے سکتے تھے تو انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کیا پھر ان کلمات کے ساتھ دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ:

﴿ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْتِدَاةَ مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ ﴾ (پھر انہیں: ۳۷)

”اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو بیابان و ویران دہلی میں تیرے محترم گھر کے پاس چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں پھر تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔ تاکہ یہ شکرگزاری کرتے رہیں۔“

اور ام اسامیل سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اسامیل رضی اللہ عنہ کو دودھ چلاتیں اور خود مشک سے پانی چتی رہیں، حتیٰ کہ جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو انہیں خود کو بھی پیاس لگی اور ان کے بیٹے (اسامیل رضی اللہ عنہ) کو بھی اور وہ بچے کو دیکھ رہی تھیں کہ وہ (پیاس کی وجہ سے) ہلہلا رہا تھا اور تڑپ رہا تھا تو وہ وہاں سے ہٹ گئیں تاکہ بچے کا یہ حال نہ دیکھیں اور ان کے سامنے صفا پہاڑ قریب ہی تھا وہ اس پر چڑھ گئیں پھر وادی میں دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آجائے (اور اس سے مدد لی جاسکے) لیکن کوئی نظر نہ آیا پھر وہ وہاں سے اتریں اور اپنا کتنا مصیبت کراتا لے کے نشیب میں اس طرح دوڑیں جیسے کوئی مصیبت زدہ دوڑتا ہے یہاں تک کہ نالے کو پار کر کے مردہ پہاڑی پر پہنچیں اور اس پر چڑھ کر دیکھا کہ شاید کوئی آدمی نظر آئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر اسی طرح (صفا مردہ کے درمیان) سات دفعہ چکر لگایا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی وجہ سے لوگ صفا مردہ کے درمیان سہی کرتے ہیں پھر جب ہاجرہ (آخری چکر میں) مردہ پر چڑھیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ ہی سے کہنے لگیں کہ چپ رہ، پھر وہی آواز دوبارہ سنی تو کہنے لگیں کہ (اے اللہ کے بندے! تو جو کوئی بھی ہے) میں نے تیری آواز سنی ہے، کیا تو کوئی ہماری مدد کر سکتا ہے؟ پھر دیکھا کہ آب زم زم (چشمہ والی جگہ) کے قریب فرشتہ (جبریل رضی اللہ عنہ) ہے جو اپنی لاری یا فرمایا اپنا پر مار کر زمین کھود رہا ہے حتیٰ کہ اس جگہ سے پانی نکلے لگاؤ (حضرت ہاجرہ دوڑی دوڑی آئیں اور) اپنے ہاتھ سے اس کے گرد حوض سا بنانے لگیں اور پانی چلوے بھر بھر کر اپنی منجک میں ڈالنے لگیں، جون جون وہ پانی لیتیں تو وہ چشمہ اور پانی زیادہ ہو جاتا تھا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی النضر کے فرمایا:

”يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ رَمَزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَعْرِفِ مِنَ النَّعَامِ
لَكَانَتْ رَمَزَمَ عَيْنًا مَعِينًا“

اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے، اگر وہ زم زم کو اس کے خال پر چھوڑ دیتی اور (حوض نہ بناتیں) یا یوں فرمایا کہ اگر وہ چلو بھر کر (مٹک بھرنے کے لیے) پانی نہ لیتیں تو زم زم ایک جاری چشمہ بن جاتا۔ (پھر رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: ہاجرہ علیہا السلام نے خود بھی پانی پیا اور بچے کو بھی دودھ پلایا فرشتے نے انہیں کہا:

”لَا تَخَافِي الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَهُنَا بَيْتُ اللَّهِ يَبْنِي هَذَا الْغُلَامُ وَ أَبُوهُ وَإِنَّ اللَّهَ
لَا يُضَيِّعُهُ“

کہ ڈانٹنے سے ڈرو، یہاں اللہ کا گھر ہے جسے یہ بچہ اور اس کے والد (مل کر) بنائیں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور اس وقت بیت اللہ (کا مقام) ٹیلے کی طرح زمین سے اونچا تھا اور جب برسات کا پانی آتا تو وہ دائیں بائیں سے نکل جاتا۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے ایک مدت اسی طرح سگڑاری حتیٰ کہ جرہم قبیلے کے کچھ آدمی ہاجرہ علیہا السلام اور اسماعیل علیہ السلام پر گرزے جو کدواں کے راستے سے آرہے تھے، وہ مکہ کے قریب میں اترے، انہوں نے ایک پرندے کو وہاں گھومتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ بے شک یہ پرندہ ضرور پانی کے گرد گھوم رہا ہے اور ہم اس میدان سے اچھی طرح واقف ہیں پہلے یہاں پانی نہیں ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا کہ ذرا دیکھ کر آؤ جب انہوں نے آ کر دیکھا کہ پانی موجود ہے، وہ لوٹ کر گئے اور انہیں بتایا کہ وہاں پانی موجود ہے پھر وہ سب یہاں آئے اور پانی کے پاس ہی ام اسماعیل بیٹھی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تم ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دیتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا (وہ ہماری ہی ملکیت رہے گا)، انہوں نے کہا ٹھیک ہے (جرہم کے) لوگوں نے (وہاں رہنے کی) اس وقت اجازت مانگی جب خود اسماعیل علیہ السلام کی والدہ یہ چاہتی تھیں کہ یہاں انسان آباد ہوں۔ پھر وہ لوگ وہیں آباد ہو گئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بلا لیا، وہ بھی وہیں ان کے پاس آ گئے۔ حتیٰ کہ جب وہاں کئی گھرانے آباد ہو گئے اتنے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے اور انہوں نے عربی ان سے سیکھی اور جوان ہو کر ان کی نگاہ میں بہت اچھے نکلے (جرہم قبیلے کے) لوگ ان سے محبت کرنے لگے اور انہوں نے اپنے خاندان کی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی۔ بعد میں جب ام اسماعیل

فوت ہو گئیں، اور حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ کی شادی کے بعد اپنے اہل و عیال کی خبر لینے کو آئے جن کو وہ چھوڑ کر گئے تھے لیکن اس وقت اسماعیلؑ اپنے گھر پر نہ تھے تو ابراہیمؑ نے ان کی بیوی سے ان کے بارے میں دریافت کیا، اس نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں، ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تمہاری گزران کیسی ہوتی ہے اور معاش کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ بہت بری اور بڑی تنگی والی گزران ہے اور خوب شکوہ کیا، ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب حیرا شوہر آئے تو انہیں میری طرف سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکت بدل دیں۔ پھر جب اسماعیلؑ گھر میں آئے اور (اپنے باپ کی) خوشبو محسوس کی تو (بیوی سے) کہا کہ کیا آج تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! ایک بوڑھا آدمی فلاں فعل کا آیا تھا اس نے تیرے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری گزران کیسی ہوتی ہے؟ تو میں نے کہا کہ بڑی تکلیف اور تنگی سے گزارہ ہوتا ہے حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا کہ کیا انہوں نے تجھے کوئی نصیحت بھی کی تھی؟ اس نے کہا ہاں! اس نے مجھے کہا تھا کہ میں تجھے ان کی طرف سے سلام کہہ دوں اور وہ آپ کے نام یہ پیغام بھی دے گئے کہ تم اپنے دروازے کی چوکت بدل ڈالو۔ حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تجھے طلاق دے دوں، اس لیے تو اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جا اور اسے طلاق دے دی، اور (جبرہم قبیلہ میں سے) کسی دوسری عورت سے شادی کر لی۔ پھر جنتی دہر اللہ کو منظور تھا ابراہیمؑ (اپنے ملک میں) رہے پھر دوبارہ آئے تو اسماعیلؑ (پھر بھی اتفاق سے) گھر میں نہ ملے۔ پھر وہ ان کی (دوسری) بیوی کے پاس گئے اور اس سے اسماعیلؑ کا پوچھا تو اس نے کہا کہ روزی کی تلاش میں گئے ہیں، ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اور اس سے اس کے گزران اور رہن سہن کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے ہم بہت خیر و خوبی کے ساتھ اور خوش رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت، پھر پوچھا کہ تم پیتے کیا ہو؟ اس نے کہا پانی۔ ابراہیمؑ نے فرمایا:

«اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي الْلَحْمِ وَالْمَاءِ»

”اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما دے۔“

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں مکہ میں لٹا ج کا نام تک نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو ابراہیمؑ اس میں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

برکت کی دعا کرتے۔ (اور) فرمایا: (یہ خاصیت اللہ نے مکہ ہی میں رکھی ہے) اگر دوسرے ملک والے صرف گوشت اور پانی پر گزارہ کریں تو بیمار ہو جائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکت کو حفاظت سے رکھے (یہ بہت عمدہ ہے) پھر جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو بیوی سے کہا کہ کیا تمہارے پاس آج کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! ایک خوبصورت سے بزرگ آئے تھے اور (بیوی نے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہت تعریف کی، (پھر کہا کہ) تمہارا پوچھتے تھے تو میں نے بتا دیا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہاری گزران کیسی ہوتی ہے؟ میں نے بتایا کہ بہت اچھی، اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ انھوں نے تمہیں کوئی نصیحت بھی کی تھی؟ اس نے کہا ہاں! وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اپنے دروازے کی چوکت کو حفاظت سے رکھنا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور دروازے کی چوکت تم ہی ہو، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اپنی زوجیت میں رہنے دوں۔ پھر جب تک اللہ کو منظور تھا ابراہیم (اپنے ملک میں) ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد جب آئے تو اسماعیل علیہ السلام اس وقت چاہ زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اپنے تیر درست کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے جو سلوک کیا کرتا ہے وہ سلوک کیا۔ پھر فرمایا کہ اے اسماعیل علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے وہ بجالائیں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا آپ میری مدد کرو گے؟ انہوں نے کہا میں ضرور مدد کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

«فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَتْبِعِي هَهُنَا بَيْتًا»

”اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ پر ایک گھر بناؤں۔“

اور ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا اس وقت دونوں (باپ بیٹے) نے اس گھر کی دیواریں بلند کیں۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے جاتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے، جب دیواریں اونچی ہو گئیں (زمین پر کھڑے ہو کر تعمیر نہ ہو سکتی تھی) تو اسماعیل علیہ السلام ایک پتھر (جسے آج ہم مقام ابراہیم کہتے ہیں) لے آئے اور اس کو رکھ دیا پھر ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر دیوار تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لا کر دیتے تھے اور دونوں کہہ رہے تھے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (البقرہ ۱۲۷)

”اے ہمارے رب! تو ہم سے (یہ کوشش) قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

(احادیث الانبیاء، باب بَرَقُونُ..... ۳۳۶۴)

گرگٹ بد بخت جانور ہے:

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا:

«كَلَنْ يَنْفُخَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ»

”(کہ جب حضرت ابراہیم ﷺ کو آگ نمرود میں ڈالا گیا تو آگ کو مزید بھڑکانے کے

لیے) گرگٹ پھوکیں مارتی تھی۔“

(احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَلَقَدْ خَذَّ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ حَبْلًا.....﴾ رقم: ۳۳۵۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام

بچے کو بھیڑیا لے گیا اور سلیمان نے درست فیصلہ کیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی، اب پختے اور جانور اس میں گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ (بنی اسرائیل میں) دو عورتیں تھیں ہر ایک کے پاس بچہ تھا۔ بھیڑیا آیا اور ایک کا بچہ اٹھا کر لے گیا تو اس کے ساتھ والی کہنے لگی کہ تیرا بچہ بھیڑیا لے گیا ہے (یہ میرا بچہ ہے) دوسری کہنے لگی کہ (نہیں بلکہ بھیڑیا تو) تیرا بچہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے حضرت داؤد ﷺ کے پاس آئیں تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا (کیونکہ بچہ اسی کے قبضہ میں تھا اور دوسری کوئی گواہ نہ لاسکی) پھر دونوں سلیمان ﷺ کے پاس گئیں اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ چھری لاؤ، میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو دے دیتا ہوں۔ یہ سن کر چھوٹی عورت کہنے لگی:

«لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا»

”اللہ تجھ پر رحم کرے ایسا نہ کرو کیونکہ وہ اسی کا بچہ ہے۔“

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ بچہ چھوٹی عورت کو دلا دیا۔ (وہ پہچان گئے کہ یہی بچے کی اصل ماں

ہے اور دوسری جھوٹی ہے) (احادیث الانبیاء، باب قول اللہ ﴿وَوَهَبْنَا لَذَوِّدَ سُلَيْمَانَ.....﴾ رقم: ۳۴۲۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی کو چوری کرتے دیکھا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکھا تھا، انھوں نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کر رہا ہے؟ تو اس نے کہا:

«كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ»

”مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں نے ہرگز (چوری نہیں کی)۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

«أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَّبْتَ عَيْنِي»

”کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں (کہ میری آنکھ نے صحیح نہیں

دیکھا ہوگا) (احادیث الانبیاء، باب قولہ اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَكْفُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ.....﴾ رقم: ۳۴۴۴)



ارکان اسلام

اسلام کی ابتدائی دعوت میں نظام زکاۃ کا نفاذ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم وہاں کے لوگوں کو اس امر کے اقرار پر رغبت دلانا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو انہیں بتا دینا کہ اللہ نے رات اور دن میں پانچ نمازیں ان پر فرض کی ہیں پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو انہیں بتا دینا کہ اللہ نے ان پر مال کے مالوں میں صدقہ (زکوۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے فقیروں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ (الجنائز - باب وجوب الزکوۃ - رقم: ۱۳۹۵)

کلمے کے تقاضے پورے کرنے والا جنت میں جائے گا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تو انہوں نے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ! (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کی کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ! تین مرتبہ (ایسا ہی ہوا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَاقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ»

جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تو اللہ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر دوں تاکہ وہ (بھی) خوش ہو جائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت (جب تم ان کو بتاؤ گے) تو لوگ (اسی پر) بھروسہ کر لیں گے (اور عمل نہیں کریں گے) اور معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت (علم کو چھپانے کے) گناہ کے خوف سے بیان کی تھی۔ (العلم - باب من خص بالعلم قومًا - رقم: ۸۲۸)

نماز، روزہ، زکوٰۃ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر اس کا گھٹنا باندھ دیا۔ پھر اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟ اور اس وقت نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے، تو ہم نے کہا کہ یہ سفید رنگ والے جو تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے ہیں انہی کا نام محمد ﷺ ہے) اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ اے عبدالمطلب کے بیٹے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (آپ کہیں اور) میں سن رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں آپ ﷺ سے چند باتیں پوچھوں گا اور (پوچھنے میں) آپ ﷺ سے سخت کلائی بھی کروں گا تو آپ ﷺ اپنے دل میں ناراض نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہو پوچھ لو۔ وہ کہنے لگا کہ میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلے والے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (سچ بتائیے) کہ کیا اللہ نے آپ ﷺ کو تمام (لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ہاں (بے شک اللہ نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا چاہتا ہوں کہ کیا دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتائیے) کیا رمضان کے روزے رکھنے کا اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ہاں۔ پھر اس نے کہا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتائیے) کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ یہ صدقہ ہمارے مال داروں سے لیں اور اسے ہمارے مستحقین میں تقسیم کریں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں: اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا اَمَنْتُ بِمَا جِئْتُ بِهِ..... کہ میں اس (شریعت) پر ایمان لایا ہوں، جسے آپ ﷺ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا بھیجا ہوا (نمائندہ) ہوں اور میں ضام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ہوں میرا تعلق (قبیلہ) بنی سعد بن بکر سے ہے۔ (العلم، باب الفرائض والعروض علی المحدث۔ ۶۳)

وصال کا روزہ ممنوع ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال (بلا سحری افطاری والے) کے روزوں سے منع فرمایا تو ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ تو وصال کرتے ہیں (یعنی

بلا سحری افطاری کے روزے رکھتے ہیں ہم ایسا کیوں نہ کریں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَأَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّىْ اَبِيتُ يُطْعِمُنِىْ رَبِّىْ وَ يَسْقِىْنِىْ»

تم میں سے کون شخص میرے جیسا ہو سکتا ہے؟ میں رات کو سوتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلا پلا دیتا ہے مگر جب وہ لوگ باز نہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن وصال کیا (یعنی کچھ نہ کھایا پیا) دوسرے دن پھر وصال کیا (یعنی کچھ نہ کھایا پیا) کئی دن کا روزہ رکھا۔ اس کے بعد (عید کا) چاند نظر آ گیا تو آپ ﷺ نے بطور ناراضگی کے فرمایا: اگر اب ابھی چاند نہ نظر آتا تو میں اور زیادہ روزے بطور وصال تم سے رکھواتا۔ اور ایک دوسری روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَاكْلَفُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيقُوْنَ»

”تم اسی قدر اعمال اپنے ذمہ لو جن کے بجالانے کی تمہیں طاقت ہو۔“

(الصوم، باب التکلیل لمن اکثر الوصال: ۱۹۶۶-۱۹۶۵)



اہمیت نماز

اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک نماز ہے نماز بہت اہم عبادت ہے اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نماز نہ پڑھنے والے جہنم میں جائیں گے۔ چنانچہ اللہ کریم نے فرمایا:

﴿وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾

”تم نماز قائم کرتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو)“ (البقرہ: ۴۳)

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾

(البقرہ: ۲۳۸)

”تم نمازوں کا خیال رکھو (بالخصوص عصر کی نماز کا خیال رکھو) اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہوا کرو (یعنی نماز میں کسی قسم کی باتیں نہ کرو)“

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ: ۱۴)

”اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی نماز کی پابندی کرو۔“

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

”بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے منع کرتی ہے۔“

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ﴾ (الاعلیٰ: ۱۵)

”یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جو (شرک، کفر وغیرہ پلیدیوں سے) پاک رہا اور اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔“

﴿فِي جَنَّةٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۖ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۖ﴾ (المعثر: ۴۰-۴۳)

”دائیں ہاتھ والے جنتوں میں ہوں گے وہ مجرموں سے (جہنم میں سے) پوچھیں گے کہ

کوئی چیز قصصِ جہنم میں لے آئی ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔“

نماز استحاضہ کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوتی:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حیثمہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور فرمانے لگیں کہ یا رسول اللہ! میں اکثر مستحاضہ رہتی ہوں پھر بہت (دنوں تک) پاک نہیں ہو پاتی، کیا اس دوران میں نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَكِنْ دَعِيَ الصَّلَاةَ فَلَمْ الْإِثَامَ الَّتِي تَحِيضُ فِيهَا»

نہیں! یہ ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہیں ہے۔ جب تمہارے حیض کا وقت آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب گزر جائے تو خون اپنے (جسم) سے دھو ڈالو۔ اس کے بعد نماز پڑھو۔ پھر ہر نماز کے لیے وضو کیا کرو۔ حتیٰ کہ پھر حیض کا وقت آ جائے تو پھر نماز ترک کر دینا (معلوم ہوا کہ استحاضہ کے دنوں میں عورت نماز ترک نہ کرے۔) (الحیض: باب اذا حاضت فی شهر ثلاث حیض: ۳۲۵)

نماز کے اہتمام کے لیے اذان کا آغاز:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ میں (ہجرت کر) آئے تھے تو نماز کے وقت کا اندازہ کر کے نماز کے لیے جمع ہو جایا کرتے تھے (اس وقت تک) نماز کے لیے (باقاعدہ) منادی نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں گفتگو کی (کہ کوئی اعلان ضرور ہونا چاہیے) تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ناقوس بنا لو (نماز کے اوقات میں بجایا جائے) اور بعض نے کہا نہیں بلکہ یہود کے بگل کی طرح ایک بگل بنا لو (اس سے لوگوں کو بلا لیا کرو)، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَوَلَا تَبْعُنُونِ زَجَلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ»

”کیوں نہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا جائے کہ وہ نماز کے لیے منادی کر دیا کرے۔“

رسول اللہ نے فرمایا:

«يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ»

”بلال! اٹھو اور نماز کے لیے منادی کر دو“ (الافان: باب في الاذان والاداء: ۱۰۸۱) مستند قلم: ادارۃ المکتبہ

نماز میں آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے حالانکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں جواب بھی دے دیا کرتے تھے۔ پھر جب ہم نجاشی (بادشاہ حبش) کے پاس سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو نماز میں سلام کیا، تو آپ ﷺ نے ہمیں جواب نہ دیا اور نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: «إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا» نماز میں اللہ کے ساتھ مشغولیت ہوتی ہے۔ (اس لیے نماز میں اور کسی طرف مشغول نہ ہونا چاہیے۔)

(العمل فی الصلاة، باب ما ینہی من الکلام فی الصلاة: ۱۱۹۹)

صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری سنبھال کر رکھی لیکن نماز کو نہ چھوڑا:

سیدنا ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (خوارج سے) جنگ کی حالت میں نماز پڑھی اور ان کی سواری کی لگام ان کے ہاتھ میں تھی۔ سواری شوقی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی اور وہ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے اس حالت میں ایک خارجی حضرت ابو بزرہ کو برا بھلا کہہ رہا تھا، جب انہوں نے سلام پھیرا تو فرمانے لگے کہ میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ جہاد کیے تھے اور میں نے آپ ﷺ کی میانہ روی اور سہولت پسندی دیکھی تھی میں اپنی سواری سنبھالے رہا مجھے یہ اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے چھوڑ دیتا اور وہ اپنے اصل میں چلی جاتی (جو یہاں سے بہت دور ہے) پھر مجھے تکلیف ہوتی۔

(العمل فی الصلاة، باب اذا انفطت الصلاة: ۱۲۱۱)

آپ ﷺ نے سلام کا جواب نماز میں نہ دیا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام کے لیے بھیجا، پناچہ میں گیا اور اس کام کو مکمل کر کے واپس ہوا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا تو میرے دل کو (اس قدر رنج) ہوا کہ جس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس لیے ناراض ہو گئے کہ میں نے آپ ﷺ کے پاس آنے میں تاخیر کر دی ہے۔ میں نے پھر دوبارہ آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن پھر بھی

آپ ﷺ نے جواب نہ دیا تو اب کی بار میرے دل میں پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ رنج ہوا پھر میں نے (نماز مکمل ہونے پر) آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے مجھے جواب دیا اور فرمایا: مجھے تمہارے سلام کا جواب دینے سے یہ امر مانع تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تھے۔ قبلہ کی طرف منہ (بھی) نہ تھا۔ (اس حدیث سے نماز کی اہمیت واضح ہے کہ آپ ﷺ سواری پر بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔) (العمل فی الصلاة، باب لا یرد السلام فی الصلاة: ۱۲۱۷)

نماز کے اہتمام کے پیش نظر منبر پر نماز ادا کر کے دکھائی گئی:

سیدنا سہل بن سعد سے پوچھا گیا کہ منبر (نبوی ﷺ) کس لکڑی سے بنایا گیا تھا؟ فرمایا اس بات کا جاننے والا لوگوں میں مجھ سے زیادہ (اب) کوئی زندہ نہیں رہا وہ حجاز کے درخت کا بنا ہوا تھا۔ اسے ایک عورت کے غلام نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بنایا تھا۔ اور جب منبر بنا کر رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے قرأت کی اور رکوع فرمایا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے رکوع کیا، پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ اس کے بعد پیچھے ہٹے۔ زمین پر سجدہ کیا۔ (منبر پر چڑھ کر نماز پڑھانا تاکہ لوگوں کو نماز کی تعلیم دیں یہ نماز کی اہمیت کی دلیل ہے) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ تم میری اقتداء کرو اور میرا (طریقہ) نماز سیکھ لو۔

(الجمعة، باب الخطبة علی المنبر: ۹۱۷)

جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہو جانے پر عمر رضی اللہ عنہ کا افسوس:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (غزوہ) خندق میں سورج غروب ہونے کے بعد اپنی قیام گاہ سے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

”وَ اَنَا وَاللّٰهُ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدَ“

”واللہ! میں نے بھی عصر کی نماز (ابھی تک) نہیں پڑھی۔“

پھر آپ ﷺ (مقام) بلخان کی طرف چلے گئے اور نماز کے لیے وضو فرمایا اور ہم سب نے

(بھی) نماز کے لیے وضو کیا پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز آفتاب غروب ہو جانے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ (المغازی، باب غزوة الاحواب: ۲، ۱۱۷)

نبی ﷺ نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی، جٹا ہوئے۔ نماز کا وقت ہو گیا اور اذان ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (میں مسجد میں جانے کی ہمت نہیں رکھتا اس لیے) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دل آدمی ہیں تو جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو (شدت غم سے) وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ اس لیے کسی اور کو حکم فرمائیں لیکن دوبارہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ لیکن آپ سے پھر وہی عرض کی گئی۔ تیسری بار آپ ﷺ نے پھر وہی حکم فرمایا اور فرمایا! تم تو یوسف علیہ السلام کی ہم نشین محروم کی طرح ہو؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (جب نماز کھڑی ہو گئی تو) نبی ﷺ نے اپنے آپ ﷺ میں کچھ اتفاق محسوس کیا تو آپ ﷺ دو آدھوں کا سہارا لے کر نکلے گویا کہ میں (اب بھی) آپ کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں کہ (بہت ضعف) مرض کے زمین پر کھٹکتے ہوئے جارہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹ جانا چاہا تو نبی ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپ ﷺ کو لا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بٹھا دیا گیا۔ نبی ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ پہنچتا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ابوبکر کی ہاتھیں چاہتے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے۔ (اللاذان، باب جد المررض ان يشهد الجماعة، ۱۶۶)

مرض الموت میں آپ ﷺ کو نماز کی فکر اور غشی کا خود وہ:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ ﷺ کے ہنجر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میرے لیے یمن میں پانی رکھ دو (میں وضو اور غسل کروں گا)“

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے غسل فرمایا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی نہیں اللہ کے رسول! وہ تو آپ ﷺ کے مختل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔ (پانی رکھ دیا گیا) آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور کھڑا ہونا چاہا مگر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ نہیں: اللہ کے رسول! وہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔ آپ اٹھے اور غسل کیا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر پھر بھی بے ہوش ہو گئے۔ جب لفاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے۔ ہم نے عرض کی نہیں! اے اللہ کے رسول! وہ آپ کے مختل ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے نبی ﷺ کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کر رہے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (پیغام) بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ قاصدان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک نرم دل انسان تھے انھوں نے فرمایا: اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ تب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی کے بقیہ دنوں میں نماز پڑھائی۔ (بخاری کی شدت کے باوجود نماز کی فکر تھی) (الأذان، باب لما جعل الإمام لیؤتم بہ: ۶۸۷)

مجبوری میں نماز چوکڑی لگا کر پڑھی جائے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ جب (ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) نماز میں بیٹھے تو چوکڑی لگا کر بیٹھا کرتے تھے، ایک بار میں بھی اسی طرح بیٹھ گیا، میں ان دنوں کسن تھا تو (میرے والد گرامی) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھے صبح کیا اور فرمایا:

”إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْنِيَ الْبُسْرَى“

”نماز کا طریقہ یہی ہے کہ تم اپنا داہنا پاؤں کھڑا کر لو اور بائیں ڈھرا کر لو میں نے عرض کیا آپ جی تو چوکڑی لگاتے ہیں تو وہ بولے کہ میرے پاؤں (کمزور ہو گئے ہیں) اور میرا وزن نہیں اٹھا سکتے۔ (اس لیے چوکڑی لگاتا ہوں)

نماز میں خواتین بھی شریک ہوا کرتی تھیں:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیر لیتے تو عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور (چل دیا کرتی) تھیں اور آپ ﷺ اپنے کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر جایا کرتے تھے (یعنی وہیں بیٹھے رہتے تھے) امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے ورنہ پورا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے کہ آپ ﷺ محض اس لیے ٹھہر جاتے تھے تاکہ عورتیں چلی جائیں اور مرد نماز سے فارغ ہو کر انہیں (مسجد میں) نہ دیکھیں۔ (الاذان، باب التسليم: ۸۳۷)

نماز خوف اور جنگ کی حالت میں بھی معاف نہیں ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا تو ہم دشمن کے سامنے کھڑے تھے ہم نے ان لوگوں کے مقابل صف بندی کی پھر رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے لگے تو ہم میں سے ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا دشمن کے سامنے رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ ایک رکوع کیا اور دو سجدے کیے۔ اس کے بعد وہ لوگ (جو آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک تھے) اس گروہ کی جگہ پر چلے گئے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اب دوسرا گروہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کیے، اس کے بعد سلام پھیر دیا۔ پھر ان میں ہر شخص نے اکیلے اکیلے ایک ایک رکوع اور دو سجدے ادا کیے۔

(صلاة الخوف، باب صلاة الخوف: ۹۴۲)

سیدنا سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ ذات الرقاع میں حاضر تھے، طوف خوف کا بیان کیا کہ ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے لیے صف باندھی اور ایک گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر آپ ﷺ کھڑے رہے اور وہ (مقتدی) اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور دشمن کے مقابل ہو گئے۔ پھر دوسرا گروہ آیا، آپ ﷺ نے انہیں دوسری رکعت جو آپ ﷺ کی باقی رہ گئی تھی پڑھائی، پھر بیٹھے رہے اور انہوں نے اپنی اپنی نماز پوری کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

(المغازی، باب غزوة ذات الرقاع، ۴۱۳۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بنو قریظہ میں پہنچنے سے پہلے صحابہ نے نماز پڑھ لی:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوہ احزاب سے واپس ہوئے (اور بنو قریظہ پر چڑھائی کی) تو ہم سے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز بنی قریظہ میں پہنچ کر ادا کرے۔ بعض لوگوں کو عصر کا وقت راستہ ہی میں ہو گیا اس لیے انھوں نے کہا کہ (عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے) ہم تو نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کا منع کرنے کا مطلب یہ نہ تھا کہ نماز عصر کا وقت ہی نکل جائے۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ لی اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ (آپ ﷺ کے فرمان کے پیش نظر) ہم تو بنو قریظہ میں ہی جا کر نماز ادا کریں گے۔ پھر یہ بات نبی ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے کسی پر ناراضگی نہ فرمائی۔

(صلاۃ الخوف، باب صلاة الطالب والمطلوب.....: ۹۴۶)

تہجد کے تارک کو شیطان کا گرم گرم تحفہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ برابر صبح تک سوتا رہتا ہے نماز (تہجد) کے لیے نہیں اٹھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«بَالَ الشَّيْطَانِ فِيْ اَذْنِهِ»

”شیطان اس کے کان میں چٹاپ کر دیتا ہے۔“

(التہجد، باب اذا نام ولم يصل بال الشيطان في اذنه: ۱۱۴۴)

جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو نماز اور نماز کے اوقات کی تعلیم دی:

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جبکہ وہ عراق میں تھے اور ایک دن نماز میں تاخیر ہو گئی تھی، کہا کہ اے مغیرہ (تم نے) یہ کیا کیا؟ تم نہیں جانتے کہ (ایک دن) جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے (بھی ان کی اقتداء میں) پڑھی پھر (دوسری) نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر (تیسری) نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، پھر چوتھی نماز پڑھی پھر (پانچویں) نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی پھر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اسی طرح اللہ کی طرف سے حکم ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(مواظبت الصلاة، باب مواظبت الصلاة وفضلها: ۵۲۱)

وقت پر نماز ادا کرنا، والدین کی اطاعت کرنا اور جہاد افضل عمل ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«الصلوة على وقتها»

”وقت پر نماز ادا کرنا۔“

میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«ثم بر الوالدین»

”اس کے بعد والدین کی اطاعت کرنا۔“

میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے اسی قدر بیان فرمایا تھا لیکن اگر میں آپ ﷺ سے زیادہ پوچھتا تو آپ ﷺ زیادہ بیان فرماتے۔ (مواقیب الصلاة، باب فضل الصلاة، لوشہا: ۵۲۷)

ظہر کی نماز گرمی میں دیر سے پڑھی جائے لیکن پڑھی ضرور جائے:

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: (وقت کو) ٹھنڈا ہونے دو پھر اس نے چاہا کہ اذان دے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلیوں کا سایہ دیکھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فِتْنٍ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبِرُوا بِالصَّلَاةِ»

”گرمی کی شدت جہنم کے جوش (ہوتی) ہے لہذا جب گرمی کی شدت ہو جائے تو

(ظہر کی) نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔“ (مواقیب الصلاة، باب الإبراد بالظہر: ۵۳۵)

نبی ﷺ نے عشاء کی نماز دیر سے ادا فرمائی لوگ مسجد میں رہے:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات عشاء کی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے تاخیر کر

دی اور یہ واقعہ اشاعت اسلام سے پہلے (کا ہے) آپ ﷺ گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ سے آکر) کہا:

«نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَّانُ»

”عورتیں اور بچے سو رہے ہیں۔“

تب آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

«مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ»

”زمین والوں میں سے سوا تمہارے کوئی اس وقت اس نماز کا منتظر نہیں ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی جو کشتی میں میرے ساتھ آئے تھے ہم قبیع بطمان کی وادی میں ٹھہرے ہوئے تھے اور نبی ﷺ کے پاس عشاء کے وقت بارہ باری جاتے تھے۔ (ایک دن) میں اور میرے ساتھی نبی ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو مصروفیت تھی لہذا (عشاء کی) نماز آپ ﷺ نے لیٹ کر دی حتیٰ کہ آدھی رات ہو گئی۔ اس کے بعد نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر جب آپ ﷺ نماز پوری کر چکے تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے فرمایا اس وقت میں تمہارے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتا یا اس طرح فرمایا: اس وقت تمہارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ معلوم نہیں آپ ﷺ نے (ان دو جملوں میں سے) کیا فرمایا تھا؟ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہم خوش ہو کر گھر کو لوٹے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (عشاء کی نماز) شفق کے غائب ہو جانے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک کو وقت پڑھ لیتے تھے۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نکلے گویا کہ میں آپ ﷺ کی طرف اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا ہے اور آپ ﷺ اپنا ہاتھ اپنے سر مبارک پر رکھے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوْهَا هَكَذَا»

”اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ سمجھتا تو یقیناً انہیں حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت پڑھا

تین ممنوع کام:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک ہوئے، فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سنی تھیں، وہ مجھے بھلی لگیں (وہ باتیں یہ ہیں) کوئی عورت اپنے شوہر یا محرم کے بغیر دو دن کا سفر نہ کرے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ نہ رکھنا اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور صبح کے طلوع ہونے سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور فرمایا:

«وَلَا تَشُدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ - الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هَذَا»

”مسجد حرام (کعبہ) اور میری مسجد، نبوی اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔۔ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف (ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے۔“

(فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة: ۱۱۹۷)



بدعات

عمر رضی اللہ عنہ قرآن کی تعبیرات کے عالم تھے:

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے قرآن میں ایک ایسی آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو، اگر ہم یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو اس دن کو (جس دن وہ نازل ہوئی ہم بطور) عید مناتے۔ امیر المومنین نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی بولا یہ آیت

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَبَيَّنَّاهُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ وَبَيَّنَّا﴾ (المائدہ: ۳)

”آج میں (اللہ) نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین کو بے غم پر واضح کر دیا۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا:

﴿إِنِّي لَا أَعْلَمُ حَيْثُ أَنْزِلَتْ وَآيِنُ أَنْزِلَتْ وَآيِنُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَا وَاللَّهُ بِعَرَفَةٍ﴾

”بے شک ہمیں وہ دن اور مقام یاد ہے جس میں یہ آیت نبی ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ آپ ﷺ (اس دن) عرفہ میں مقیم تھے، اور ہم بھی عرفہ میں تھے اور جمعہ کا دن تھا۔“ (یعنی عرفہ کا دن اور جمعہ بذات خود عید ہیں) (الایمان، باب زیادة الايمان و نقصانه: ۴۵)



ظلم اور مظلالم کی مذمت

سب سے بڑا ظلم:

اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: ۱۳)

”اور جب حضرت لقمان ؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے اے بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ (المائدة: ۷۲)

”بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَعِفَهَا وَتُؤْتِ مِنْ لَدُنْهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۴۰)

”بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر (کسی کی کوئی) نیکی ہوگی تو اسی کو دوگنا کر دے گا اور اپنی طرف سے اجر عظیم عطا کرے گا۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔“

(یونس: ۴۴)

اللہ تعالیٰ بندوں کے کیے ہوئے ظلم پسند نہیں کرتا:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نَذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا﴾ (الفرقان: ۱۹)

”جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا تو ہم اسے بڑا عذاب (جہنم کا عذاب) چکھائیں گے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ.....﴾

(النساء: ۲۹)

”اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔“

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ (النساء: ۱۰)

”بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ظلم سے کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ

بھرتے ہیں اور وہ ہنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔“

قیامت میں ظلم کا قصاص ہوگا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مومن جہنم کی آگ سے گزر جائیں گے تو انھیں جنت و جہنم کے درمیان پل پر روک لیا جائے گا وہ ایک دوسرے سے ان زیادتیوں کا قصاص لیں گے جو دنیا میں کر چکے تھے جب وہ اس سے پاک صاف ہو جائیں گے تب انھیں جنت میں داخلے کی اجازت ملے گی۔

﴿قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِبَيْدِهِ لَا تَدْخُلُهُمْ بِمَسْكِنِهِ فِي الْجَنَّةِ أَكُلُ بِمَسْكِنِهِ كَانَ

فِي الدُّنْيَا

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنتی آدمی اپنے جنت کے مکان

سے اتنا واقف ہوگا کہ اتنا دنیا کے گھر سے بھی واقف نہیں تھا۔“

(الرقاق، باب القصاص يوم القيامة: ۴۵۳۵)

مسلمان کسی پر ظلم نہ کرے بلکہ اس کو ظلم سے بچائے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِي كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ»
 ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر خود ظلم کرے اور نہ ہی اسے کسی ظالم کے حوالے کرے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش میں ہوتا ہے تو اللہ بھی اس کی ضروریات پوری کرتا چلا جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانی کو دور کر دیتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم وَلَا يُسْلِمُهُ: ۲۴۴۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَنْصُرُ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا»

”اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! مظلوم کی تو ہم مدد کریں لیکن ظالم کی مدد کیوں کریں؟ رحمۃ

للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ»

”ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روک لینا اس کی مدد کرتا ہے۔“

(المظالم، باب أَعْنِ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا: ۲۴۴۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا:

۱) بیمار کو پوچھنے کے لیے جانا۔

۲) جنازہ پڑھنے جانا۔

۳) چھینکنے والے کا جواب دینا۔

۴) سلام کا جواب دینا۔

۵) مظلوم کی مدد کرنا۔

۶) دعوت قبول کرنا یا بلائے والے کو جواب دینا۔

۴ قسم ڈالنے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ (المظلّم، باب نصر المظلوم: ۲۴۴۵)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

«الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشْكُ بَعْضُهُ بَعْضًا»

”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مثل ہے کہ ہر اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی چلی جاتی ہے۔“ (یعنی مومن دوسرے مومن کو کمزور نہ کرے بلکہ اس کا تعاون کر

کے مضبوط کرے) (المظلّم، باب نصر المظلوم، ۲۴۴۶)

ظلم قابل گرفت گناہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ»

”ظلم قیامت کے دن کئی ظلموں (یا کئی اندھیروں) کی شکل اختیار کر جائے گا۔“ (المظلّم،

باب الظلم ظلمات يوم القيامة: ۲۴۴۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت یہ نصیحت بھی کی تھی:

«اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ»

”مظلوم کی بددعا سے بچ کر رہنا (یعنی کسی پر ظلم نہ کرنا کہیں مظلوم تجھے بددعا نہ دے دے

کیونکہ) مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا (یعنی مظلوم کی بددعا

قبول ہوتی ہے) (المظلّم، باب الاعتقاد والحل من دعوة المظلوم: ۲۴۴۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے (مسلمین) بھائی پر اس کی

عزت کے معاملے میں یا کسی اور معاملے میں زیادتی کی ہو تو وہ دنیا میں ہی اس سے معافی مانگ لے کیونکہ

قیامت کے دن بندے کے پاس نہ تو دینار ہوگا نہ درہم (بلکہ وہاں تو قصاص میں اعمال کام آئیں گے)

جس ظالم کے پاس نیک عمل ہوں گے تو اس کی زیادتی کے مطابق اس کے نیک عمل لے کر مظلوم کو دینے

جائیں گے اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(المظلّم، باب من كانت له مظلمة..... ۲۴۴۹)

اللہ کا فرمان ہے:

﴿إِنْ تَبْذُوا خَيْرًا أَوْ تَخْشَوْهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا﴾ (النساء: ۱۴۹)

”اگر تم بھلائی کو ظاہر کرو یا چھپائے رکھو یا کوئی برائی معاف کر دو تو بے شک اللہ (بھی اس کو) معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔“

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةً مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَى وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾ (الشوریٰ: ۴۱)

”برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے اور جو معاف کر دے گا اور اصلاح کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہوگا اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔“

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا کئی لوگوں سے (ذمین کا) جھگڑا تھا جب اس بات کا علم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہوا تو انھوں نے فرمایا:

﴿يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ﴾

”اے ابوسلمہ زمین سے بچ کر رہو۔“ کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

﴿مَنْ ظَلَمَ قَيْدَ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْضِ طَوْفَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ﴾

”جو شخص ایک ہاشت بھر زمین پر ناجائز قبضہ کر لے گا تو ساتوں زمینوں تک اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔“

(المظالم، باب اثم من ظلم شيئاً من الارض - ۲۴۵۳، ۲۴۵۴)

ایک روایت میں ہے کہ ساتوں زمینوں تک اسے دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دروازے کے پاس جھڑے کی آوازیں سنیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے (جب انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں میرے پاس جھڑنے والے لوگ آتے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ ہوشیار و چالاک ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچ بول رہا ہے (حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے) میں تو

اس کے بیان کے مطابق فیصلہ دے دیتا ہوں سن لو!

”فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا“

”جس کے حق میں میں نے کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر ڈالا تو وہ جہنم کا ٹکڑا ہوگا اب چاہے تو وہ چیز لے لے چاہے تو چھوڑ دے۔“

کسی جانور پر ظلم بھی جہنم کا اور احسان کرنا جنت کا باعث ہوتا ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی الشکین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَّابَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدْعُهَا فَاكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَوْصِ“

”ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی تھی اس نے بلی کو باندھ دیا پھر نہ تو اسے کھلایا پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا تھا کہ وہ زمین کی کیڑے کوڑے کھا لیتی۔“

(احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۳۴۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا (واقعہ یوں ہوا کہ) ایک عورت کا گزر کنویں کے اوپر سے ہوا وہاں ایک کتا پیاس کے مارے بڑپ رہا تھا وہ مرنے کے قریب تھا اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اسے اپنے دوپٹے سے باندھا اس سے پانی کھینچ کر کتے کو پلایا:

”فَغْفِرَ لَهَا بِذَلِكَ“

”اسے اس وجہ سے بخش دیا گیا۔“ (بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم: ۳۳۲۱)

لوٹڈی پر ہار چرانے کا الزام:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلے کی ایک حبشی لوٹڈی تھی انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ وہ بیان کرتی ہے کہ (ایک مرتبہ) اسی قبیلے کے لوگوں کی ایک لڑکی باہر نکلی اور اس نے سرخ چھوڑے والا جوہری ہار پہنا ہوا تھا۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے اس کو خود اتار دیا وہ اس سے گریزا۔ ایک چیل وہاں سے گزری اور اس نے اسے گوشت سمجھا اور جھپٹ

محکم دلائل کے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کر لے گئی۔ ان لوگوں نے ہار کو تلاش کیا لیکن وہ عدل کا تو اس کا الزام انھوں نے مجھ پر لگا دیا اور وہ لوگ میری تلاش لینے لگے یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کی بھی تلاش لی۔ وہ کہتی ہے کہ اللہ کی قسم میں ان کے پاس کھڑی تھی کہ اچانک جیل آئی اور اس نے وہ ہار پھینک دیا۔ وہ کہتی ہے کہ وہ ہار ان کے آگے آن گرا۔ میں نے کہا کہ یہی ہے وہ ہار جس کا الزام تم نے مجھ پر لگایا تھا، تم نے بدگمانی کی حالانکہ میں اس سے بری تھی دیکھو وہ ہار یہ رہا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اسلام قبول کر لیا تو مسجد میں اس کے لیے ایک خیمہ یا ایک چھوٹا سا حجرہ بنایا گیا تھا اور وہ میرے پاس آیا کرتی تھی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی اور میرے پاس وہ جب بھی آتی تو یہ ضرور کہتی:

وَقَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَايُظٍ وَتَنْبَهِ
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلَدَةٍ الْكُفْرِ أَنْجَانِي

”ہار والا دن ہمارے پروردگار کی عجیب قدرتوں میں سے ہے اسی سے اللہ تعالیٰ نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی۔“

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اس سے کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے کہ جب کبھی تم میرے پاس آتی ہو تو یہ (شعر) ضرور کہتی ہو تو اس پر اس نے مجھ سے مذکورہ قصہ بیان کیا۔
(الصلاة، باب نوم المرأة فی المسجد: ۳۴۹)

یہود نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا:

سیدنا سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محبہ بن مسعود بن زید خبیر گئے اور ان دونوں نبی ﷺ سے یہودیوں کی صلح تھی۔ پھر وہ دونوں (کسی ضرورت سے) جہاں ہو گئے تو جب محبہ۔ عبداللہ بن سہل کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت تھے، کسی نے ان کو قتل کر ڈالا تھا، خبیر محبہ نے ان کو دفن کیا پھر مدینہ میں آئے۔ عبدالرحمن بن سہل (عبداللہ بن سہل) مقتول کے بھائی اور محبہ اور ان کے بھائی حویصہ جو مسعود کے بیٹے تھے نبی ﷺ کے پاس گئے۔ عبدالرحمن نے گفتگو شروع کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: بڑے کو بولنے دو، بڑے کو بولنے دو۔ عبدالرحمن تینوں میں کسں تھے یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے تب محبہ اور حویصہ نے گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ تم قسم کھاؤ کہ عبداللہ

کو فلاں شخص نے مارا ہے اور قاتل پر اپنا حق ثابت کر لو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم کیسے قسم کھائیں؟ جب کہ ہم نے تو آنکھ سے (قاتل کو) نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر پری ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی کہ وہ تو کافر ہیں ہم ان کی قسموں پر کیسے اعتبار کریں؟ آخر یہودی نے قسمیں کھالیں تو نبی ﷺ نے عید الرحمن کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔

(الادب، باب اکرام الکبیر..... ۶۱۴۲)

قیامت کی چھ علامتیں:

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ (اس وقت) چڑے کے ایک خیمے میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: چھ باتیں قیامت سے پہلے ہوں گی (ان کو) یاد کر لو۔ ① میری موت ② پھر فتح بیت المقدس ③ پھر ایک پہادی جو تم میں اس طرح پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون کی (بیماری پھیلتی ہے) ④ مال کا بکثرت ہونا حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی تب بھی وہ ناخوش رہے گا۔ ⑤ پھر ایک فتنہ ہوگا کہ عرب کا کوئی گھراہیا نہ ہوگا کہ جس میں وہ داخل نہ ہو ⑥ پھر ایک صلح تمہارے اور عیسائیوں کے درمیان ہوگی اور وہ بے وفائی کریں گے اور اسی (جہ) جھنڈے نیلے تم سے لڑنے آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ (یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج)، (مجاہدو آخری دشمن کوئی ابھی باقی ہے)

(الجزية والمواعدة، باب ما يحذر من الغدر: ۳۱۷۶)

کسی جانور کو بے دردی سے مارنا سخت گناہ ہے:

سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک (طویل) روایت میں کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جنت میرے قریب ہوگئی تھی حتیٰ کہ اگر میں چاہتا تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہارے پاس تو لوگوں کے ساتھ؟ یا ایک ایک عورت پر میری نظر پڑی۔ مجھے خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حق میں ان لوگوں کے ساتھ؟ یا ایک ایک عورت پر میری نظر پڑی۔ مجھے خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حق کو ایک بلی نیچے مار رہی تھی میں نے کہا اس کو کیا ہوا؟ تو (فرشتوں) نے کہا:

﴿حَبَسْتُهَا حَتَّىٰ مَاتَتْ جُوعًا لَا أَطْعَمُهَا وَلَا أَرْسَلْتُهَا تَأْكُلُ﴾

”میں نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ یہ (عورت) نہ اس

کو کھلاتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے گہرے کھڑے (جیسے چوہے وغیرہ) کھا لیتی (حتیٰ کہ اسی حالت میں ملی مر گئی)

(الاخلاق، باب رفع البصر الى الامام في الصلاة: ۷۴۵)

کفار کا صحابہ رضی اللہ عنہم پر ظلم اور آپ ﷺ کی قنوت نازلہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر (رکوع سے) اٹھاتے تھے تو لا سمیع اللہ لمن حیمدہ رزقنا و لک الحمد کہتے تھے (اور) کچھ آدمیوں کے نام لے کر دعا کرتے تھے (اور) فرماتے تھے، اے اللہ! ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ریحہ اور کنز و مسلمانوں کو (کفار مکہ کے بچہ ظلم سے) نجات دے۔

”اللّٰهُمَّ اَشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرٍّ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سَبِيْنًا كَسَبْنِيْ يُوسُفُ“
”اے اللہ اپنا عذاب (قبیلہ) مضر پر سخت کر دے اور ان کو ایسی قحط سالی میں مبتلا کر دے جیسے یوسف علیہ السلام (کے دور) کی قحط سالی تھی۔“

اس وقت اہل مشرق میں سے (قبیلہ) مضر کے لوگ آپ ﷺ کے مخالف تھے۔

(الاخلاق، باب يهوى بالكبير: ۸۰۴)

ایک روایت میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے قنوت کے متعلق پوچھا کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رکوع سے پہلے ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے آپ ﷺ کے حوالے سے بتایا ہے کہ آپ نے کہا ہے آپ ﷺ نے کہ رکوع کے بعد (قنوت پڑھی تھی) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے، رسول اللہ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی تھی میں خیال کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو جو قاری (قرآن) کہلاتے تھے اور وہ ستر (۷۰) کے قریب تھے (نجد کے) مشرکوں کی طرف بھیجا تھا ان کے بعد رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح کا معاہدہ تھا (مگر ان لوگوں نے بدعہدی کی اور ان قاریوں کو بے وجہ قتل کر دیا) رسول اللہ ﷺ ایک مہینے تک ان کے لیے بدعا کرتے رہے۔ وظنون، باب القنوت قبل الفرج و بطلانہ: ۱۰۰۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی اور آپ ﷺ ”رعل“ ”ذکوان“ قبیلوں پر بدعا کرتے رہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قنوت مغرب اور فجر کی نماز

میں (پڑھی جاتی) تھی۔ (حدیث معذکورہ نمبر: ۱۰۰۳)

زکوٰۃ میں عمدہ مال وصول کر کے ظلم نہ کیا جائے:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اے معاذ! تم انہیں یہ بھی بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو مالداروں سے لے کر غریبوں پر صرف کی جائے گی۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو پھر

«فَاتِيَاكَ وَكَرَأْتُمْ أَمْوَالَهُمْ وَأَتَيْ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ»

”کہ تم ان کے عمدہ مال (زکوٰۃ کی شکل میں) وصول نہ کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس (کی بددعا) اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔“ (یعنی فورا قبول ہوتی ہے)

(العقازۃ باب بخت ابی موسیٰ و معاذ..... ۴۳۴)

فتنے کے وقت مصلحت پسندی اور حکمت:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے حکیم کعبے کی دیوار کی بابت پوچھا کہ کیا وہ بھی کعبہ کا حصہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کی کہ پھر لوگوں نے اس کو کعبہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچہ کم پڑ گیا تھا (اس سبب سے انہوں نے کعبہ میں شامل نہیں کیا) میں نے عرض کی کہ دروازے کا کیا معاملہ ہے؟ اس قدر اونچا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری قوم نے اس لیے کیا تاکہ جس کو چاہیں کعبہ کے اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں روک دیں پھر فرمایا:

«لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثٌ عَنْهُمْ فَأَجَابُوا أَنَّ تَنْكِرَ قُلُوبِهِمْ لَأَنَّ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فِي النَّبْتِ وَأَنَّ الصِّقَ بَابُهُ بِالْأَرْضِ»

”اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب تر نہ ہوتا اور مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دلوں کو برا معلوم ہو گا تو میں ضرور حکیم کو کعبہ میں داخل کر دیتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا (یعنی چمکٹ نہی کر دیتا)۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تمہاری قوم کا دور جاہلیت کے دور سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے (یعنی حلیم تو) اسی کو اسی میں دوبارہ شامل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا، ایک شرقی دروازہ اور ایک غربی دروازہ اور میں اس کو امیر الجیم ﷺ کی بنیادوں کے مطابق تعمیر کر دیتا۔

راوی کہتا ہے کہ اس حدیث رسول ﷺ کی بنیاد پر حضرت ابن زبیر نے کعبہ کو گرا (کر دوبارہ نبی ﷺ کی خواہش کے مطابق بنایا تھا لیکن بعد کے حکمرانوں نے اس بنیاد کو گرا دیا تھا)
(الحج، باب فضل مکہ، رقم: ۱۵۸۶، ۱۵۸۷)

کفار کا نبی ﷺ کے خلاف معاہدہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی سے اگلے دن یعنی گیارہ ذوالحجہ کو فرمایا جبکہ آپ ﷺ مٹی میں تھے۔ ہم کل انشاء اللہ خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ لگے جہاں مشرکوں نے کفر پر ہاشم معاہدہ کیا تھا یعنی حصب میں اتریں گے اور یہ واقعہ (کفر پر معاہدہ) اس طرح ہوا تھا کہ قریش نے اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب (یا راوی نے کہا کہ) بنی مطلب کے خلاف یہ معاہدہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ رشتہ نام نہ کریں گے۔ اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں گے حتیٰ کہ بنی ہاشم بنی ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔ (الحج، باب نزول النبی ﷺ بمکہ: ۱۵۹۰)

کافر نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو قرض ادا کرنے سے انکار کر دیا:

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دور جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا، میں اس کے تقاضے کے لیے عاص کے پاس آیا کرتا تھا۔ عاص نے (مجھ سے ایک مرتبہ کہا)
”لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ“

”میں تمہیں تمہارا قرض نہیں دوں گا حتیٰ کہ تم محمد ﷺ کے دین کا انکار کر دو۔“

میں نے کہا اگر اللہ تجھے موت دے اور مرنے کے بعد پھر تو زندہ کیا جائے۔ تب بھی میں محمد ﷺ (کی نبوت) کا انکار نہ کروں گا۔ عاص نے کہا کہ پھر تم مجھے چھوڑ دو حتیٰ کہ میں مر جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں کیونکہ اس وقت مجھے مال بھی ملے گا اور اولاد بھی ملے گی۔ میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر

(سورہ مزیم ۷۷-۸۷ کی) یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأَوْ تِينٌ مَّاءٌ ۚ وَلَدًّا ۖ أَطْلَعُ
الْغَيْبَ ۚ أَمْرٌ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝﴾

اے نبی ﷺ! کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے
کہ (اگر میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو) ضرور مجھ کو مال اور اولاد ملے گی۔ وہ
عیب پر مطلق ہو گیا ہے یا اس نے اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے؟

(البقرہ، باب ذکر القین: ۲۰۹)

یہودی نے لڑکی کا سر کچل دیا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا
(وہ موت کی شکل میں تھی)، اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے، کیا فلاں نے، حتیٰ کہ اس
یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پس یہودی پکڑ لیا گیا اور اس نے اقرار جرم
کیا۔ تب نبی ﷺ نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔

اولاد کے درمیان انصاف نہ کرنا صریح ظلم ہے:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کہ میرے والد نے مجھے بطور تحفہ ایک
غلام دیا تو (میری والدہ کا عمر بڑھ رہی تھی) میں نے اسے راضی نہیں ہونے کی جی کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس
پر گواہ بنا لو چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواح
(کے بطن) سے ہے، تحفہ دیا ہے لیکن میری اہلیہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنا لوں،
آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے اپنے سب لڑکوں کو اسی قدر دیا ہے؟ تو انہوں نے کہہ دیا جی نہیں
تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ﴾

”اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان انصاف کرتے رہا کرو۔“
نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ پھر میرے والد محترم جیسا اپنا تحفہ واپس لے لیا۔ ایک روایت



میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تُشْهِدُنِي عَلَى حَوْزٍ کہ تم مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔

ستر شہداء کی غرضیت جنہیں دھوکے سے قتل کر دیا گیا تھا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبیلہ بنی ہاشم کے کچھ لوگوں کو قبیلہ بنی عامر کی طرف ستر آدمیوں کے ساتھ (بطور سفارت کے) بھیجا۔ جب وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تو میرے ماموں (حرام بن ملحان) نے ان سے کہا کہ پہلے میں چاہتا ہوں، اگر وہ لوگ مجھے امن دے دیں حتیٰ کہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دوں (تو بہتر) ورنہ تم مجھ سے قریب رہنا (وقت پر میری مدد کرنا) چنانچہ وہ آگے بڑھے تو کافروں نے انہیں امان دی جبکہ وہ نبی ﷺ کا پیغام انہیں پہنچا رہے تھے، اچانک انہوں نے اپنے آدمی کی طرف اشارہ کیا اور اس نے انہیں نیزہ مارا اور آ رہا کر دیا تو انہوں نے کہا:

«اللَّهُ أَكْبَرُ فَرُثُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ»

”اللہ اکبر! تم ہے رب کعبہ کی میں تو کامیاب ہو گیا۔“

اس کے بعد وہ لوگ ان کے باقی ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو قتل کر دیا، مگر ایک لشکرے صحابی (بخاری) رہے جو پہاڑ پر چڑھ گئے تھے تو جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو خبر دی

«إِنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِي عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ»

”وہ لوگ (جن کو بطور سفارت کے بھیجا گیا تھا) سب اپنے پروردگار سے مل گئے وہ ان سے راضی ہے اور وہ سب اس سے خوش ہیں۔“

(اولین دور میں) ہم قرآن میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ (پھر منسوخ ہو گئیں)

(المغازی، باب غزوة الرجیع..... ورقم: ۴۰۹)

ایک شخص نے ایک شخص کا ہاتھ کاٹا دوسرے نے کھینچا تو دانت باہر نکل آئے:

سیدنا یحییٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو (غزوہ تبوک میں) اجرت پر رکھا تھا اس نے ایک شخص سے لڑائی کی ان میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ منہ میں لے کر چبانا شروع کر دیا۔ دوسرے نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اس کو دانتوں کی دیت یا قصاص نہ دنا یا اور فرمایا:

«أَيْدِفُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضِمُ كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ»

”کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رہنے دیتا کہ تو اس کو چباتا رہتا، جس طرح اونٹ گھاس کو

چباتا ہے۔“ (الاجارۃ، باب الاجیر فی الغزو: ۲۲۶۵)

ایک چیونٹی نے کسی نبی ﷺ کو کاٹ لیا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹ لیا تھا چیونیوں کو بل سے نکال کر جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کی طرف وحی کی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، تم نے (اس کے عوض) ایک ایسی جماعت کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کیا کرتی تھی۔

یتیم لڑکیوں سے انصاف کا حکم:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

﴿وَإِنْ حِفْظُهُمْ أَنْ لَا تَقْضُوا فِي الْيَتَامَى﴾

”اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے“

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اے میرے بھانجے! اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک یتیم عورت اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور اس کے مال میں شریک ہو تو اس کے ولی کو اس کی مالداری اور خوبصورتی پسند آئے اور اس سے نکاح کرنا چاہے اور اس کو مہر انصاف کے ساتھ (بھتا اس کو دوسرے لوگ دیں) نہ دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایسے لوگوں کو ایسی یتیم لڑکیوں کے ساتھ کہ جب تک ان کا پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ دیں نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو یہ حکم دیا گیا کہ تم ان یتیم عورتوں کے سوا اور جو عورتیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے نکاح کر لو۔ ام المومنین عائشہ نے فرمایا کہ چند آدمیوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی ﷺ سے ان عورتوں کے بارے میں فتویٰ لینا چاہا تو اللہ نے یہ آیت نازل کی:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ.....﴾ (النسا: ۱۲۷)

”آپ ﷺ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دوسری آیت میں جو یہ فرمایا:

﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾

”یعنی وہ یتیم عورتیں جن کا مال اور جمال کم ہو اور تم ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرو“
تو اللہ کا یہ حکم ہوا کہ جو عورتیں یتیم ہیں اور ان کی طرف بوجہ قلت مال اور کم خوبصورتی کے رغبت نہیں کرتے تھے، اگر ان کے پاس کثیر مال ہو تو ان سے نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں کہ ان کے مال اور مہر میں انصاف کرو۔ (التفسیر، النسائی، باب وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى: ۴۵۷۴)



تر بیت اولاد اہم فریضہ ہے

آپ ﷺ نے حضرت حسن کے منہ سے کھجور نکلوا دی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوریں کھتے ہی آنے لگتیں۔ کبھی یہ شخص اپنی کھجوریں لیے آ رہا ہے کبھی وہ اپنی کھجوریں لیے آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ کھجوروں کے انبار آپ ﷺ کے سامنے لگ جاتے تھے۔ (ایک دن) حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک نے ایک کھجور کا دانہ لے کر اپنے منہ میں ڈال لیا تو رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑ گئی تو (فورا) وہ کھجور ان کے منہ سے نکال لی اور فرمایا:

«أَمَّا عَلِمْتُ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ»
 ”کیا تم نہیں جانتے کہ آل محمد ﷺ صدقہ نہیں کھایا کرتے۔“

(الزكاة باب اخذ صدقة التمر عند صرام..... ۱۴۸۵)

بچوں سے پیار و محبت کرنا سنت نبوی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی رحمت ﷺ نے حضرت حسن کا بوسہ لیا اور حضرت اقرع بن حابسؓ، ہیں موجود تھے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی بھی ان کا بوسہ نہیں لیا نبی مکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

«مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمْ»

”جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔“ (الادب، باب رحمة الولد..... ۵۹۹۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا آپ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ ہم تو بچوں کا بوسہ نہیں لیتے۔ نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَوْ أَمَلِكُ لَكَ إِذَا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ»

”اگر اللہ نے تیرے دل سے رحم کو نکال لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟“ (حوالہ مذکور..... ۵۹۹۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ایک ران پر مجھے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھاتے تھے اور ہمیں اپنے ساتھ ملا لیتے اور فرماتے تھے:

«اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أُرْحِمُهُمَا»

”اے اللہ میں ان سے شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر رحمت کر دینا۔“

(الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ..... ۶۰۰۳)

بچوں کو دینی تربیت دینا، سیرت نبوی اور اسوہ صحابہ ہے:

حضرت ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دس محرم کی صبح کو انصار کے گھلوں میں پیغام بھیجا کہ جس نے آج صبح روزہ نہیں رکھا تھا وہ روزہ رکھ لے اور جس نے روزہ صبح رکھ لیا تو وہ اپنا روزہ جاری رکھے۔ حضرت ربیع فرماتی ہیں:

«فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدَ وَنُصُومُ صَبِيَّانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللَّعْبَةَ مِنَ الْعِهَنِ»

”اس کے بعد ہم دس محرم کا خود بھی روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے

تھے اور کپاس کی گڑیاں ان کے لیے بنا لیتے تھے، جب بچہ کھانے کے لیے روتا تو ہم وہ

گڑیاں ان کو دے کر ان کا دل بہلاتے تھے حتیٰ کہ افطاری کا وقت ہو جایا کرتا تھا۔“

(الصوم، باب صوم الصبيان: ۱۹۲۰)

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ابھی بچہ تھا اور نبی کریم ﷺ کی پرورش میں تھا (کھانا کھاتے وقت) میرا ہاتھ پورے پیالے میں گھومتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

«غُلَامُ سَمِعَ اللَّهَ وَكُلُّ يَمِينِكَ وَكُلُّ مِثْلِكَ»

”بیٹا بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔“

اس کے بعد میں آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر کھانا کھایا کرتا تھا۔

(الاطعمة، باب التسمية على الطعام: ۵۳۷۶)

بچوں کو بری صحبت سے بچانا چاہیے:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد عربی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

«مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوِّءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكَيْسِ.....»

”نیک اور اچھے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے کی طرح اور برے دوست کی مثال بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہے کستوری اٹھانے والے سے دوستی ہوگی وہ یا تو تجھے کستوری تھنے میں دے دے گا یا تو اسے خرید لے گا ورنہ کم از کم اس سے تجھے خوشبو تو آئے گی۔ اور بھٹی میں پھونکنے (والے سے دوستی ہوگی تو وہ) یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا کم از کم اس سے تجھے دھواں اور بد بو تو ضرور آئے گی۔“

(الذبائح والصيد: باب الممسك: ۵۵۳۴)

(یعنی اچھے دوست سے کچھ نہ کچھ اچھائی حاصل ہوتی ہے اور برے دوست سے کچھ نہ کچھ نقصان ضرور پہنچتا ہے۔)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں خاندان والے میرے دوست نہیں ہیں بلکہ میرے دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک مومن لوگ ہیں۔

بچوں کی تربیت کے لیے تجربہ کار عورت سے نکاح:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ مجھ سے رسول مکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے شادی کی ہے میں نے کہا، ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کنواری سے یا رنڈی بیوہ سے؟ میں نے عرض کی رنڈی بیوہ سے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی وہ تجھ سے دل لگی کرتی اور تو اس سے دل لگی کرتا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والد گرامی احد میں شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے نو بیٹیاں (ایک روایت میں چھ بیٹیوں کا ذکر ہے) چھوڑیں تو مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ ان جیسی ایک اور غیر تجربہ کار عورت کو گھر میں لے آؤں بلکہ میں نے اس (تجربہ کار) عورت سے نکاح کیا جو ان کی کنکھی کرے اور ان کی گھرائی اور تربیت کرے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا تم نے بالکل درست کیا۔ (الوکلاء، باب اذا وَكَلْتَ رَجُلًا..... ۲۳۰۹)

بچوں کے اخراجات کا مالک اور رازق اللہ ہی ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ“

”تو اس کے ساتھ شریک بناتا پھرے، حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں نے کہا پھر کونسا گناہ بڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ»

”کہ تو اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر ڈالے کہ کہیں وہ تیرے ساتھ نہ کھانے لگے۔“

(الادب، باب قتل الولد خشية..... ۶۰۰۱)

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ
بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ
إِيَّاهُمْ﴾ (الانعام: ۱۵۱)

”آپ انھیں کہیں آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناتا ہوں جو تم پر تمہارے رب نے
حرام کی ہیں تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین سے احسان کرتے رہو
(ان سے بدسلوکی نہ کرو) اور بھوکوں مرنے کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو کیونکہ تمہیں
اور تمہاری اولاد کو رزق ہم ہی دیتے ہیں۔“

﴿وَكَايُنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ﴾ (العنکبوت: ۶۰)

”بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزہ اٹھائے نہیں پھرتے ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ
ہی رزق دیتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

(مذکورہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ سب کا خالق اور رزق رساں اللہ تعالیٰ ہے جو لوگ
وسائل کی کمی کا ڈھنڈورا پیٹ کر لوگوں کو کافروں کے دیے ہوئے منصوبے (خاندانی منصوبہ بندی) کا پرچار
کرتے نظر آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی بجائے اپنے کو یا سر پرستوں کو رازق سمجھ بیٹھتے ہیں اور
یہ شرک ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے پڑھیں ہماری کتاب ہماری اولادیں نافرمان
کیوں؟ (ابو یاسر)



برالوالدین

انسان کے لیے والدین کا زندہ ہونا بہت بڑی برکت اور اللہ کا احسان ہوتا ہے والدین کی قدر چاہ کر پوچھو ان سے جن کے والدین فوت ہو گئے ہیں ان کا نہ کوئی کمانے والا نہ سنبھالنے والا ان کے لیے دنیا ویران ہے اس لیے اللہ پاک اپنے بندوں کو ان سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور والدین سے اچھا سلوک کرنا (اسی طرح) قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، قریب کے یروسی دور کے یروسی (یا اجنبی یروسی) پہلو میں بیٹھے ساتھی مسافر اور اپنے مملوک (غلام لونڈیوں) کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا (اللہ کریم کا حکم ہے)۔“

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (العنکبوت: ۸)

”ہم نے انسان کو اس کے والدین سے اچھے برتاؤ کرنے کی تاکید کی۔“

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَخَفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳-۲۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”آپ ﷺ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں (اور وہ تیرے مزاج کے خلاف کوئی کام کر بیٹھیں تو) انھیں اف تک نہ کہنا اور انھیں ہرگز نہ ڈانٹنا اور ان کو اچھی بات کہا کر اور ان کے آگے عاجزی کا بازو جھکا کر رکھنا اور (ان کے لیے یہ دعا) کیا کر کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انھوں نے مجھے بچپن میں پیار و محبت سے پالا تھا۔“

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصْلُ فِي عَامَيْنِ أَنَا اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۱۴)

”اور ہم نے انسان کو والدین سے اچھے برتاؤ کرنے کی تاکید کی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تھا تھک کر (مدت حمل) اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوتا ہے (یہ تاکید بھی کی) کہ تو میرا اور اپنے والدین کا حق مان۔“

احادیث کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ کہ کونسا عمل سب سے زیادہ اللہ کے ہاں محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا میں نے کہا پھر کونسا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے نیک برتاؤ کرنا، میں نے کہا اس کے بعد کونسا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔ (الجہاد باب فضل الجہاد والسير: ۲۷۸۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کائنات ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی تیری ماں اس نے کہا، اس کے بعد کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی تیری ماں اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تیرا باپ ہے۔

(الادب، باب مناقب الناس، بحسن الصحبة: ۵۹۷۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكِبَائِرِ أَنْ يُلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ ”کیمرہ گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ) یہ کسی دوسرے کے والد کو گالی دے پھر وہ اس کے والد کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ شخص اس کی ماں کو گالی نکالے۔

(الادب، باب لا یسب الرجل والذین: ۵۹۷۳)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں کا نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، ہاں یا رسول اللہ بتائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«الْأَشْرَکُ بِاللّٰهِ وَ عُقُوۡقُ الْوَالِدَیْنِ.....»

”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا.....“

(الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر: ۵۹۷۶)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوۡقُ الْأُمّهَاتِ وَ مَنَعًا وَ هَاتِ وَ وَأَدَ الْبَنَاتِ

وَ کَرِهَ لَکُمْ قِیْلَ وَ قَالَ وَ کَثْرَةُ السُّوَالِ وَ إِضَاعَةُ الْمَالِ»

”اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور منع و حات (دینے میں کھل اور لینے میں حرص

کرنا) اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کر دیا ہے اور قیل قال (بے ثبوت باتیں) اور

کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔“ (الادب، باب مذکور: ۵۹۷۵)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں جہاد کرنا

چاہتا ہوں آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا، ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”فَفِیْہِ مَا فَجَّاهِدَ“ پھر جاؤ ان کی خدمت کر کے جہاد کرو۔ (جب والدین کا ایک بیٹا ہو اور وہ بوڑھے ہوں

انہیں خدمت کی حاجت ہو تو جہاد سے بہتر یہ ہے کہ انسان والدین کی خدمت کرے ورنہ جہاد افضل ہے)

(الجهاد، باب الجهاد باذن الابوين: ۳۰۰۴)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کائنات ﷺ نے فرمایا:

«لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ»

”رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔“

(الادب، باب اثم القاطع: ۵۹۸۴)



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُسَيِّطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي آثَرِهِ فَلْيُصِلْ رَحِمَهُ»
 ”جو چاہے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو وہ رشتہ داری کو ملائے۔“
 (الادب، باب من يُسَيِّطُ لَهُ فِي الرِّزْقِ ۵۹۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي، وَلَكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَّهَا»

”رشتہ داری ملانے والا وہ نہیں ہوتا جس سے رشتہ داری ملائی جائے اور اس کے بدلے میں رشتہ داری ملائے بلکہ رشتہ داری ملانے والا تو وہ ہوتا ہے کہ رشتہ دار اس سے تعلق کاٹیں اور یہ جوڑتا چلا جائے۔“ (الادب، باب ليس الواصل بالمكافي: ۵۹۹۱)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری والدہ (قیلہ بنت عبد العزی) میرے پاس (مدینے میں) آئی اور وہ (میری صلہ رحمی کی) خواہشمند تھی (یا یہ مقصد ہے کہ وہ اسلام سے روگردانی کرنے والی تھی) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی (کافر) ماں سے اچھا برتاؤ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں (اس سے بھی اچھا برتاؤ کرو)

ابن عبیدہ فرماتے ہیں کہ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی:

﴿لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ لَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَ تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الممتحنہ: ۸)

”اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے لڑائی نہیں کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا تھا بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ (الادب باب صلة الوالد المشرك: ۵۹۷۸)

حضرت ابو شریح فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

«وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ.....»

”اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کون شخص یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

«الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَاقِعَهُ»

”جس کی شرارتوں سے اس کے مسائے محفوظ نہ ہوں۔“

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ.....»

”جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مسائے کا احترام کرے۔“

(الادب، باب اثم من لا يأمن جاره بواقعه: ۶۰۱۶)

ماں کی نافرمانی کرنے والا ولی آزمائش میں :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام، دوسرے (بچے کا واقعہ یوں ہے) بنی اسرائیل میں جرتج نامی ایک شخص تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو جواب دوں؟ (لہذا جواب نہ دیا ایسا تین بار ہوا) اس کی ماں نے کہا:

«اللَّهُمَّ لَا تُعِثَّهُ حَتَّى تُرِيَهُ وَجُوهَ الْمُؤْمِسَاتِ»

”یا اللہ! یہ اس وقت تک نہ مرے جب تک بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے

اس کا سابقہ پڑے)۔“

پھر ایسا ہوا کہ جرتج اپنے عبادت خانہ میں تھا کہ ایک (فاحشہ) عورت آئی اور جرتج سے بدکاری کرانا چاہی، لیکن جرتج نہ مانا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی، اس سے منہ کالا کیا اور ایک حرامی لڑکا جنا۔ لوگوں نے پوچھا یہ لڑکا کہاں سے لائی ہے؟ اس نے کہا کہ یہ جرتج کا ہے لوگ یہ سن کر بہت فحش ہوئے کہ ایسا عابد ہو کر بدکاری کرتا ہے۔ انہوں نے آکر اس کے عبادت خانہ کو توڑ ڈالا۔ اسے پیچھے اتار دیا اور گالیاں دیں۔ جرتج نے وضو کیا، نماز پڑھی، پھر اس بچے کے پاس آیا (جو پیدا ہوا تھا) اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا چرواہا۔ اب لوگوں نے (شرمندہ ہو کر) کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنادیتے ہیں اس نے کہا نہیں مٹی سے بنادو۔

اس طرح بنی اسرائیل کی ایک خاتون اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس نے میں وہاں سے ایک خوبصورت شغل و لباس والا شخص گزرا تو عورت نے کہا:

«اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ»

”اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دیتا۔“

تو بچے نے پستان چھوڑا اور سوار شخص کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر وہ دودھ چوسنے لگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کی نقل اتارتے ہوئے انگلی کو چوس رہے ہیں پھر ایک لونڈی کا گزر ہوا (جسے لوگ مار رہے تھے) تو ماں نے کہا:

«اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ»

اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا بچے نے یہ سن کر پستان چھوڑ دیا اور کہنے لگا:

«اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا»

”اے اللہ مجھے اسی جیسا ہی بنانا۔“

ماں نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے کہا:

«الْأَرَاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَ هَذِهِ الْأَمَةُ يَقُولُونَ سَرَقَتْ زَيْنَتٍ وَلَمْ تَفْعَلْ»

”سوار آدمی جابر متکبر شخص تھا جبکہ لونڈی کے متعلق لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے چوری اور بدکاری کی ہے حالانکہ اس نے چوری اور بدکاری نہیں کی۔“ (احادیث الانبیاء، باب قوله

نعالی ﴿وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ مَرْثَمَهُ..... ۳۴۳۶﴾

غار والمولود کا واقعہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (ایک ساتھ کام کے لیے) چلے حتیٰ کہ وہ رات کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے (اتفاقاً) ایک پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پتھر سے ہمیں کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی نجات کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ تم

اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا تھا اور نہ لونڈی غلاموں کو۔ ایک دن اتفاق سے کسی کام میں مجھ کو دیر ہوگئی تھی کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سوچکے تھے لہذا میں نے ان کے لیے شام کا دودھ دودھا اور برتن ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس آیا تو میں نے ان کو سوتا ہوا پایا تو مجھے یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ میں ان سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں۔ اس لیے میں ٹھہر گیا اور (دودھ کا بھرا ہوا) پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی تب وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ صبح کے وقت پیا۔

«فَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا»

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کی وجہ سے جس پریشانی میں ہم ہیں اس سے ہمیں نجات دے۔ چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا۔ مگر وہ ابھی اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے برے کام کی خواہش کی مگر وہ نہ مانی حتیٰ کہ ایک سال جب قحط پڑا تو اس کو کچھ ضرورت پیش آئی تو وہ میرے پاس آئی اور میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھے اپنی ذات پر برائی کا موقع دے گی۔ اس نے اس (شرط کو مجبوراً مان لیا) حتیٰ کہ جب مجھے اس پر کنٹرول حاصل ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ میں تیرے لیے اس بات کو جائز نہیں سمجھتی کہ تو مہر (پردہ بکارت) کو ناحق توڑے اے اللہ پاک میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ہم بستری کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا حالانکہ وہ تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی اور میں نے جس قدر اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی واپس نہ لیں۔ اے اللہ! میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ وہ پتھر مزید ہٹ گیا۔ مگر اب بھی وہ اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔ اب تیسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور انہیں ان کی مزدوری دے دی تھی۔ سوائے ایک شخص کے کہ اس نے اپنی مزدوری نہ لی اور (ناراض ہو کر) چلا گیا۔ تو میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ حتیٰ کہ بہت مال اس سے حاصل ہو گیا۔ وہ کافی عرصے کے بعد میرے پاس

آپا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے اس سے کہا کہ جس قدر اونٹ اور گائیں، بکریاں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری کے ہیں۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور ان کو ہانک کر لے گیا، ایک چیز بھی ان میں سے نہ چھوڑی۔ اے اللہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس سے باہر نکل (کر اپنے کام کو چل دیے)

(احادیث الانبیاء: باب حدیث الغار: ۳۴۶۵)



حب رسول ﷺ

اللہ کے نبی ﷺ کی محبت ایمان کا جزو ہے اس کے بغیر انسان ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَحِبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ »

”تم میں سے کوئی تب تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے ہاں اس کے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارا (محبوب) نہ ہو جاؤں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے محبت کیا کرتے تھے۔“

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے جو لوگ نہ آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرتے ہیں نہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتے ہیں، وہ عشق رسول کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ وہ غلط فہم پر چل رہے ہیں۔
(الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان: ۱۵)

آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو قلاں تیر چلاؤ:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں پر گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسماعیل کے بیٹا! تیر چلاؤ کیونکہ تمہارے دادا تیر انداز تھے (آپ ﷺ نے ایک گروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) میں اس جماعت کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسری جماعت والوں نے ہاتھ روک لیے (تیر چلانا بند کر دیے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تیر کیوں نہیں چلا رہے؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیسے تیر اندازی کریں آپ تو ان کے ساتھ ہو گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔

(الجهاد، باب التحريض على الرمي ۲۸۹۹)

صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا جوٹھا خود پیا:

سیدنا اہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک پیالہ (پانی) لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ اور آپ ﷺ کے داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو تمام لوگوں میں چھوٹا تھا اور معمر بوزھے سب آپ ﷺ کے ہائیں طرف تھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اے بچے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟ اس نے کہا

”وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا“

”یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کا بچا ہوا اپنے سوا کسی کو نہ دوں گا چنانچہ آپ ﷺ نے

وہ اسی کو دے دیا۔“ (المظاہم، باب اذا اُخَان لَهُ لَوْ اَخْلَعَتْ... ۲۴۵۱)

نبی ﷺ کی اونٹنی مغلوب ہو گئی صحابہ کو اس پر رنج ہوا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی اونٹنی جس کا نام عصفاء تھا، کوئی اونٹنی اس کے آگے نہ بڑھ سکتی تھی۔ ایک اعرابی نوجوان اونٹ پر سوار آیا اور وہ اس سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو یہ بات بہت شاق گزری جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”حَقُّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْتَفَعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ“

”اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا بھر کی جو چیز بلند ہو اس کو پست (بھی) کر دے۔“

(الجهاد، باب ناقة النبی ﷺ: ۲۸۷۱)



اللہ کے چند نافرمان

اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کا انجام برا ہوتا ہے ان کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چند اللہ کے دشمنوں کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

ابو جہل کو دو کم سن لڑکوں نے قتل کیا:

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن مجاہدین کی صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنی دائیں بائیں جانب نظر کی تو مجھے انصار کے دو کم سن لڑکے دکھائی دیے تو میں نے تمنا کی کہ کاش! میں ان (انصار) میں سے طاقتور (شہسواروں) کے درمیان ہوتا۔ خیر مجھے ان میں سے ایک نے دہایا اور کہا:

«يَا عَمَّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟»

”اے چچا! کیا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو؟“

میں نے کہا ہاں لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْمَلُ مِنَّا»

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو پھر میرا جسم اس کے جسم سے الگ نہیں ہوگا حتیٰ کہ ہم میں سے پہلے جس کی موت مقدر میں ہوگی وہ مر جائے تو میں نے اس بات سے تعجب کیا پھر مجھے دوسرے نے دہایا اور اسی قسم کی گفتگو کی۔ پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر لگا رہا ہے۔ میں نے کہا دیکھو وہ رہا وہ شخص جس کے متعلق تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور اسے مارا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے اور آپ ﷺ کو جا کر بتایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر دی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی تلواروں کو

دیکھا تو فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے مگر اس کا اسباب معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا اور وہ دونوں لڑکے معاذ بن عفرہ اور معاذ بن عمرو بن جموح کے بیٹے تھے۔

(فرض الخمس، باب من لم يُخَمَّسْ الاسلام: ۳۱۴۱)

ایک روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (بدر کے دن) فرمایا: کون ابو جہل کی خبر لائے گا؟ تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے تو اسے (اس حال میں) پایا کہ عفرہ کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا کہ وہ مرنے کے قریب تھا، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو ہی ابو جہل ہے؟ اور اس کی داڑھی پکڑ لی تو اس نے کہا: «وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ» بھلا مجھ سے بڑھ کر وہ کون شخص ہے جسے تم نے قتل کیا یا یوں کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کون ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟

(المغزى، باب قتل ابی جہل: ۳۹۶۲)

کفار مکہ کے سردار بدر کے کنویں میں:

سیدنا ابوطمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے ایک گندے اور ناپاک کنویں میں پھینکنے کا حکم فرمایا اور نبی ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی قوم پر غلبہ پاتے تو تین راتیں اسی مقام پر ٹھہرے رہتے تھے جب بدر میں (رہتے ہوئے) تیسرا دن تھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا: تو آپ ﷺ کی اونٹنی پر پالان کسی گئی پھر آپ ﷺ چلے اور آپ ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ سمجھے کہ آپ ﷺ کوئی کام جارہے ہیں لیکن آپ ﷺ اس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور کفار قریش کو ان کے اپنے نام اور ان کے باپوں کے نام سے پکارنے لگے۔ ”اے فلاں کے بیٹے فلاں! اے فلاں کے بیٹے فلاں! کیا اب تمہیں یہ اچھا معلوم ہو رہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے“ سنو!

«فَانَا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا»

ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا ہم نے پایا، کیا تم سے بھی تمہارے رب نے (عذاب اور نکلت کا) جو وعدہ کیا تھا تم نے اسے سچا پایا ہے؟ سیدنا ابوطمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا»

”یا رسول اللہ! آپ ﷺ ان جسموں سے باتیں کرتے ہیں جن میں روح (موجود) نہیں ہے؟“

تو رسول اللہ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِي مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ بِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ»

”اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان (کافروں) سے زیادہ نہیں سن رہے۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے اور ان کو ذلت و رسوائی اور حسرت اور عداوت کا احساس دلانے کے لیے اس وقت زندہ کر دیا تھا۔

(المغازی، باب قتل ابی جہل: ۳۹۷۲)

کعب بن اشرف کا قتل:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے، اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بڑی تکلیف دی ہے۔ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے مار ڈالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ ﷺ پر کوئی جھوٹ موٹ بات بتاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص (یعنی محمد ﷺ) نے ہم سے صدقہ مانگ کر ہمیں ستارکھا ہے، میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب نے کہا کہ ابھی تو ابتداء ہے۔ اللہ کی قسم! آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہوگی۔ وہ بولے کہ خراب تو ہم اس کا اتباع کر چکے، اب ایک دم چھوڑنا تو اچھا نہیں لگتا، ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خیر میں آپ کے پاس ایک یا دو دن قرض لینے آیا ہوں، کعب بن اشرف نے کہا کہ قرض دوں گا مگر آپ میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔

انہوں نے فرمایا کہ تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے گروی رکھ دیں؟ کیونکہ تو عربوں میں بے انتہا خوبصورت ہے۔ کعب نے کہا تو پھر اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو۔ وہ کہنے لگے بھلا ہم انہیں کیسے گروی رکھیں؟ جو ان سے لڑے گا تو وہ یہ طعنہ دے گا کہ تو ایک دن یا دو دن قرض کے عوض گروی رکھا گیا تھا اور یہ ہمارے لیے عار ہے، لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے۔ پھر انہوں نے کعب سے دوبارہ

ملنے کا وعدہ کیا اور پھر وہ رات کے وقت کعب کے پاس آئے اور اپنے ساتھ کعب کے دودھ شریک بھائی حضرت نائلہ کو لے آئے، کعب نے انہیں قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر ان کے پاس آنے لگا۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ کعب نے جواب دیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلارہے ہیں (ڈرنے کی کوئی بات نہیں) بیوی نے کہا کہ مجھے اس آواز سے خون کی بو آرہی ہے۔ کعب نے کہا (ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ آنے والے) یہ صرف میرے دوست محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہیں اور معزز آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو فوراً آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے (ابو عمر کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ) ابو عیسٰی بن جبیر اور حارث بن اوثان اور عباد بن بشر (رضی اللہ عنہم) تھے (عمرو) فرماتے ہیں کہ جن دو آدمیوں کو وہ ساتھ لائے تھے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو گے کہ میں نے اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم جلدی سے اسے مار ڈالنا۔ (ایک دفعہ راوی عمرو نے) کہا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔ الغرض جب کعب ان کے پاس چادر سے سر لپیٹے ہوئے آیا اور خوشبو میں خوب مہک رہا تھا۔ تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آج کی خوشبو سے اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے پاس عرب کی عورتوں میں سب سے زیادہ معطر رہنے والی اور سارے عرب کی باکمال عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سونگھایا۔ انہوں نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ مجھے پھر (دوبارہ سونگھنے کی) اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ چنانچہ جب سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے سر سے مضبوط پکڑ لیا تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مار ڈالو۔ اور انہوں نے کعب بن اشرف کو مار ڈالا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی آ کر خوشخبری سنائی۔

(المغازی، باب قتل کعب بن الاشرف: ۴۰۳۷)

ابو رافع یہودی کا قتل:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند انصار کو ابو رافع یہودی کے قتل کرنے کے لیے بھیجا اور ان پر سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو سخت ایذا

دیا تھا اور آپ ﷺ کو تکلیف دینے پر کمر بستہ رہتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی سپورٹ کیا کرتا تھا اور وہ اپنے اس قلعے میں جو حجاز میں تھا، رہتا تھا۔ جب یہ مذکورہ صحابہ اس کے قریب پہنچے، اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے موشیوں کو شام کے وقت واپس لا چکے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عقیلؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھو، میں جاتا ہوں، اور دربان سے مل کر قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں، پھر وہ قلعہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے، پھر اپنے آپ کو کپڑے میں اس طرح چھپایا، جیسے کوئی تھنائے حاجت کے لئے بیٹھا ہے۔ قلعہ والے اندر جا چکے تھے۔ دربان نے عبداللہ کو آواز دی اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ، کیونکہ میں دروازہ بند کرتا ہوں، میں اندر چلا گیا۔ جب سب آپکے، دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھوٹی پر لٹکا دیں۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے چابیاں لے کر دروازہ کھولا، ابورافع کے پاس داستان گویاں ہوا کرتی تھیں اور وہ اپنے بالا خانے پر رہتا تھا۔ جب اس کے پاس سے کہانی گو لوگ چلے گئے تو میں بالا خانے پر چڑھا، میں جب کوئی دروازہ کھولا تو اندر کی جانب سے بند کر لیتا اور (اپنے دل میں کہتا کہ) اگر لوگ مجھ سے واقف بھی ہو جائیں گے تو مجھ تک ابورافع کے مارنے سے پہلے نہ آسکیں گے، جب میں اس کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے مکان میں اپنے بچوں میں سو رہا تھا۔ مجھے اس کا ٹھکانہ معلوم نہ تھا میں نے اسے ابورافع کہہ کر آواز دی، اس نے جواب دیا کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا لار آواز پر تلواریں لیک چوٹ، لٹکی، میرا دل دھک دھک کر رہا تھا کیونکہ میرا دل خالی کیا تھا اور وہ چلانے لگا تھا۔ میں مکان سے نکل کر تھوڑی دیر بعد لکھنؤ اندر گیا اور میں نے (آواز بدلی کر) کہا کہ اے ابورافع! یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے کہا کہ تیری ماں پر مصیبت پڑے، کسی نے ابھی ابھی مجھے تلواریں دی ہیں، یہ سنتے ہی میں نے ایک بڑا وار کیا اگرچہ اب اس کو کاری زخم آچکا تھا لیکن وہ مرا نہیں تھا آخر میں نے تلواریں لوٹ اس کے پیٹ پر رکھی اور زور سے دبا یا تو تلواریں اس کی پیٹھ سے آر پار ہو گئی، جب مجھے یقین ہوا کہ میں اپنے اس کو مار دیا ہے تو پھر میں ایک ایک دروازہ کھولا ہوا، بیڑیوں پر پہنچ کر نیچے اتر رہا تھا، میں نے سمجھا کہ اب زمین آگئی ہے، چاندنی رات میں (وجہ سے) نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں اسے اپنے اعصاب سے پٹی باندھ کر نکلا اور دروازہ پر یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ آج رات اس وقت تک نہ نکلوں گا جب تک میں یہ نہ جان لوں کہ کیا میں

نے اسے قتل کر دیا ہے یا نہیں؟۔ جس وقت مرغ نے اذان دی تو اس وقت موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا میں ابو رافع، اہل حجاز کے سوداگر کے مرنے کی خبر سنانا ہوں۔ پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے آکر کہا کہ جلدی چلو، اللہ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آکر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔

‘فَيَسِطُ رَجُلِي فَمَسَحَهَا فَكَانَ مَالِي أَسْتَبْكُهَا’

”میں نے اپنا پاؤں پھیلا یا تو آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسا سحرست ہو گیا جیسے مجھے کبھی اس کی تکلیف ہی نہ تھی۔“ (المغازی، باب قتل ابی رافع۔ ۴۰۳۹)

یمن میں ایک مرتد پر معاذ کا گزر اور اس کے قتل کرنے کا حکم:

سیدنا ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور سیدنا معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ہر ایک کو یمن کے ایک ایک حصے پر حاکم مقرر کیا اور یمن کے دو حصے تھے پھر فرمایا:

‘فَيَسِّرُوا وَلَا تُعْسِرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا’

”تم لوگوں پر آسانی کرنا، سختی نہ کرنا اور انہیں خوش کرنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔“

دونوں اپنی اپنی ڈیوٹی پر چلے گئے۔ (ابو بردہ) فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو کوئی اپنے علاقے کا گشت کرتے کرتے دوسرے ساتھی کے قریب پہنچا تو ضرور ملاقات کر کے جاتا تھا۔ ایک دفعہ سیدنا معاذؓ اپنے اس علاقے میں گئے جو کہ ان کے ساتھی سیدنا ابوموسیٰؓ کے علاقے کے قریب تھا، سیدنا معاذ بن جبلؓ اپنے خچر پر سوار ہو کر سیدنا ابوموسیٰؓ کے پاس آئے، وہ بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے تو سیدنا معاذؓ نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو گیا ہے۔ سیدنا معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ جب تک یہ قتل نہ کیا جائے گا۔ میں خچر پر سے ہرگز نہ اتروں گا۔ سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا کہ یہ قتل کیے جانے کے لیے ہی پکڑ کر لایا گیا ہے لہذا تم اتر آؤ۔ وہ بولے کہ میں تو اس کے قتل کیے جانے سے پہلے ہرگز نہ اتروں گا۔ پھر سیدنا ابوموسیٰؓ نے حکم دے کر اسے قتل کر دیا۔ تب وہ اترے اور ابوموسیٰؓ سے پوچھا کہ اے عبداللہ! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ

معاذ رضی اللہ عنہ! تم قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہو؟ وہ بولے کہ میں اول رات میں سو جاتا ہوں پھر حسب معمول سو کر اٹھتا ہوں اور جس قدر اللہ کو منظور ہوتا ہے پڑھ لیتا ہوں اور میں سونے کا بھی عبادت کے برابر ثواب سمجھتا ہوں۔ (مسند ابی موسیٰ و معاذ..... ۴۳۴)

قوم شمود کا بد بخت ترین شخص:

سیدنا عبداللہ بن زمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا اور آپ ﷺ نے (خطبہ میں بغیر صالح ﷺ کی) اونٹنی کا اور جس نے اسے قتل کیا تھا اس کا ذکر فرمایا: پھر فرمایا: ﴿إِذَا أَنْبَعَتْ أَشَقُّهَا﴾ جب ان میں سے ایک نہایت بد بخت اٹھا (التفسیر: ۱۲) کی تفسیر یہ فرمائی کہ اس اونٹنی کو (قتل کرنے کا وعدہ) ایک ایسے شخص نے اٹھایا جو ابو زمرہ کی طرح اپنی قوم میں قوی زبردست تھا اور وہ شخص بڑا خبیث اور بد بخت تھا پھر عورتوں کا ذکر فرمایا: کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے کہ اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوٹے سے مارے اور پھر شام کو ہی اس سے ہم بستر ہو۔ پھر لوگوں کو ہوا خارج کرنے پر ہنسنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: ایسے کام پر جو لوگ خود بھی کرتے ہیں، اس پر کیوں ہنستے ہیں؟ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (وہ شخص) زبیر بن عوام کے چچا ابو زمرہ کی طرح تھا۔ (التفسیر، سورۃ الشمس..... ۴۹۴۹)



قیامت کا وقوع اور اس کی چند نشانیاں

قیامت حق ہے وہ ضرور آئے گی مکہ والے قیامت کو نہیں مانتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قیامت کے منکرین کا جا بجا رد کیا ہے اور قیامت کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ قیامت کا بیان حسب ذیل ہے۔

قیامت قائم کرنا اللہ کے لیے مشکل نہیں ہے:

اللہ نے فرمایا:

﴿قَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ۚ أَوِ ذَا مِتْنًا وَكُنَّا تُرَابًا ذَلِكْ رَجْعٌ بَعِيدٌ ۚ﴾ (ق: ۲-۳)

”کافروں نے کہا یہ (محمد ﷺ کا رسول بن کر آنا اور ان کی دعوت) عجیب چیز ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اس کے بعد دوبارہ (زندہ ہوں گے) یہ نہیں ہو سکتا۔“

﴿يَقُولُونَ أَوِ نَآ لِمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۚ إِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً ۚ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۚ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۚ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۚ﴾ (النار: ۱۰-۱۴)

”وہ کہتے ہیں کیا ہم دوبارہ پہلی حالت میں لوٹائے جائیں گے کیا جب ہم پوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے کہتے ہیں کہ پھر تو یہ واپسی نقصان دہ ہوگی (تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہوگی پھر وہ ایک دم میدان میں جمع ہو جائیں گے۔“

(یعنی انسانوں کو دوبارہ کھڑا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے بلکہ صور میں ایک پھونک مارنے سے تمام لوگ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔)

قیامت کب آئے گی؟

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الاعراف: ۱۷۸)

”یہ لوگ آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی؟ آپ فرما دیں کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہیں کرے گا وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بخاری (حادثہ) ہوگا وہ تم پر اچانک آجائے گی وہ آپ سے (قیامت کے بارے میں) ایسے پوچھتے ہیں گویا آپ ﷺ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ ﷺ فرما دیجیے اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ.....﴾

”بے شک قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور بارش وہی نازل کرتا ہے.....“

احادیث رسول ﷺ میں قیامت کے نشانیاں بتائی گئی ہیں ان نشانیوں سے قرب قیامت معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

جبریل کا نبی ﷺ سے ایمان اسلام احسان اور قیامت کے متعلق سوالات:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

«الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ بِلِقَائِهِ وَ رُسُلِهِ وَ تُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ»

”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور (آخرت میں) اللہ سے ملنے پر اور اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور قیامت کا یقین کرو۔“
(پھر) اس شخص نے کہا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ وَ لَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَ تَقِيَمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَ تَصُومَ رَمَضَانَ»

”اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“

پھر اس شخص نے کہا کہ احسان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ تَعْبُدَكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور غلوں سے) کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ حالت (نہ نصیب ہو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو تو) یہ خیال رہے کہ وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔“

پھر اس شخص نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے یہ بات پوچھی جا رہی ہے وہ خود بھی پوچھنے والے سے زیادہ اس کو نہیں جانتا (بلکہ نادانگی میں دونوں برابر ہیں) اور ہاں میں تم کو اس کی علامتیں بتائے دیتا ہوں کہ

«إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَّةُ رَبَّهَا وَ إِذَا تَعَلَّوْا رِعَاةَ الْإِبِلِ الْيَهُمُ فِي الْبَيْتَانِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ»

(۱) جب لوطی اپنے سردار کو جنے اور (۲) سیاہ اونٹوں کے چراگنے والے حبشی لوگ لوطی لوطی عمارتیں بنانے لگیں، (تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے) اور قیامت کا علم تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے کہ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر نبی ﷺ نے جلالت کیا:

«إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنْزِلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ

تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۵﴾ (سورۃ لقمان- ۳۵)

”بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ علم والا خبر رکھنے والا ہے۔“

پوری آیت کی تلاوت فرمائی۔ پھر وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس شخص کو میرے پاس واپس لاؤ چنانچہ (لوگ اس کے واپس بلانے کو گئے) مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ »

”وہ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔“

(الایمان، باب سوال جبرائیل النبی ﷺ ۵۰)

اعرابی نے پوچھا کہ قیامت کب آئیگی؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی ﷺ مجلس میں لوگوں سے (کچھ) گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب (قائم) ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ (نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی بات) بیان کرتے رہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے اس کی بات من تو لی ہے مگر (چونکہ) اس کی بات آپ کو بری محسوس ہوئی اس لیے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا: قیامت کے متعلق پوچھنے والا شخص کہاں ہے! تو سائل نے کہا یا رسول اللہ! میں (سوال کرنے والا) ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ »

”جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو سمجھو قیامت آنے ہی والی ہے۔“

اس نے پوچھا کہ امانت ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا وَدِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ »

”کہ جب عہدہ کسی نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔“

(العلم، باب من مثل علماء و هو مشغول فی حدیثہ: ۵۹)

میت کا غسل:

ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ غسل دینا (خالص) پانی سے اور میری (کے پتوں سے جوش دیے پانی) سے اور آخر میں کافور ملا دو۔ پھر جب تم (غسل سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنی (تہ بند) ہمیں دی اور فرمایا: اس سے ان کے جسم کو لپیٹ دو۔

(الجنائز۔ باب يجعل الكافور فی الاخيرة..... رقم: ۱۲۵۸)

آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر لوگوں کو دعوت دی:

سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی ﷺ صفا پر چڑھے اور آواز لگائی (یا صبا عاہ!) اے لوگو! دوڑو! یہ سن کر قریش سب جمع ہو گئے اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَرَأَيْتُمْ اِنْ حَدَّثْتُكُمْ اَنْ اَلْعَلَوْ مُصْبِحُكُمْ لَوْ مُمَسِّبُكُمْ اَكْتُمْتُمْ تُصْلِقُونِي؟»

اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک دشمن صبح یا شام کو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے؟ سب نے کہا، ہاں بے شک۔ (ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا، ”منا جرتنا علیک کذباً“ کہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں پایا) آپ ﷺ نے فرمایا: (اچھا تو تم میری اس بات کو بھی سچا جانو کہ)

«اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ»

”میں تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے ہی اس سے ڈراتا ہوں۔“

(لہذا تم کفر سے باز آ جاؤ)۔ ابولہب نے کہا (نعوذ باللہ) ”اَلِهٰذَا جَمَعْتُنَا تَبَا لَکَ“ حیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا ہمیں محض اسی واسطے جمع کیا تھا؟ تو اس وقت اللہ نے سورہ لہب ﴿لَهَبٌ وَتَبٌ..... الخ﴾ پوری سورت اتاری۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا۔



عورتوں کے مسائل

نبی ﷺ نے ایلاء کیا تھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے دل کی خواہش تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ نبی کریم ﷺ کی وہ کونسی دو بیویاں تھیں جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا تھا:

﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ (النحر: ۴)

”اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کر لو (تو بہت بہتر ہوگا) یقیناً تمہارے دل جھک پڑے ہیں۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج پر نکلا تو وہ (قضاء حاجت کے لیے) راستے سے ایک طرف چل پڑے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹا پانی کا لے کر ان کے ساتھ ہو لیا، جب وہ قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے ان پر پانی ڈالا اور انھوں نے وضوء کیا اس دوران میں نے عرض کیا امیر المؤمنین ازواج مطہرات میں سے وہ کونسی دو عورتیں تھیں، جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا ہے:

﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾

”اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو (تو یہ بہتر ہوگا) یقیناً تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے؟“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! تم پر تعجب ہے وہ دو عورتیں عائشہ اور حضرت حصہ رضی اللہ عنہا تھیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعہ بیان کرنے لگے کہ میں اور بنو امیہ بن زید کا ایک انصاری جو کہ میرا ہمسایہ تھا، دوسرے دن میں ہم نے باری مقرر کر رکھی تھی کہ ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جایا کرتا تھا، جب میں جاتا تو پورے دن کی باتیں اس کو آ کر سنایا کرتا تھا اور وہ جاتا تھا تو وہ تمام باتیں آ کر مجھے بتایا کرتا تھا، ہمارے قریبی لوگ عورتوں پر غالب تھے (یعنی مردوں کا عورتوں پر کنٹرول ہوتا تھا) لیکن جب ہم انصار کے پاس (ہجرت کر کے) آئے تو دیکھا ان کی عورتیں مردوں پر غالب تھیں، ہماری عورتیں بھی ان

بھی ان کی دیکھا دیکھی میں مردوں کے سامنے بولنے لگیں، ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے میری کسی بات کا جواب دے دیا تو اس کا جواب دینا مجھے ناگوار تو اس نے کہا اے عمر! میرا جواب دینا آپ کو کیوں ناگوار گزارا حالانکہ نبی کائنات کی بیویاں آپ ﷺ کو جواب دے لیا کرتی ہیں، اور آپ ﷺ کی بعض بیویاں پورا پورا دن بھی آپ سے ناراض رہتی ہیں بولنا چھوڑ جاتی ہیں۔ میری بیوی کی اس بات نے مجھے چونکا دیا، میں نے کہا کہ ازواج مطہرات میں سے جو ایسا کرے گی وہ تو ناکام و نامراد ہو جائے گی اور بہت بڑے گناہ کی مرتکب ہوگی پھر میں نے اپنے کپڑے لیے اور اپنی بیٹی حصہ کے پاس گیا میں نے کہا، حصہ! کیا تم میں سے کوئی اللہ کے رسول ﷺ کو ناراض کرتی ہے حتیٰ کہ پورا دن آپ ﷺ سے رنج رہتی ہو؟ حصہ نے کہا، ہاں ابو جان! میں نے کہا وہ عورت تو ناکام اور خسارے میں پڑ جائے گی جو ایسا کرے گی کیا اسے ڈر نہیں لگتا کہ اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غضب ہوگا اور وہ ہلاک ہو جائے گی؟

حصہ نہ تو تو اللہ کے رسول سے زیادہ مطالبات نہ کرنا اور نہ ہی آپ ﷺ کی کسی بات کا جواب دینا اور نہ ہی آپ ﷺ سے بول چال چھوڑنا، جو چیز تھے ضرورت ہو وہ مجھ سے مانگ لیتا:

”وَلَا يَغْرُوكَ إِِنْ جَاءَكَ جَارُكَ هِيَ لَوْضًا مِنْكَ وَأَحَبُّ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

”کہ تو اس دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ حیری سوکن (عائشہ) تجھ سے زیادہ خوب ہو ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کو تجھ سے زیادہ محبوب ہے (کہ تو اس کا مقابلہ کرنے لگ جائے)

ان دونوں ایام میں کے بادشاہ کے متعلق ہمارے اندر باتیں ہوتی تھیں کہ وہ ہم سے جگ کرنے کی تیاری میں ہے ایک دن میرا ساتھی اپنی باری پر نبی مکرم ﷺ کے پاس گیا، عشاء کے وقت واپس آیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ سوتے ہوئے ہیں؟ میں یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا کر باہر نکلا تو اس نے کہا:

”حَدَّثَ أَمِيرٌ عَظِيمٌ“

”بڑا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔“

میں نے کہا کیا ہوا، کیا حسانی حملہ آور ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں، بلکہ حسانیوں کے حملے سے

بھی بڑا واقعہ ہو چکا ہے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے میں نے کہا، حصہ ناکام ہو گئی اور خسارے میں پڑ گئی مجھے پہلے سے ہی یہی خطرہ تھا کہ ایسا معاملہ ہو جائے گا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز میں نے نبی رحمت ﷺ کے ساتھ آکر پڑھی، آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھا کر اپنے کمرے میں چلے گئے اور اکیلے جا کر بیٹھ گئے میں حصہ کے پاس گیا تو اسے روتا ہوا پایا، میں نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کیا میں تمہیں ڈرایا اور سمجھایا نہیں کرتا تھا؟ (کہ اللہ کے نبی ﷺ کو پریشان نہ کیا کرو؟) کیا اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ حصہ ﷺ نے کہا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ آپ ﷺ کمرے میں موجود ہیں (ان سے صحیح صورت حال کا پتا لگ سکتا ہے)

پھر میں وہاں سے نکل کر منبر رسول کے پاس آ گیا تو وہاں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیٹھا دیکھا ان میں سے کچھ رو رہے تھے میں ان کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھا رہا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے سکون سے نہ بیٹھنے دیا، پھر میں اس کمرے کے پاس چلا گیا، جس میں اللہ کے رسول موجود تھے، باہر آپ ﷺ کا سیاہ قلم غلام کھڑا تھا، میں نے اسے کہا کہ میرے لیے اللہ کے رسول ﷺ سے اندر جانے کی اجازت لے کر آؤ، غلام گیا اور اس نے نبی ﷺ سے بات کی اور واپس آ گیا اور کہا کہ میں نے آپ کا ذکر آپ ﷺ سے کیا ہے لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں دوبارہ منبر کے پاس بیٹھے، لوگوں میں جا کر بیٹھ گیا لیکن میری دل کی کیفیت نے مجھے اب کی بار بھی نہ بیٹھنے دیا اور میں نے غلام سے کہا کہ میرے لیے اجازت لیکن مانگو اس نے دوبارہ آ کر بتایا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا میں پھر منبر کے پاس بیٹھے لوگوں میں جا بیٹھا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے ستایا اور میں غلام کے پاس چلا آیا اور اس سے کہا کہ میرے لیے اجازت مانگو لیکن اس نے پھر بھی یہی آ کر کہا کہ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، جب میں وہاں سے واپس پلٹا تو مجھے غلام نے آواز لگائی کہ آپ کو نبی کریم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔

جب میں آپ ﷺ کے پاس کمرے میں گیا تو آپ ﷺ کو چٹائی پر لیٹا ہوا دیکھا جس پر بستر نہیں تھا، چٹائی نے آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر نشان ڈال دیے تھے، آپ ﷺ نے چڑے کے نیچے پر قبک لگا رکھی تھی، جس میں کجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا اور کھڑے کھڑے میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ یہ سن کر

آپ ﷺ نے مجھ پر نظر ڈالی اور فرمایا، نہیں۔ میں نے آپ کے دل بہلانے کی نیت سے کھڑے کھڑے کہا یا رسول اللہ! ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے پھر جب ہم ایسی قوم کے پاس آئے جن پر ان کی عورتوں کا کنٹرول ہے (تو ہماری عورتیں بھی ان کی دیکھا دیکھی میں مردوں کے سامنے بولنے لگیں) آپ ﷺ نے یہ سنا تو ہنس دیے۔

پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی حصہ سے کہا کہ تجھے تیری اس سوکن (یعنی عائشہ) سے دھوکہ نہ لگے جو تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کو تجھ سے زیادہ پیاری لگتی ہے۔ آپ ﷺ یہ سن کر دوبارہ ہنس پڑے، جب آپ ﷺ ہنس پڑے تو (میرا دل مطمئن ہو گیا تو) میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ ﷺ کے گھر میں نظر دوڑائی:

«قَوْلَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ قَبْلَهُ شَيْئًا يَرُودُ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ ثَلَاثَةٍ»

”اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے گھر میں تین چیزوں کے علاوہ کوئی سامان نہ دیکھا۔“ میں نے عرض کیا:

«أَدْعُ اللَّهَ فَلْيُوسِّعْ عَلَيَّ أَمْنِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ وَسَّعَ عَلَيْهِمْ وَأَخْطَطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُلُونَ اللَّهَ»

”اللہ کے نبی! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی امت پر مال کی فراوانی کر دے، فارس و روم کے لوگ دولت سے مالا مال ہیں حالانکہ وہ اللہ کی عبادت میں نہیں گرتے۔“ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب کیا آپ ٹھک میں ہیں؟ «أَوَّلَئِكَ قَوْمٌ عَجَلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا»

”فارس روم کے لوگوں کو اچھائیاں دنیا میں مل گئی ہیں (ان کو آخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔

ہوا یہ تھا کہ حضرت حصہ نے آپ ﷺ کا راز، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی جب کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُعَذِّبُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ (نازل فرما کر) آپ ﷺ سے ناراضی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ ایک مہینہ تک میں اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا پھر جب اسی دن گزر گئے تو آپ ﷺ سب سے پہلے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا، یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا ایک ماہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے جبکہ ہماری گنتی کے مطابق ابھی انیس دن ہوئے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: عائشہ مہینہ انیس دنوں کا بھی تو ہوتا ہے۔ پھر حقیقت میں بھی وہ مہینہ انیس کا ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب تخیر کی آیت نازل ہوئی (یعنی اس آیت میں نبی رضی اللہ عنہ کی بیویوں کو اختیار دیا گیا کہ اگر نبی رضی اللہ عنہ کے پاس رہنا چاہیں تو رہ جائیں اگر طلاق لینا چاہیں تو طلاق لے لیں) نبی رحمت رضی اللہ عنہ (اس آیت کے نازل ہونے کے بعد) سب سے پہلے میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا میں تیرے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اس کا فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ اس معاملہ میں پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا، آپ رضی اللہ عنہا کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے طلاق لینے کا مشورہ ہرگز نہیں دیں گے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

(الاحزاب: ۲۷، ۲۸)

”اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں دنیاوی مال متاع دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ اور آخرت کی طلبگار ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم (جنت الفردوس) تیار کر رکھی ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیات تلاوت کر لیں تو میں نے کہا کیا اس معاملے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟

﴿فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ﴾

”میں تو اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ اور آخرت کو چاہتی ہوں۔“

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دوسری بیوی کو بھی (اپنے پاس رہنے یا طلاق لینے کا) اختیار دیا تو

انہوں نے بھی وہی جواب دیا، جو میں نے دیا تھا۔ (المعطل۔ باب الفرفة والعلية..... رقم: ۲۴۶۸)

بنت الجون کی بد نصیبی:

حضرت ہبل بن سعد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عرب کی ایک عورت کا ذکر ہوا، آپ ﷺ نے حضرت ابواسید کو اس کی طرف پیغام نکاح دے کر بھیجا تو وہ بنو ساعدہ کے کسی محل میں لائی گئی، آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے وہ عورت اپنا سر جھکائے بیٹھی تھی، جب آپ ﷺ نے اس سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگی:

«أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ»

”میں تجھ سے (بچنے کے لیے) اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تجھے پناہ دے دی لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو جانتی ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا نہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ تو اللہ کے رسول تھے جو تجھے نکاح کا پیغام دیتے آئے تھے تو اس نے کہا:

«أَنَا أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ»

”میں تو اسی سعادت سے محروم ہو کر بد بخت ہو گئی۔“

پھر نبی کریم ﷺ ستیفہ بنو ساعدہ میں چلے گئے آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کل ﷺ! (پانی تو) ہمیں پلاؤ! پھر میں نے یہ پیالہ نکال کر اس میں آپ ﷺ کو پانی پلایا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت ہبل ﷺ نے وہ پیالہ ہمیں دکھایا تھا ہم نے اس سے پانی پیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ حضرت ہبل رضی اللہ عنہ سے بطور تحفہ طلب کیا تو انہوں نے وہ پیالہ انھیں تحفہ دے دیا۔ (الاشربة باب الشرب من قدح النبي ﷺ..... رقم: ۵۶۳۷)

حائضہ عورت اللہ کا ذکر کر سکتی ہے؟:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ ہم سب لوگ مدینہ سے صرف حج کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب (مقام) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا، کیا تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا:

«إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَأَقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ.....»

”(حیض) ایک ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے، لہذا جو مناسک حج

ادا کرنے والا ادا کرتا ہے تم بھی ادا کرو البتہ تم کعبہ کا طواف نہ کرنا۔“

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (کہ اس حج کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف

سے گائے کی قربانی کی تھی۔ (الحیض۔ باب الامر بالنفساء.....رقم: ۲۹۴)

لعان کی ابتداء کیسے ہوئی:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عویمر، عجلانی سیدنا عاصم بن عدی کے پاس آئے (رضی اللہ عنہما) اور کہا کہ جو شخص اپنی عورت کے پاس کسی غیر آدمی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو کیا وہ اس کو مار ڈالے؟ (اگر مار ڈالا تو) پھر تم لوگ بھی اس کو (قصاص میں) مار ڈالو گے، نہ مارے تو پھر کیا کرے؟ یہ (مسئلہ) میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے پوچھو، سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسے مسائل کا پوچھنا پسند نہ کیا پھر سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم بن عدی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایسی باتوں کے پوچھنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ تم نے اس مسئلے کے دریافت کرنے کا کہہ کر اچھا نہیں کیا سیدنا عویمر نے کہا کہ واللہ میں ہرگز باز نہ آؤں گا کہ میں یہ مسئلہ رسول اللہ سے پوچھ کر ہی دم لوں گا اور نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو (بدکاری کرتے ہوئے) دیکھے تو کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ (اگر قتل کر دے) تو آپ اس کے قاتل کو (قصاص) میں قتل کر دیں گے، تو آپ بتائیے کہ وہ شخص اب کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن اتارا ہے تم اپنی بیوی کو لے کر آؤ پھر ان دونوں کو لعان کا حکم دیا، جس طرح اللہ نے قرآن اتارا۔ سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ملاعت کیا اور میں اس موقع پر موجود تھا، جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھوں تو گویا کہ میں نے اس پر ظلم کیا یعنی جھوٹا الزام لگایا پھر سیدنا عویمر نے نبی ﷺ کے حکم سے پہلے ہی بیوی کو حلاق دے دی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس قصہ کے بعد ایسے شوہر اور بیوی، جو ملاعت کریں ان کے لئے یہی طریقہ قائم ہو گیا کہ لعان کرنے والے مرد اور عورت کے

درمیان جدائی کر دی جاتی تھی اور عویمیر کی بیوی حاملہ تھی اور پیدا ہونے والا بچہ اس عورت کی طرف منسوب ہوتا تھا اور یہ بھی طریقہ جاری ہو گیا کہ بچہ ماں کا اور ماں بچے کی وارث ہوگی ایک روایت میں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! اگر اس عورت (عویمیر کی بیوی) کے ہاں کالا، بڑی بڑی سیاہ آنکھ، بڑی سرین، موٹی موٹی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ عویمیر رضی اللہ عنہا نے اپنی بیوی کے بارے میں سچ کہا اور اگر سرخ سرخ گرگٹ کی طرح پیدا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی (کیونکہ یہ صفات عویمیر میں تھیں) آخر اس عورت کا بچہ اس شکل کا ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عویمیر کی تصدیق کی تھی (یعنی سانولا کالی آنکھوں، بڑے سرین اور موٹی پنڈلیوں والا) تو وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا (باپ کے نام سے کوئی نہ پکارتا تھا)

(التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾..... پھر رقم: ۴۷۴۵)

ہلال اور ان کی بیوی نے لعان کیا تھا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی عورت پر شریک بن سحاء کے (زنا کرنے کے بارے میں) تہمت لگائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: گواہ لاؤ گے! ورنہ آپ کو حد قذف (یعنی ۸۰ کوڑے) لگیں گے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت سے کسی کو بدکاری کرتے دیکھ لے تو وہ گواہ تلاش کرتا پھرے آپ ﷺ یہی کہتے رہے: گواہ لاؤ ورنہ تم کو حد لگے گی، تو ہلال نے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے میں کوئی ایسا حکم اتارے گا جس سے مجھے سزا سے بچا لے گا، اسی وقت خبر مل گئی

اترے اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ

فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ.....﴾ (النور: ۶-۹)

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کے گواہ صرف ان کے اپنے نفس ہوں تو وہ چار گواہیاں دیں گے کہ اللہ کی قسم وہ سچوں میں سے ہے۔“

تو رسول اللہ ﷺ لوٹے اور سیدنا ہلال کی بیوی کو بلوایا اور ہلال بھی آئے اور ان دونوں نے لعان کی

گواہیاں دیں نبی ﷺ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو تم میں سے کوئی ہے جو توہ کرے؟ (ہلال کے لعان کرنے کے بعد) عورت اٹھی، اس نے بھی (چار) گواہیاں دیں (یعنی چار مرتبہ یوں کہا کہ میں اللہ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں سچی ہوں) اور جب پانچویں مرتبہ کہنے لگی (کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو) تو لوگوں نے اسے روکا اور کہا کہ یہ گواہی (اگر جھوٹی ہے) تو تجھے عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ کچھ ہچکچائی اور پیچھے ہٹنے لگی تو ہم نے سمجھا کہ یہ اقرار کر لے گی (لیکن) پھر اس نے کہا:

«لَا لَفْضِخَ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ»

”میں ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو سوا نہیں کر سکتی۔“

آخر کار اس نے پانچویں مرتبہ یہ جملہ کہہ ہی دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے ہاں سیاہ سرگیں آکھ، موٹے، سرین، موٹی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو شریک بن سحما کا نطفہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی بچہ پیدا ہوا تو اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ»

”اگر اس معاملے اللہ کا حکم نہ آیا ہوتا تو دیکھتے کہ میں اس عورت کا کیا حال کرتا۔“

(التفسیر سورہ نور، باب وَ يَلْزَمُ أَهْلَهَا الْعَذَابُ، ۴۷۴۷)

آپ ﷺ نے لعان کرنے والے مرد کو کچھ بھی نہ دیا:

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لعان کرنے والے مرد اور عورت سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم دونوں سے حساب لینے والا ہے۔ ایک تو تم میں سے ضرور جھوٹا ہے، تم میں طہیدگی ہونی چاہیے۔ شوہر نے کہا کہ میرا مال (کہاں گیا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو تو نے جو اس سے دخول تو کیا ہے، اس کے بدلے تیرا میں وہ مال گیا اور اگر تو نے بیوی پر (زنا کی) تہمت لگائی ہے تو پھر تو تجھے واقعی کچھ بھی نہیں ملنا چاہیے۔ (طلاق۔ باب قول الامام۔ رقم: ۵۳۱۲)

ام حبیبہ نے نبی ﷺ کو اپنی بہن سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا:

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ میری

بہن بنت ابوسفیان سے نکاح کر لیجئے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے؟ (کیا تجھے سوکن ناگوار نہیں گزرتی؟) میں نے عرض کی ”جی ہاں“ (لیکن) اب بھی تو آپ ﷺ کی میں ہی اکیلی بیوی نہیں ہوں اور مجھے اپنی بہن کو اپنے ساتھ بھلائی میں شریک بنانا ناگوار نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ جائز ہی نہیں ہے (کہ دو بہنیں ایک وقت نکاح میں رکھوں) میں نے کہا کہ ہم نے تو سنا ہے کہ آپ ﷺ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ام سلمہ کی بیٹی سے؟ (میں نکاح کرنا چاہتا ہوں؟) میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تو اگر میری رہے (پہلے خاوند سے بیوی کی بیٹی) نہ بھی ہوتی تب بھی حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ دودھ کے رشتے میں میری بیٹی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ (اس کے باپ) کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا، پھر فرمایا:

”لَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتُكَ وَلَا أَخَوَاتُكَ“

”میرے اوپر نکاح کی غرض سے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو پیش نہ کیا کرو۔“ (وہ میرے لئے

حلال نہیں) (النکاح۔ باب ﴿وَأَن تَخْمُضُوا بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ﴾..... رقم: ۵۱۰۷)

کسی اور سے شادی کر لے:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رقاہ قرعی کی بیوی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے رقاہ نے طلاق دی پھر میری طلاق ہائے (غیر رجعی) ہو گئی اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر قرعی سے نکاح کیا (مگر) وہ نامرد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تو رقاہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے؟ لیکن تم دونوں کا ملاپ نہیں ہو جاتا تب تک نواقاعدہ کے پاس نہیں جاسکتی۔

(الشہادات۔ باب شہادۃ المعتبہ..... رقم: ۲۶۳۹)

رضاعی رشتے کا یقین ہونا ضروری ہے:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور (اس وقت) ایک شخص میرے پاس بیٹھا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خنجر ہو گیا گویا کہ آپ کو یہ ناگوار گزرا۔ میں نے عرض کی کہ ”یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھ لیا کرو کہ تمہارا کون کون بھائی ہے ”فَاتَمَّا الرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ“ کیونکہ دودھ کا رشتہ جب ہی ثابت ہوتا ہے کہ بچے کا پیٹ (دودھ) سے بھر جائے۔ (الشہادات۔ باب الشہادۃ علی الانساب..... رقم: ۲۶۴۷)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کو اندر نہ آنے دیا:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پردہ کا حکم اترنے کے بعد ابو قیس کے بھائی فلح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دیتی جب تک میں نبی ﷺ سے نہ پوچھ لوں کیونکہ فلح کے بھائی ابو قیس نے (جو میرا رضاعی باپ تھا) اس نے مجھے دودھ نہیں پلایا تھا مجھے ابو قیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابو قیس کے بھائی فلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھے بغیر اسے اجازت نہیں دی (اب کیا حکم ہے؟) نبی ﷺ نے فرمایا: تو نے کیوں نہ اجازت دی؟ وہ تو حیرا چچا ہے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابو قیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، مجھے تو ابو قیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دے دے کیونکہ وہ حیرا چچا ہے۔ حیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔

(الادب، باب قول فنیس رضی اللہ عنہا تربت یمینک..... رقم: ۶۱۵۶)

رضاعی رشتے نسلی رشتوں کی طرح ہیں:

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو ام المؤمنین حصفہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا: ”یا رسول اللہ! یہ (اجنبی) مرد آپ کے مکان میں جانا چاہتا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے جو حصفہ کا رضاعی چچا ہے“ عائشہ نے پوچھا کہ اگر فلاں شخص زعمہ ہوتا جو کہ دودھ کے رشتے سے میرا چچا تھا تو کیا میں اس کے سامنے نکلتی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«نَعَمْ الرِّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ»

”ہاں جو رشتے نسب سے حرام ہیں (دودھ پینے سے بھی حرام ہوتے ہیں۔“

(الشہادات: باب الشہادات علی الانساب..... رقم: ۲۶۴۶)



حلال و حرام

شکاری کتے کا شکار:

سیدنا عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے اس شکار کے متعلق دریافت کیا جو تیر کی ڈنڈی لگ کر مر جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِيدِهِ فُكِّلُ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ فَلَا تَأْكُلُ»
 ”جس (جانور) کو تیر دھار کی طرف سے لگے اس کو کھالینا اور جس کو چوڑائی کی طرف سے لگ جائے، وہ لاشیوں سے مارے ہوئے کی مثل ہے۔ اور میں نے کتے کے (مارے ہوئے) شکار کے بارے بھی دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر کتا خود نہ کھائے) اور تمہارے لئے دوک رکھے تو کھالینا (کیونکہ) ایسے کتے کا شکار کو ماؤ الناذع کے حکم میں ہے اور اگر اپنے کتے کے ساتھ کسی اور کا کتا بھی دیکھو اور یہ گمان ہو کہ تمہارے کتے نے دوسرے کے ہاتھ مل کر شکار پکڑ کر مار ڈالا ہے تو اس کو نہ کھانا:

«إِنَّمَا سَمِعْتُ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخِي»

”تم نے اپنے ہی کتے کے چھوڑنے پر بسم اللہ پڑھی تھی دوسروں کے کتوں پر نہیں پڑھی تھی۔“

(الزیلعی: باب صید المعراض رقم: ۵۴۷۶)

سیدنا ابوشلبہ حنفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ”یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں تو کیا ان کے برتنوں میں ہم کھالیں (یا نہیں؟) اور ہم شکار کے جنگل میں رہتے ہیں تو کیا ہم حیر کمان یا سکھلائے ہوئے کتے اور بغیر سکھلائے ہوئے کتے سے شکار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جو درست ہو (فرمادیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کا جو تم نے ذکر کیا ہے تو (اس کا جواب یہ ہے)

«فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَغَسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا»

اگر ان کے برتنوں کے سوا تمہیں اور برتن مل جائیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو اور اگر نہ ملیں تو پھر ان کو اچھی طرح دھو کر ان میں کھالیا کرو اور (شکار کے متعلق یہ ہے کہ) تیرے جو شکار تم بسم اللہ پڑھ کر کرو تو اسے کھالو اور اگر سکھلائے ہوئے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اور شکار کیا تو اس کا کھانا بھی درست ہے اور اگر (بسم اللہ نہیں پڑھی) یا کتا سکھلایا ہوا نہ تھا تو بعد ذبح کے کھانا درست ہے۔
(المذبح، باب صید القوس..... رقم: ۵۴۷۸)





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحیح مسلم شریف

❀ 17422 احادیث نبوی ﷺ کا روح پرور ذخیرہ۔

❀ کتاب اللہ اور صحیح بخاری شریف کے بعد روئے زمین پر سب سے زیادہ مستند اور صحیح ترین کتاب مسلم شریف تسلیم کی گئی ہے جس کو امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ کے مجموعہ سے انتخاب فرما کر مرتب کیا ہے۔
❀ اس ایمان افروز کتاب میں ایک کالم میں عربی جمع اعراب اور اس کے مقابل کالم میں اردو زبان میں سلیس ترجمہ از علامہ وحید الزماں کے ساتھ نیچے اس کتاب کی مفصل شرح از امام نوویؒ درج کی گئی ہے۔
❀ صحیح مسلم شریف مع مختصر شرح النوویؒ کا زیر نظر ایڈیشن نئی کمپوزنگ اور جدت کے ساتھ درج ذیل طباعتی خوبیوں سے مزین کیا گیا ہے۔

❀ تمام احادیث کو جدید اردو کمپیوٹر کمپوزنگ سے آراستہ کیا گیا ہے اور راوی حدیث کے بعد متن حدیث میں سے فرمان رسول الگ نوٹ (شاکل) میں لکھا گیا ہے تاکہ قاری حدیث کے لیے فرمان رسول کے الفاظ نمایاں نظر آئیں۔

❀ تمام احادیث کی نئے سرے سے نمبرنگ کی گئی ہے تاکہ قارئین کو دیگر کسی اردو کتاب سے حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو اس سلسلہ میں جو نمبرنگ عالمی معیار کے مطابق رائج ہے اسی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

❀ اردو زبان میں شائع شدہ دیگر تراجم میں بعض احادیث سرے سے موجود ہی نہ تھیں عربی کے پرانے اصل نسخہ سے ان احادیث کا ترجمہ بھی کروادیا گیا ہے الحمد للہ اب اس نسخہ میں مکمل احادیث شامل ہیں۔

❀ عربی اعراب کی درستی کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر اردو زبان کے پرانے الفاظ کو جدید الفاظ میں تبدیل کیا گیا ہے۔

❀ انشاء اللہ العزیز یہ خوبیاں قارئین کرام کو کتاب کے نفس مضمون کو آسانی اور خوبصورتی سے پڑھ کر، سمجھ کر، عمل کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

نعمانی مکتب خانہ حق سنیٹ

E-Mail: nomania2000@hotmail.com
Tel: 042-7321865 Mob: 0333-4229127

یہ کتاب اپنے ہر قرعہ بک شال یا
ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔

کتاب تمام ان سبک عابک کتاب

کتاب الدعاء

مترجم

المشیخ حافظ مشیر حسن



ہر انسان کی زندگی میں کچھ کمالات اور واقعات ایسے درپیش ہوتے ہیں کہ وہ دنیاوی ذرائع اور وسائل کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو بے بس اور مجبور محسوس کرتا ہے۔ اس عالم بے ساختہ میں اس کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھتے ہیں اور اس کی زبان پر چند دعا کی کلمات ادا ہوتے ہیں۔ اس صورت حال میں اپنے سے کسی بالاتر قوت کو پکارنا، دعا اور مناجات کے ذمے میں شامل ہے۔ دنیا کے ہر مذہب میں دعا کا یہ تصور موجود رہا ہے مگر اسلام نے دعا کی حقیقت کو مستقل عبادت کا درجہ عطا کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود دعا کی کو عبادت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید از آغاز تا اختتام مستقل دعاؤں سے عبارت ہے۔ سورہ فاتحہ سے بجز آداب اور دعا کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اور آخری دو سورتوں (معوذتین) سے بجز استعاذہ اور عدو کے لیے کیا اذکار ہو سکتے ہیں۔ بالآخر اسلام سے بہتر حقیقت دعا کو کسی دوسرے مذہب نے پیش نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی نے اس کے آداب و ضوابط اور کلمات عطا نہیں فرمائے۔ مگر انہوں نے آج علم کے بازار میں دعا کے نام پر ایسے مشرکانہ اور جہل آمیز کلمات ملتے ہیں جن کی ادائیگی سے پریشانیوں دور ہونے اور مصیبتیں نکلنے کی بجائے ہمارے نامہ اعمال کی سیاہی میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے دعا اور اس سے متعلق مسائل، آداب، ضوابط اور قبولیت و عدم قبولیت، دعا کے تمام مسائل سمجھ آئے ہیں۔ گویا دریا کو کوڑے میں بند کر دیا گیا ہے۔ دعا کے ساتھ منسوب غیر شرعی تصورات جن میں تو سئل وغیرہ کو بہت گمراہ کن انداز میں پیش کیا جاتا ہے، ان کی علمی اور شرعی دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ مسنون دعا ایک بندہ مومن کو عرش الہی کے قریب تر اور قبولیت و استجاب کے مقام پر فائز کر دیتی ہے اور دعاؤں کا غیر مسنون طریق اسے شرک و بدعت کے تحت لغوی میں کر دیتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہمیں قبولیت دعا کا وہ خزانہ مل جائے گا جس سے زیادہ اس دنیا میں ہماری کوئی اور ضرورت نہیں ہے۔ آئیے اس کتاب کے مطالعے سے ہم استجاب کے خزانوں کو حاصل کریں اور ہر نوع کی پریشانیوں سے نجات حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اس علمی اور تحقیقی کاوش کو عبادت الناس میں مقبول بنائے (آمین)

پروفیسر عبد الجبار شاہ

بیت الفت، لاہور (کیم ربیع الاول ۱۴۲۳ھ)

نعمانی کتب خانہ

E-Mail: nomania2000@hotmail.com
Tel: 042-7321865 Mob: 0333-4229127

یہ کتاب اپنے ہر قریبی بک شال یا

ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔



صحیح بخاری شریف کے منتخب واقعات

آج کی دنیا میں مختلف موضوعات پر بے شمار کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔ جن میں لا تعداد کتب نہایت دلچسپ داستانوں، قصہ گوئیوں، اقوال، نصیحت آموز واقعات اور کہانیوں پر مشتمل ہیں اور ان بے شمار موضوعات پر لکھی تحریروں کو ہمارے ہاں دینی ادبی لٹریچر میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ ان تحریروں سے جہاں ہماری مذہبی سچائی کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے وہیں یہ داستانیں واقعات اور اقوال ہماری دینی زندگیوں کا رخ متعین کرنے کا باعث بھی بنتے ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید اور اس کے بعد دنیا کی معتبر ترین کتاب الجامع الصحیح البخاری شریف میں موجود حق و صداقت پر مبنی دلچسپ واقعات بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ زیر نظر کتاب میں فضیلۃ الشیخ ابو یاسر نے بغیر تہرہ کے قرآنی آیات اور صحیح بخاری شریف کے سینکڑوں واقعات کو سلیس اور عام فہم ترجمہ کے ساتھ درج کر دیا ہے۔ اور واقعات کو مضامین کے تحت لکھا ہے نیز ہر واقعہ کا حوالہ مکمل طور پر دیا گیا ہے۔

ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب جہاں عام مسلمانوں کے لیے مفید ہے وہاں خطباء اور واعظین بھی اس سے استفادہ کر کے عوام کی راہنمائی صحیح واقعات کی روشنی میں کر سکیں گے۔ صحیح بخاری شریف کے واقعات کے بعد عنقریب صحیح مسلم شریف کے ساتھ ساتھ ابو داؤد شریف، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی کی صحیح احادیث میں موجود واقعات کا مجموعہ بھی نعمانی کتب خانہ لاہور کی طرف سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

مجھے امید ہے کہ خطباء اور واعظین اپنے دروس اور فنی مجالس میں ان ایمان افروز واقعات کو بیان کرنے کے لیے اس منفرد کتاب کا مطالعہ ضرور فرمائیں گے۔

پروفیسر وسیم اکبر شیخ

شعبہ صحافت، اسلامیات کونسل یونیورسٹی ڈی جی خان



SA19

حق سٹریٹ
آرڈو بازار لاہور
7321865

E-Mail: nomania2000@hotmail.com